تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

ب - ت

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف

مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائکلوپیڈیا

مؤلف : مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول : ۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب
خانوں میں دستیاب ہے

ناشر
بیت العمار کراچی
نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰
0333-3136872, 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۵۴	بازار سے فلاں سامان خرید کرلانا..........
۵۴	بازار کا چکر لگاتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ..........
۵۴	بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا..........
۵۶	بازار کے کسی آدمی سے سودا بکوایا..........
۵۶	بازار کے محتسب و نگران..........
۵۷	بازار کے نگران کے اہم کام..........
۵۹	بازار میں آنے جانے والوں کی صفات..........
۶۰	بازار میں داخل ہو کر یہ دُعا پڑھے..........
۶۰	بازار میں داخل ہونے کی دُعا..........
۶۰	بازار میں کب جائے..........
۶۱	بازار میں کوئی چیز کم نہ ہو..........
۶۱	بازار والوں پر ٹیکس لگانا..........
۶۱	بازاروں میں جانا مُباح ہے..........
۶۱	بازاروں میں جانے کا حکم..........
۶۲	بازی لگانے پر انعام..........
۶۲	باطل مذاہب کے مراکز کی تعمیر کے لیے سامان فروخت کرنا..........
۶۳	باغ..........
۶۴	باغات کو بٹائی پر دینا..........

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان
۸۵	بائع کے فائدہ کی شرط لگانا
۸۵	بائع کے لیے بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا
۸۵	بائع کے لیے مبیع سے فائدہ اٹھانا
۸۵	بائع نے ایک چیز خریدنے کے بعد اس پر رقم خرچ کی
۸۶	بائع نے چیز پر رقم خرچ کی
۸۶	بائع نے قیمت واپس کر دی سودا واپس نہیں کیا
۸۶	بائع نے مشتری کو دھوکہ دیا
۸۷	بائی بیک (Buy Back)
۸۸	بائیکاٹ
۸۹	بائیکاٹ کا فتویٰ لگا ہے
۸۹	بائیکاٹ کرنا
۹۰	بت
۹۰	بت فروشی
۹۱	بٹائی پر جانور دینا
۹۱	بٹائی پر دینا باغات کو
۹۱	بٹائی پر دینا درختوں کو
۹۱	بٹائی پر زمین دینا
۹۱	بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا

صفحہ نمبر	عنوان
صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان
٢١٦	بیع کا لغوی معنی
٢١٦	بیع کر کے پریشان ہوگیا
٢١٧	بیع کو کسی کام کے ساتھ مُعلّق کرنا
٢١٧	بیع کو مستقبل کی طرف منسوب کرنا
٢١٨	بیع کی تعریف
٢١٨	بیع کی شرائط
٢٢١	بیع کے اَرکان (Element of Sale)
٢٢٢	بیع کے بعد مبیع ضمان میں کب آتا ہے؟
٢٢٢	بیع کے بعد مشتری چیز کا مالک بن جاتا ہے
٢٢٣	بیع کے بعد واپس بیچنے کا وعدہ کرنا
٢٢٣	بیع کے بعد واپس بیچنے کی درخواست کرنا
٢٢٣	بیع کے ساتھ اقرار نامہ بھی
٢٢٥	بیع کے ساتھ شرائط
٢٢٥	بیع کے ساتھ شرط رکھنا حرام ہونے کی وجہ
٢٢٦	بیع کے مقتضٰی کے خلاف کوئی شرط نہ ہو
٢٢٦	بیع مبرور
٢٢٧	بیعِ مُرابحہ
٢٢٨	بیع مرابحہ کی شرائط

صفحہ نمبر	عنوان
۲۴۹	بینک شراکت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا..........
۲۵۰	بینک کا اِجارہ..........
۲۵۰	بینک کا سود..........
۲۵۰	بینک کا فائدہ..........
۲۵۰	بینک کا کِردار دَر آمد بَر آمد میں..........
۲۵۰	بینک کا کردار ذخیرہ اندوزی میں..........
۲۵۱	بینک کا مُرابحہ موٴجلہ..........
۲۵۱	بینک کو کمیشن پر گاہک مہیا کرنا..........
۲۵۱	بینک کی شراکت..........
۲۵۱	بینک کی مضاربت..........
۲۵۱	بینک کی مُلازمت..........
۲۵۳	بینک کے اِجارہ میں اُجرت کی شرح متعین نہیں ہوتی..........
۲۵۳	بینک کے توسُّط سے چیز خریدنا..........
۲۵۴	بینک کے چوکیدار کی تنخواہ..........
۲۵۵	بینک کے ساتھ خرید و فروخت کرنا..........
۲۵۶	بینک کے سُود سے اِنکم ٹیکس ادا کرنا..........
۲۵۷	بینک کے کاغذات کی چَھپوائی کا کام کرنا..........
۲۵۷	بینک کے لیے زمین فَروخت کرنا..........

صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۷	بینک کے لیے مکان فروخت کرنا......
۲۵۸	بینک مُضارَبَت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا......
۲۵۹	بینک ملازم تنخواہ کی رقم کا کیا کرے؟......
۲۵۹	بینک ملازم سے خرید وفروخت کرنا......
۲۶۰	بینک میں قبل از وقت شرکت ختم کرنا......
۲۶۱	بینک میں منافع کی تقسیم کا طریقہ......
۲۶۱	بینک میں نفع کی تقسیم ”وَزَن“ کی بنیاد پر ہوتی ہے......
۲۶۱	بینکوں کا اِشتہار......
۲۶۱	بینکوں کو تجارت کی اجازت نہیں......
۲۶۱	بینکوں کے حصص خریدنا......
۲۶۲	بیوٹی پارلر......
۲۶۳	بیوٹی پارلر کا سامان......
۲۶۳	بیوٹی پارلر کے جائز کام......
۲۶۵	بیوٹی پارلر میں ناجائز کام......
۲۶۶	بُیُوع کی اَقسام......
۲۶۷	بیوی شوہر کا مال اجازت کے بغیر فروخت نہیں کرسکتی......
۲۶۷	بیوی کا شوہر کی مُعاوَنَت کرنا......
۲۶۸	بیوی کو بیچنا......

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۰	پرندوں کی تجارت........
۲۹۱	پرندوں کی خرید وفروخت........
۲۹۲	پری شپمنٹ فائنانسنگ کا اسلامی طریقہ........
۲۹۴	پڑوسیوں کا نقصان کرنے والی مرغی کا انڈا........
۲۹۴	پسند آگئی تو میں لے لوں گا........
۲۹۵	پسندیدہ کھانا........
۲۹۶	پشیمان ہوگیا........
۲۹۶	پکنے تک کی شرط لگا کر فصل خریدنا........
۲۹۷	پگڑی........
۲۹۸	پلاسٹک منی........
۲۹۹	پلاسٹک منی سے مراد........
۳۰۰	پلاٹ کی فائل کی خرید وفروخت........
۳۰۱	پل ٹیکس اصل قیمت میں ملانا........
۳۰۱	Pledging........
۳۰۱	پنشن........
۳۰۲	پنشن فروخت کرنا........
۳۰۴	پنشن کی بیع........
۳۰۶	پنشن کی خرید وفروخت........

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۸	تول کر اشیاء فروخت کرنا........
۲۱۹	تول کر بکنے والی چیز دونوں طرف ایک طرح کی نہ ہو........
۲۲۰	تول کر بکنے والی چیزوں کو پیسے وغیرہ کے عوض میں لینا........
۲۲۰	تول کر جانور فروخت کرنا........
۲۲۱	تول کر دونوں نہیں بکتیں........
۲۲۱	تول کے حساب سے لینا........
۲۲۱	تولنا........
۲۲۱	تولنا جھکتا ہوا........
۲۲۲	تولنے میں کمی زیادتی عظیم جرم ہے........
۲۲۳	تولیدی جوہر کی تجارت........
۲۲۴	تولیہ........
۲۲۵	تولیہ کا حکم مضارب کے لیے........
۲۲۵	تولیہ میں خیانت کا علم ہو........
۲۲۵	تولیہ میں دیانت داری ضروری ہے........
۲۲۵	تھانوں کی گنتی........
۲۲۶	تھن میں دودھ فروخت کرنا........
۲۲۶	تھوڑا تھوڑا کر کے آنے والے پھل کی بیع........
۲۲۶	تھوک فروش........

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باپ کو اختیار ہے تین دن تک

کسی نے کہا: ''تین دن تک میرے والد کو اختیار ہے، اگر کہے گا، لے لوں گا، نہیں تو واپس کردوں گا'' تو یہ بھی درست ہے، اب تین دن کے اندر وہ یا اس کا باپ واپس کرسکتا ہے، اور اگر خود وہ یا اس کا باپ کہہ دے کہ: ''میں نے لے لی، اب واپس نہ کروں گا'' تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

بات چیت سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط

بات چیت یا تحریر سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط یہ ہیں:

❶ ایجاب وقبول کے لیے ماضی یا حال کا صیغہ استعمال کیا جائے، جیسے: ''میں نے فروخت کیا''، ''میں نے خریدلیا''، ''میں فروخت کرتا ہوں'' وغیرہ الفاظ ہیں۔

☆...... مستقبل (Future) کا صیغہ استعمال کرنے سے سودا صحیح نہیں ہوگا، جیسے: ''میں فروخت کروں گا''، ''میں خریدوں گا'' وغیرہ۔

☆...... سوالیہ کلام سے ایجاب وقبول کرنا صحیح نہیں ہے۔

---

(۱) کما یصح شرط الخیار للعاقد أو لأحدهما یصح أیضا لأجنبي، کما لو اشتری بشرط الخیار لفلان صح وثبت الخیار له ولفلان، فإن أجاز أحدهما أو نقض صح إن وافقه الآخر، وإن أجاز أحدهما ونقض الآخر فالأسبق أولی، ولو کانا معًا فالفسخ أحق علی الأصح۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۲۳۵/۲) تحت المادة رقم: ۳۰۰، البیوع، الباب السادس: في الخیارات، الفصل الأوّل في بیان خیار الشرط، ط: رشیدیه)

الدر مع الرد: (۵۶۷/۴) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: سعید۔

فتح القدیر مع الکفایة: (۲۹۶/۶) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رشیدیه۔

❷ ایجاب وقبول کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جن سے خرید و فروخت کا معنی یا مالک بنانے یا مالک بننے کا معنی واضح ہوتا ہو، جیسے: ''میں نے فروخت کیا''، ''میں نے مالک بنایا''، ''میں نے یہ چیز دی''، ''میں نے خریدی''، ''میں نے لی''، ''میں مالک بن گیا''، ''میں اس پر راضی ہوگیا'' وغیرہ۔ (۱)

بادام خراب نکلے

''سبزی خراب نکلے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۵/۴)

باربار کاروبار تبدیل کرنا

''کاروبار تبدیل کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۹/۵)

باربرداری کی اجرت اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

باریک اور موٹے آٹے کا تبادلہ

''چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۳)

---

(۱) البيع ينعقد بإيجاب و قبول، فيه إشارة إلى أنه يشترط أن يكون العاقد متعددًا... الإيجاب و القبول في البيع عبارة عن كل لفظين مستعملين لإنشاء البيع في عرف البلدة أي عبارة عن كل لفظين ينبئان عن معنى التمليك والتملك... الإيجاب و القبول يكونان بصيغة الماضي كبعت واشتريت... ينعقد البيع بصيغة المضارع أيضا إذا أريد بها الحال كما في عرف بعض البلاد كأبيع وأشتري و إذا أريد بها الإستقبال لاينعقد... صيغة الاستقبال التي هي بمعنى الوعد المجرد مثل سأبيع وأشتري لاينعقد بها البيع، و كذا لاينعقد البيع بصيغة الاستفهام كما لو قال للبائع: أتبيعني مالك هذا بألف... لاينعقد البيع بصيغة الأمر أيضا كبع واشتر۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۶۱-۶۳) رقم المادة: ۱۶۷-۱۷۲، الكتاب الأول: البيوع، الباب الأول: في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئٹه)

◻ شرح المجلة للأتاسي: (۲/۲۷-۳۳) رقم المادة: ۱۶۷-۱۷۲، أيضا، ط: رشيديه۔

◻ الدر مع الرد: (۴/۵۱۰، ۵۱۱) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

باریک کپڑے کی تجارت

ایسا باریک کپڑا جسے ڈبل کر کے پہننے کے باوجود بدن نظر آتا ہو تو ایسا کپڑا بے حیائی اور عریانی کا پیش خیمہ بنتا ہے اور پردے کو متاثر کرتا ہے اور گناہوں کی دعوت دینے کے مترادف ہے، اس لیے ایسے باریک کپڑے کو فروخت کرنا گناہوں کے کام میں معاونت اور مدد کے مترادف ہے، اس لیے ایسے کپڑوں کی تجارت سے بچنا چاہیے، تاہم سودا کرنے سے سودا صحیح ہو جائے گا۔[1]

باریک لباس

جو لباس اتنا باریک اور پتلا ہو کہ اس میں انسان کا بدن اور جسم نظر آتا ہو تو مرد اور عورتوں کے لیے ایسا لباس پہننا صحیح نہیں ہے۔[2] اور ایسے لباس کی تجارت

---

(۱) أنّ ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلّا فتنزيهاً . . . ، وقال الشامي: وبيع المكعب المفضّض للرجل أن ليلبسه يكره ؛لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (شامي: (۳۹۱/۶، ۳۹۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط:سعيد)

البحر الرائق: (۲۴۰/۵) كتاب السير، باب البغاة، قبيل: كتاب اللقيط، ط: رشيديه)

وبيع المكعب المفضّض للرجال إذا علم أنه يشتريه للبسه يكره۔ (البزازية على هامش الهندية: (۵۲۰/۴) الثالث في المتفرقات، ط: رشيديه)

(۲) عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: استيقظ النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فقال . . . فرب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة۔ (صحيح البخاري: (۲۲/۱) كتاب العلم، باب العلم والعظة بالليل، ط: قديمي)

وقوله: كاسية في الدنيا عارية في الآخرة) يريد كاسية بالثياب الواصفة لأجسامهن لغير أزواجهن، ومن يحرم عليه النظر إلى ذلك منهن، وهنّ عاريات في الحقيقة فربما عوقبت في الآخرة بالتعري الذي كانت إليه مائلة في الدنيا مباهية بحسنها . . . وقد يحتمل أن يريد صلى الله عليه وسلم بقوله: "كاسية في الدنيا عارية في الآخرة" النهي عن لباس رقيق الثياب واصفًا كان أو غير واصفة خشية الفتنة۔ (شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۱۱۶/۳، ۱۱۷) كتاب الصلاة، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم على قيام الليل والنوافل . . . الخ، ط: مكتبة الرشد)

أقول: مفاده أن رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة ولو كثيفًا لاترى البشرة منه (شامي: (۳۶۶/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ط: سعيد)

اور خرید و فروخت سے بچنا ضروری ہے، اور جو مرد و عورت ایسے لباس خرید نے کے بعد پہن کر لوگوں کے سامنے آئیں گے جان بوجھ کر ان کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔[۱] البتہ گھر میں رہتے ہوئے صرف شوہر کے سامنے ایسا باریک لباس پہننے کی گنجائش ہے۔[۲] اور شمیض وغیرہ کے ساتھ بھی اسے استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔[۳] اس لیے ایسے لباس کی تجارت اگر چہ حرام نہیں لیکن بچنا بہتر ہے۔[۴]

مزید "باریک کپڑے کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔

باڑہ مارکیٹ

حکومت کے قانون کے اعتبار سے ممنوع اشیاء کو خفیہ طور پر لا کر جس بازار میں فروخت کیا جاتا ہے، اس کو عام طور پر "باڑہ مارکیٹ" کہتے ہیں۔

بازار اللہ کے دستر خوان ہیں

اللہ تعالیٰ نے کسب و کمائی اور معاش کا مرکز بازار کو بنایا ہے، جو شخص بازار

(۱، ۴) أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها۔ وقال الشامي رحمه الله تعالى: وبيع المكعب المفضض للرجل إن ليلبسه يكره، لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۹۱، ۳۹۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

وبيع المكعب المفضض من الرجل إذا علم أنه اشتراه للبس يكره۔ (الفتاویٰ الهندية: (۳/ ۲۱۰) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح والفاسدة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۸/ ۳۷۱) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه۔

(۲) انظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة السابقة۔ (عن أم سلمة رضي الله عنها)

(۳) عن دحية بن خليفة الكلبي أنه قال: أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بقباطي فأعطاني منها قبطية فقال: اصدعها صدعين، فاقطع أحدهما قميصا وأعط الآخر امرأتك تختمر به، فلما أدبر قال: وأمر امرأتك أن تجعل تحته ثوبا لا يصفها۔ (سنن أبي داود: (۲/ ۲۱۴) كتاب اللباس، باب في لبس القباطي للنساء، ط: رحمانية)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۷۶) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

نيل الأوطار: (۲/ ۱۳۵) كتاب للباس، باب نهي المرأة أن تلبس مايحكي بدنها أو تشبه بالرجال، ط: دار الحديث مصر۔

میں حلال کمائی طلب کرنے کے لیے جائے گا وہ پائے گا، اور جو بلا ضرورت گھر میں بیٹھا رہے گا وہ اللہ کے رزق سے محروم رہے گا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ یہ بازار اللہ کے دستر خوان ہیں، جو یہاں لینے آئے گا وہ پائے گا۔ (۱)

بازار بدترین مقامات میں سے ہیں

بازار بدترین مقامات میں سے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، اس نے معلوم کیا بہترین اور بدترین مقام کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم نہیں! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے معلوم کر کے بتاؤں گا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین مقامات اللہ کے نزدیک مساجد اور بدترین مقامات اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن الحسن البصري: الأسواق موائد الله، فمن أتاها أصاب منها۔ (شرح إحياء العلوم: (۵/۴۱۷) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الأوّل في فضل الكسب والحث عليه، ط: مؤسسة التاريخ العربي)

قوت القلوب: (۲/۴۵۱) الفصل السابع والأربعون، ذكر حكم المتسبب للمعاش، ذكر ما روينا من الآثار في البيوع والصنائع... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

عيون الأخبار: (۱/۳۵۸) كتاب السؤدد، التجارة والبيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه رضي الله عنه أنّ رجلاً قال: يا رسول الله! أي البلدان أحب إلى الله؟ وأي البلدان أبغض إلى الله؟ قال: لا أدري حتى أسأل جبريل صلى الله عليه وسلم فأتاه جبريل فأخبره، أنّ أحب البقاع إلى الله المساجد، وأبغض البقاع إلى الله الأسواق ۔ (مسند البزار: (۸/۳۵۲) رقم الحديث: ۳۴۳۰، حديث جبير بن مطعم عن النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنوّرة)

مجمع الزوائد: (۴/۷۶) رقم الحديث: ۶۳۲۶، كتاب البيوع، باب ماجاء في الأسواق، ط: مكتبة القدس، القاهرة۔

مرقاة المفاتيح: (۲/۴۱۶) كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثالث، ط: رشيديه جديد۔

بازار جانا

ضرورت کا سامان خرید کر لانے کے لیے بازار جانا عزت، احترام، وقار اور شرافت کے خلاف نہیں، بلکہ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء کرام بازاروں میں آنا جانا رکھتے تھے۔ (۱)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ خادم وغیرہ ہونے کے باوجود بڑے اور اونچے مرتبے والوں کا خود سے سامان خریدنا تواضع، عاجزی اور انکساری کا اظہار ہے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور گزرے ہوئے زمانہ کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔ (۲)

بازار جانے کے آداب

بازار جانے کے آداب یہ ہیں:

❶ بازار میں داخل ہونے سے پہلے اور داخل ہونے کے بعد کی دعا پڑھے۔ (۳)

---

(۱) أخرج عبيد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن قتادة {وما أرسلنا قبلك من المرسلين إلا أنهم ليأكلون الطعام ويمشون في الأسواق} يقول: إنّ الرسل قبل محمد كانوا بهذه المرتبة {ليأكلون الطعام ويمشون في الأسواق}۔ (الدر المنثور: (۲۴۳/۶) سورة الفرقان، الآية: ۲۰، ط: دار الفكر بيروت)

تفسير ابن أبي الحاتم: (۲۶۷۵/۸) رقم الحديث: ۱۵۰۴۵، سورة الفرقان: ۲۰، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز۔

فتح القدير للشوكاني: (۸۲/۴) الفرقان: ۲۰، ط: دار ابن كثير۔

(۲) وفي هذا الحديث مايدلّ على أنه لا بأس للشريف أن يتصرف في السوق بالبيع والشراء، ويتعفف عما يبذله من المال وغيره۔ (عمدة القاري: (۲۳۳/۱۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في قوله تعالى: {فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض}، ط: دار الكتب العلمية)

شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۱۹۰/۶) أيضا، ط: مكتبة الرشد۔

(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دخل السوق فقال: لا إله إلا الله وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لايموت بيده الخير =

⑭ بازار میں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کو خوب پھیلائے۔ [(۱)]

⑮ کہیں لائن میں لگنا پڑے تو اس میں منظم طریقے کو اختیار کرے اور اپنی باری کا صبر وتحمل سے انتظار کرے۔ [(۲)]

= وهو على كل شيئ قدير، كتب الله له ألف ألف حسنة، ومحا عنه ألف ألف سيئة، ورفع له ألف ألف درجة... عن بريدة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل السوق قال: باسم الله اللّهم إني أسئلک خير هذه السوق وخير ما فيها، وأعوذ بک من شرها وشرّ ما فيها اللّهم إني أعوذ بک أن أصيب فيها يمينًا فاجرة أو صفقة خاسرة، ولا حول ولا قوّة إلاَّ بالله۔ (الأذكار للنووي: (ص: ۴۲۹، ۴۳۰) كتاب الأذكار المتفرقة، باب مايقول إذا دخل السوق، ط: دار ابن كثير، بيروت)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۱۳، ۲۱۶) كتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثاني والثالث، ط: قديمي۔

الدعوات الكبير للبيهقي: (۱/۲۰۶) رقم الحديث: ۳۰۰، باب التهليل والذكر عند دخول الأسواق، ط: غراس للنشر والتوزيع، الكويت۔

(۱) عن أبي أمامة رضی الله عنه قال: أمرنا نبينا صلى الله عليه وسلم أن يفشي السلام... عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، أن الطفيل بن أبي بن كعب أخبره أنه كان يأتي عبد الله بن عمر رضی الله عنهما فيغدو معه إلى السوق، قال: فإذا غدونا إلى السوق لم يمر بنا عبد الله على سقاط، ولا صاحب بيعة ولا مسكين ولا أحد إلاَّ سلم عليه۔ قال الطفيل: فجئت عبد الله بن عمر يومًا، فاستتبعني إلى السوق، فقلت له: ما تصنع بالسوق وأنت لاتقف على البيع ولا تسأل عن السلع، ولا تسوم بها، ولا تجلس في مجالس السوق؟ قال: وأقول: اجلس بنا ههنا نتحدّث، فقال لي ابن عمر: يا أبا بطن۔ وكان الطفيل ذا بطن۔ إنّما نغدوا من أجل السلام، نسلم على من لقيناه۔ (الأذكار للنووي: (ص: ۵۹۰، ۵۹۱) كتاب السلام والاستئذان، باب فضل السلام والأمر بإفشائه، ط: دار ابن كثير، بيروت)

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۶۲) كتاب اللباس، باب إفشاء السلام، ط: قديمي۔

موطأ الإمام مالک: (ص: ۴۲۵) كتاب الجامع، باب جامع السلام، ط: قديمي۔

(۲) عن عمرو بن عبسة قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله من تبعک على هذا الأمر؟ قال: حرّ وعبد، قلت: ما الإسلام؟ قال طيب الكلام وإطعام الطعام، قلت: ما الإيمان؟ قال: الصبر والسماحة، قال: قلت: أي الإسلام أفضل؟ قال من سلم المسلمون من لسانه ويده... الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۶) كتاب الإيمان، الفصل الثالث، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۳۲/۱۷۷) رقم الحديث: ۱۹۴۳۵، حديث عمرو بن عبسه، ط: مؤسسة الرسالة۔

مجمع الزوائد: (۱/۲۱۳) رقم الحديث: ۱۶۷، كتاب الإيمان، باب في الإسلام والإيمان، ط: دار الفكر، بيروت۔

❹ بازار میں غُل غپاڑے سے بچے، تاکہ کسی کو اس سے ایذا و تکلیف نہ پہنچے۔ (۱)

❺ خریدار اور فروخت کرنے والے دونوں نرمی اور درگزر کی صفات کے ساتھ معاملہ کریں۔ (۲)

❻ خریدار بازار میں اس وقت جائے جب اس کو واقعتا کوئی چیز خریدنے کی ضرورت ہو، ضرورت کے بغیر وقت گزاری اور تفریح کی خاطر بازار جا کر بیچنے والے کا وقت ضائع نہ کرے۔ (۳)

❼ بازار جانے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود کو منظم کرے، اپنی ضروریات کی خریداری کی صحیح ترتیب بنا کر بازار جائے، تاکہ اس کا قیمتی وقت بازار میں گھومنے پھرنے سے ضائع نہ ہو۔

❽ سامان بیچنے والے کو نہ ہی جھوٹا قرار دے اور نہ اس کے سامان کو گھٹیا یا بُرا

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده.... (صحيح البخاري: (۱/۶) كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ط: قديمي)

☜ الصحيح لمسلم: (۱/۴۸) كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ط: قديمي۔

☜ مشكاة المصابيح: (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمي۔

(۲) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رحم الله رجلا سمحا إذا باع، وإذا اشترى، وإذا اقتضى۔ (صحيح البخاري: (۱/۲۷۸) كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشرى والبيع... الخ، ط: قديمي)

☜ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي۔

☜ شرح السنة: (۸/۳۵) كتاب البيوع، باب السهولة في البيع والشراء، ط: المكتب الإسلامي بيروت۔

(۳) وعن علي بن الحسين رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۱۳) كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، ط: قديمي)

☜ جامع الترمذي: (۲/۵۸) أبواب الزهد، قبيل باب ما جاء في قلة الكلام، ط: قديمي۔

☜ سنن ابن ماجه: (ص: ۲۷۵) أبواب الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ط: قديمي۔

کہے، اگر اچھا لگے تو خرید لے ورنہ چھوڑ دے۔ (۱)

۹ تمام مہینے یا پورے موسم کی خریداری یک مشت اور اکٹھی کرنے کی کوشش کرے (اگر چیز خراب ہونے والی نہ ہو)، تاکہ سامان خریدنے کے لیے بار بار بازار نہ جانا پڑے، ورنہ اس میں وقت اور مال دونوں کا ضیاع ہے، (۲) بسا اوقات تھوڑی تھوڑی خریداری سے چیز مہنگی پڑتی ہے، جب کہ اکٹھا خریدنے سے تھوک میں اشیاء سستی مل جاتی ہیں۔

۱۰ دکانوں کے کھلنے کے اوقات میں بازار جانا چاہیے، بازار کے بند ہونے کے وقت جا کر دُکان دار سے سامان خریدنے کا اصرار کرنا دُکان دار کو تکلیف میں

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره۔ التقوى ههنا، ويشير إلى صدره ثلاث مرار۔ بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

فعلى المسلم أن يحفظ لسانه وأن يخزنه، فلا ينطق إلا بالصدق والحق، وليكن لسان المسلم عفيفًا نظيفًا طيبًا، يبعد عن الغيبة، وعن النميمة ولا يكون المسلم ثرثارًا كثير الكلام كثير اللغو كثير الرفث فعليه أن يبعد لسانه عن إيذاء الناس، وذلك هو المسلم الكامل في الإسلام، قال صلى الله عليه وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔ (الحديث الموضوعي: (۱/۳۳۱) الدرس الثامن عشر: أدب الحديث في الإسلام، ط: جامعة المدينة العالمية)

انظر الحاشية رقم: ۱، في الصفحة السابقة تحت رقم: ۳۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحب الله إضاعة المال وكثرة السؤال، ولا قيل ولا قال۔ (مسند البزار: (۱۵/۱۴۳) رقم الحديث: ۸۴۶۳، مسند أبي حمزة أنس بن مالك، ط: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة)

ونهى عن إضاعة المال وهو ما في الصحيحين من أنه عليه الصلاة والسلام: كان ينهى عن إضاعة المال وكثرة السؤال۔ (مرقاة المفاتيح: (ص: ۶/۴۷۹) شرح رقم الحديث: ۳۳۵۶، كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك، الفصل الثاني، ط: دار الكتب العلمية)

صحيح البخاري: (۱/۳۲۴) كتاب في الاستقراض وأداء الدين والحجر والتفليس، باب ما ينهى عن إضاعة المال، ط: قديمي۔

ڈالنے کا سبب ہے،[۱] اس سے احتراز کرے۔

⓫ بچوں کو بازار نہ لے جائے، کیوں کہ وہ وہاں غل غپاڑہ کرتے ہیں اور دُکان دار کی چیزوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، اور دوسرے خریداروں کو پریشان کرتے ہیں، اور بازار میں موجود چیزوں کی خریداری پر اصرار کرتے ہیں، اور والدین ان کے مطالبوں سے مجبور ہو کر انہیں غیر ضروری اشیاء خرید کر دیتے ہیں، جس سے مالی اعتبار سے نقصان ہوتا ہے۔[۲]

⓬ اگر بازار میں کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دے۔[۳] نظروں کی

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده..... (صحيح البخاري: (۶/۱) كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ط: قديمي)

▭ الصحيح لمسلم: (۴۸/۱) كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ط: قديمي۔

▭ مشكاة المصابيح: (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمي۔

▭ الفوائد: ... النهي عن إيذاء المسلمين بأي وجه من الوجوه من قول أو فعل أو إشارة۔ (الأحاديث الأربعين النووية: (۶۸/۱) الحديث الخامس والثلاثون، ط: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحب الله إضاعة المال وكثرة السوال، ولا قيل ولا قال۔ (مسند البزار: (۱۴۳/۱۵) رقم الحديث: ۸۴۶۳، مسند أبي حمزة أنس بن مالک، ط: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة)

▭ ونهى عن إضاعة المال وهو ما في الصحيحين من أنه عليه الصلاة والسلام: كان ينهى عن إضاعة المال وكثرة السؤال۔ (مرقاة المفاتيح: (ص: ۴۷۹/۶) شرح رقم الحديث: ۳۳۵۶، كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوک، الفصل الثاني، ط: دار الكتب العلمية)

▭ صحيح البخاري: (۳۲۴/۱) كتاب في الاستقراض وأداء الدين والحجر والتفليس، باب ماينهى عن إضاعة المال، ط: قديمي۔

(۳) رد السلام واجب۔ (شامي: (۶۱۸/۱) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: المواضع التي لايجب فيها رد السلام، ط: سعيد)

▭ (السلام تطوع والرد فريضة) أي الابتداء بالسلام تطوع غير واجب، ورد السلام على المسلم للمسلم فريضة واجبة۔ (فيض القدير للمناوي: (۱۵۲/۴) رقم الحديث: ۴۸۴۸، حرف السين، ط: المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

▭ شرح أبي داود للعيني: (۷۴/۱) كتاب الطهارة، باب الرجل يرد السلام وهو يبول، ط: مكتبة الرشد، الرياض۔

حفاظت کرے۔ (۱) تکلیف پہنچانے والی چیزوں کو راستے سے ہٹادے۔ (۲)

⓭ خریداری کے لیے ایسے اوقات میں جانے کی کوشش کرے جن میں رش نہ ہو، تاکہ خریدار اور بیچنے والے کے اوقات ضائع نہ ہوں۔ (۳)

⓮ قیمت بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر نہ کہے اور قیمت میں بہت زیادہ بحث ومباحثہ نہ کرے، آواز بلند نہ کرے۔ (۴)

---

(۱) عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه. رواه البيهقي في شعب الإيمان۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۷۰) كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده وهو دليل الحرمة۔ (الفتاوى الهندية: (۳۲۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحلّ للرجل النظر إليه، ط: رشيديه)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا إله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياء شعبة من الإيمان۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۴۷/۱) كتاب الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان... الخ، ط: قديمي۔

وقال همام: عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: يميط الأذى عن الطريق صدقة۔ (صحيح البخاري: (۳۳۴/۱) أبواب المظالم والقصاص، باب إماطة الأذى، ط: قديمي۔

(۳) وعن علي بن الحسين رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۱۳) كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۵۸/۲) أبواب الزهد، قبيل باب ماجاء في قلة الكلام، ط: قديمي۔

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۷۵) أبواب الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ط: قديمي۔

(۴) وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع المضطر الحديث... وقال الشامي: هو أن يضطر الرجل إلى طعام وشراب أو غيرها، ولا يبيعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه... وقال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة أن لا يباع على هذا الوجه وأن لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون۔ (إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

فينبغي أن لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته ينبغي للبائع أن يمتنع عن قبوله، لأن أخذ الزيادة إذا لم يكن فيه تلبيس وإن لم يكن ظلماً =

بیچنے والے سے جھگڑا نہ کرے، [1] یہ سب باتیں مکروہ ہیں، ان سے بچے۔

⑮ بلاضرورت بار بار بازار جانے سے بچے، اللہ تعالیٰ نے بازار کو شر والی جگہ اور مساجد کو خیر والی جگہ بتایا ہے۔ [2]

⑯ خرید وفروخت کی وجہ سے نماز اور جماعت فوت نہ ہونے دے اور اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ [3]

=لكنه ترك للإحسان، مع أن من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته، ويستفيد من تكررها ربحًا كثيرًا وبه يظهر البركة۔ (مجالس الأبرار: (ص: ٥٥٠) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال... الخ، ط:سهيل اكيڈمی لاهور)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رحم الله رجلاً سمحًا إذا باع، وإذا اشترى، وإذا اقتضى۔ (صحيح البخاري: (١/٢٧٨) كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشرى والبيع... الخ، ط:قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص:٢٤٣) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأوّل، ط:قديمي۔

شرح السنة: (٣٥/٨) كتاب البيوع، باب السهولة في البيع والشراء، ط:المكتب الإسلامي بيروت۔

(١) عن ابن عباس عن النّبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تمار أخاك، ولا تمازحه، ولا تعده موعدًا فتخلفه۔ (جامع الترمذي: (٢/٢٠) أبوب البر والصلة، باب ماجاء في المراء، ط:قديمى)

كنز العمال: (٣/٦٤٢) رقم الحديث: ٨٢٩٧، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثالث: في أخلاق وأفعال مذمومة، الاكمال: المراء والجدال، ط:موسسة الرسالة۔

شعب الإيمان: (١١/١٦) رقم الحديث: ٨٠٧٣، حسن الخلق، فصل في الحلم والتؤدة، والرفق في الأمور كلها، ط:مكتبة الرشد۔

(٢) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أحب البلاد إلى الله تعالى مساجدها وأبغض البلاد إلى الله أسواقها۔ (الصحيح لمسلم: (١/٢٣٥) كتاب المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المسجد، ط:قديمى)

مشكاة المصابيح: (ص:٦٨) كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، ط:قديمي۔

شرح السنة للبغوي: (٢/٣٤٦) رقم الحديث: ٤٦٠، كتاب الصلاة، باب فضل المساجد، ط: المكتب الإسلامي بيروت۔

(٣) [في بيوت أذن الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه يسبح له فيها بالغدو والآصال رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكوة يخافون يومًا تتقلب فيه القلوب]۔ (النور: ٣٦، ٣٧)

لا ينبغي للتاجر أن يشغله معاشه عن معاده، فيكون عمره ضائعًا وصفقته خاسرة؛ لأنّ ما يفوته =

⑰ بازار میں بھی ضروری امور کا خیال رکھے، مثلاً: اگر عورت سڑک عبور کرے تو اس کے گزرنے کا انتظار کرے، یا بوڑھے بزرگ شخص اور بچوں کو مدد اور معاونت کی ضرورت ہو تو ان کی مدد اور معاونت کرے۔[1]

⑱ بازار میں اپنی گاڑی یا سواری کو لوگوں کے گزرنے کی جگہ یا ممنوعہ علاقہ میں پارک (کھڑی) نہ کرے، تاکہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔[2]

⑲ بازار میں کھلی جگہوں سے چیزیں لے کر کھانا بہتر نہیں ہے، اس سے

=من الربح في الآخرة لايفي به ماينال في الدنيا فيكون ممن اشترى الحياة الدنيا بالآخرة، بل ينبغي له أن يشفق على نفسه في تجارته ولاينسى نصيبه من الدنيا للآخرة . . . وإنما يتم شفقته على نفسه في تجارته بمراعاة عدة أمور . . . الثالث: أن لايمنعه سوق الدنيا من سوق الآخرة وهو المسجد فينبغي له أن يجعل النهار إلى وقت دخول السوق لآخرته، فيلازم المسجد في ذلك الوقت ويواظب على الأذكار والأوراد . . . ثم أنه مهما سمع الأذان للظهر والعصر ينبغي له أن يفرغ عن شغله وينزعج من مكانه ويدع كل ما كان فيه؛ لأن مايفوته من فضيلة التكبير مع الإمام في أول الوقت لايوازي بها الدنيا بما فيها.
(مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۳، ۵۴۴) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سهيل اكيڈمي لاهور)

(۱) عن البراء بن عازب رضي الله عنهما، قال: أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بسبع: بعيادة المريض، واتباع الجنائز، وتشميت العاطس، ونصر الضعيف وعون المظلوم وإفشاء السلام وإبرار المقسم۔ (صحيح البخاري: (۹۲۱/۲) كتاب الاستئذان، باب إفشاء السلام، ط: قديمي)

المسند الجامع: (۱۳۱/۳) رقم الحديث: ۱۷۴۸، البراء بن العازب الأنصاري، الأدب، ط: دار الجيل، بيروت۔

الأذكار للنووي: (ص: ۵۸۹) رقم الحديث: ۷۰۱، كتاب السلام والاستئذان و تشميت العاطس ومايتعلق بها، باب في فضل السلام والأمر بإفشائه، ط: دار ابن كثير بيروت۔

(۲) عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. . . (صحيح البخاري: (۶/۱) كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۴۸/۱) كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمي۔

ذہن / حافظہ بھی کمزور ہو جاتا ہے اور لوگوں کی نظر لگ جاتی ہے، [1] اگر مجبوری کی وجہ سے کچھ کھانا پڑے تو باپردہ جگہ سے لے کر کھایا جائے۔

⓴ مسجد عبادت کی جگہ ہے، اس لیے اس میں لین دین اور خرید و فروخت کی بات کرنا منع ہے، اس لیے بازار کی مسجد ہو یا غیر بازار کی، مسجد میں لین دین اور خرید و فروخت کی بات نہ کرے، بلکہ مسجد سے باہر نکل کر کرے۔ [2]

㉑ سامان خریدتے وقت مسلمان ملکوں میں بنی ہوئی چیزیں خریدنے کو ترجیح دینا بہتر ہے، تاکہ اس خریداری سے مسلمانوں کو فائدہ ہو۔ [3]

㉒ اَشیاء کی ظاہری زیب و زینت اور ڈبوں پر بنے مناظر کی خوبصورتی اور تجارتی مارکوں کی چمک دمک کی وجہ سے زیادہ قیمت سے دھوکہ نہ کھائے، [4] بلکہ یہ

---

(۱) وأمّا المندوب فمنها: التحرز عن أكل طعام السوق إن أمكن، لأنّ طعام السوق أقرب إلى النجاسة والخباثة، وأبعد عن ذكر الله، وأقرب إلى الغفلة، ولأنّ أبصار الفقر تقع عليه ولا يقدرون على الشراء فيتأذون بذلك فتنقص بركته۔ (تمهيد النمارق لمن طالع كنز الدقائق، (المقدّمة على كنز الدقائق): (ص:۷) فصل: في الواجبات في تحصيل الفقه، ط: مير محمد كراچي)

🗀 تعليم المتعلم طريق التعليم: (ص: ۶۶، ۶۷) فصل في الورع في حالة التعلم، ط: قديمي۔

(۲) (قوله: بأن يجلس لأجله) فإنه حينئذٍ لايباح بالاتفاق، لأنّ المسجد ما بني لأمور الدنيا۔ (شامي: (۱/۶۶۲) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره، مطلب في الغرس في المسجد، ط: سعيد)

🗀 قوله: عن أنس ... الخ وعن عبد الله ... الخ: قال المؤلف: دلالتهما على كراهة كلام الدنيا في المسجد ظاهرة، وفي البحر الرائق: وصرّح في الظهيرية بكراهة الحديث أي كلام الناس في المسجد لكن قيده بأن يجلس لأجله، وفي فتح القدير: الكلام المباح فيه مكروه ويأكل الحسنات۔ (قوله: قوله: يأكل الحسنات، جزء من الحديث الّذي لا أصل له وسنذكره عن قريب) وينبغي تقييده بما في الظهيرية: أمّا إن جلس للعبادة ثم بعدها تكلم فلا (۲:۳۹) قلت: ينبغي أن يتقى منه حق الاتقاء ثم بعد ذلك إن تكلّم فيه لابأس به فإن الحذر كل الحذر منه حرج عظيم، {وما جعل الله في الدين من حرج}۔ (إعلاء السنن: (۵/۱۶۸) كتاب الصلاة، باب كراهة حديث الدنيا في المسجد... الخ، ط: إدارة القرآن)

(۳) امداد الفتاویٰ: (۳/۱۳۱) کتاب البیوع، حوادث الفتاویٰ، عنوان: اہل ہنود سے مٹھائی خریدنا، ط: دار العلوم کراچی۔

(۴) فإن من يشتري طعامًا أو متاعًا من فقير ويحتمل الغبن ويتساهل فيه فإنه يكون به محسنًا داخلًا في قوله: عليه الصلاة والسلام: "رحم الله امرأ أسهل البيع والشراء" وأمّا من يشتري من غني تاجر يطلب=

کوشش کی جائے کہ بہتر سے بہتر چیز خرید ے، زیب وزینت اور خوبصورت پیکر
اور ڈبوں سے متاثر نہ ہو۔

بازار سے کب واپس آئے

''بازار میں کب جائے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۰/۲)

بازار سے پوچھ کر قیمت ادا کرنا

''قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۱/۵)

بازار سے خریدی ہوئی دوا کو اپنی بتا کر نفع زیادہ لینا

''دوا کو اپنا بتا کر نفع زیادہ لینا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۳۴/۳)

بازار سے فلاں سامان خرید کر لانا

''منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۹/۶)

بازار کا چکر لگاتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

''عمر رضی اللہ عنہ بازار کا چکر لگاتے تھے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۹/۴)

بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا

☆ کسی تاجر کے لیے بازار کے عام نرخ سے بہت زیادہ کم قیمت پر چیز
فروخت کرنا بھی درست نہیں، اور اس کی چندوجوہات ہیں، اور وہ یہ ہیں:

= زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضييع المال من غير فائدة في الدنيا والآخرة، وقد ورد في الحديث: أن المغبون لا محمود ولا مأجور، والكمال أن لا يغبن ولا يغبن.
(مجالس الأبرار: (ص: ٥٥٠) المجلس التاسع والسعون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سهيل اكيڈمی لاهور)

إحياء علوم الدين: (٨٠/٢) كتاب أدب الكسب والمعاش، ط: دار المعرفة، بيروت.

❶ اگر کوئی تاجر عام نرخ سے بہت کم قیمت لگا کر چیز فروخت کرتا ہے تو دوسرے تاجروں کے لیے جائز نفع کمانے کا راستہ بند کر دیتا ہے۔

❷ جب لوگوں کو چیز بہت زیادہ سستی ملے گی تو ضرورت سے زیادہ خریدیں گے اور اسراف کا دروازہ کھلے گا۔

❸ لوگ سستے داموں میں مال خرید کر ذخیرہ کرنا شروع کر دیں گے۔

❹ اس طرح عمل کرنے سے معاشی اور تجارتی سرگرمیوں میں یکسانیت باقی نہیں رہے گی۔

❺ اس سے دکاندار اور تاجروں کے آپس میں اختلافات، جھگڑے، حسد، بغض، دشمنی اور کینہ پیدا ہوتا ہے، اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ کوئی شخص بازاری نرخ سے بہت کم قیمت پر فروخت کرنے کی عادت بنالے، بعض اوقات کسی مصلحت یا ضرورت کی وجہ سے سامان کی قیمت کم لگا کر سامان جلدی فروخت کیا جاتا ہے، عادت کی بنا پر نہیں تو یہ جائز ہے۔

☆ اگر کوئی شخص بازار کے عام نرخ سے بہت کم قیمت پر سامان بیچ کر دوسرے تاجروں کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس کو نرمی کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کریں، اگر وہ سمجھ جاتا ہے تو بہتر ورنہ تاجروں کی تنظیم یا حکومت وقت سے رجوع کر کے ایسے آدمی کو بازار سے اٹھایا جا سکتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزرے جو بازار میں اپنی کشمش (سستی) فروخت کر رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یا تو قیمت میں اضافہ کر دو یا ہمارے بازار سے چلے جاؤ۔ [1]

---

(۱) عن سعيد بن المسيب قال: مرّ عمر بن الخطاب على حاطب بن أبي بلتعة وهو يبيع زبيبا له في السوق، =

☆اگر دوسرے تاجر مناسب ریٹ کے مطابق اشیاء فروخت نہیں کرتے تو ایسی صورت میں کم قیمت پر اشیاء فروخت کرنا درست ہے، اور ثواب کا باعث ہے۔ (1)

بازار کے کسی آدمی سے سودا بکوایا

• ''سودا بکوایا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۴)

بازار کے محتسب ونگران

''مُحتسِب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۶)

=فقال له عمر: إما أن تزيد في السعر وإما أن ترفع من سوقنا۔ (كنز العمال: (۱۸۳/۴) كتاب البيوع، قسم الأفعال، التسعير، رقم الحديث: ۱۰۰۷۵، رواه الإمام مالك في الموطا وعبد الرزاق والبيهقي، ط: مؤسسة الرسالة)

موطأ الإمام مالك: (ص: ۵۹۱) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربص، ط: قديمي۔

مصنف عبد الرزاق: (۲۰۶/۸) رقم الحديث: ۱۴۹۰۵، كتاب البيوع، باب: هل يسعر؟، ط: المجلس العلمي۔

فقال له عمر بن الخطاب: إما أن تزيد في السعر) بأن تبيع بمثل ما يبيع أهل السوق، وظاهر كلام الشراح أنه رضي الله عنه كان يبيع بأرخص من السوق، فأمره عمر رضي الله عنه بالغلاء لئلا يضر بأهل السوق ... قال الباجي: والتسعير على ضربين: أحدهما هذا الذي ذكرناه من أن من حط من سعر الناس، أمر أن يلحق بسعرهم، أو يقوم من السوق۔ (أوجز المسالك، (۱۴/۱۳، ۱۵) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربص، ط: دار القلم، دمشق)

المنتقى شرح الموطأ: (۱۷/۵) كتاب البيوع، الحكرة والتربص، وفيه أبواب، الباب الأول، ط: دار الكتاب الإسلامي۔

(۱) (وصح الحط منه) أي من الثمن۔ (الدر مع الرد: (۱۵۳/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، مطلب: في تعريف الكر، ط: سعيد)

لا يلام أحد على المسامحة في البيع، والحطيطة فيه، بل يشكر على ذلك إن فعله لوجوه الناس، ويؤجر فيه إذ فعله لوجه الله۔ (البيان والتحصيل لابن رشد: (۳۰۶/۹) كتاب السلطان، ط: دار الغرب الإسلامي)

أوجز المسالك: (۱۴/۱۳) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربص، ط: دار القلم، دمشق۔

بازار کے نگران کے اہم کام

حکومت کی جانب سے بازار اور مارکیٹ کی نگرانی کے لیے جو آدمی مقرر ہوتا ہے اس کے اہم کام یہ ہیں:

❶ بازاروں میں تاجر اپنی رضامندی اور آزادی سے خرید وفروخت کر سکیں اور اس میں کوئی کسی کو مجبور نہ کر سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق: ”بیچنے والا اور خریدنے والا خود مختار ہوتے ہیں جب تک کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، اگر تو وہ دونوں سچ بولیں اور صحیح بیان کریں تو ان کے سودے میں برکت ہوتی ہے اور اگر وہ دونوں عیب چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے کی برکت ختم ہو جاتی ہے“۔ (۱)

❷ خرید وفروخت میں صحیح بیان اور سچی وضاحت کے ساتھ کام لیا جا رہا ہو، دھوکہ اور جھوٹ سے بچا جا رہا ہو، جیسا کہ نمبر ایک کے تحت حدیث میں گزرا ہے۔

❸ جھوٹی اشتہار بازی سے سامان بیچا جا رہا ہو، یا کاروبار میں جھوٹ بولا جا رہا ہو تو اس سے روکنا۔

❹ ناپنے تولنے اور وزن اور پیمائش کرنے کے آلات کی نگرانی کرنا اور ان میں اُونچ نیچ اور کمی بیشی کرنے سے روکنا۔ (۲)

---

(۱) عن حکیم بن حزام عن النبي صلی اللہ علیه وسلم قال: البیعان بالخیار ما لم یتفرقا، أو قال: حتی یتفرقا، فإن صدقا وبینا بورک لهما في بیعهما، وإن کتما وکذبا محقت برکة بیعهما۔ (صحیح البخاري: (۲۷۹/۱) کتاب البیوع، باب مایمحق الکذب والکتمان في البیع، ط: قدیمی)

☜ مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۴۴) کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

☜ الصحیح لمسلم: (۶/۲) کتاب البیوع، باب خیار المجلس للمتبایعین، ط: قدیمی۔

(۲) {فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا} [الاعراف: ۸۵]

☜ {وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ} [الرحمٰن: ۷-۹]

❺ ثالثی اور دلّالی کے کاموں کو بازاروں میں منظم کرنا، تا کہ سامان بازار میں پہنچنے سے پہلے خرید کر جمع کرنے سے اور بازار میں جھوٹ رائج ہونے سے روکا جائے اور عیب کو چھپا کر سامان فروخت کرنے سے باز رکھا جائے اور اسلامی طریقے کے مطابق خرید وفروخت ہو رہی ہے یا نہیں، اس کی نگرانی کرنا۔ (۱)

❻ بازار میں آزادی سے ہر کسی کے داخل ہونے اور نکلنے کو یقینی بنانا، مثلاً: راستے سے تمام ضرر پہنچانے والی اشیاء اور رکاوٹوں کو دور کرنا، (۲) پیدل چلنے والوں کی جگہ پر گاڑیوں کو پارکنگ سے روکنا، تا کہ بازار میں آزادی اور آسانی کے ساتھ آنا جانا ممکن ہو اور لوگ رضا مندی سے خرید وفروخت کر سکیں۔

❼ ذخیرہ اندوزی، (۳) خرید وفروخت کی ممنوع شکلوں اور قیمت کے ناجائز تعین سے روکنا۔ (۴)

---

(۱) نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتلقى الركبان وأن يبيع حاضر لباد قال فقلتُ لابن عباس: ماقوله حاضر لبادٍ، قال: لايكن له سمسارًا۔ (الصحيح لمسلم: (۴/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر لبادٍ، ط: قديمى)

مشكوة المصباح: (ص: ۲۴۷) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الأوّل، ط: قديمى۔

صحيح البخاري: (۲۸۹/۱) كتاب البيوع، باب لايشترى حاضرٍ لبادٍ بالسمسرة، ط: قديمى۔

انظر الحاشية السابقة، رقم: ۱، على الصفحة السابقة_____؟

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا إله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق۔ (مشكوة المصابيح، (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأوّل، ط: قديمى)

صحيح البخاري: (۶/۱) كتاب الإيمان، باب أمور الدين، ط: قديمى۔

صحيح مسلم: (۴۷/۱) كتاب الإيمان، باب عدد شعب الإيمان، ط: قديمى۔

(۳، ۴) عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايبيع حاضر لبادٍ، دعوا الناس يرزق الله بعضهم عن بعض۔ رواه مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۷) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الأوّل، ط: قديمى)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من احتكر فهو خاطئ... ومعناه: أن من يجمع الطعام الذي يجلب إلى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو آثم... فإذا رفع أمره إلى القاضي يأمره القاضي ببيع

بازار میں آنے جانے والوں کی صفات

بازار میں آنے جانے والے خریدار اور فروخت کرنے والوں کو کچھ صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ وہ صفات یہ ہیں:

❶ سچائی۔ ❷ امانت داری۔ ❸ نہ دھوکہ دینا نہ خود دھوکہ کھانا۔ ❹ خیر خواہی۔ ❺ منافع میں اعتدال ومیانہ روی۔ ❻ عفوودرگزر۔ (۱)

= مايفضله من قوته وقوت عياله . . . ـ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۵۲) المجلس السبعون: في بيان حرمة الاحتكار. . . ط: سهيل اكيڈمي لاهور)

ولهذا كان عمر رضي الله عنه يطوف السوق ويضرب التجار بالدرة ويقول: لايبيع في سوقنا من لم يتفقه في الدين. . . ـ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۸۳)، المجلس الثالث والسبعون: في بيان حقيقة الربا، وأحكام غوائله، ط: سهيل اكيڈمي لاهور)

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۶) أبواب التجارة، باب الحكرة والجلب، ط: قديمي)

(۱) عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء. . . ـ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، ط: قديمي)

(التاجر الصدوق الأمين) . . . (المسلم مع الشهداء يوم القيامة) قال ابن العربي: هذا الحديث: وإن لم يبلغ درجة المتفق عليه من الصحيح، فإنّ معناه صحيح، لأنّه جمع الصدق والشهادة بالحق والنصح للحق وامتثال الأمر المتوجه إليه من قبيل الرسول . . . ـ (فيض القدير: (۳/۲۶۶) رقم الحديث: ۳۳۹۱، حرف التاء، ط: دار الكتب العلمية)

(الاقتصاد) أي التوسط في النفقة بين التبذير والتقتير (نصف العيش) أي المعيشة . . . ـ (فيض القدير: (۳/۲۳۵) رقم الحديث: ۳۰۷۰، حرف الألف، ط: دار الكتب العلمية)

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رحم الله رجلاً سمحًا، إذا باع وإذا اشترى وإذا اقتضى، رواه البخاري۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأوّل، ط: قديمي)

لم ينبغي للمكتسب أن يراعى في معاملته العدل ويجتنب الظلم . . . أن لايثني على السلعة فإنّه إن وصفها بما ليس فيها فإن لم يقبله عنه فهو كذب محض، وإن قبل منه فهو مع كونه كذبًا تلبيس وظلم . . . أن لايكتم من عيوبها وخفايا صفاتها شيئًا أصلاً . . . لأنّه إن أخفى شيئًا منها يكون ظالمًا غاشًا تاركًا للنصح والغش حرام والنصح واجب . . . فقال والله: إنّا بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على النصح لكل =

بازار میں داخل ہو کر یہ دُعا پڑھے

''دُعا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۰/۳)

بازار میں داخل ہونے کی دُعا

''دُعا بازار میں داخل ہونے کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۱/۳)

بازار میں کب جائے

بازار میں سب سے پہلے جانا اور سب سے آخر میں آنا مناسب نہیں، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان صبح کے وقت اپنا جھنڈا لیتا ہے اور سب سے پہلے داخل ہونے والے کے ساتھ بازار میں داخل ہوتا ہے اور سب سے آخر میں آنے والے کے ساتھ بازار سے نکلتا ہے۔ (۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صبح کو نماز کے لیے جاتا ہے تو ایمان کے جھنڈے کے ساتھ جاتا ہے، اور جو صبح کو بازار جاتا ہے تو ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ بازار جاتا ہے۔ (۲)

= مسلم ... أن يصدق في سعر الوقت إذ لايجوز لأحد أن يلبس على البائع أو المشتري سعر الوقت....۔ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۹) المجلس التاسع والستون، في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سهيل اكيڈمي لاهور)

(۱) وعن أبي أمامة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الشياطين تغدو برأيتها إلى الأسواق فيدخلون مع أول داخل ويخرجون مع آخر خارج۔ (مجمع الزوائد: (۷۷/۴) رقم الحديث: ۶۳۳۰، كتاب البيوع، باب ماجاء في الأسواق، ط: مكتبة القدس، القاهرة)

المعجم الكبير للطبراني: (۱۳۶/۸) رقم الحديث: ۷۶۱۸، باب الصاد، ما أسند أبو أمامة، ط: مكتبه ابن تيمية۔

(۲) عن سلمان قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من غدا إلى صلاة الصبح غدا براية الإيمان، ومن غدا إلى السوق غدا براية إبليس۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۱) كتاب التجارات، =

بازار میں کوئی چیز کم نہ ہو

''مُحتسِب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٢٠/٦)

بازار والوں پر ٹیکس لگانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار والوں پر ٹیکس لگانے سے منع فرمایا ہے۔[١]

بازاروں میں جانا مُباح ہے

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ: تجارت اور روزگار کی تلاش کے لیے بازار جانا مباح اور جائز ہے۔[٢]

بازاروں میں جانے کا حکم

ضرورت کی بنا پر بازاروں میں جانا اور سامان وغیرہ خریدنا اور فروخت کرنا سنت اور تواضع ہے، لیکن اگر بازار میں منکرات، عریانیت ہو، نظر وغیرہ کی حفاظت کرنا مشکل ہو، یا عورتیں حد سے زیادہ بے حیائی کرتی پھرتی ہوں تو ایسی حالت میں بازار نہ جانا ہی بہتر ہے۔

=باب الأسواق ودخولها، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ٦٣) كتاب الصلاة، باب فضائل الصلاة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

كنز العمال: (٣٦٦/٧) رقم الحديث: ١٩٣٠٠، كتاب الصلاة، الباب الثالث في أحكام الصلاة ومفسداتها، الفصل الأول، ط: مؤسسة الريان۔

(١) عن أبي أسيد أن أبا أسيد حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب إلى سوق النبيط فنظر إليه فقال ليس هذا لكم بسوق ثم نظر إلى سوق فقال ليس هذا لكم بسوق ثم رجع إلى هذا السوق فطاف فيه ثم قال: هذا سوقكم، فلا ينتقص ولا يضربن عليه خراج۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ١٦١) أبواب التجارة، باب الأسواق ودخولها، ط: قديمي)

(٢) دخول الأسواق مباح للتجارة وطلب المعاش، وكان عليه السلام يدخلها لحاجة، ولتذكرة الخلق بهم إلى الحق...۔(أحكام القرآن للقرطبي: (٥/١٣) سورة الفرقان، رقم الآية: ٧، ط: دار عالم الكتب)

موجودہ دور میں بازار میں منکرات، فواحش، عورتوں کا فتنہ، بے حیائی اور عریانیت، اور جسمانی نمائش حد سے زیادہ ہوگئی ہیں، اس لیے شہروں کے بازاروں سے جہاں تک ممکن ہو احتیاط کرنا چاہیے، تاکہ نگاہوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ایمان کی بھی حفاظت ہو سکے۔ (١)

بازی لگانے پر انعام

''مُسابقت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٦٧/٦)

باطل مذاہب کے مراکز کی تعمیر کے لیے سامان فروخت کرنا

''امام باڑہ کی تعمیر کے لیے کچھ فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

باغ

بعض لوگ باغ کے صرف کچھ پھل ظاہر ہونے پر خریدار کو فروخت کر دیتے ہیں، حالاں کہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پھل کی مقدار کیا ہوگی اور مستقبل میں اس کی کیفیت کیا ہوگی؟ اسی حالت میں اس باغ کے پھل کو فروخت کر دیتے ہیں، اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جو پھل ظاہر ہو، خواہ انسان کے کھانے کے قابل ہو یا حیوانات کے، تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔

اور اگر باغ فروخت کرتے وقت درخت پر پھل ظاہر نہ ہوں تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

---

(١) مهما كثر الباطل في الأسواق، وظهرت فيها المناكير كره دخولها لأرباب الفضل والمقتدى بهم في الدين۔ (الجامع لأحكام القرآن: (١٦/١٣) سورة الفرقان: الآية: ٢٠، ط: دار الكتب المصرية)

أحكام القرآن لابن العربي: (٣٣٣/٣) سورة الفرقان: الآية: ٢٠، مسألة دخول أرباب الفضل والمهتدى بهم في الدين الأسواق، ط: دار الكتب العلمية۔

حتى ترى المرأة في القيساريات وغيرهن قاعدة متبرجة بزينتها وهذا من المنكر الفاشي في زماننا هذا۔ (الجامع لأحكام القرآن: (١٧/١٣) سورة الفرقان: الآية: ٢٠، ط: دار الكتب المصرية)

ایک صورت یہ ہے کہ: پھل ابھی بالکل ظاہر نہ ہو، تو یہ معدوم چیز کی بیع ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ: کچھ پھل ظاہر ہوں، لیکن روز بروز باغ میں مزید پھل ظاہر ہوتا رہتا ہو، تو ایسی صورت میں جو پھل موجود ہے اس کی خرید وفروخت تو جائز ہے اور جو پھل ابھی تک ظاہر نہیں ہوا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

اس صورت میں اس کو خریدنے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ جو پھل ابھی پیدا ہو رہا ہے اس کے لیے باغ کو اجارہ پر لے لے اور باغ کے اجارے کے عوض مشتری (خریدار) کے لیے بھاری حصہ مقرر کر کے (بائع کو مثلاً: ہزارواں حصہ دینے کے حیلے کا سہارا لے کر) معاملہ کرے تو مجبوری کی وجہ سے جائز ہونے کی صورت بن جائے گی۔ (۱)

---

(۱) وأمّا النهي عن بيع المعاومة وهو بيع السنين، فمعناه أن يبيع ثمر الشجرة عامين أو ثلاثة أو أكثر فيسمّى بيع المعاومة وبيع السنين، وهو باطل بالإجماع، نقل الإجماع فيه ابن المنذر وغيره لهذه الأحاديث، ولأنّه بيع غرر، لأنّه بيع معدوم و مجهول وغير مقدور على تسليمه وغير مملوك للعاقد۔ والله أعلم. (شرح النووي على صحيح مسلم: (۱۰/۲) كتاب البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة وعن المخابرة و عن بيع الثمرة قبل بدو صلاحها وعن بيع المعاومة وهو بيع السنين، ط: قديمي)

☐ عون المعبود شرح سنن أبي داود: (۱۶۳/۹) كتاب البيوع، باب في بيع السنين، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ (ولو برز بعضها دون بعض، لا) يصح في ظاهر المذهب، و صححه السرخسي، وأفتى الحلواني بالجواز لو الخارج أكثر، زيلعي، (ويقطعها المشتري في الحال) جبرًا عليه، (وإن شرط تركها على الأشجار فسد) البيع ... والحيلة أن يأخذ الشجرة معاملة على أن له جزءًا من ألف جزء وأن يشتري أصول الرطبة كالباذنجان وأشجار البطيخ والخيار ليكون الحادث للمشتري، وفي الزرع والحشيش يشتري الموجود ببعض الثمن ويستأجر الأرض مدةً معلومةً يعلم فيها الإدراك بباقي الثمن وفي الأشجار الموجود، ويحل له البائع ما يوجد، فإن خاف أن يرجع، يقول: على أني متى رجعت في الإذن تكون مأذونًا في الترك "شمني" ملخصاً۔ (الدر مع الرد: (۵۵۵/۴۔۵۵۸) كتاب البيوع، فصل فيما يدخل في البيع تبعًا وما لا يدخل، ط: سعيد)=

باغات کو بٹائی پر دینا

''مُساقاۃ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۶)

باغ کے پھل خریدنے کی جائز صورت

اگر باغ کے پھل خریدنے کے بعد فوراً کاٹنے کا ارادہ نہیں ہے تاکہ پھل بڑے ہوکر پک جائیں تو اس کے جائز ہونے کی آسان صورت یہ ہے کہ اس معاملہ کو زمین کے اجارہ کے طور پر کیا جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ: مثلاً پھلوں کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے تو اسی ہزار روپے باغ کے پھلوں کی قیمت قرار دیں اور بیس ہزار روپے میں باغ کی زمین کو اجارہ پر دے دیں اور اجارہ کی مدت وہ معین کی جائے جو پھلوں کے کاٹنے کی آخری مدت ہو تو اس صورت میں پھلوں کو مقرر کی گئی مدت تک درختوں پر رکھنا جائز ہوگا۔ (۱)

= وفي ثمار الأشجار يشتري الموجود ويحل له البائع مايوجد، فان خاف أن يرجع يفعل في الإذن في ترک الثمر على الشجر، وهو أن يأذن المشتري على أنه متى رجع من الإذن كان مأذوناً في الترک بإذن جديد فيجعله على مثل هذا الشرط. (فتح القدير: (۲۹۲/۵) كتاب البيوع، فصل: ومن باع داراً دخل بناؤها، ط: رشيديه)

خلاصة الفتاوى: (۲۹/۳) كتاب البيوع، الفصل الثالث في مايجوز بيعه، ط: رشيديه۔

(۱) والحيلة أن يأخذ الشجرة معاملةً على أن له جزءاً من ألف جزء، وأن يشتري أصول الرطبة كالباذنجان وأشجار البطيخ والخيار ليكون الحادث للمشتري وفي الزرع والحشيش يشتري الموجود ببعض الثمن ويستأجر الأرض مدةً معلومةً يعلم فيها الإدراک بباقي الثمن وفي الأشجار الموجودُ ويحل له البائع مايوجد. (الدرمع الرد: (۵۵۷/۴، ۵۵۸) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعاً ومالايدخل، ط: سعيد)

فتح القدير: (۲۹۱/۶) كتاب البيوع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر، و: (۲۶۵/۶) كتاب البيوع، فصل: ومن باع داراً يدخل بناءها في البيع وإن لم يسمه، ط: رشيديه۔

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۴/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة بيروت۔

باغ کے پھل کی بیع کی مختلف صورتیں

❶ جب تک پھول پھل کی صورت اختیار نہ کرلے اس کی بیع (خرید و فروخت) بالاتفاق جائز نہیں ہے۔

❷ پھل آنے کے بعد خواہ وہ انسان یا حیوان کے لیے قابل انتفاع ہو یا نہ ہو اس کی بیع جائز ہے۔

❸ کچھ پھل ظاہر ہو اور کچھ ظاہر نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے، راجح قول کے مطابق اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔

❹ پورا پھل نکلنے کے بعد بیچنا بالاتفاق جائز ہے۔

❺ بیع صحیح ہونے کے بعد بائع نے خریدار کو پھل درخت پر چھوڑنے کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت دے دی تو پھل حلال رہے گا۔(۱)

باغوں کو کئی سال کے لیے خریدنا

پھل کے خریدار باغوں کو کئی سال کے لیے خریدتے ہیں، ۳، ۴ سال کی بیع

---

(۱) ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها أو قد بدا جاز البيع؛ لأنه مال متقوم، إما لكونه منتفعًا به في الحال أو في الثاني... وعلى المشتري قطعها في الحال، تفريغًا لملك البائع وهذا إذا اشتراها مطلقًا أو بشرط القطع وإن شرط تركها على النخيل فسد البيع؛ لأنه شرط لا يقتضيه العقد... ولو اشتراها مطلقًا وتركها بإذن البائع طاب له الفضل وإن تركها بغير إذنه تصدّق بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة وإن تركها بعد ما تناهى عظمها لم يتصدّق بشيء، لأن هذا تغير حالة لا تحقق زيادة وإن اشتراها مطلقًا وتركها على النخيل وقد استأجر النخيل إلى وقت الإدراک طاب له الفضل؛ لأن الإجارة باطلة لعدم التعارف والحاجة فبقي الإذن معتبرًا.... (فتح القدير مع الكفاية: (۲۶۶/۶، ۲۶۷، ۲۶۸) كتاب البيوع، فصل: ومن باع دارًا دخل بناءها في البيع وإن لم يسمه، ط:: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵۵۶/۴، ۵۵۷) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعًا وما لا يدخل، ط: سعيد۔

طحطاوي على الدر: (۲۴/۳) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعًا وما لا يدخل، ط: دار المعرفة.

انظر الحاشية السابقة، رقم: ۱، تحت عنوان: ''باغ''

ایک ہی مرتبہ کر لیتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں غرر، دھوکہ اور جہالت بھی ہے، جب پھل درخت پر ظاہر ہوں، اور انسان یا جانوروں کے کھانے کے لیے قابل ہوں مثلاً ان سے چٹنی یا اچار بنایا جاسکتا ہوں، یا جانوروں کو چارہ کے طور پر کھلایا جاسکتا ہوں، تو ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اس سے پہلے جائز نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سالوں کا (پھل وغیرہ) فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (١)

آج کل تاجر حضرات آم، امرود، بیر، کینو، موسمی وغیرہ پھلوں کی بیع میں اسی ناجائز طریقہ کو اختیار کیے ہوئے ہیں، مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ایسا معاملہ ہرگز نہ کریں، ورنہ شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے اور آخرت میں عذاب ہوگا، اور اس کو برداشت کرنا آسان نہیں ہوگا۔

---

(١) عن جابر بن عبد اللہ رضي اللہ عنه أن النبي صلى اللہ عليه وسلم نهى عن بيع السنين و وضع الجوائح۔ (سنن أبي داود: (١٢٣/٢، ١٢٤) كتاب البيوع، باب في بيع السنين، ط: رحمانية)

عن جابر رضي اللہ عنه عن النبي صلى اللہ عليه وسلم أنه نهى عن بيع الثمر سنين۔ (سنن النسائي: (٢/ ٢١٨) كتاب البيوع، بيع الثمر سنين، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (١١/٢) كتاب البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة ... وعن بيع المعاومة وهو بيع السنين، ط: قديمي)

(نهى عن بيع السنين) ... وهي بيع المعاومة، والمراد بيع ما تحمله هذه الشجرة مثلاً سنة فأكثر، وهذا البيع باطل، لأنه بيع ما لم يخلق فهو بيع المعدوم۔ (بذل المجهود: (٣٤/١٥) كتاب البيوع، باب في بيع السنين، ط: دار الكتب العلمية)

وأما النهي عن بيع المعاومة وهو بيع السنين فمعناه أن يبيع ثمر الشجرة عامين أو ثلاثة أو أكثر، فيسمى بيع المعاومة و بيع السنين وهو باطل بالإجماع نقل الإجماع فيه ابن المنذر وغيره لهذه الأحاديث، ولأنه بيع غرر؛ لأنه بيع معدوم ومجهول وغير مقدور على تسليمه وغير مملوك للعاقد۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (١٠/٢) كتاب البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة ... وعن بيع المعاومة وهو بيع السنين، ط: قديمي)

(ومن باع ثمرة بارزة) أما قبل الظهور فلا يصح اتفاقاً۔ (ظهر صلاحها أو لا صح)۔ (قوله: ظهر صلاحها أو لا) ظهور الصلاح أن تصلح لتناول بني آدم وعلف الدواب وعدمه أن لا تصلح لذلك۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٢٣/٣) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في

باغی حاکم کی فوجی نوکری

(٦٧) ایسے باغی حاکم کی فوج میں نوکری کرنا ہمیشہ حرام ہے جو امام عادل سے مقابلہ کے لیے تیار ہو یا کفار کی مدد سے مسلمانوں کو دھمکی دیتا ہو، کیوں کہ امن کی حالت میں تو اس کی فوج اللہ والوں کو ڈراتی ہے اور ان کو ان کے مبارک خیالات وعقائد سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہے اور جنگ کی حالت میں سرِ عام کلمہ کفر اور بغاوت کا جھنڈا بلند کرتی ہے اور یہ لوگ اسلام اور اللہ والوں کے ساتھ کھلم کھلا دشمنی پر اتر آتے ہیں (العیاذ باللہ)۔

ایسی نوکری گناہ بھی ہے، اجرت بھی حلال نہیں، خاص اسی کام کی اجرت بھی حرام ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ایسی نوکری سے دور رہیں۔ (١)

بال بنوانے کی اجرت

شریعت کے مطابق بال بنوانا اور ان کی اجرت لینا جائز ہے۔ (٢) اور

=البیع تبعا وما لا یدخل، ط: دار المعرفة)

☐ الدر المختار مع رد المحتار: (٥٥٣/٤، ٥٥٥) کتاب البیوع، مطلب في بیع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: سعید۔

(١) البغي لغة: الطلب... وشرعا هم الخارجون عن الإمام الحق بغیر حق... (قوله: على الإمام الحق) الظاهر: أن المراد به ما یعم المتغلب؛ لأنه بعد استقرار سلطنته ونفوذ قهره لا یجوز الخروج علیه کما صرحوا به... فعلى کل من یقوى على القتال أن ینصروا إمام المسلمین على هؤلاء الخارجین، لأنهم ملعونون على لسان صاحب الشرع، قال علیه الصلاة والسلام: الفتنة نائمة لعن الله من أیقظها...۔ (الدر مع الرد: (٢٦١/٤) کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید)

☐ فتح القدیر: (٩٤/٦، ٩٥) کتاب السیر، باب البغاة، ط: رشیدیه۔

☐ لأنه لما ثبت کراهة لبسها للتختم ثبت کراهة بیعها وصیغها لما فیه من الإعانة على ما لا یجوز وکل ما أدى إلى ما لا یجوز، لا یجوز۔ (الدر مع الرد: (٣٦٠/٦) کتاب الحظر والإباحة، فصل: في اللبس، ط: سعید)

☐ الموسوعة الفقهیة (/١٣٤، ١٣٥) مادة: "بغاة"

☐ تبیین الحقائق (١٢٥/٥) کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امدادیة ملتان۔

(٢) لنا استئجار الحجام لغیر الحجامة، کالفصد وحلق الرأس وتقصیره والختان وقطع شيء =

شریعت کے خلاف بال بنوانا اور اس کی اجرت لینا اور اسے پیشہ بنالینا صحیح نہیں، اور اس کی اجرت بھی حرام ہے۔(۱)

بال کے بارے میں تین باتیں ہیں:

❶ پٹّھے رکھنا۔

❷ حلق (پورے سر کے بال منڈوانا)۔

❸ پورے سر کے بالوں کو ہر طرف سے برابر کاٹنا۔

بڑوں کے لیے ان میں سے سب سے افضل پٹّھے رکھنا ہے، پھر حلق ہے اور آخری صورت جائز ہے، ان تینوں قسموں کے بالوں کو بنانے کے بعد اجرت لینا جائز ہے، اس کے علاوہ بال رکھنے کے جتنے طریقہ ہیں سب ناجائز اور شریعت کے خلاف ہیں، ان کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔(۲)

= من الجسد للحاجة إليه فجائز ... ولأنّ هٰذه الأمور تدعو الحاجة إليها ولا تحريم فيها فجازت الإجارة فيها وأخذ الأجرة عليها كسائر المنافع المباحة۔ (إعلاء السنن: (۱۶۱/۱۶، ۱۶۰) كتاب الإجارة، باب كسب الحجام، ط: إدارة القرآن)

(۱) ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي؛ لأنّ المعصية لايتصوّر استحقاقها بالعقد فلايجب عليه الأجر ... وإن أعطاه الأجر وقبضه، لايحل له، ويجب على رده عليه صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۱۲۵/۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه ملتان)

البحر الرائق: (۳۵/۸) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵۵/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الاستئجار على المعاصي، ط: سعيد۔

(۲) (عن أنس بن مالك رضي الله عنه تعالىٰ عنه قال: كان شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم) أي واصلاً أو منتهيا (إلى نصف أذنيه) ... (وكان له) أي لرأسه الشريف (شعر) أي نازل (فوق الجمة) بضم الجيم وتشديد الميم ما سقط على المنكبين۔ (جمع الوسائل في شرح الشمائل: (۹۰/۱، ۹۲) باب شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

عن علي رضي الله قال: إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا و كذا من النار، قال علي فمن ثم عاديت رأسي ثم عاديت رأسي فمن ثم عاديت

بال جانور کے

بھیڑ، دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے تب تک بالوں کی خرید و فروخت کرنا ناجائز اور باطل ہے، کیوں کہ کٹنے سے پہلے ان کی حیثیت جانور کے محض وصف اور تابع کی ہے، اس لیے وہ مستقل طور پر غیر متقوم ہیں، ہاں اگر انہیں کاٹ لیا جائے تو وہ مستقل طور پر الگ اور متقوم (قیمت والی) چیز ہیں اور متقوم چیز کی خرید وفروخت جائز ہے۔[1]

بالغ بیٹے کی جائیداد اجازت کے بغیر فروخت کردی

اگر والد نے بالغ بیٹے کی جائیداد اس کی غیر موجودگی میں یا اجازت کے بغیر فروخت کردی تو یہ فروخت کرنا بیع فضولی کے زمرے میں آئے گا اور یہ فروخت کرنا بیٹے کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر معلوم ہونے کے بعد بیٹا اجازت دے گا تو بیع

=رأسي وكان يجز شعره رضي الله عنه۔ (سنن أبي داود: (۳۵/۱) كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ط: رحمانية)

(وكان) أي علي (يجز) أي يحلق (شعره رضي الله عنه) وبهذا الحديث، استدل الطيبي على سنية حلق الرأس لتقريره صلى الله عليه وسلم ولأنه من الخلفاء الراشدين الذين أمرنا بمتابعة سنتهم ورد عليه القاري، وابن حجر فقالا: إن فعله رضي الله عنه إذا كان مخالفا لسنته عليه الصلاة والسلام وبقية الخلفاء يكون رخصة لا سنة۔ (بذل المجهود: (۲۵۳/۲) كتاب الطهارة، ط: دار الكتب العلمية)

في الروضة للزندويستي أن السنة في شعر الرأس إما الفرق أو الحلق وذكره الطحاوي أن الحلق سنة ونسب ذلك إلى العلماء الثلاثة۔ (شامي: (۴۰۷/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

يستحب حلق الرأس في كل جمعة كذا في الغرائب ... يكره القزع وهو أن يحلق البعض ويترك البعض۔ (الفتاوى الهندية: (۳۵۷/۵) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وقلم الأظفار... الخ، ط: رشيديه)

انظر الحاشيتين السابقة تحت نفس العنوان۔

(۱) قوله: والصوف على ظهر الغنم) لأنه من أوصاف الحيوان ولأنه ينبت من أسفل فيختلط المبيع بغيره... فيقع التنازع في موضع القطع وقد صح أنه عليه السلام نهى عن بيع الصوف على ظهر =

نافذ ہوگی، ورنہ بیع باطل ہوجائے گی۔ [1]

(۷۰) بال کو کھاد کے طور پر استعمال کرنا

''بال کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۲)

بال کی تجارت

انسانی بال جونائی کاٹ کر پھینک دیتا ہے، ان کو کھاد کے طور پر کھیتوں میں استعمال کرنا اوران کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے۔ [2] بلکہ ان کو محفوظ جگہ پر دفن کردیں

الغنم....(البحر الرائق: (۱۲۲/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

الهداية: (۹۶/۵، ۹۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى۔

فتح القدير: (۳۷۷/۶، ۳۷۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

ولا بأس ببيع عظام الميتة... وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذلك كله"؛ لأنها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحياة۔ (الهداية (۱۰۷/۵) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى)

(۱) ومن باع ملك غيره فللمالك أن يفسخه أو يجيزه إن بقي العاقدين والمعقود عليه وله وبه) بمعنى أنه صحيح موقوف على الإجازة بالشرائط الأربعة... ولو قال: لا أجيز يكون ردًا للبيع بخلاف الرضا. (البحر الرائق: (۲۴۵/۶، ۲۴۷) كتاب البيع، فصل: في بيع الفضولي، ط: رشيديه)

شرح المجلة للأتاسي: (۲۷۳/۲، ۲۷۴) رقم المادة: ۳۷۶، ۳۷۷، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيع، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۸/۱) مادة: ۳۷۶، ۳۷۷، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) ولا يجوز بيع شعر الآدمي ولا الإنتفاع به، ولا بشيء من أجزائه، لأنّ الآدمي مكرم غير مبتذل. (مجمع الأنهر: (۸۵/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئٹه)

وشعر الإنسان يعني لا يجوز بيع شعر الإنسان والإنتفاع به، لأنّ الآدمي مكرم، فلا يجوز أن يكون جزؤه مهانًا۔ (تبيين الحقائق: (۳۷۶/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

شامی: (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد

الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۲۱۱/۴) كتاب الكراهية، ط: غفاريه كوئٹه۔

البحر الرائق: (۱۳۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه۔

چاہیے۔ [۱]

بالوں کی تجارت

انسان کے بالوں سے فائدہ حاصل کرنا ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، تمام اجزاء کے ساتھ مکرم اور معزز ہے؛ اس لیے انسان کے بالوں کی تجارت ناجائز اور حرام ہے۔ [۲]

البتہ جانور کے بالوں کی خرید وفروخت جائز ہے، نیز پلاسٹک وغیرہ کے بالوں کی تجارت جائز ہے، ہاں مصنوعی بال جو غیر مسلم یا فاسق فاجر مرد یا عورتیں استعمال کرتی ہیں ان کی تجارت سے بچنا چاہیے۔

اسی طرح خنزیر کے بالوں کی خرید وفروخت ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ وہ نجس العین ہے، اس کا کھانا پینا چھونا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے؛ لہٰذا اہانت کی وجہ سے اس کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے۔ [۳]

(۱، ۲) فإذا قلم أظفاره أو جز شعره ينبغي أن يدفن ذلك الظفر والشعر المجزوز فإن رمى به فلا بأس وإن ألقاه في الكنيف أو في المغتسل يكره ذلك يورث داء كذا في فتاوى قاضيخان، يدفن أربعة: الظفر والشعر، وخرقة الحيض والدم۔ (الهندية: (۳۵۸/۵) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر: في الختان ولاخصاء وقلم الأظفار، ط: رشيديه)

الخانية على هامش الهندية: (۴۱۱/۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في الختان، ط: رشيديه۔

المحيط البرهاني: (۲۴۵/۵) كتاب الاستحسان، الفصل العشرون في الختان والخصاء، وقلم الأظافير، ط: دار إحياء التراث۔

(۳) قال: ولايجوز بيع شعر الخنزير؛ لأنه نجس العين، فلايجوز بيعه اهانةً له ... ولايجوز بيع شعور الإنسان ولا الانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرم لا مبتذل فلايجوز أن يكون شيء من أجزائه مهاناً مبتذلاً، وقد قال عليه السلام: لعن الله الواصلة والمستوصلة، الحديث، وإنما يرخص في مايتخذ من الوبر فيزيد في قرون النساء وذوائبهن۔ (الهداية: (۱۰۵/۵، ۱۰۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى)

البحر الرائق: (۱۳۲/۶، ۱۳۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه۔

تبيين الحقائق: (۵۱/۴) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

ولابأس باتخاذ القراميل وهي مايتخذ من الوبر ليزيد في قرون النساء أي في أصول =

بانڈ

اگر کمپنی یا حکومت کو عوام سے قرضہ لینے کی ضرورت ہو تو اس کے لیے کمپنی یا حکومت دستاویزات جاری کرتی ہے، جس کو لے کر لوگ قرضے دیتے ہیں، ان دستاویزات میں سے ایک دستاویز کو بانڈ (Bond) کہتے ہیں۔

اور بانڈ معینہ مدت کے لیے جاری ہوتا ہے، اس وقت تک اس پر سالانہ سود ملتا رہتا ہے، مدت کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم، ایسا بھی ہوا ہے کہ بانڈ ننانوے سال کے لیے جاری ہوئے، بانڈز لینے والا مدت پوری ہونے سے پہلے اس کو فروخت بھی کرسکتا ہے، اور بانڈز خریدنے والا کمپنی میں حصہ دار نہیں ہوتا، محض دائن ہوتا ہے، جس کو کمپنی کی طرف سے سالانہ سود دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر رقم واپس کردی جاتی ہے۔

اس لیے بانڈز کی خرید وفروخت کرنا، اور قرعہ اندازی کے بعد جو نفع آتا ہے

= شعرهنّ بالتكثير وفي ذوائبهن بالتطويل۔ (شرح العناية على هامش فتح القدير: (۳۹۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

فتح القدير: (۳۹۰/۶، ۳۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

ولايجوز بيع شعر الإنسان وفي الشرح: لأن الإنسان مكرم فلايجوز أن يكون منه شيئ مبتذل وهو طاهر عندنا على الصحيح۔ (الجامع الصغير مع النافع الكبير: (۳۲۹/۱) كتاب البيوع، باب مايجوز بيعه ومالايجوز، ط: عالم الكتب، بيروت)

قال: والآدمي مكرم شرعاً وإن كان كافراً فإيراد العقد عليه وابتذاله به وإلحاقه بالجمادات إذلال له وهو غير جائز۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: كوئٹه)

شامي: (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: إن الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد

ولابأس ببيع عظام الميتة وعصبها وصوفها، وقرنها وشعرها، ووبرها، والانتفاع بذلك كله لأنها طاهرة لايحلها الموت، لعدم الحياة، وقررنا من قبل۔ (الهداية: (۱۰۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى)

فتح القدير: (۳۹۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۳۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

وہ لینا ناجائز اور حرام ہے۔[1]

بانڈز اور صکوک میں فرق

بانڈز اور صکوک میں فرق یہ ہے کہ بانڈز صرف قرضوں کی دستاویزات ہیں، جبکہ "صکوک" اثاثہ کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں، قرضوں کی دستاویز نہیں ہوتے، نیز صکوک والوں کے منافع کا انحصار ان اثاثہ جات سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہوتا ہے، جن کی صکوک نمائندگی کرتے ہیں، لیکن بانڈز میں منافع طے شدہ ہوتا ہے، خواہ جاری کرنے والے کو نفع ہو یا نقصان۔[2]

بانڈز کی بیع

"ڈرافٹ کی رسید کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۷/۳)

(۱، ۲) السند (BONDS) في الإصطلاح المعاصر وثيقة يصدرها المديون لمقرضه اعترافًا منه بأنه استقرض من حاملها مبلغًا معلومًا يلتزم بأدائه في وقت معلوم ... وإنّ هذه السندات، سواء أصدرتها الشركات أو أصدرتها الحكومة إنما تلتزم بأداء فوائد ربوية إلى من يحملها، فالسند الّذي قيمته الإسمية مائة ربية مثلًا تستحق أن يدفع لحاملها مائة و عشرة بعد سنة۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱۱۱/۲) بيع الدين والأوراق المالية، ط: دار العلوم كراچى)

أمّا السندات الّتي يصدرها الشركات التجارية للحصول على القروض من الجمهور للزيادة في طاقتها المالية، فإن بديل هذه السندات صكوك يمكن أن تصدرها الشركة على أساس المشاركة أو المضاربة بحيث يكون حملة الصكوك يشاركون الشركة في نشاطها التجاري وتوزع عليهم نسبة من الأرباح المكتسبة من خلال هذه النشاط۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۲۳) بيع الدين والأوراق المالية، ط: دار العلوم كراچى)

والفارق الأساسي بين السهم والسند: أنّ السهم يمثل حصة في الشركة، بمعنى أنّ صاحبه شريك في حين أنّ السند يمثل دينًا على الشركة، أو يمثل جزءًا من قرض شركة أو دولة، بمعنى أنّ صاحبه مقروض أو دائن ۔ وبناء عليه يحصل صاحب السهم على أرباح حين تحقق الشركة أرباحًا فقط، أما صاحب السند فيلتقي فائدة ثابتة سنويًا، سواء ربحت الشركة أم لا ۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۱۸۲۹/۳) القسم الأوّل: العبادات، الباب الرابع، الفصل الأوّل: الزكاة، المبحث الخامس، المطلب الأوّل: زكاة النقود، ط: رشيديه)

بائع

''بائع'' فروخت کرنے والا، بیچنے والا (Seler, Vendor)[1]

بائع اپنے سودے سے پھر گیا تو بیعانہ ڈبل واپس کرنا

''ادائیگی بروقت نہ ہو تو بیعانہ ضبط کرنے کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۹/۱)

بائع اور خریدار کا الگ الگ ہونا ضروری ہے

''ایک شخص بائع اور خریدار دونوں نہیں ہوسکتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بائع اور مشتری الگ الگ ہونا

خرید و فروخت کا معاملہ صحیح ہونے کے لیے بیچنے والے اور خریدنے والے الگ الگ دو شخص ہونا ضروری ہے، ایک ہی شخص کا دونوں کی طرف سے وکیل بنا ایک آدمی کا اپنی طرف سے اصل اور دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر خرید فروخت کا عقد کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

---

(۱) والبيع من الأضداد مثل الشراء ويطلق على كل واحد من المتعاقدين أنّه بائع، لكن إذا أطلق البائع فالمتبادر إلى اللهن باذل السلعة۔ (شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (۲۲۹/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۴۲۹/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه۔

(۲) والثاني العدد في العاقد، فلا يصلح الواحد عاقدًا من الجانبين في باب البيع۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۳۵) كتاب البيوع، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأوّل في تعريف البيع و ركنه و شرطه و حكمه وأنواعه، ط: رشيديه۔

شرح المجلّة لرستم باز: (۶۱/۱) تحت رقم المادة: ۱۶۷، الكتاب الأوّل: البيوع، الباب الأوّل في بيان المسائل المتعلّقة بعقد البيع، الفصل الأوّل فيما يتعلّق بركن البيع، ط: مكتبه فاروقيه۔

بائع اور مشتری ایک آدمی نہیں بن سکتا

ایک آدمی بائع اور مشتری دونوں کا وکیل نہیں بن سکتا۔ (۱)

بائع اور مشتری کا ایک بار تولنے پر اکتفا کرنا

''تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۱/۲)

بائع اوّل کا مشتری ثانی سے واپس خریدنا

بائع اول کے لیے بیچی ہوئی چیز مشتری ثانی سے اس قیمت سے کم یا زیادہ پر خریدنا جائز ہے، جس قیمت پر اس نے مشتری اول کو فروخت کی تھی، اس میں سود کا تحقق نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر زید نے عمرو کو ایک گاڑی نقد رقم پر پانچ لاکھ میں فروخت کردی، پھر عمرو نے وہ گاڑی بکر کو (مثلاً: تین چار مہینے کے) ادھار پر سات لاکھ میں فروخت کردی، اس کے بعد بائع اوّل زید نے اس گاڑی کو بکر سے فروخت کردہ قیمت سے کچھ کم یا زیادہ پر (مثلاً چار لاکھ یا چھ لاکھ میں) خرید لیا تو یہ جائز ہے، اس میں سود کی کوئی صورت نہیں پائی جاتی۔ (۲)

بائع سے ساز باز کر کے بل کی رقم زیادہ لکھوانا

''بل کی رقم زیادہ لکھوانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۲/۲)

---

(۱) تخریج کے لیے ''بائع کا وکیل اپنے لیے خرید نہیں سکتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) ولو باع المشتري من رجل ثم إن البائع الأول اشتراه من المشتري الثاني بأقلّ مما باع جاز . . . ۔ (الهندية: (۱۳۲/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع، فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل العاشر في بيع شيئين أحدهما لا يجوز البيع فيه . . .، ط: رشيديه)

المشتري اذا باع المبيع من آخر قبل نقد الثمن جاز للبائع شراؤه منه بالأقل۔ (الدر مع الرد: (۱۲۸/۳) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد

البحر الرائق: (۱۷۲/۶) كتاب البيع، باب الاقالة، ط: رشيديه۔

بائع سے کہا کہ آپ اس چیز کو خود اپنے لیے فروخت کرلیں

خریدار نے کوئی سامان خریدا اور ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع سے کہا کہ آپ اس کو خود اپنے لیے فروخت کرلیں، اگر بائع نے فروخت کردیا تو یہ بیع جائز ہوئی اور پچھلی بیع کا اقالہ ہوجائے گا اور وہ بیع فسخ (ختم) ہوجائے گی۔

اور اگر خریدار نے کہا کہ: ''میرے لیے فروخت کردیں''، یا یوں کہا کہ: ''جس کو چاہیں فروخت کردیں''، یا صرف یوں کہا کہ: ''اس کو فروخت کردیں'' اور مزید کچھ نہیں کہا تو ان تینوں صورتوں میں اقالہ نہیں ہوگا اور یہ بیع جائز نہیں ہوگی کیوں کہ قبضہ سے پہلے بائع ہی کو فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا جائز نہیں۔ (۱)

بائع عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرے

''عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۴)

بائع کا غلطی سے کم قیمت پر فروخت کرنا

اگر دکان دار کوئی چیز فروخت کردے اور خریدار چیز لے کر قیمت بھی ادا کردے، پھر بعد میں دکان دار کہے کہ لسٹ میں اس کی قیمت زیادہ تھی میں نے دیکھا نہیں تھا یا غلطی سے کم بتادیا تھا یا بھول گیا تھا تو ایسی صورت میں چوں کہ فروخت مکمل ہوچکی ہے؛ لہٰذا خریدار پر زائد پیسے دینا لازم نہیں ہے، ہاں اگر واقعۃً

---

(۱) اشتری عبدًا ولم يقبضه حتى قال للبائع بعه لنفسك فلو باع جاز، وانفسخ الأول، ولو قال بعه لي، أو بعه ممن شئت أو بعه ولم يزد عليه لا يصح، وظاهره أنه في الصورة الأولى ينفسخ ... بخلاف بقية الصور فإنه توكيل لا إقالة۔ (شامی: (۱۲۰/۵) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام: (۱۶۶/۱) رقم المادة: ۱۹۱، البيوع، الباب الأول: في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الرابع في إقالة البيع، ط: دار الجيل۔

البحر الرائق: (۱۰۵/۶) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

دکان دار کو مغالطہ ہوا ہے اور اس چیز کی قیمت بازار میں زیادہ ہے تو اسے زائد پیسے دینا مستحب اور بہتر ہے۔ (۱)

بائع کا غیر قابض مشتری کی طرف سے بیع کرنا

مثلاً ایک آدمی کا آلو کولڈ اسٹور میں رکھا ہوا ہے، ایک صاحب نے اس سے آلو دیکھے بغیر خرید لیا اور پورا پیسہ دے دیا، پھر بائع سے کہہ دیا کہ آلو بیچ دیں اور بائع نے اس کو بیچ کر ان کا پیسہ دے دیا، پہلے خریدار نے مال لیتے وقت بھی نہیں دیکھا اور بیچتے وقت بھی نہیں دیکھا، اور ان کو جو نفع ملنا تھا مل گیا، تو یہ طریقہ درست نہیں، اور نفع بھی حلال نہیں۔

البتہ جائز صورت یہ ہے کہ بائع کولڈ اسٹور میں رکھے ہوئے آلو مشتری کے ہاتھ بیچ کر اس کے قبضہ میں دیدے، اور وہ قبضہ کرنے کے بعد بائع کے کولڈ اسٹور میں رکھ دے، پھر اس کے بعد مشتری بائع (سیلر) کو آلو بیچنے کے لیے وکیل بنا دے، تو یہ معاملہ درست ہوگا، اور نفع بھی حلال ہوگا۔ (۲)

---

(۱)(و) اعلم أنه (لا رد بغبن فاحش) هو ما لا يدخل تحت تقويم المقومين (في ظاهر الرواية) ....۔ (الدر مع الرد: (۱۴۲/۵، ۱۴۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۵/۲) رقم المادة: ۳۵۶، البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السابع: في الغبن والتغرير، ط: رشيديه۔

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۸/۱) رقم المادة: ۳۵۶، ط: أيضاً، ط: رشيديه۔

☐ الفقه على المذاهب الاربعة (۸۹۲/۲، ۸۹۷) المبحث الثامن، الباب الثاني في الخيارات الخ۔ ط: مكتبة المعارف القرآن۔

☐ تحفة الفقهاء (۱۰۸/۲) باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اشترى طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه ويقبضه۔ (صحيح مسلم: (۵/۲) كتاب البيوع، باب بطلان البيع قبل القبض، (رقم: ۳۷۲۷) ط: قديمی)

☐ من حكم المبيع إذا كان منقولاً لا يجوز بيعه قبل القبض... وإذا قال المشتري للبائع قبل القبض بعه لنفسك فقبل فهو نقض للبيع الأول، ولو قال بعه له لا يكون نقضا ولو باعه لم يجز بيعه۔ (الفتاوى الهندية: =

اور قبضہ کی صورت یہ بھی ہے کہ خریدار خود یا اس کا وکیل کولڈ اسٹور میں جا کر خریدا ہوا آلو دیکھ لے اور بائع اس کو اٹھا کر لے جانے کا مکمل اختیار دیدے اور خود اس آلو سے بالکل بے دخل ہو جائے تب بھی قبضہ ہو جائے گا۔(۱)

بائع کا وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا

''وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بائع کا وکیل اپنے لیے خرید نہیں سکتا

بائع (بیچنے والے) کا وکیل بائع کا مال خود اپنے لیے خرید نہیں سکتا، ورنہ بیچنے والے کا خریدنے والا ہونا لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔(۲)

=(۱۳/۳) كتاب البيوع، قبيل: الباب الثالث في الاختلاف الوقع بين الإيجاب والقبول، ط: رشيديه)

الوكيل بالبيع يجوز بيعه بالقليل والكثير والعرض عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔ (الفتاوى الهندية، (۵۸۸/۳) كتاب الوكالة، الباب الثالث في الوكالة بالبيع، ط: رشيديه)

ومنها: القبض في بيع المشتري المنقول، فلايصح بيعه قبل القبض لما روي أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع مالم يقبض۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۰/۵) كتاب البيوع، فصل: وأمّا شرائط صحة البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۱۶/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد)

(۱) ثم التسليم يكون بالتخلية على وجه يتمكن من القبض بلامانع ولا حائل، وشرط في الأجناس شرطًا ثالثًا وهو أن يقول: خليت بينك وبين المبيع، فلو لم يقله أو كان بعيدا لم يصر قابضًا۔ (قوله: أن يقول خليت الخ) الظاهر أن المراد الإذن بالقبض لا خصوص لفظ التخلية۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۶۱/۴، ۵۶۲) كتاب البيوع، مطلب فيما يكون قبضًا للبيع، ط: سعيد)

و تسليم المبيع هو أن يخلى بين المبيع و بين المشتري على وجه يتمكن المشتري من قبضه بغير حائل... وأجمعوا على أن التخلية في البيع الجائز تكون قبضًا۔ (الفتاوى الهندية: (۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع في حبس المبيع بالثمن وقبضه، الفصل الثاني في تسليم المبيع وفيما يكون قبضًا، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأمّا حكم البيع، ط: سعيد۔

(۲) إذا اشترى الوكيل بالبيع مال موكله لنفسه، لايصح وإن أطلق له الموكل بقوله: بع ممن شئت؛ لأنه يصير حينئذ متوليا طرفي العقد، وهو لايجوز۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص: ۸۰۸) [رقم المادة: ۱۴۹۶] الكتاب الحادي عشر: في الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثالث: في الوكالة بالبيع ط: مكتبه حنفيه كوئٹه، و: (۶۳۰/۲، ۶۳۱) ط: فاروقيه كوئٹه)=

بائع کا وکیل جب اقالہ کرے

”اقالہ جب بائع کا وکیل کرے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۶/۱)

بائع کو خیارِ رؤیت حاصل نہیں ہے

”بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۶/۲)

بائع کو مبیع ایک سال تک واپس لینے کا اختیار دینا

بعض علاقوں میں اس طرح رواج ہے کہ: مال دار لوگ کسی ضرورت مند سے اس کا مکان بازاری قیمت سے کم قیمت پر خرید لیتے ہیں اور سودا مکمل ہونے کے بعد بائع (بیچنے والے) سے زبانی یا تحریری طور پر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر مثلاً: آج سے ایک سال کے اندر اندر آپ یہ مکان واپس لیں گے تو بیع کی صورت میں اسی قیمت پر میں آپ کو واپس کردوں گا جس پر میں نے آپ سے خریدا ہے، البتہ اتنی رقم زیادہ لوں گا جتنی رقم مکان کی مرمت وغیرہ میں خرچ ہوئی ہے اور ایک سال گزرنے کے بعد اس معاہدے کی پابندی کا ذمہ دار نہیں ہوں گا، فریقین کی یہ نیت ہوتی ہے کہ بائع کو رقم مل جائے اور مشتری کو رقم دینے کے عوض ایک سال تک نفع اٹھانا حلال ہوجائے، اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر فریقین کے درمیان پہلے سے یہ بات طے ہوجائے کہ بیع نامہ کے بعد واپسی کا ایک اقرارنامہ بھی لکھا جائے گا تو دیانۃً بیع فاسد ہوگی، اور آخرت میں دونوں کی پکڑ ہوگی اور اگر فریقین کے درمیان پہلے سے اس قسم

الوکیل بالبیع لایملک شراءہ لنفسہ، لأنّ الواحد لایکون مشتریاً وبائعاً۔ (الفتاوی العالمکیریۃ: (۵۸۹/۳) کتاب الوکالۃ، الباب الثالث في الوکالۃ بالبیع، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

الوکیل بالبیع لایملک شراءہ لنفسہ، لأنّ الواحد لایکون مشتریاً وبائعاً فیبیعہ من غیرہ ثم یشتریہ منہ. (البحر الرائق: (۲۸۲/۷) کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

منحۃ الخالق بذیل البحر الرائق: (۲۸۲/۷) کتاب الوکالۃ، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

الشامیۃ: (۵۲۱/۵) کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء، ط: سعید۔

کی بات طے نہیں ہوئی سودا ہونے کے بعد اتفاق سے ایسا اقرار نامہ بنایا گیا پھر بیع

فاسد نہیں ہوگی۔ (۱)

بائع کی رضامندی کے بغیر مقررہ قیمت سے کم رقم دینا

''مقررہ قیمت سے کم رقم دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۹/۶)

بائع کی رضامندی کے بغیر واجبی دام سے کم ادا کرنا

''مشتری کے لیے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بائع کی طرف سے بھیجا ہوا مال

☆......سودا ہونے کے بعد بائع (بیچنے والے) کی جانب سے مشتری کی

طرف مال روانہ کرنے سے خریدار کا قبضہ ثابت نہیں ہوتا، خواہ خریدار نے یہ کہا ہو کہ

مال ''میری طرف روانہ کردیں میں اس کا ذمہ دار ہوں''، بلکہ جب تک مال خریدار

---

(۱) وفي الخيرية في مالو أطلق البيع ولم يذكر الوفاء إلا أنه عهد إلى البائع أنه إن أوفى مثل الثمن يفسخ البيع معه؟ أجاب: هذه المسألة اختلف فيه مشائخنا على أقوال: ونص في الحاوي الزاهدي أن الفتوى في ذلك أن البيع اذا أطلق ولم يذكر فيه الوفاء إلا أن المشتري عهد إلى البائع أنه إن أوفى مثل ثمنه فإنه يفسخ معه البيع يكون باتا حيث كان الثمن ثمن المثل أو بغبن يسير۔ (شامی: (۲۷۷/۵) كتاب البيوع باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

لو ذكرا البيع بلاشرط ثم ذكرا الشرط على وجه العدة جاز البيع ولزم الوفاء بالوعد؛ إذ المواعيد قد تكون لازمة فيجعل لازما لحاجة الناس۔ تبايعا بلاذكر شرط الوفاء ثم شرطاه، يكون بيع الوفاء؛ إذ الشرط اللاحق يلتحق بأصل العقد عند أبي حنيفة۔ ثم رمز أنه يلتحق عنده لا عندهما، وأن الصحيح أنه لا يشترط؛ لالتحاقه مجلس العقد۔ وبه أفتى في "الخيرية" وقال: فقد صرح علماؤنا بأنهما لو ذكرا البيع بلاشرط ثم ذكرا الشرط على وجه العدة جاز البيع، ولزم الوفاء بالوعد۔ (شامی: (۸۴/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

الفتاوى الكاملية: (ص: ۸۳) باب في الاقالة، مطلب في بيع الوفاء، ط: مكتبه حقانية پشاور۔

الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية: (۳۰۶/۴، ۳۰۷) كتاب البيوع، نوع مايتصل بالبيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه)

کے پاس یا اس کے گودام یا دکان وغیرہ میں نہیں پہنچے گا، اس وقت تک خریدار کا قبضہ ثابت نہیں ہوگا؛ لہٰذا اگر مال راستے میں ضائع ہوگیا یا چوری ہوگیا اور خریدار تک نہیں پہنچا تو یہ بائع کا نقصان ہوگا۔

☆......اگر خریدار نے بائع سے کہا کہ: ”آپ اپنے آدمی کے ہم راہ یا میرے آدمی کے ہم راہ مال روانہ کردیں“، لیکن خریدار نے اپنے آدمی کو وکیل نہیں بنایا، پھر بائع اپنے آدمی یا خریدار کے آدمی کے ہم راہ مال روانہ کردے اور مال راستے میں یا خریدار تک پہنچنے سے پہلے ضائع ہوگیا تب بھی بائع کا مال ضائع ہوگا۔

ہاں اگر خریدار اپنے آدمی کو اپنا وکیل مقرر کردے اور بائع مال خریدار کے وکیل کے حوالے کردے تو خریدار کا قبضہ ثابت ہوکر مال خریدار کے ضمان (Risk) میں آجائے گا اور اس صورت میں اگر راستے میں مال ضائع ہوگا تو خریدار کا مال ضائع ہوگا اور اگر خریدار نے اس مال کی قیمت ادا نہیں کی تھی تو اس کی ادائیگی بھی اس کے ذمہ (Due) ہوگی۔[1]

---

(۱) وحاصله: أن التخلية قبض حكماً لو مع القدرة عليه بلا كلفة، لكن ذلک يختلف بحسب حال المبيع... قال: أجمعوا على أن التخلية في البيع الجائز تكون قبضاً... اشترى وعاء لبن خاثر في السوق فأمر البائع بنقله إلى منزله، فسقط في الطريق فعلى البائع إن لم يقبضه المشتري... إلا أن يقول (المشتري): ادفعه إلى الغلام؛ لأنه توكيل للغلام، والدفع اليه كالدفع إلى المشتري۔ (شامي: (۴/ ۵۶۲، ۵۶۳) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعاً ولا يدخل، مطلب في شروط التخلية، ط: سعيد)

▭ الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۴/ ۳۹۹) كتاب البيوع، الفصل الثاني عشر: في قبض المبيع، ط: رشيديه۔

▭ الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۹) كتاب البيوع، الباب الرابع: في حبس المبيع بالثمن...، الفصل الثاني: في تسليم المبيع وفيما يكون قبضاً وفيما لا يكون قبضاً، ط: رشيديه)

▭ ولا يشترط القبض بالبراجم؛ لأن معنى القبض هو التمكين والتخلي وارتفاع الموانع عرفاً وعادةً حقيقةً۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۴۸) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد)

▭ وكذلک لو فعل البائع شيئاً من ذلک بأمر المشترى؛ لأن فعله بأمر المشتري بمنزلة فعل المشتري بنفسه۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۲۴۶) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)=

☆......"عطرِ ہدایہ" میں ہے:

جو مال ریل یا ڈاک وغیرہ کے ذریعے بھیجا جائے تو وہ روانہ کرتے ہی مشتری (جس نے منگوایا ہے) کے قبضے میں سمجھا جائے گا، اگر خریدار نے لکھا ہے کہ: "فلاں مال ریل یا ڈاک کے ذریعے پارسل کردو" اور مالک نے اس کے مطابق روانہ کیا، اگر راستے میں ضائع ہوگیا تو بائع ذمہ دار نہیں؛ کیوں کہ بائع نے مشتری کے وکیل (یعنی ریل یا ڈاک) کے حوالہ کردیا، اور اگر مشتری نے نہیں منگوایا، بلکہ بائع نے خود بھیجا تو یہ پارسل کرنا مشتری کا قبضہ نہیں ہے، اب اگر مشتری تک پہنچنے سے پہلے ضائع ہوگیا تو مشتری اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ (1)

= لأن القبض مطلق في الشرع فيجب الرجوع فيه الى العرف۔ (المغنی لابن قدامة الحنبلی: (۴/ ۲۳۵) كتاب البيوع، ضمان المبيع قبل القبض وقبض المبيع...، ط: دار الفكر بيروت)

شرح المجلة للأتاسی: (۲/ ۲۰۲-۲۰۳) رقم المادة: ۲۲۳، ۲۲۴، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلّقة بالتسليم والتسلم، الفصل الأوّل: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: رشيديه)

(1) أما إذا سلم البائع المبيع إلى شخص أمر المشتري بتسليمه إليه فقد حصل القبض كما لو سلم البائع المبيع إلى المشتري نفسه۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۱/ ۲۴۹) شرح المادة: ۲۶۲، كتاب البيوع، حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب)

إذا قال المشتري للبائع ابعث إلى ابني واستأجر البائع رجلا يحمله إلى ابنه فهذا ليس بقبض والأجر على البائع إلا أن يقول استأجر علي من يحمله فقبض الأجير يكون قبض المشترى إن صدقه أنه استأجر ودفع إليه۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۹) كتاب البيوع، الباب الرابع، الفصل الثانى فى تسليم المبيع وفيما يكون قبضا وفيما لا يكون قبضا، ط: رشيديه)

إذا تلف كل المبيع أو بعضه في يد المشتري أو وكيله بفعل نفسه أو تعدى المشتري أو غيره... وكذلك إذا اشترى شخص من آخر مالا فأرسل رسولا لقبضه من البائع فقبضه الرسول وتلف في يده فالخسارة على المشتري لأن الرسول قبض بأمره۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۱/ ۲۸۷) شرح المادة: ۲۹۴، كتاب البيوع، تلف كل المبيع قبل القبض يكون على ستة صور، ط: دار عالم الكتب)

بائع کے پاس خراب ہونے والی چیز چھوڑ کر چلا گیا

"خراب ہونے والی چیز خرید کر بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۴/۳)

بائع کے حق کی وجہ سے واپس کرنا منع ہو

خریدار کو چیز خریدنے کے بعد عیب کا علم ہوا، ابھی اس نے مبیع (خریدی ہوئی چیز) بائع کو واپس نہیں کی تھی کہ خریدار کے پاس مبیع میں نیا عیب پیدا ہو گیا، تو مشتری (خریدار) مبیع واپس نہیں کر سکتا، البتہ بائع (سیلر) کے پاس جو عیب تھا اس کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئی ہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مثلاً خریدار نے جانور خریدا، بعد میں معلوم ہوا کہ بائع کے پاس رہتے ہوئے اس میں عیب تھا، ابھی تک واپس نہیں کیا اس دوران مشتری کے پاس اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، تو مشتری اسے واپس نہیں کر سکتا۔

البتہ بائع کے پاس کے عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئی ہے وہ مشتری بائع سے واپس لے سکتا ہے، اس کو "حق بائع کی وجہ سے مانع" کہتے ہیں۔ [1]

بائع کے ساتھ خیر خواہی

سابقہ زمانہ میں خریدار بھی بیچنے والے کا خیر خواہ ہوا کرتا تھا۔

---

(۱) (فلو حدث آخر عند المشتري رجع بنقصانه أو رد برضا بائعه) أي لو حدث عند المشتري عيب واطلع على عيب كان فيه عند البائع فله أن يرجع بالنقصان وليس له أن يرده إلا برضا البائع... بخلاف ما إذا خاط الثوب قميصا ثم اطلع على عيب حيث يرجع عليه بالنقصان وليس له أن يأخذ الثوب لأن امتناع الرد هناك لحق الشرع كي لا يلزم الربا فلا يقدر على إسقاطه وهنا امتنع لحق البائع فيسقط بإسقاطه۔

تبيين الحقائق: (۳۴/۴) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: إمداديه ملتان)

الدر مع الرد: (۱۶/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

الهداية: (۴۳/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے گھوڑا خریدا مثال کے طور پر انہوں نے وہ گھوڑا ایک ہزار درہم میں خریدا، اسے لے کر گھر آئے۔ انہوں نے اسے باندھ دیا، اگلے دن ان کے ایک دوست آئے۔ انہوں نے اپنے دوست سے کہا میں نے یہ گھوڑا خریدا ہے دوست نے دیکھ کر کہا: جی یہ تو بہت اچھا گھوڑا ہے، لگتا ہے کہ یہ تو پندرہ سو درہم کا ہوگا، جب اس نے ویلیوایشن دی کہ یہ پندرہ سو درہم کا ہوگا تو وہ اگلے دن پانچ سو درہم اور لے کر گھوڑا بیچنے والے کے پاس گئے۔ جی آپ یہ پانچ سو درہم اور لے لیجئے، وہ آپ کی چیز تھی اور آپ کو اس کی ویلیو کا اندازہ نہیں تھا ایک تھرڈ پرسن (تیسرے بندے) نے اس کے **Evaluate** (پرکھا) کیا ہے کہ یہ پندرہ سو درہم کا ہے، لہٰذا میں آپ کو پانچ سو درہم دینے کے لئے آیا ہوں، میں آپ کے ساتھ بدخواہی نہیں کرسکتا۔ (۱)

---

(۱) إبراهيم بن جرير البجلي، عن أبيه، قال: غدا أبو عبد الله إلى الكناسة ليبتاع منها دابة، وغدا مولى له فوقف في ناحية السوق، فجعلت الدواب تمر عليه، فمر به فرس فأعجبه، فقال: لمولاه انطلق فاشتر ذلك الفرس، فانطلق مولاه، فأعطى صاحبه به ثلاثمائة درهم، فأبى صاحبه أن يبيعه فماكسه، فأبى صاحبه أن يبيعه، فقال: هل لك أن تنطلق إلى صاحب لنا ناحية السوق؟ قال: لا أبالي فانطلقا إليه، فقال له مولاه: أني أعطيت هذا بفرسه ثلاثمائة درهم فأبى، وذكر أنه خير من ذلك، قال صاحب الفرس: صدق أصلحك الله فترى ذلك ثمنا، قال: لا فرسك خير من ذلك تبيعه بخمسمئة حتى بلغ سبعمائة درهم أو ثمانمئة، فلما أن ذهب الرجل أقبل على مولاه، فقال له: ويحك انطلقت لتبتاع لي دابة، فأعجبتني دابة رجل، فأرسلتك تشتريها، فجئت برجل من المسلمين يقوده وهو يقول: ما ترى ما ترى، وقد "بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على النصح لكل مسلم"۔ (المعجم الكبير للطبراني، إبراهيم بن جرير عن أبيه، (۲/۳۳۴) رقم الحديث: (۲۳۹۵) ط: مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

قال مليح بن وكيع: قال أبي: كنت عند أبي حنيفة فأتت امرأة بثوب خز فقالت له بعه لي فقال بكم قبل لك تبيعينه قالت بمائة قال هو خير من مائة حتى قال كم تقولين فزادت مائة حتى قالت أربعمائة قال هو خير قالت تهزأ بي قال هاتي رجلا فجاءت برجل فاشتراه بخمسمائة درهم۔ (أخبار أبي حنيفة وأصحابه: (۱/۵۰) الناشر: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثانية، ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵م)

بائع کے فائدہ کی شرط لگانا

(۸۵) جس بیع میں بائع (بیچنے والے) کے فائدہ کے لیے شرط لگائی جائے گی وہ بیع فاسد ہوجائے گی، مثلاً: ایک شخص نے کسی پر ایک مکان رہن کے طور پر یہ شرط لگا کر فروخت کردیا کہ جب رقم واپس کی جائے گی تو مکان بھی واپس مل جائے گا، تو یہ بیع فاسد ہے، اس کو ختم کرنا ضروری ہے، ورنہ بائع اور مشتری دونوں گناہگار ہوں گے۔ (۱)

بائع کے لیے بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا

"بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۱/۲)

بائع کے لیے مبیع سے فائدہ اٹھانا

"ڈلیوری میں مؤخر کرنے کی شرط نہیں تھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۰/۴)

بائع نے ایک چیز خریدنے کے بعد اس پر رقم خرچ کی

"بائع نے چیز پر رقم خرچ کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۶/۲)

---

(۱) وكل شرط لايقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين، أو للمعقود عليه وهو من أهل الاستحقاق يفسده۔ (الهداية: (۱۱۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: البشرى)

□ خلاصة الفتاوى: (۵۴/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

□ لكل من المتعاقدين فسخ البيع الفاسد۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۶/۱) المادة: ۳۷۲، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئٹه)

□ شرح المجلة للأتاسي: (۳۶۳/۲) أيضاً، ط: رشيديه۔

بائع نے چیز پر رقم خرچ کی

بائع نے ایک چیز خرید نے کے بعد اس پر رقم خرچ کی جس سے اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو گیا تو بائع اس چیز کی قیمت خرید میں اس چیز پر مزید خرچ ہونے والی رقم بھی ملا سکتا ہے اور اب بائع اس طرح کہے کہ: یہ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے، یہ نہ کہے کہ: میں نے اتنے میں خریدی ہے۔[1]

بائع نے قیمت واپس کر دی سودا واپس نہیں کیا

''اقالہ ہو گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۳/۱)

بائع نے مشتری کو دھوکہ دیا

اگر خرید و فروخت کے دوران بائع (بیچنے والے) نے مشتری (خریدار) کو دھوکہ دیا یا مشتری نے بائع کو دھوکہ دیا، بعد میں معلوم ہوا تو اگر دھوکہ کے بارے میں معلوم ہونے سے پہلے مشتری نے مبیع میں تصرف نہیں کیا یا بائع نے ثمن میں تصرف نہیں کیا تو فریقین کو اسے رد کرنے کا اختیار ہوگا۔

اور اگر بائع نے دھوکہ کے بارے میں معلوم ہونے سے پہلے ثمن میں تصرف کر لیا یا مشتری نے دھوکے کے بارے میں معلوم ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کر لیا تو پھر رد کرنے کا اختیار نہیں ہوگا؛ کیوں کہ تصرف کرنے سے رضامندی

---

(۱) (ویضم) البائع (إلى رأس المال أجر القصار والصبغ) بأي لون كان (والطراز) بالكسر علم الثوب، (والفتل وحمل الطعام... وضابطه كل مايزيد في المبيع أو في قيمته يضم... (ويقول: قام علي بكذا ولا يقول اشتريته)؛ لأنه كذب ....۔ (الدر مع الرد: (۱۳۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۸۲/۶، ۱۸۳) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

فتح القدير: (۴۶۰/۶، ۴۶۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

معلوم ہوتی ہے اور رضامندی کے بعد واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ [1]

بائی بیک (Buy Back)

☆...... پاکستانی بینکوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز پر "عقد مرابحہ" کیا جاتا ہے وہ چیز پہلے سے ہی اس شخص کے پاس موجود ہوتی ہے، جب بینک سے قرض لینے کے لیے آتا ہے، بینک اس سے اس چیز کو کم قیمت پر نقد خرید کر پھر نفع پر اسی کو دوبارہ اُدھار بیچ دیتا ہے اس کو (Buy Back) بائی بیک کہتے ہیں۔

☆...... بائی بیک میں عام طور پر فرضی کارروائی ہوتی ہے، ایسا کوئی سامان سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا جس پر بائی بیک کیا جاتا ہو، یہاں تک کہ اداروں کی تنخواہوں اور بلوں کی ادائیگی وغیرہ کے لیے بھی بائی بیک کیا جاتا ہے۔

☆......اگر بالفرض سامان ہو بھی تو قبضہ کرنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے، ہاں اگر بینک وہ چیز نقد خرید کر قبضہ کرلے پھر اس کے بعد نفع پر اسی کو دوبارہ ادھار بیچ دے تو حرام نہیں ہوگا، لیکن قرض دے کر نفع حاصل کرنے کا

---

(۱) قال (إن غرّه) أي غرّ المشتري البائع أو بالعكس أو غرّه الدلال فله الرد۔ (وإلا لا) وبه أفتى صدر الإسلام وغيره ثم قال: (وتصرفه في بعض المبيع) قبل علمه بالغبن (غير مانع منه) فيرد مثل ما أتلفه ويرجع لكل الثمن على الصواب۔ (شامي: (۱۴۳/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

☜ اذا غرّ أحد المتبايعين الآخر وتحقق أن في البيع غبناً فاحشاً فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذٍ... المشتري الّذي حصل له تغرير إذا اطلع على الغبن الفاحش ثم تصرف في المبيع تصرف الملاک سقط حق فسخه۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسي: (۳۳۷/۲، ۳۴۰) المادة: ۳۵۷، ۳۵۹) البيوع، الباب السادس، الفصل السابع: في الغبن والتغرير، ط: رشيديه)

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۸/۱، ۱۵۹) المادة: ۳۵۷، ۳۵۹، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

حیلہ کرنے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ (۱)

بائیکاٹ

اگر بازروں میں اشیاء کا نرخ بڑھ جائے تو قیمتیں کم کرنے کے لیے بائیکاٹ کرنا اور وہ چیزیں نہ خریدنا جائز ہے تاکہ قیمتیں اپنی اصل سطح پہ آجائیں، پھر اس کے بعد دوبارہ خریدنا شروع کریں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں کشمش اور تیل کے نرخ بڑھ گئے تو عوام الناس نے مہنگائی کی شکایت کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کشمش نہ خریدنے کا مشورہ دیا تاکہ قیمتیں اپنی اصل سطح پر آجائیں، اور کشمش کی جگہ کھجور استعمال کرنے کی ہدایت دی۔ (۲)

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے زمانہ میں گوشت کی قیمت بڑھ گئی

---

(۱) وفسد (شراء ما باع بنفسه أو بو كيله) من الّذي اشتراه ولو حكمًا كوارثه (بالأقلّ) من قدر الثمن الأوّل (قبل نقد) كل الثمن الأوّل۔ قوله: وفسد شراء ما باع الخ) أي لو باع شيئًا وقبضه المشتري ولم يقبض البائع الثمن فاشتراه بأقلّ من الثمن الأوّل لا يجوز ، زيلعي: أي سواء كان الثمن الأوّل حالًا أو مؤجلًا هداية ، وقيد بقوله: وقبضه ؛ لأنّ بيع المنقول قبل قبضه لا يجوز ولو من بائعه۔ (الدر مع الرد: (۷۳/۵، ۷۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۳۶/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

فتح القدير: (۳۹۷/۶، ۳۹۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲) حدثنا يحيى قال حدثنا القاسم بن مالک عن يوسف بن درفس قال حدثني مغيرة بن عطية عن رزين بن الاعرج مولى لآل العباس قال: غلا علينا الزبيب بمكة فكتبنا الى علي بن ابي طالب بالكوفة ان الزبيب قد غلا علينا، فكتب ان أرخصوه بالتمر (تاريخ يحيى بن معين التابعين ومن بعدهم من أهل مكة: (۲/ ۱۱۳) برقم: ۴۷۱) الناشر: مركز البحث العلمي واحياء التراث الاسلامي، مكة المكرمة، الطبعة الاولى ۱۹۷۹-۱۳۹۹)

غلا الزيت علينا بمكة فكتبنا إلى علي بالكوفة فكتب: ارخصوه بالثمن۔ قاله ابن معين سمع قاسم مالک عن يوسف بن درفس سمع مغيرة ابن عطية عن رزين۔ (التاريخ الكبير: (۳۲۶/۳) رزين الأعرج مولى آل العباس (رقم الترجمة: ۱۱۰۲) الطبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الدكن)

لوگوں نے ان سے مہنگائی کی شکایت کی، تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے گوشت نہ خریدنے کا مشورہ دیا۔ (۱)

بائیکاٹ کا فتویٰ لگا ہے

اگر کسی دینی وجہ کی بنا پر کسی ملک یا کمپنی یا ادارے کی مصنوعات کے بارے میں علمائے کرام نے بائیکاٹ کا فتویٰ دیا ہے، تو اس سے بائیکاٹ کر لینا چاہیئے تاکہ دین اسلام کی سربلندی میں شریک ہو کر غیرت وحمیت کا مظاہرہ ہو، اور آخرت میں اجر ملے۔

تاہم بائیکاٹ کے فتوے سے وہ مصنوعات حرام نہیں ہوں گی، اور آمدنی بھی حرام نہیں ہوگی لیکن غیرت وحمیت کے خلاف ہوگا، اس لئے جب تک اور کوئی کاروبار نہ ہو مجبوراً ایسی مصنوعات کی خرید وفروخت کر لے پھر جب اللہ تعالیٰ اور کسی کاروبار کا انتظام کر دے تو فوراً ایسی مصنوعات کی خرید وفروخت کو چھوڑ دے، ورنہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا مشکل ہوگا۔ (۲)

بائیکاٹ کرنا

''تجارتی بائیکاٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۷۳)

---

(۱) قال احمد بن ابی الحواری حدثنی بعض اصحابنا قال قیل لابراهیم بن ادهم ان اللحم غلا، قال فارخصوه ای لاتشتروه (حلیۃ الاولیاء ترجمۃ: ابراهیم بن ادهم: (۸/۳۲) الناشر: دار الکتاب العربی بیروت، الطبعۃ الرابعۃ: ۱۴۰۵)

✍ وقیل لابراهیم بن ادهم ان اللحم قد غلا، فقال: ارخصوه ای لا تشتروه (تاریخ، دمشق: (۶/۲۸۲) حرف الالف، ابراهیم بن ادهم بن منصور بن یزید بن جابر ابو اسحاق التمیمی الناشر: در الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع عام النشر: ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵م)

(۲) کل ذلک یکره ولا یفسد به البیع: لأن الفساد فی معنی خارج زائد لا فی صلب العقد ولا فی شرائط الصحۃ (الهدایۃ: (۳/۷۰) کتاب البیوع، فصل فیما یکره، ط: رحمانیه

✍ البحر الرائق: (۶/۹۹) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، فصل فی بیان أحکام البیع الفاسد، ط: سعید

بت

بُت چاہے سونے کا بنا ہوا ہو یا چاندی کا یا کسی اور دھات کا اس کی خرید و فروخت ناجائز ہے اور آمدنی حرام ہے، (۱) البتہ پگھلا کر سونے یا چاندی وغیرہ کے ٹکڑے بنالے، پھر فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

بُت فروشی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بت فروشی سے منع فرمایا ہے؛ (۳) اس لیے بتوں کی خرید وفروخت کرنا اور ان کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے اور آمدنی حرام ہے، ایک وجہ تو یہ ہے کہ: یہ گناہ کرنے کا آلہ ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ: یہ شرک وکفر اور بت پرستی میں اعانت اور مدد کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے گناہ کے کاموں میں معاونت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (۴)

(۱، ۲، ۳) عن جابر بن عبد الله أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح – وهو بمكة –: إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. (الصحيح للبخاري: (۱/ ۲۹۸) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والاصنام، ط: قديمي)

▭ حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام وإن كانت من ذهب أو فضة. (المرقاة: (۶/ ۲۹) باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه)

▭ والإجماع قائم على أنه لايجوز بيع الميتة والأصنام، لأنه لايحلّ الانتفاع بها ووضع الثمن فيها إضاعة مال... على هذا التعليل إذا كسرت الأصنام وأمكن الانتفاع برضاضها جاز بيعها عند بعض الشافعية وبعض الحنفية. (عمدة القاري: (۱۲/ ۶۸) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: دار الكتب العلمية)

▭ شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/ ۲۳) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: رحمانيه.

▭ عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله تعالى إذا حرم شيئا حرم ثمنه. (سنن الدار قطني: (۳/ ۳۸۸) كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

▭ اعلاء السنن (۱۴/ ۱۱۳) كتاب البيوع، ابواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والخنزير والاصنام، ط: ادارة القرآن.

(۴) {وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة: ۲]

▭ الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة:

بٹائی پر جانور دینا

''جانور چَرانے کی اجرت میں نصف جانور دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بٹائی پر دینا باغات کو

''مساقات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۶)

بٹائی پر دینا درختوں کو

''مُساقات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۶)

بٹائی پر زمین دینا

''مُزارعت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۶)

بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا

مثلاً: زید نے عمرو کو کچھ زمین فروخت کی اور عمرو مشتری (خریدار) نے کچھ رقم ادا کردی اور باقی رقم بعد میں ادا کرنے پر اتفاق ہوا اور زید بائع (بیچنے والا) اس دوران زمین کی بٹائی کرتا رہا اور عمرو مشتری بھی رضامندی کے ساتھ بٹائی کا حصہ دیتا رہا، تو اس صورت میں بیع صحیح ہے۔[1] البتہ زید بائع کے لیے بٹائی کا حصہ لینا شرعاً جائز نہیں ہے، جو کچھ لیا ہے وہ واپس کرنا لازم ہے؛ کیوں کہ زمین فروخت کردینے

=(۲۰۹/۲) مبحث في البیوع المنهي عنها، ط: میر محمد)

إن الإعانة على المعصية حرام مطلقًا بنص القرآن۔ (جواهر الفقه: (۳۵۲/۲) تفصیل الکلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم)

(۱) وأما حكمه: فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان باتًا۔ (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد كراچی۔

شرح المجلة للأتاسي: (۳۵۷/۲) المادة: ۳۶۹، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني في أحكام أنواع البيوع، ط: رشيديه۔

کے بعد وہ زید (بائع) کی ملکیت سے نکل کر عمرو (مشتری) کی ملکیت میں داخل ہوگی اور زید بائع صرف بقیہ رقم کا حق دار ہے، زمین میں اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ (۱)

بٹ کوئن (BITCOIN)

آج کل عالمی مارکیٹ میں ایک کوئن رائج ہے جسے "بٹ کوئن" یا ڈیجیٹل کرنسی" کہتے ہیں...... یہ ایک محض فرضی کرنسی ہے، اس میں حقیقی کرنسی کے بنیادی اوصاف اور شرائط بالکل موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا موجودہ زمانہ میں "کوئن" یا "ڈیجیٹل کرنسی" کی خرید وفروخت کے نام سے انٹرنیٹ پر اور الیکٹرونک مارکیٹ میں جو کاروبار چل رہا ہے وہ حلال اور جائز نہیں ہے، وہ محض دھوکہ ہے، اس میں حقیقت میں کوئی مبیع وغیرہ مادی چیز نہیں ہوتی، اور اس میں قبضہ بھی نہیں ہوتا صرف اکاؤنٹ میں کچھ عدد آجاتے ہیں، اور یہ فاریکس ٹریڈنگ کی طرح سود اور جوے کی ایک شکل ہے، اس لئے بٹ کوئن یا کسی بھی ڈیجیٹل کے نام نہاد کاروبار میں پیسے لگانا اور خرید وفروخت میں شامل ہونا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) (و) لا (بیع بشرط)... (لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما أو فیه نفع (لمبیع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن یکون آدمیا... (کشرط أن یقطعه) البائع... أو یستخدمه) مثال لما فیه نفع للبائع... (شهرا)۔ (الدر مع الرد: (۵/۸۴، ۸۵، ۸۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: في البیع بشرط فاسد، ط: سعید)

خلاصة الفتاوی: (۳/۵۰) کتاب البیوع، الفصل الخامس: في البیع إذا کان فیه شرط، ط: رشیدیه۔

البحر الرائق: (۶/۱۳۹، ۱۴۰) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

(۲) قال الله تعالیٰ: واحل الله البیع وحرم الربا (سورة البقرة: ۲۷۵)

یا ایها الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون (المائدة: ۹۰)

وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الله حرم علی امتی الخمر والمیسر (المسند للامام احمد (۲/۱۴۴) رقم الحدیث: ۶۵۶۴) مسند عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة =

بٹہ لگانا

''ہُنڈی'' میں لکھا ہوا دین تو مدیون سے ادائیگی کی تاریخ آنے پر ہی لیا جاسکتا ہے، مگر دائن کو فوری طور پر رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو کسی تیسرے شخص کو وہ بل دے کر لکھی ہوئی رقم لے لیتا ہے اور بل کی پشت پر دستخط کر کے اس کے حقوق اُس تیسرے شخص کی طرف منتقل کر دیتا ہے، تیسرا شخص اس پر لکھی ہوئی رقم میں کٹوتی بھی کرتا ہے، مثلاً: ہنڈی پر ایک ہزار روپے لکھے ہوئے ہیں تو وہ نو سو پچاس روپے دیتا ہے، اس کو انگریزی میں **Discounting of the Bill of Exchange** اور اردو میں ''بٹہ لگانا'' کہتے ہیں، بل سے اس طرح کٹوتی کرنا جائز نہیں ہے؛ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ بل میں جتنی رقم لکھی ہوئی ہے اتنی رقم دے دے اور بل لے لے، پھر بل کی وصولی کے لیے آمد ورفت وغیرہ کا خرچہ الگ لے لے تو جائز ہوگا۔ (۱)

= (ولا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل) اى بالحرام يعني بالربا و القمار و الغصب و السرقة (معالم التنزيل: (۱۱۱۹/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: دار طيبة

لان القمار من القمر الذى يزداد تارة وينقص اخرى، وسمى القمار قمارا: لان كل واحد من المقامرين ممن يجوز ان يذهب ماله الى صاحبه ويجوز ان يستفيد مال صاحبه، وهو حرم بالنص، (رد المحتار: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر و الاباحة، باب الاستبراء، فصل فى البيع،، ط: سعيد)۔

وقال الله تعالى: ولا تعاونوا على الاثم و العدوان (سورة المائده: ۲)

(۱) فإن باع فضة بفضة أو ذهبا بذهب: لايجوز إلا مثلاً بمثلٍ وإن اختلفت في الجودة و الصياغة؛ لقوله عليه السلام: "الذهب بالذهب مثلاً بمثلٍ وزنا بوزنٍ يدًا بيدٍ و الفضل ربًا۔ (الهداية: (۲۵۳/۵، ۲۵۴) كتاب الصرف، ط: البشرى)

وكذلك لو باع سيفًا محلى بمائة درهم وحليته خمسون، فدفع من الثمن خمسين، جاز البيع، وكان المقبوض حصة الفضة وإن لم يبين ذلك۔ (الهداية: (۲۵۸/۵) كتاب الصرف، ط: البشرى)

الدر مع الرد: (۲۵۷/۵، ۲۵۸، ۲۵۹) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳۲۱/۶، ۳۲۲) كتاب الصرف، ط: رشيديه۔

بجلی کا بل زیادہ لے لیا

بعض دفعہ بجلی کے جتنے یونٹ استعمال ہوتے ہیں اس سے زیادہ بل دے دیتے ہیں، متعلقہ ادارے سے رجوع کرنے سے کم بھی نہیں کرتے اور ثبوت بھی نہیں دیتے، آخر صارف کو زیادہ بل بھرنا پڑتا ہے، تو ایسی صورت میں بجلی کے ادارے نے جتنی رقم ناحق وصول کی ہے صارف کے لیے اتنی مقدار رقم مذکورہ ادارے سے کسی بھی ممکن طریقے سے وصول کرنا جائز ہوگا، اگر کسی ملک میں بجلی کا ادارہ پرائیوٹ نہیں ہے بلکہ حکومت کا ہے تو حکومت کے کسی بھی ادارے سے اتنی مقدار رقم وصول کر سکتا ہے، اور اگر بجلی کا ادارہ پرائیوٹ ہے تو اس صورت میں زائد رقم حکومت کے کسی ادارے سے وصول کرنا جائز نہیں ہوگا، مثلاً: بجلی کا ادارہ حکومت کا ہے تو پرائز بونڈ خرید کر انعام میں نکلنے والی رقم سے اتنی رقم لینے کی اجازت ہوگی جتنی رقم بجلی کے ادارے نے ناحق لی ہے، واضح رہے کہ ظلماً ٹیکس لینے کا حکم بھی یہی ہے۔ (1)

---

(۱) اذا ظفر بمال مديونه له الأخذ ديانةً بل الأخذ من خلاف الجنس على مانذكره۔ (شامی: ۹۵/۴) كتاب السرقة، مطلب: في أخذ الدائن من مال مديونه من خلاف جنسه، ط: سعيد)

الضرر يدفع بقدر الإمكان۔ (قواعد الفقه: (ص: ۸۸) القواعد الفقهية، القاعدة رقم: ۱۶۸، ط: الصدف پبلشرز)

الضرر يزال۔ (الأشباه والنظائر مع شرح الحموي: (۲۰۹/۱) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الخامسة، ط: مكتبه علميه كوئٹه)

المظلوم له أن يدفع الظلم عن نفسه بما قدر عليه لكن ليس له أن يظلم غيره۔ (قواعد الفقه: (ص: ۱۲۴) القواعد الفقهية، القاعدة رقم: ۳۳۲، ط: الصدف پبلشرز)

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام: (۳۷/۱) [المادة: ۳۱] المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية۔

شرح القواعد الفقهية، للشيخ أحمد الزرقاء: (ص: ۱۱۸) القاعدة المكملة ثلاثين [المادة: ۳۱] "الضرر يدفع بقدر الإمكان، ط: دار النشر / دار القلم۔

امداد المفتين: (۷۰۶/۲) كتاب الربا والقمار، ط: دار الاشاعت كراچی۔

بجلی کی خرید وفروخت

بجلی کو عرف میں قیمتی مال سمجھا جاتا ہے اور یونٹ کے حساب سے بیع ہوتی ہے؛ اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔ (۱)

بچا کچھا

❶ بعض ”تیلی“ لوگوں سے بیج اور دانہ وغیرہ لے کر تیل نکال کر دیتے ہیں اور ہر آدمی کے تیل میں سے کچھ بچا کر رکھ لیتے ہیں اور آخر میں سب کو اکٹھا کر کے فروخت کر دیتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے، (۲) اور جان بوجھ کر ایسا تیل خریدنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۳)

☆...... بعض دفعہ ایسے تیل کے ساتھ اپنا ذاتی تیل بھی ملا کر فروخت

---

(۱) المالية تثبت بتموّل الناس كافةً أو بعضهم۔ (شامي: (۴/ ۵۰۱) كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك، ط: سعيد)

◻ المال هو كلّ عينٍ ذات قيمة مادية بين الناس۔ (الفقه الاسلامي وأدلته: (۴/ ۳۴۵) القسم الثالث: العقود، الفصل الأول عقد البيع، ط: دار الفكر)

◻ شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۱۷) المادة: ۱۲۶، البيوع، المقدمة: في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة في البيوع، ط: رشيديه۔

(۲،۳) (ولا غرم على السارق بعد ما قطعت يمينه) ... وترد العين لو قائمة) وإن باعها أو وهبها لبقائها على ملك مالكها۔ (الدر مع الرد: (۴/ ۱۱۰) كتاب السرقة، باب كيفية القطع وإثباته، ط: سعيد)

◻ البحر الرائق: (۵/ ۱۰۹، ۱۱۰) كتاب السرقة، فصل: في كيفية القطع وإثباته، ط: رشيديه۔

◻ بدائع الصنائع: (۷/ ۸۵) كتاب السرقة، فصل: وأمّا حكم السرقة، ط: سعيد۔

◻ من أخذ شبرًا من الأرض ظلمًا فإنّه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين ۔ متفق عليه (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۵۴) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأوّل، ط: قديمي)

◻ لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه وإن فعل كان ضامنًا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (ص: ۶۱) رقم المادة: ۹۶، ط: حنفيه كوئته)

◻ ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلاّ بطيب نفس منه ۔ مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)=

کر دیتے ہیں، تو اس کا حکم یہ ہے کہ ایسے تیل کے ساتھ اپنا ذاتی تیل ملانے کی وجہ سے "تیلی" مالک تو ہو جائے گا، لیکن جن لوگوں کا تیل اپنے ذاتی تیل کے ساتھ ملایا ہے جب تک ان کو قیمت کی رقم ضمان کے طور پر ادا نہیں کرے گا، تب تک اس مخلوط تیل کو بیچنا اور اس میں کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں ہوگا، تاہم اگر کوئی خریدے گا تو مالک ہو جائے گا۔[1]

= (ويجب رد عين المغصوب)... لقوله عليه الصلاة والسلام على اليد ما أخذت حتى ترد، ولقوله عليه الصلاة والسلام: لا يحلّ لأحدكم أن يأخذ مال أخيه لاعبا ولا جادًا، وإن أخذه فليرده عليه۔ (الدر مع الرد: (١٨٢/٦) كتاب الغصب، مطلب في رد المغصوب وفيما لو أبى المالك قبوله، ط: سعيد)

الحرام ينتقل، فلو دخل بأمان وأخذ مال حربي بلا رضاه وأخرجه إلينا ملكه وصح بيعه، لكن لا يطيب له ولا للمشتري منه۔ (قوله: الحرام ينتقل) أي تنتقل حرمته وإن تداولته الأيدي وتبدلت الأملاك. قوله: ولا للمشتري منه) فيكون بشرائه منه مسيئا؛ لأن ملكه بكسب خبيث، وفي شرائه تقرير للخبث. (الدر مع الرد: (٩٨/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الحرمة تتعدد، ط: سعيد)

(قوله: الحرمة تتعدد) نقل الحموي عن سيدي عبد الوهاب الشعراني: أنه قال: في كتاب المنن: وما نقل عن بعض الحنفية من أنّ الحرام لا يتعدى ذمتين، سألت عن الشهاب الشلبي، فقال: هو محمول على إذا لم يعلم بذلك، أما لو رأى المكاس مثلاً يأخذ من أحد شيئا من المكس، ثم يعطيه آخر، ثم يأخذ ذلك الآخر آخر فهو حرام اهـ۔ (الدر مع الرد: (٩٨/٥) ط: سعيد)

مزید تخریج کے لیے "چوری کا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(١) لو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه... لأن الخلط استهلاك إذا لم يمكن تمييزه عند أبي حنيفة رحمه الله، وقوله أرفق إذ قلّما يخلو مال عن غصب۔ (الدر المختار) (قوله: لأن الخلط استهلاك) بمنزلة من حيث أنّ حق الغير يتعلّق بالذمة لا بالأعيان... (قوله: كما في النهر)... لأنا نقول: إنه لما خلطها ملكها وصار مثلها ديناً في ذمته لا عينها۔ " (شامي: (٢/ ٢٩٠، ٢٩١) كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ط: سعيد)

مات وكسبه حرام فالميراث حلال، ثم رمز وقال: لا نأخذ بهذه الرواية، وهو حرام مطلقاً على الورثة فتنبه اهـ ح۔ ومفاده الحرمة وإن لم يعلم أربابه وينبغي تقييده بما إذا كان عين الحرام؛ ليوافق ما نقلناه إذ لو اختلط بحيث لا يتميز، يملكه ملكاً خبيثاً، لكن لا يحل التصرف فيه ما لم يؤد بدله"۔ (شامي: (٥/ ٩٩) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالا حراماً، ط: سعيد)

وأما صفة الملك الثابت للغاصب في المغصوب فلا خلاف بين أصحابنا في أن الملك الثابت له يظهر في حق نفاذ التصرفات، حتى لو باعه أو وهبه أو تصدق به قبل أداء الضمان ينفذ، كما تنفذ سائر التصرفات في المشتري شراء فاسداً۔ (بدائع الصنائع: (١٠/ ٣٥) كتاب الغصب ط: دار الكتب العلمية بيروت، ر: (١٥٣/٧) ط: سعيد)

❷ اسی طرح بعض ''درزی'' لوگوں کے کپڑوں کو شلوار قمیص کے لیے کاٹتے وقت کچھ بچا کر رکھ لیتے ہیں اور بعد میں وہ واپس نہیں کرتے یا تو خود بنا کر بچوں کو استعمال کے لیے دے دیتے ہیں یا فروخت کر دیتے ہیں، یہ درست نہیں ہے، یا تو مالک سے اجازت لے لے یا پیسے دے کر خرید لے، پھر اس کو بیچنا یا اس میں تصرف کرنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ (۱)

بچا ہوا مال واپس کرنا

بعض چھوٹے تاجر بڑے تاجروں سے سامان خرید کر آگے نفع پر فروخت کرتے ہیں بعض اوقات کچھ مال فروخت ہونے سے بچ جاتا ہے، اسے دکاندار کو واپس کر دیتے ہیں، شریعت کی رو سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ چھوٹا تاجر سامان خریدتے وقت اپنے لئے اس مال میں خیار کی شرط رکھ لے، پھر تین دن کے اندر اندر خیار شرط کی بنیاد پر واپس کر دے اور اگر چھوٹے تاجر نے خیار کی شرط نہیں رکھی تھی لیکن بڑے تاجر نے خوشی سے واپس لے لیا تو بھی کوئی حرج نہیں ہے تاہم اگر بڑا تاجر واپس نہ لے تو اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ (۲)

---

(۱) انظر الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲) للعاقدين أن يتقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده۔۔۔ لو كان بعض المبيع قد تلف صحت الإقالة في الباقي۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۷۳، ۷۶) المادة ۱۹۰، ۱۹۱، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الخامس في إقالة البيع، ط: فاروقيه)

◻ الدر مع الرد: (۵/ ۱۱۹) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

◻ خيار الشرط جائز في البيع للبائع والمشتري ولهما الخيار ثلاثة أيام فما دونه۔ (الهداية: (۳/ ۳۰) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رحمانيه)

◻ لأن من شرائطها (أي شرائط الإقالة) اتحاد المجلس ورضا المتعاقدين۔ قوله: رضا المتعاقدين) لأن الكلام في رفع عقد لازم، وأما رفع ما ليس بلازم فلمن له الخيار بعلم صاحبه لا برضاه بحر۔ وحاصله: أن رفع العقد غير اللازم وهو ما فيه خيار لا يسمى إقالة بل هو فسخ: لأنه لا يشترط فيه رضاهما فافهم۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۱۲۱) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد)

◻ البحر الرائق: (۵/ ۱۰۱) كتاب البيع، باب الاقالة، ط: سعيد)

بچوں کو بازار نہ لے جائے

98 "بازار جانے کے آداب" عنوان کے نمبر: 11 کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۵)

بچوں کی گڑیاں

"گڑیاں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۴۰۸)

بچہ

بچہ اگر سمجھ دار ہے تو اس کا خرید وفروخت کرنا صحیح ہے۔ اور اگر سمجھ دار نہیں ہے تو اس کا خرید وفروخت کرنا صحیح نہیں ہے۔ (۱)

بچوں کا باجا

بچوں کے باجے پیانو اور سیٹی کی خرید وفروخت کرنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے؛ اس لیے ان چیزوں کی خرید وفروخت سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ (۲)

---

(۱) (قوله: وشرطه: أهلية المتعاقدين) أي بكونهما عاقلين، ولا يشترط البلوغ والحرية... فشرائط العاقد اثنان: العقل والعدد، فلا ينعقد بيع مجنون وصبي لا يعقل... ولا يشترط فيه البلوغ ولا الحرية فيصح بيع الصبي والعبد لنفسه موقوفًا ولغيره نافذًا۔ (شامی: (۴/۵۰۴، ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۴۳۲) كتاب البيع، ط: رشيديه۔

الهندية: (۳/۲) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع وركنه وشرطه وأنواعه، ط: رشيديه.

(۲) ويجوز بيع البربط والطبل والمزمار والدف والنرد وأشباه ذلك في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وعندهما لا يجوز بيع هذه الأشياء قبل الكسر، ذكر المسألة في إجارات الأصل من غير تفصيل وذكر في السير الكبير تفصيلاً على قولهما، فقال: إن باعهما ممن لم يستعملها، ولا يبيع هذا المشتري ممن يستعملها فلا بأس ببيعها قبل الكسر فإن باعها ممن يستعملها أو يبيعها هذا المشتري ممن يستعملها، لا يجوز بيعها قبل الكسر۔ (الفتاوى الهندية: (۳/۱۱۶) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد، وبيع المحرمات، ط: رشيديه)=

بچوں کی گولیوں کی خرید وفروخت کرنا

اگر بچے گولیوں سے جُوا کھیلتے ہیں تو بچوں کو گولیاں خرید کر دینا جائز نہیں ہوگا، اور اس سے جوا نہیں کھیلتے تو جائز ہوگا، لیکن عام طور پر بچے اس سے جوا کھیلتے ہیں؛ اس لیے خرید وفروخت سے باز رہنا چاہیے۔[1]

بدعت وشرک پر مشتمل کتب

"شرک وبدعت پر مشتمل کتب" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۴)

بدل کر آیا ہوا سامان

اگر تجارت کا مال وسامان کسی کے مال وسامان سے غلطی سے بدل کر آیا ہے تو اگر مالک کا پتہ ہے تو اس کا مال واپس کر کے اپنا مال واپس لینا ضروری ہے لیکن اگر مالک کا پتہ نہ ہو، اور پتہ کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو، اور اس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ سامان واقعۃً بدل کر ہی آیا ہے تو اس مال کو خود رکھنا جائز ہے البتہ اگر اس سامان کی قیمت اپنے سامان کی قیمت سے زیادہ ہو تو زائد رقم صدقہ کرنا ضروری ہے۔[2]

الدر مع الرد: (۶/۲۱۲) کتاب الغصب، ط: سعید
البحر الرائق: (۸/۲۲۶، ۲۲۷) کتاب الغصب، قبیل کتاب الشفعة، ط: رشیدیه۔

(۱) ومایلعب به الصبیان من الجواز والبوتام (بٹن) والکرات الزجاجیة (گولیاں) وأمثالها، فانها تشتمل علی القمار، فالواجب علی أولیائهم أن یمنعوهم عنها۔ (أحکام القرآن للمفتي محمد شفیع رحمه الله تعالی: (۳/۲۰۲) الناهي عن الملاهي، ط: ادارة القرآن کراچی)

(۲) وكذلك الجواب في المكعب إذا سرق اهـ وقيد بعضهم بأن يكون المكعب الثاني كالأول أو أجود، فلو دونه له الانتفاع به بدون هذا التكلف لأن أخذ الأجود وترك الأدون دليل الرضا بالانتفاع ... قلت ماذكر من التفصيل بين الأدون وغيره إنما يظهر في المكعب المسروق۔۔۔ أما لو أخذ مكعب غيره وترك مكعبه غلطا لظلمة أو نحوها أو يعلم ذلك بالقرائن فهو في حكم اللقطة لابد من السؤال عن صاحبه بلا فرق بين أجود وأدون، وكذا لو اشتبه كونه غلطا أو عمدا لعدم دليل الإعراض هذا مما =

برآمدات

(۱۰۰) ایک ملک سے دوسرے ملک سامان پہنچانے کو آج کل ''برآمدات'' کہا جاتا ہے۔

برآمدی سامان کی ترسیل

گزشتہ زمانے میں سامان قافلوں کی صورت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا تھا، تاجر حضرات اپنی تجارت کا سامان خود اپنے ساتھ لے کر دُور دَراز علاقوں میں تجارتی قافلوں کی صورت میں جایا کرتے تھے، موجودہ دَور میں صورت حال تبدیل ہوگئی ہے، تجارت وغیرہ کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک ملک سے دوسرے ملک لے جانے کے لیے بحری جہاز چلانے والے ادارے وجود میں آگئے ہیں جو پوری ذمہ داری سے سامان ایک ملک کی بندرگاہ سے دوسرے ملک کی بندرگاہ تک منتقل کردیتے ہیں اور برآمد کرنے والے کا سامان اپنے ملک میں بیٹھے بٹھائے ہی دوسرے ملک کے درآمد کرنے والے کے پاس پہنچ جاتا ہے، بعض برآمد کرنے والے تو ایسے بھی ہیں جن کا کبھی بیرون ملک جانے کا اتفاق بھی نہیں ہوا، اور پھر بھی وہ اپنا سامان دنیا کے ملکوں میں برآمد کرتے رہتے ہیں۔

=ظهر لي فتأمله۔ (شامي (۲۸۶/۴) كتاب اللقطة، مطلب سرق مكعبه ووجد مثله أو دونه، ط:سعيد)

البحر الرائق: (۱۵۹/۵) كتاب اللقطة، ط:سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۲۹۵/۲) كتاب اللقطة، ط:رشيديه۔

لرب المال مسك مال المديون رهناً بلا إذنه، وقيل إذا أيس فله أخذه مكان حقه قضاء عن دينه وأقر المصنف۔ قال ابن عابدين: قوله: وقيل إذا أيس الخ) كذا عبر في المنح وظاهره أنه من غير جنس وإلا فلو من جنسه فله أخذ قدر حقه منه بلا كلام ولا وجه لحكايته بقيل على أنا قدمنا في كتاب الحجر عن المقدسي عن بعضهم أن الفتوى اليوم على جواز الأخذ مطلقاً۔ (الدر مع الرد: (۵۰۰/۶، ۵۰۱) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ط:سعيد)

اسی طرح اندرون ملک بھی برآمد کرنے والے کے لیے نقل وحمل اور جمرک (کسٹم) کی کلیئرنس کی کارروائی کروانے کی خدمات مہیا کرنے کے لیے ایسے ادارے بھی وجود میں آگئے ہیں جو معقول معاوضے کے عوض برآمد کرنے والے سے برآمد ہونے والا سامان وصول کرکے اس کی جمرک (کسٹم) سے جانچ پڑتال کروا کر اس سامان کو جہاز چلانے والے ادارے کے جہاز میں ڈلوادیتے ہیں۔

برآمد ہونے والا سامان جہاز چلانے والی کمپنی درآمد کرنے والے کی بندرگاہ پر جمرکی ادارے کے حوالے کردیتی ہے، جہاں سے درآمد کرنے والے کا نمائندہ ادارہ کسٹم کے واجبات ادا کرکے اس سامان کو درآمد کرنے والے کے اسٹوروں تک پہنچادیتا ہے۔

وہاں سامان کی قیمت کو وصول کرنے کا کام بینکوں کے ذریعے سرانجام پاتا ہے، جس کی تفصیل اپنی اپنی جگہ پر آئے گی۔

برآنگیختہ کرنا خریدنے پر

''ابھارنے کے لئے بیع کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۸۴)

براءت عیب کی شرط

''عیب سے براءت کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۳۷۷)

بربادی ہے مال گناہ میں خرچ کرنا

''گناہ میں مال خرچ کرنا مال کی بربادی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

برش خنزیر کے بالوں کے

''خنزیر کے بالوں کے برش'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲۶۴)

برقی آلات میں تحریری ایجاب کا قبول

ایجاب (آفر) کے ساتھ قبول کا متصل ہونا اور ایک ہی مجلس میں پایا جانا ضروری ہے؛ لہٰذا برقی آلات کے ذریعے جس مجلس میں فریق ثانی کو پیغام موصول ہوگا وہی مجلس عقد کی مجلس ہوگی؛ اس لیے فریق ثانی پر لازم ہے کہ جس مجلس میں اس کو فریق اول کا پیغام موصول ہوا اُسی مجلس میں ہی ایجاب کا جواب دے، تاکہ عقد منعقد ہوجائے، ورنہ مجلس بدلنے کے بعد قبول کرنے سے عقد منعقد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ مجلس بدلنے سے ایجاب ختم ہوجاتا ہے، ہاں اگر فریق اول دوبارہ فریق دوم کی بات کو قبول کرے گا تو دوبارہ ایجاب وقبول ہونے کی وجہ سے عقد منعقد ہوجائے گا۔[1]

برقی بازار

انٹرنیٹ کا جال برقی بازار ہے، جس کا ہدف تمام رُوئے زمین سے سامان یا

---

(۱) مجلس البيع هو الاجتماع الواقع لعقد البيع... لكن زاد لفظ الاجتماع ليفيد أنه لابد من اجتماع العاقدين حقيقة أو حكمًا... وأما اجتماعهما حكمًا، فكما إذا وقع الإيجاب بكتابة أو رسالة، وصورة الكتابة كما في رد المحتار: أن يكتب الموجب: أما بعد فقد بعت عبدي فلانًا منك بكذا فكما بلغه الكتاب قال في مجلسه ذلك، اشتريت، تم البيع بينهما... فإن قراءة الكتاب وإخبار الرسل بما قال المرسل بمنزلة الإيجاب من الكاتب أو المرسل، فإذا قبل المكتوب إليه أو المرسل إليه في مجلس القراءة والإخبار، فقد صدر الإيجاب والقبول في مجلس واحد... أنه إذا قرأ المكتوب إليه الكتاب أو سمع المرسل إليه الرسالة، فلم يقبل في مجلس قراءته وسماعه يبطل الإيجاب... حتى لو قرأ الكتاب مرة ثانية في مجلس آخر... لا ينعقد البيع... والكتاب كالخطاب، وكذا الإرسال، حتى اعتبر مجلس بلوغ الكتاب وأداء الرسالة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۵۳، ۵۴) رقم المادة: ۱۸۱، البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۹) المادة: ۱۸۱، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۴/۵۱۲) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

خدمات کے متعلق معلومات اکٹھی کرنا ہے۔

برقی پیغام کے ذریعے ایجاب وقبول

انٹرنیٹ، برقی پیغام کے ذریعے جو مجلس وجود میں آتی ہے، یہ غائبین کی مجلس کے حکم میں ہے؛ اس لیے انٹرنیٹ وغیرہ میں برقی پیغام یا برقی ڈاک کو ایجاب (آفر) کرنے والے کے پیغام پہنچانے کا ایک آلہ شمار کیا جائے گا، صرف اتنا فرق ہے کہ پیغام رسانی کی یہ صورت دیگر مروجہ صورتوں سے بہت زیادہ تیز ہے اور بھیجتے ہی موصول ہو جاتا ہے۔

لہٰذا جس مجلس میں ایجاب کرنے والے کا پیغام پہنچے اور اس پیغام کا پڑھنا اور اس کی تفصیلات پر مطلع ہونا وغیرہ چیزیں پائی جائیں وہ مجلسِ عقد ہوگی، جب اس مجلس میں قبول پایا جائے گا تو عقد ہو جائے گا اور اگر اِعراض کی وجہ سے وہ مجلس ختم ہو گئی تو ایجاب باطل ہو جائے گا۔ (۱)

برقی تجارت

موجودہ زمانے میں دنیا کے اکثر ممالک میں برقی تجارت کا استعمال عام ہو چکا ہے اور یہ سلسلہ مسلسل قوت پکڑ رہا ہے، اور موجودہ دور کی تجارت میں تغیرات اور تبدیلیوں کے حوالے سے اسے ایک اہم مقام حاصل ہے اور اس کا استعمال تیزی سے پھیل رہا ہے؛ کیوں کہ ''برقی تجارت'' کے آلات واسباب میں نت نئی تبدیلیاں رُونما ہو رہی ہیں اور ان آلات میں سب سے بڑا تجارتی ذریعہ ''برقی جال'' (انٹرنیٹ) ہے۔

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ۔

برقی تجارت کی تعریف

☆...... "برقی تجارت" سے مراد تجارت کے جدید برقی آلات کے ذریعے شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے ایک مال کا دوسرے مال سے تبادلہ کرنا ہے۔

☆...... یہاں مالی معاملات سے مراد چاہے اموال کی خرید وفروخت کا معاملہ ہو یا خدمات کے حصول کا معاملہ ہو دونوں داخل ہیں، اور جدید آلات سے مراد ٹیلی فون، ٹیلی فیکس، انٹرنیٹ، برقی ڈاک (ای میل) اور موبائل فون وغیرہ کے ذریعے مختصر پیغام دینا ہے، لیکن اس وقت برقی تجارت میں زیادہ تر استعمال انٹرنیٹ کا ہی ہے۔[1]

برقی تجارت کی خصوصیات

"برقی تجارت" تجارت کے میدانوں میں ایک نیا انقلاب ہے، چوں کہ اس میں کچھ اضافی فوائد ہیں؛ اسی لیے خریدار اور بیچنے والے برقی آلات کے ذریعے تجارت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وہ فوائد یہ ہیں:

❶ بیچنے والے اور خریدار کے درمیان براہِ راست رابطہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

❷ ایک ہی وقت میں ایک سے زائد لوگوں کے ساتھ رابطہ ہوسکتا ہے۔

❸ فاصلہ اور دُوری کے حوالے سے روایتی پابندیوں سے آزادی حاصل ہوتی ہے، اور عالمی منڈیوں تک رسائی ہوجاتی ہے۔

❹ اخراجات میں بچت ہوجاتی ہے۔

❺ سودے کی جگہ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

---

(۱) (التجارة الالكترونية في الفقه الاسلامي، سليمان عبدالرزاق)

● معاملات کو تحریری مواد کے بغیر انجام دیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ برقی تجارت بھی دونوں فریق کی رضامندی سے منعقد ہوتی ہے۔(۱)

برقی تجارت کے ذریعے بیع صرف کرنا

برقی تجارت، انٹرنیٹ اور ویب سائٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ بیع صرف میں فریقین کی جانب سے اسی مجلس میں قبضہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور دونوں طرف سے ادائیگی بھی شرط ہوتی ہے، برقی تجارت، انٹرنیٹ اور ویب سائٹ میں یہ چیزیں معدوم ہیں؛ اس لیے برقی تجارت، انٹرنیٹ اور ویب سائٹ کے ذریعے سونا چاندی اور کرنسی خریدنا درست نہیں ہے، البتہ کرنسی میں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ ہر فریق دوسرے کے اکاؤنٹ میں پیسے بھیج دے، دونوں کے اکاؤنٹ میں رقم جمع ہونے کے بعد تبادلہ کرلیں تو درست ہوگا۔(۲)

---

(۱) ويجب لجواز البيع تراضي المتعاقدين لقوله تعالى: { يٰأيها الّذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلاّ أن تكون تجارةً عن تراضٍ منكم } وقد روى عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إنما البيع عن تراض۔ (فقه البيوع: (۱/۱۹۵) الباب الثاني: في رضا المتعاقدين وما يتعلّق به، ط: معارف القرآن)

الدر مع الرد: (۴/۵۰۷) كتاب البيوع، مطلب في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۵/۲۵۶) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) وكذا يجوز أن يعقد البيع بالكتابة والرسالة، قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: صورة الكتابة أن يكتب أما بعد: فقد بعث عبدي فلانًا منك بكذا، فلما بلغه الكتاب، قال في مجلس ذلك اشتريت تم البيع بينهما ... ويقاس عليه التلكس والفاكس حيث يجوز الإيجاب والقبول بهما بشرط أن يكونا لسلمن من التزوير ... وأمّا الهاتف (التليفون) والجهاز اللاّسلكي فالتعقاد بهما كالتعاقد مشافهة، وإن كان أحدهما لا يرى الآخر؛ لأنّ ذلك ليس بشرط لصحة العقد ... إنما يصح فيما لا يشترط فيه القبض في مجلس العقد، أمّا العقود الّتي يشترط فيه التقابض من الجانبين كالصرف فإنّها لا تتم بهذه الآلات إلاّ إذا كان لكل واحد منهما وكيل بالتسلّم عند الآخر، فيتسلّم وكيل كل واحد منهما ما وجب لموكله في مجلس إجراء الاتصال أو عن طريق بنك في بلد كل واحد منهما فيه رصيد لكليهما ... وإلاّ فيعتبر =

برقی تجارت میں ایجاب وقبول

برقی تجارت میں مندرجہ ذیل صورتیں ایجاب وقبول کے قائم مقام ہیں:

❶ مالک یا اس کے وکیل کا اپنی ویب سائٹ پر اپنے سامان کی قیمت، صفات، شرائط اور کیفیت بیان کرنا، یہ ایجاب کی دعوت ہے، جس طرح دُکان دار اپنی دُکان میں نرخ نامہ لٹکاتا ہے۔

❷ خریدار کا ویب سائٹ میں سامان کی تفصیلات پڑھ کر خریداری کی حامی بھر لینا اور آرڈر دے دینا ایجاب ہے۔ اور ویب سائٹ کے مالک کی طرف سے راضی ہوجانا قبول ہے، ایجاب وقبول سے بیع منعقد ہوجاتی ہے اور سودا مکمل ہوجاتا ہے۔[1]

برقی تجارت میں سودا کرنے کا طریقہ

برقی تجارت (انٹرنیٹ) پر معاملہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: ایک فریق جو بائع ہے، اپنی متعین جگہ ویب سائٹ پر سامان کی تصاویر، اس کی صفات اور قیمت وغیرہ لکھ کر خریداروں کے لیے پیش کردیتا ہے۔

اور دوسرا فریق جو سامان خریدنا چاہتا ہے، وہ مختلف برقی مواقع (ویب سائٹس) پر جاکر اپنے لیے سامان پسند کرتا ہے، پھر فریقین ایک دوسرے سے رابطہ

= هذا الاتصال الآلي مساومة أو وعدًا بالعقد ويتم العقد في وقت لاحق يتحقق فيه القبض المشروط. (فقه البيوع: (١/٣٩، ٤٠) المبحث الأول، الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، البيع بالكتابة والآلات الحديثة، ط: معارف القرآن)

▭ شرح المجلة لرستم باز: (١/٩٣) المادة: ١٧٣، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

▭ شرح المجلة للأتاسي: (١/٣٣) أيضا، ط: رشيديه۔

▭ الدر مع الرد: (٥/٢٥٨) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

(١) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ٢، على الصفحة السابقة۔ (وكذا يجوز أن يعقد البيع)

کر کے سودا پختہ کر لیتے ہیں، یہ درست ہے۔[1]

برقی تحریر کے ذریعے عقد کرنے کا حکم

☆......جدید ٹیکنالوجی مثلاً: فیکس، ای میل اور نیٹ وغیرہ کی مدد سے اب انسان اپنے تحریری پیغامات کو دنیا کے کسی بھی کونے میں چند سیکنڈ یا منٹوں میں پہنچا سکتا ہے۔

قدیم زمانے میں دو غائب آدمیوں کے درمیان عقد کرنے کے لیے تحریر کا سہارا لیا جاتا تھا، مثلاً: ایک شخص دوسرے آدمی کو خط لکھتا کہ: ''میں نے آپ کو اتنی قیمت میں اپنا گھر فروخت کیا'' اور اس تحریر کو قاصد یا ڈاک کے ذریعے بھیج دیتا تھا اور جب دوسرے شخص کو اس کا تحریری پیغام پہنچتا تو وہ اسی مجلس میں کہتا کہ: ''میں نے اس کو خرید لیا ہے'' یا ''میں نے اسے قبول کیا'' تو اس سے عقد منعقد ہو جاتا، اسی طرح برقی آلات کے ذریعے پیغام پہنچنے کے بعد دوسرا تحریری طور پر قبول کر لے تو سودا ہو جائے گا۔

☆......واضح رہے کہ غائب لوگوں کے درمیان خط و کتابت کی وہی حیثیت ہے، جو حاضر لوگوں کے درمیان آمنے سامنے بات کرنے کی حیثیت ہے، گویا کہ ایک شخص خود حاضر ہو کر ایجاب کرتا ہے اور دوسرا شخص اسی مجلس میں اسے قبول کرتا ہے، فقہی قاعدہ بھی یہی ہے کہ خط و کتابت بات چیت کے حکم میں ہے۔[2]

(۱، ۲) مجلس البيع هو الاجتماع الواقع لعقد البيع ... لكن زاد لفظ الاجتماع ليفيد أنه لابد من اجتماع العاقدين حقيقة أو حكما ... وأن اجتماعهما حكما، فكما إذا وقع الإيجاب بكتابة أو رسالة، وصورة الكتابة كما في رد المحتار: أن يكتب الموجب: أما بعد فقد بعت عبدي فلانا منك بكذا فلما بلغه الكتاب قال في مجلسه ذلك، اشتريت، تم البيع بينهما ... فلأن قراءة الكتاب وإخبار الرسل بما قال المرسل بمنزلة الإيجاب من الكاتب أو المرسل، فإذا قبل المكتوب إليه أو المرسل إليه في مجلس القراءة أو الإخبار، فقد صدر الإيجاب والقبول في مجلس واحد ... أنه إذا قرأ المكتوب إليه الكتاب أو سمع المرسل إليه الرسالة، فلم يقبل في مجلس قراءته وسماعه يبطل الإيجاب ... حتى لو قرأ الكتاب مرة ثانية في مجلس آخر ... لاينعقد البيع ... والكتاب كالخطاب، وكذا الإرسال، حتى =

برکت تجارت میں

''کاروبار میں برکت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۱/۵)

برکت ختم کردی جاتی ہے

''برکت ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۸/۲)

برکت صبح کے وقت ہے

''صبح نکلنا برکت کا باعث ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۲/۴)

برکت کاروبار میں

''کاروبار میں برکت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۱/۵)

برکت والی شرکت

''اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۱)

برکت ہوتی ہے

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''خرید وفروخت کرنے والے کو سودا توڑنے کا حق ہے جب تک وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے، اگر بیچنے والا اور خریدار سچ بولیں اور مال اور قیمت کے عیب اور کھرے کھوٹے کو بیان کردیں تو ان کی خرید وفروخت میں برکت ہوتی ہے، اور اگر عیب کو چھپالیں اور جھوٹے اوصاف بتادیں تو ان کی خرید وفروخت میں برکت ختم

= اعتبر مجلس بلوغ الكتاب وأداء الرسالة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۵۳/۲، ۵۴) رقم المادة: ۱۸۱، البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۶۹/۱) المادة: ۱۸۱، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

الدر مع الرد: (۵۱۲/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

کر دی جاتی ہے"۔ (۱)

بروکر (Broker)

"بروکر" وہ دلال ہے جو اجیر بنے بغیر اجرت پر بائع اور مشتری کی ایک دوسرے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور خود سودا نہیں کرتا، اس کو انگریزی زبان میں "بروکر" (Broker) کہتے ہیں اور یہ بھی دلال کی ایک قسم ہے، بلکہ موجودہ دور میں دلال کو "بروکر" کہتے ہیں۔ (۲)

بروکر اجرت کا مستحق کب بنتا ہے؟

"دلال اُجرت کا مستحق کب ہوتا ہے؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۱/۳)

بروکر اور تاجر میں فرق

بروکر اور تاجر میں فرق ہے:

بروکر صرف فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان واسطہ ہوتا ہے نفع نقصان کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی، اور وہ معاملہ یا سودا مکمل کرانے کے بعد اجرت کا مستحق ہوتا ہے اور تاجر نفع کا مالک ہوتا ہے اور نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے اس کو اجرت نہیں ملتی۔

---

(۱) عن حکیم بن حزام عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیعان بالخیار ما لم یتفرقا، أو قال: حتی یتفرقا، فإن صدقا وبینا بورک لهما في بیعهما، وإن کتما وکذبا محقت برکة بیعهما۔ (صحیح البخاري: (۲۷۹/۱) کتاب البیوع، باب ما یمحق الکذب والکتمان في البیع، ط: قدیمی)

☜ الصحیح لمسلم: (۶/۲) کتاب البیوع، باب خیار المجلس للمتبایعین، ط: قدیمی۔

☜ مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، ط: قدیمی)

(۲) (قوله: السمسار) ... وهو المتوسط بین البائع والمشتري لیبیع بأجر من غیر أن یستأجر والدلال الواسطة بین المتبایعین۔ اهـ، وفي ملامسکین: السمسار الدلال۔ (تکملة رد المحتار: (۳۱۰/۸) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: سعید)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ کاروبار کرنے والوں کو ''تاجر'' کے لقب سے نوازا ہے، بائع اور مشتری کے واسطہ بننے والے کو یہ لقب نہیں دیا۔ (۱)

بروکر بننا

جائز اور حلال کاروبار میں ''بروکر'' بننا اور اجرت حاصل کرنا جائز ہے، اور فقہاءِ کرام کی اصطلاح میں ''بروکر'' کو دلال کہتے ہیں۔ (۲)

بروکر (دلال) کی اجرت

☆......اگر دلال (Broker) بائع اور مشتری کے درمیان سودا کرانے کی کوشش کرتا ہے اور مالک خود فروخت کرتا ہے تو جیسا رواج ہو اس کے مطابق دلال اپنی اُجرت بائع (مالک) سے یا خریدار سے یا دونوں سے وصول کرسکتا ہے۔ (۳)

---

(۱) عن قیس بن أبی غرزۃ قال: خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نسمی السماسرۃ فقال: یامعشر التجار إن الشیطان والاثم یحضران البیع فشوبوا بیعکم بالصدقۃ۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۲۹) أبواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم إیاھم، ط: قدیمی)۔

🗀 سنن أبی داؤد: (۲/ ۱۱۷) کتاب البیوع، باب فی التجارۃ یخالطھا الحلف اللغو، ط: رحمانیہ۔

🗀 قولہ: والسمسار) ھو المتوسط بین البائع والمشتری، بأجر من غیر أن یستأجر۔ شامی: (۵/ ۶۵۶) کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ط: سعید۔

(۲) فتجب الدلالۃ علی البائع أو المشتري أو علیھما بحسب العرف۔ (شامی: (۴/ ۵۶۰) کتاب البیوع، قبیل مطلب: في حبس المبیع لقبض الثمن وفي ھلاکہ ومایکون قبضاً، ط: سعید)

🗀 شرح المجلۃ للأتاسي: (۲/ ۲۲۱) تحت المادۃ: ۲۸۹، البیوع، الباب الخامس: في بیان المسائل المتعلقۃ بالتسلیم والتسلّم، الفصل الرابع: في مؤنۃ التسلیم ولوازمہ، ط: رشیدیہ)

🗀 شرح المجلۃ لرستم باز: (۱/ ۱۱۹) تحت المادۃ: ۲۸۹، أیضاً، : فاروقیہ کوئٹہ۔

(۳) إن سعی بینھما وباع المالک بنفسہ یعتبر العرف، (قولہ: یعتبر العرف): فتجب الدلالۃ علی البائع أو المشتری أو علیھما بحسب العرف۔ (رد المحتار مع الدر: (۴/ ۵۶۰) کتاب البیوع، قبیل مطلب في حبس المبیع لقبض الثمن وفي ھلاکہ ومایکون قبضاً، ط: سعید

🗀 شرح المجلۃ للأتاسي: (۲/ ۲۲۱) تحت المادۃ: ۲۸۹، البیوع، الباب الخامس: في بیان المسائل المتعلقۃ بالتسلیم والتسلّم، الفصل الرابع: في مؤنۃ التسلیم ولوازمہ، ط: رشیدیہ)

🗀 شرح المجلۃ لرستم باز: (۱/ ۱۱۹) تحت المادۃ: ۲۸۹، أیضاً، : فاروقیہ کوئٹہ۔

☆...... اگر یہی دلال مالک کی اجازت سے چیز کو خود فروخت کرے تو وہ بائع (مالک) کا وکیل بن جاتا ہے اور اس صورت میں صرف بائع (مالک) سے اجرت وصول کرسکتا ہے خریدار سے نہیں؛ کیوں کہ یہ دلال خریدار کا وکیل نہیں ہے، اس صورت میں اگر رواج دونوں سے لینے کا ہوگا تو وہ درست نہیں ہوگا۔ (۱)

بروکر ہونا بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو

☆ بروکر کے طور پر کام کرنے کی صورت میں اجرت کا مستحق بننے کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) دونوں ہی کو اس کا علم ہو کہ یہ شخص بروکر کے طور پر کام کر رہا ہے، صرف بائع یا صرف مشتری کو علم ہونا کافی نہیں ہے۔

مثلاً: ایک شخص کی مشین میں کوئی پُرزہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے، مشین والا، مکینک (مستری) کو کہتا ہے کہ: ''آپ چل کر مجھے وہ پرزہ دلوادیں''، مستری مالک کو ایک دکان پر لے جاتا ہے اور پُرزہ پسند کرواتا ہے، سودا دُکان دار اور مالک کے درمیان ہوتا ہے، اب مکینک (مستری) یہ چاہے کہ چوں کہ وہ گاہک کو لایا ہے؛ لہٰذا دُکان دار اس کو دلالی کے طور پر کچھ حصہ دے تو یہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ گاہک نے اس کو بروکر سمجھ کر یہ پُرزہ دلوانے کو نہیں کہا۔ (۲)

☆ اور اگر دُکان دار نے اس سے پہلے سے طے کیا ہوا ہو کہ تم میری دکان پر گاہک لاؤ تو اتنا اتنا معاوضہ تمہیں دوں گا۔ اس صورت میں بھی دکاندار سے دلالی

(۱، ۲) وأما الدلال فإن باع العين بنفسه باذن ربها فأجرته على البائع، (قوله: فأجرته على البائع) وليس له أخذ شيئ من المشتري؛ لأنه هو العاقد حقيقة... وظاهره أنه لايعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له۔ (ردالمحتار: (۴/ ۵۶۰) كتاب البيوع، قبيل مطلب في حبس المبيع لقبض الثمن وفي هلاكه و مايكون قبضا، ط: سعيد)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۲۲۱/۲) تحت المادة: ۲۸۹، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلّم، الفصل الرابع: في مؤنة التسليم ولوازمه، ط: رشيديه)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۱۹/۱) تحت المادة: ۲۸۹، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

لینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ مشین کے مالک نے خود مشتری کو ساتھ لایا ہے، مستری نے مشین کے مالک کو ساتھ نہیں لایا، ہاں اگر مستری مالک کو خود کہتا کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو پُرزہ دلواتا ہوں، اس صورت میں مستری کے لیے دکاندار سے طے شدہ دلالی لینا جائز ہوگا۔ (۱)

بُری عادت

لین دین میں کمی بیشی کا رُجحان خواہ وزن کرنے میں ہو یا تولنے میں ہو یا گننے میں ہو یا پیمائش میں غرض یہ کہ ہر قسم کے معاملات میں زیادہ وصول کرنے کا رجحان اور کم دینے کی خواہش بہت ہی بری عادت ہے، اس سے آمدنی ناجائز اور حرام ہوجاتی ہے۔ (۲)

برے تاجر فاسقوں کے ساتھ ہوں گے

''فاسقوں کے ساتھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۲/۵)

بزرگانِ دین کی تصاویر

''اولیاء کرام کی تصاویر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۱/۱)

---

(۱) انظر الحاشية السابقة۔

(۲) {ويل للمطففين، الذين إذا اكتالوا على الناس يستوفون، وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون} (سورة المطففين، الآية: ۱، ۲، ۳)۔

عن عكرمة أنّ كل كيال ووزان في النار، فقيل له في ذلك فقال: إنه ليس منهم أحد يزن كما يتزن ولا يكيل كما يكتال، وقد قال الله تعالى: {ويل للمطففين} ۔ (جامع البيان للطبري: (۲۸۸/۲۴) المطففين، ط: مؤسسة الرسالة)

والرابع: مما يجب الاحتراز عنه، الخيانة... فاما من يكون خيانته فى المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى: ويل للمطففين.......... ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا أخذ... وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبه وكان اذا أخذ نقص حبة واذا اعطي زاد حبة، وكان يقول ويل لمن باع بحبة جنة عرضها السماوات والارض۔ (المجالس الابرار: (ص: ۵۶۷، ۵۶۸) المجلس التاسع والسبعون: في بيان اى تاجر يحشر يوم القيامة فاجرا واى صادقا، ط: سهيل)

بکرے کا گوشت کہہ کر بچھڑے کا گوشت دے دیا

اگر ایک شخص نے دکان دار سے بکری کا گوشت خریدا، گھر لانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بچھڑے کا گوشت ہے، بکری کا نہیں ہے، تو اگر گوشت استعمال کرنے سے پہلے معلوم ہوا تو خریدار گوشت واپس کر سکتا ہے، اور اگر گوشت پکا کر کھانے کے بعد معلوم ہوا تو قیمت کے اعتبار سے جو نقصان ہوا ہے وہ دکاندار سے واپس لے سکتا ہے، مثلاً: بکرے کا گوشت ایک کلو چھ سو روپے میں خریدا ہے جب کہ بچھڑے کا ایک کلو گوشت چار سو روپے میں ملتا ہے خریدار، دکاندار سے دو سو روپے واپس لے سکتا ہے۔ (۱)

بکری کا گوشت دے کر گائے کا گوشت لیا

''گائے کا گوشت دے کر بکری کا گوشت لیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ...... أو لحم معز فكان لحم ضأن وعلى عكسه ونحو ذلك فله الخيار ... وفي العيني عن الهداية: ولو امتنع الرد بسبب من الأسباب رجع المشتري على البائع بحصته من الثمن، فيقوم العبد كاتباً وغير كاتب وينظر إلى تفاوت مابين ذلك فإن بمقدار العشر مثلاً رجع بعشر الثمن۔ ومثله في البحر وغيره۔ وقال الطحطاوي في حاشيته على الدر: يعني يعتبر التفاوت من الثمن فإن هذا البيع صحيح لاتطرقه إلى القيمة۔ (شرح المجلة لمحمد الأتاسي: (۲/ ۲۵۳، ۲۵۵) تحت المادة : ۳۱۰، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الثاني: في بيان خيار الوصف، ط: رشيديه)

رجل اشترى طعاماً فوجد به عيباً وقد أكل بعضه يرجع بنقصان عيب ما أكل ويرد مابقي بحصته؛ لأن بالأكل تقرر العقد فتقرر أحكامه وهذا قول محمد، وبه كان يفتي الشيخ الفقيه أبو جعفر الهندواني، وبه أخذ الفقيه أبو الليث، فإن باع نصفه يرد مابقي عند محمد أيضاً وعليه الفتوى۔ (الفتاوى الولوالجية: (۳/ ۲۵۳) كتاب البيوع، الفصل الثامن: في العيوب... وأما مايرجع بنقصان العيب ومالايرجع، ط: دار الكتب العلمية)

و أما أكل الكل ولبس الثوب فالمذكور هنا قول أبي حنيفة، والقياس أن يرجع بالنقصان، وهو قولهما ومذهب الشافعي وأحمد، وبه أخذ الطحطاوي۔ وفي الخلاصة: "عليه الفتوى"۔ (شرح النقاية: (۲/ ۳۲۳) كتاب البيوع، فصل: في خيار العيب، ط: سعيد)

ولو اشترى سمناً ذائباً فأكله ثم أقر البائع إن الفارة وقعت فيها وماتت، له أن يرجع بنقصان العيب عند أبي يوسف ومحمد، وعليه الفتوى۔ (خلاصة الفتاوى: (۳/ ۶۹) كتاب البيوع، الفصل السادس: في العيوب، ط: رشيديه)

بکری مَر گئی

”مُرغی مَر گئی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۶)

بکری میں سے مثلاً پانچ فی صد ملازم کو دینا

”ملازم کو بکری میں سے مثلاً پانچ فی صد دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

بُک کرانے کے بعد قبضے سے پہلے آگے فروخت کرنا

منقولی اَشیاء کو بُک کرانے کے بعد قبضے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ غیر منقولی اَشیاء جیسے: زمین، مَکان، دُکان اور فلیٹ وغیرہ کو بُک کرانے کے بعد اگر کچھ یا پورا بن چکا ہے اور متعین بھی ہو چکا ہے تو قبضے سے پہلے بھی آگے نفع وغیرہ کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے، اور اگر ابھی تک کچھ بَنا نہیں تو اس صورت میں نفع کے ساتھ آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں بک کرانے میں جتنی رقم جمع کرائی ہے اتنی رقم لے کر کسی اور کو حوالہ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

---

(۱) (صح بیع عقار لا یخشی هلاکه قبل قبضه) من بائعه لعدم الغرر لندرة هلاک العقار، حتی لو کان علوًا أو علی شط نهر ونحوه کان کمنقول فلا یصح اتفاقًا ککتابة وإجارة و (بیع منقول) قبل قبضه.... (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵) کتاب البیوع، فصل: في التصرف في المبیع والثمن قبل القبض والزیادة، ط: سعید)

▭ شرح المجلّة للأتاسي: (۱۷۳/۲) رقم المادة: ۲۵۳) البیوع، الباب الرابع، الفصل الأوّل: في بیان حق تصرّف البائع بالثمن والمشتري بعد العقد، وقبل القبض، ط: رشیدیه۔

▭ ومن اشتری شیئًا مما ینقل ویحوّل لم یجز له بیعه حتی یقبضه؛ لأنه علیه الصلاة والسلام نهی عن بیع مالم یقبض، ولأنه فیه غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک، ویجوز بیع العقار قبل القبض عند أبي حنیفة وأبي یوسف.... (الهدایة: (۷۹/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل: ومن اشتری...، ط: رحمانیه)

▭ بدائع الصنائع: (۱۸۱/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة ط: سعید۔

▭ الحنفیة قالوا: من البیع الفاسد بیع الأعیان المنقولة قبل قبضها... أما بیع الأعیان غیر المنقولة قبل قبضها کبیع الأرض والضیاع والنخیل والدور ونحو ذلک من الأشیاء الثابتة التي لا یخشی هلاکها فإنه یصح۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: (۲/ ۲۳۳) کتاب البیع، مبحث التصرف فی المبیع قبل قبضه، ط: دار احیاء التراث العربي)

بکنگ کا حکم

”پیشگی رقم دینا چیز خریدنے کے لیے“عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۸/۲)

بکنگ کے پیسے سے نفع لینا

☆......موجودہ دور میں بلڈر جب بنگلہ، فلیٹ یا پلازہ وغیرہ کو نقشہ بنا کر بکنگ کا اعلان کرتے ہیں تو لوگ نقشہ دیکھ کر بک کرنا شروع کر دیتے ہیں اور شیڈول کے مطابق قسطوں میں رقم ادا کرتے ہیں اور فلیٹ، بنگلے اور پلازہ وغیرہ بھی آہستہ آہستہ بننا شروع ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ بننے میں لمبا وقت بھی لگتا ہے، بہر صورت اس طرح بکنگ کرانا جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور یہ وعدہ بیع کے حکم میں ہے؛ کیوں کہ وعدہ کی وجہ سے بلڈر کو بعد میں تبدیل کرنے یا کسی دوسرے آدمی کو فروخت کر دینے کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔(۱)

☆......بعض مال دار لوگ بکنگ کے وقت پوری رقم دے دیتے ہیں اور فلیٹ بننے تک جتنا عرصہ لگتا ہے اتنے عرصے کا بلڈر سے کرایہ وصول کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے، سود ہے، لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔(۲)

---

(۱) صيغة الاستقبال التي هي بمعنى الوعد المجرد مثل سأبيع وسأشتري، لا ينعقد بها البيع ....۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۳۳/۲) المادة: ۱۷۱، البيوع، الباب الأوّل، الفصل الأوّل: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵۱۱/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

شرح المجلّة لرستم باز: (۶۳/۱) المادة: ۱۷۱، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) وأما الذي يرجع إلى نفس القرض فهو أن لا يكون فيه جر منفعة، فإن كان لم يجز، نحو ما إذا أقرضه دراهم غلة على أن يرد صحاحا أو أقرضه وشرط شرطا له فيه منفعة؛ لما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنه نهى عن قرض جر نفعا، ولأن الزيادة المشروطة تشبه الربا؛ لأنها فضل لا يقابله عوض والتحرز عن حقيقة الربا، وعن شبهة الربا واجب، هذا إذا كانت الزيادة مشروطة في القرض۔ (بدائع الصنائع: (۳۹۵/۷) كتاب القرض، فصل: وأما الشرائط فأنواع، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، فصل: في القرض، مطلب: كل قرض جر نفعا فهو حرام، ط: سعيد۔

شرح المجلّة للأتاسي: (۳۳۲/۲) الباب السابع أحكام الربا، ط: رشيديه۔

بِل آف ایکسچینج (Bill of Exchange)

''بل آف ایکسچینج'' ایک خاص قسم کی دستاویز ہے، جب کوئی تاجر اپنا مال فروخت کرتا ہے تو خریدار کے نام بل بناتا ہے، بعض اوقات اس بل کی ادائیگی کسی آئندہ تاریخ میں واجب ہوتی ہے، اس بل کو دستاویزی شکل دینے کے لیے مدیون/ مشتری اس کو منظور کر کے اس پر دستخط کر دیتا ہے کہ: ''میرے ذمے فلاں تاریخ کو اس بل کی ادائیگی واجب ہے''، اس کو اردو میں ''ہُنڈی'' اور انگریزی میں ''بل آف ایکسچینج'' کہتے ہیں۔

بل آف ایکسچینج کا ڈسکاؤنٹ

بل آف ایکسچینج (Bill of Exchange) کا ڈسکاؤنٹ جس کا کاروباری حلقوں میں خاصا رواج ہے، یہ بھی ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہ بھی کریڈٹ دستاویز بیچنے کی ایک شکل ہے۔[1]

حالیہ مالیاتی بحران جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے اس کی ایک بڑی وجہ قرضوں اور مالیاتی ڈیوٹی والے دستاویزات کی خرید وفروخت ہے اگر معاشی سرگرمیوں سے اس عنصر کو ختم کر دیا جائے تو اس بحران پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

بِل آف لیڈنگ

''درآمد برآمد میں بینک کا کردار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۰/۳)

(۱) وإن معظم العلماء المعاصرون خرجوا حكم الكمبيالة على أساس أنه بيع دين بنقد أقل منه، وحرموا من هذه الجهة۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱۱۳/۲) بيع الدين والأوراق المالية، ط: مكتبة دار العلوم كراچي)

الفقه الإسلامي وادلته: (۳۴۰۸/۵) القسم الثالث: عقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الرابع، المطلب الأول: أنواع البيع الباطل، ط: رشيديه)

بلٹی

(۱۱۷) موجودہ دور میں بڑی بڑی گاڑیوں اور ٹرک والے ایک علاقے کا مال دوسرے علاقے میں اجرت پر لاتے ہیں، ان گاڑیوں کے ذریعہ مال بھیجنے والے اپنا مال لوڈ کرانے کے بعد کرائے کی رقم کی بلٹی گاڑی والے کو دے دیتے ہیں، گاڑی والے کو متعینہ جگہ پر مال پہنچانے کے پندرہ بیس دن کے بعد کرایہ کی وہ رقم ملتی ہے جو بلٹی میں لکھی ہوئی ہوتی ہے، بعض دفعہ گاڑی والے کے لیے پندرہ بیس دن تک انتظار کرنا مشکل ہوتا ہے اور اس کو نقد رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو گاڑی والے اس بلٹی کو لکھی ہوئی رقم سے کم میں فروخت کر دیتے ہیں، شرعاً یہ معاملہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ مبیع وہ بلٹی کا کاغذ نہیں ہے، بلکہ وہ رقم ہے جو بلٹی کے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے، البتہ بلٹی میں جتنی رقم لکھی ہوئی ہے اتنی رقم میں تبادلہ کرنے کی اجازت ہے۔[1]

بلٹی شدہ مال راستہ میں ضائع یا کم ہوجائے

''بائع کی طرف سے بھیجا ہوا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۰/۲)

بلڈ بینک

بلڈ بینک (Blood Bank) قائم کرنا جائز ہے، لیکن خون کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی مریض کی جان بچانے کے لئے خون کی سخت ضرورت ہے اور پیسے کے بغیر خون نہیں مل رہا ہے تو ضرورت مند آدمی کے لئے پیسہ دے کر خون خریدنا گناہ نہیں ہوگا باقی بیچنے والے کے لئے وہ رقم حلال نہیں ہوگی۔[2]

---

(۱) تخریج کے لیے ''ہنڈی کی بیع'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) بطل بیع مالیس بمال کالدم المسفوح۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۰) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی تعریف المال، ط: سعید)

(وشعر الخنزیر) لنجاسة عینه فیبطل بیعه۔۔۔ (وإن جاز الانتفاع به) لضرورة الخرز، =

البتہ جائز طریقہ یہ ہے کہ خون کے بدلے میں خون لے مثلاً ایک بوتل خون لیا تو ایک بوتل دے بھی تو یہ جائز ہوگا۔

بل ڈِسکاؤنٹنگ

''پوسٹ شپمنٹ فائنانسنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۸/۲)

بل ڈِسکاؤنٹنگ کا جائز طریقہ

جو شخص بینک وغیرہ سے ''بل ڈسکاؤنٹنگ'' کرانا چاہتا ہے وہ بینک وغیرہ کے ساتھ دو معاملات (ٹرانزکشن) علیحدہ علیحدہ کرے، ایک معاملہ یہ کرے کہ: ایکسپورٹر بینک وغیرہ کو اِمپورٹر سے سامان کی قیمت وصول کرنے کے لیے اپنا ایجنٹ بنائے کہ آپ میری طرف سے امپورٹر سے پیسے وصول کر کے مجھے دے دیں اور بینک وغیرہ ایجنٹ بننے اور امپورٹر سے قیمت وصول کرنے پر ایکسپورٹر سے سروس چارج (اجرت) متعین کر کے وصول کرے۔ (۱)

= حتی لو لم یوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورة و کره البیع فلا یطیب ثمنه۔ (الدر مع الرد: (۷۲/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی التداوی بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۸۵/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔

قد اتفق الفقهاء علی نجاسة الدم و عدم جواز بیعه۔ وقد شاع فی عصرنا التداوی بنقل دم إنسان إلی انسان آخر مریض، وقد أفتی العلماء المعاصرون بجواز ذلک إذا لم یوجد دواء آخر، ولکن منعوا من بیعه لکرامة الإنسان۔ ولکن إذا دعت الضرورة الطبیة إلی ذلک، ولم یوجد من یتبرع به، هل یجوز الشراء فی تلک الحالة؟ الظاهر أنه یجوز دفع الثمن، ولا یجوز للبائع أن یأخذ ثمنه، قیاساً علی ما ذکروا فی شعر الخنزیر الذی أجازوه لضرورة خرز الخفاف أنه: حتی لو لم یوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورة، و کره البیع، فلا یطیب ثمنه۔ (فقه البیوع علی المذاهب الأربعة: (۳۰۸/۱) المبحث الثالث، الباب الأول فی المبیع و ما یشترط فیه لصحة البیع، الشرط الثانی: کون المبیع متقوماً، ط: معارف القرآن)

(۱) قال فی التاتارخانیة: وفی الدلال والسمسار یجب أجر المثل، وما تواضعوا علیه أن فی کل عشر دنانیر کذا فذلک حرام علیهم، وفی الحاوی: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به. . . ۔ (شامی: (۶۳/۶) کتاب الإجارة، مطلب: فی أجرة الدلال، ط: سعید) =

دوسرا معاملہ یہ کرے کہ: بینک وغیرہ ایل، سی کی رقم سے کچھ کم رقم غیر سودی قرض کے طور پر ایکسپورٹر کو فراہم کرے، تو یہ صورت جائز ہوگی۔ (۱)

لیکن بینک بلا سود قرض دینے پر راضی ہوگا یا نہیں؟ یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔

مثلاً: فرض کریں کہ ایکسپورٹر جو بل ڈسکاؤنٹنگ کرانا چاہتا ہے وہ بل ایک لاکھ روپے کا ہے، اب ایکسپورٹر بینک سے ایک معاملہ یہ کرے کہ: بینک کو اپنا ایجنٹ بنائے اور اس سے کہے کہ: ''آپ یہ رقم اِمپورٹر سے وصول کر کے مجھے فراہم کردیں، میں اس پر آپ کو پانچ ہزار روپے سروس چارج (اجرت) ادا کروں گا''۔

دوسرا معاملہ یہ کرے کہ: وہ بینک سے پچانوے ہزار روپے کا غیر سودی قرضہ حاصل کرے اور بینک سے یہ کہے کہ: ''جب میرے بل کی رقم آپ کو موصول ہو جائے تو اس میں سے آپ پچانوے ہزار روپے کا اپنا قرض وصول کر لینا اور پانچ ہزار روپے سروس چارج کے وصول کر لینا''۔ اس طرح معاملہ بَرابر سَرابر ہو جائے گا اور شرعاً کوئی قباحت نہیں ہوگی۔

☆......واضح رہے کہ سروس چارج کے طور پر جو رقم آپس میں طے کی جائے گی وہ متعین ہونا ضروری ہے، مثلاً: پانچ ہزار، نیز اسے بل کی ادائیگی کی مدت سے منسلک کرنا جائز نہیں ہوگا، مثلاً: یہ نہیں ہوسکتا کہ اگر بل کی ادائیگی کی مدت تین ماہ

= خلاصة الفتاوى: (۱۱٦/۳) كتاب الإجارات، الفصل الثاني: في صحة الإجارة وفسادها، جنس آخر في المتفرقات، ط: رشيديه۔

شرح المجلة للأتاسي: (٦٧٥/۲، ٦٧٨) المادة: ۵۷۷، ۵۷۹، كتاب الإجارات، الباب السادس، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: رشيديه۔

(۱) القرض هو عقد مخصوص يرد على دفع مال مثلي ليرد مثله۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۷/۲) البيوع، الباب السابع، أحكام القرض، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۱٦۱/۵) كتاب البيوع، فصل في القرض، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۳٦۹/۷) كتاب القرض، فصل: وأما حكم القرض، ط: سعيد۔

ہے تو اجرت چار ہزار روپے ہوگی اور اگر ادائیگی کی مدت چار ماہ ہے تو اجرت چھ ہزار روپے ہوگی، غرض کہ بل کی ادائیگی کی مدت میں اضافے سے اجرت میں اضافہ کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ اجرت متعین کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

بل فروخت کرنا کٹوتی کے ساتھ

تاجر لوگ ایک دوسرے کو ادھار پر چیز فروخت کرتے ہیں اور خریدار، بائع (بیچنے والے) کو ایک چٹ لکھ دیتا ہے کہ: ''فلاں تاریخ کو رقم دے دوں گا''، اب خریدار سے رقم وصول کرنے کی تاریخ چوں کہ لمبی ہوتی ہے اور بائع کو رقم کی فوری ضرورت ہوتی ہے، اس لیے بائع بینک یا کسی شخص کو یہ چٹ دے کر نقد رقم لے لیتا ہے، بینک یا وہ شخص اس رقم میں سے کچھ رقم منہا کر کے باقی رقم بائع کو دے دیتا ہے، شریعت کی رو سے یہ معاملہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں ایک ملک کی کرنسی کی بیع اسی ملک کی کرنسی سے ہو رہی ہے، جس میں کمی زیادتی اور نقد ادائیگی کے بدلے میں رقم کی کٹوتی ہوتی ہے اور یہ ناجائز اور حرام ہے، اس لیے بل آف ایکسچینج پر کٹوتی جائز نہیں۔

البتہ اس کی ایک جائز صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مثلاً: بائع بینک یا دوسرے شخص کو چٹ دے کر چٹ جاری کرنے والے شخص سے قرض وصول کرنے کا وکیل

---

(۱) وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين؛ لأنّ جهالتهما تفضي إلى المنازعة۔ (الدر مع الرد: (۶/۵) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

شرح المجلّة للأتاسي: (۵۳۳/۲) المادة: ۴۵۰، الإجارات، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلّقة بالأجرة، الفصل الثالث: في شروط صحة الإجارة، ط: رشيديه)

تفسد الإجارة ولو وجدت شروط انعقاد الإجارة ولم يوجد أحد شروط الصحة ... لما كانت الإجارة نوعاً من البيع فتفسد بكلما يفسد البيع كجهالة مأجور أو أجرة أو عمل أو مدة ....۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۲۰۵/۱) المادة: ۴۶۰، الإجارات، الباب الثاني، الفصل الرابع: في فساد الإجارة وبطلانها، ط: فاروقيه كوئٹه)

بنادے اور اس وکالت پر بائع بینک یا دوسرے شخص کو کچھ اجرت بھی دے دے، اس کے بعد نئے معاملے کے ذریعے چٹ پر لکھی ہوئی رقم کے بقدر بینک سے قرض لے لے اور بینک یا دوسرے آدمی کو اس بات کا اختیار دے دے کہ جب چٹ جاری کرنے والے سے اس چٹ کے عوض رقم وصول ہوجائے تو وہ اس رقم سے اپنا قرض وصول کر لے، اس طرح یہ دونوں معاملات الگ الگ ہوجائیں گے، پہلا معاملہ یہ ہے کہ: بائع بینک یا دوسرے شخص کو چٹ کی رقم وصول کرنے کے لیے معین اجرت پر اپنا وکیل بنادے، اور دوسرا معاملہ یہ ہے کہ: بائع خود بینک یا دوسرے شخص سے قرض لے لے اور بینک یا دوسرے شخص کو چٹ کے عوض وصول ہونے والی رقم سے اپنا قرض وصول کرنے کا اختیار دے دے، تو شرعی لحاظ سے یہ دونوں معاملے درست ہوں گے۔ (۱)

---

(۱) وربما يقع توثيق الدين بتوقيع المشتري على وثيقة مكتوبة يعترف بها بكونه مديونًا للبائع بمبلغ مسمّى إلى أجل مسمّى ويلتزم بأداء مبلغها في تاريخ معين، وتسمّى هذه الوثيقة الكمبيالة في العرف المعاصر كمبيالة (Bill Of Exchange)... وإن حامل الكمبيالة هو الدائن الأصيل، ربما يبيعها إلى طرف ثالث بأقلّ من المبلغ المكتوب عليها طمعًا في استعجال الحصول على المبلغ قبل حلول الأجل، وإن هذا البيع يسمّى خصم الكمبيالة... وإنّ خصم الكمبيالة بهذا الشكل غير جائز شرعًا، إمّا لكونه بيع الدين من غير من عليه الدين، أو لأنّه من قبيل بيع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة في أحاديث ربا الفضل۔ ولكن هذه المعاملة يمكن تصحيحها بتغيير طريقها، وذلك أن يؤكل صاحب الكمبيالة البنك باستيفاء دينه من المشتري (وهو مصدر الكمبيالة) ويدفع إليه أجرة على ذلك، ثم يستقرض منه مبلغ الكمبيالة، ويأذن له أن يستوفي هذا القرض مما يقبض من المشتري بعد نضج الكمبيالة، فتكون هناك معاملتان مستقلتان: الأولى: معاملة التوكيل باستيفاء الدين بالأجرة المعينة، والثانية: معاملة الاستقراض من البنك، والإذن باستيفاء القرض من الدين المرجو حصوله بعد نضج الكمبيالة، فتصح كلتا المعاملتين على أسس شرعية... (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/۲۰، ۲۱) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچی)

فقه البيوع: (۲/۱۱۲۴) المبحث الحادي عشر: في أحكام الإيراد والاستيراد، بديل حسم الكمبيالة، ط: معارف القرآن۔

بل کی رقم زیادہ لکھوانا

مثلاً: زید کسی کمپنی میں ملازم ہے، کمپنی نے اس کے ذمے یہ کام سپرد کیا ہے کہ دکان یا دوسرے کارخانوں میں جا کر کمپنی کے لیے ضرورت کی چیزوں کو خرید کر لائے، زید چیزیں خرید کر تو لاتا ہے یا چیزوں کے تیار کرانے کا آرڈر دے کر تو آتا ہے، مگر زید دُکان دار یا کارخانے والوں سے یہ ساز باز کرتا ہے کہ آپ اپنے مقررہ دام سے اس قدر زائد دام کا بل بنا دیں اور کمپنی سے بل کا روپیہ وصول ہونے پر وہ زائد دام کی رقم مجھے دے دیں تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ دکان دار اور کارخانہ والوں کا اس قسم کا بل بنانا اور زید کے ساتھ اس طرح موافقت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ زید اور کارخانے والے دونوں گناہ گار ہوں گے اور زید کے لیے یہ رقم حلال نہیں ہوگی؛ اس لیے اس طرح ساز باز کرنے سے دونوں فریق کو بچنا ضروری ہے۔[1]

بل کو کٹوتی کے ساتھ فروخت کرنا

"بل فروخت کرنا کٹوتی کے ساتھ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۲)

بلیڈ

اُسترے اور بلیڈ کی خرید و فروخت جائز ہے۔ البتہ جس کے متعلق یہ یقین ہو کہ وہ گناہ کے کام یعنی داڑھی منڈانے وغیرہ گناہ کے کام میں استعمال کرے گا تو اس

---

(۱) ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]

إن الإعانة على المعصية حرام مطلقاً بنص القرآن .... (جواهر الفقه: (۳۵۳/۲) تفصيل الكلام في مسألة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچی)

ما حرم أخذه حرم إعطاؤه، وكما حرم الأخذ والإعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ... فكل شيء لا يجوز فعله، لا يجوز طلب إيجاده من الغير، سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده.... (شرح المجلة للأتاسي: (۷۷/۱، ۷۸) المادة: ۳۴، ۳۵، ط: رشيديه)

کے ہاتھ فروخت نہیں کرنا چاہیے۔ (۱)

بلیک کا حکم

بلیک کرنا قانونی جرم ہے، فائدے کی خاطر جان، مال اور عزت کو خطرے میں ڈالنا درست نہیں ہے۔ (۲)

بلیک کرکے مال بیچنے کا حکم

بلیک یعنی حکومت سے چھپ کر خرید و فروخت کرنا قانوناً جرم ہے، شرعاً حرام

---

(۱) ان الاعانة على المعصية حرام مطلقاً بنص القرآن...... ثم السبب ان كان سبباً محركاً وداعياً الى المعصية فالتسبب فيه حرام كالاعانة على المعصية بنص القرآن...... وان لم يكن محركاً وداعياً بل موصلاً محضاً وهو مع ذلك سبب قريب بحيث لايحتاج في اقامة المعصية به الى احداث صنعة من الفاعل كبيع السلاح من اهل الفتنة...... فكله مكروه تحريماً بشرط أن يعلم به البائع والآجر من دون تصريح به باللسان، فانه ان لم يعلم كان معذوراً وان علم وصرح كان داخلاً في الاعانة المحرمة۔ (جواهر الفقه: (۲/۳۵۳) تفصيل الكلام في مسألة الاعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچی)

وجاز (بيع عصير) عنب (ممن) يعلم أنه (يتخذه خمرًا) لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره وقيل يكره لإعانته على المعصية، ونقل المصنف عن السراج والمشكلات أن قوله: ممن أي من كافر أما بيعه من المسلم فيكره ... زاد القهستاني معزيًا للخانية أنه يكره بالاتفاق۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۹۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۲۳۰) كتاب السير، باب البغاة، ط: قبيل كتاب اللقيط، ط: رشيديه۔

(۲) {وأنفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين}....۔ (البقرة: ۱۹۵)

عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه قالوا: وكيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق۔ (جامع الترمذی: (۲/۵۱) ابواب الفتن، باب، ط: قديمی)

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۹) ابواب الفتن، باب قوله تعالى: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ۔ ط: قديمی۔

قوله: (يتعرض من البلاء) إما بالدعاء على نفسه بها، أو بأن يأتي بأسبابها العادية۔ (حاشية السندی على سنن ابن ماجه: (۲/۳۸۸) ابواب الفتن، باب قوله تعالى: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ۔ ط: دار الجيل۔

درء المفاسد أولى من جلب المنافع، فاذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالباً۔ (شرح الأشباه والنظائر للحموي: (۱/۲۶۳) الفن الأول، القاعدة الخامسة، ط: ادارة القرآن كراچی)

شرح المجلة للأتاسي: (۱/۷۰) المادة: ۳۰، ط: رشيديه۔

نہیں ہے، لیکن اس کی وجہ سے اگر جھوٹ بولنا پڑے تو وہ حرام ہے۔ (۱)

بلیک کرنا

اگر حکومت کی جانب سے چیزوں کی قیمت مقرر ہے تو پھر بلیک کرنا یع
متعینہ نرخ سے زائد قیمت پر فروخت کرنا قانون کی خلاف ورزی ہے، اس سے بچ
چاہیے، (۲) اگرچہ آمدنی حرام نہیں ہوگی۔

بلیک مارکیٹ کرنا

حکومت سے چوری چھپے بیرون ممالک کا سامان بیچنے کو "بلیک مارکیٹ" اور
"دو نمبر کا دھندا" کہتے ہیں، یہ تجارت جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں تفصیل
یہ ہے کہ: اگر وہ مال ناپاک نہیں ہے، شریعت کی رُو سے اُس کا استعمال کرنا اور بیچنا منع
نہیں ہے اور بیچنے والے نے مالک سے خریدا ہے تو اس کی تجارت اپنی ذات کے

---

(۱) قال الله تعالى: {لعنة الله على الكاذبين}۔ (آل عمران: ٦١)

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصدق... وإياكم والكذب فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار....۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٤١٢) باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الأول، ط: قديمي)

والكذب حرام إلا في الحرب للخدعة... والمراد التعريض؛ لأن عين الكذب حرام۔ (مكب الأنهر: (٢/٥٥٢) كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات، ط: دار إحياء التراث العربي)

(۲) لأن طاعة الامام في ماليس بمعصية واجبة۔ (شامي: (٢/١٧٢) كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية، ط: سعيد كراچی)

عن ابن عمر: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره مالم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٣١٩) كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، ط: قديمي)

الدر مع الرد: (٤/٥٠٦) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (٧/٩٩، ١٠٠) كتاب السير، فصل: وأما بيان ما يندب إليه الإمام، ط: سعيد۔

وأما حكمه فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا۔ (الهندية: (٣/٣) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

اعتبار سے حلال ہے اور آمدنی بھی حلال ہے، لیکن چوں کہ حکومت کے قانون کے خلاف ہے، حکومتی ادارے گرفتار کر کے سزا دیتے ہیں، ذلیل کرتے ہیں جبکہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے ایسا معاملہ اختیار نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ (۱)

بلّی کی تجارت

بلی کی خرید وفروخت جائز ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے۔ (۲)

بِن دیکھے زمین کا تبادلہ ہوجائے

زمین وغیرہ کی خرید وفروخت اور تبادلہ کی صورت میں بیچنے والے اور خریدار کا بیچی گئی زمین کو یا دونوں عوضوں کو دیکھ لینا چاہیے، اگر کوئی سودا یا تبادلہ بِن دیکھے ہوجائے تو نہ دیکھنے کی وجہ سے دونوں کو اپنی اپنی چیز واپس لینے اور واپس دینے کا حق ہوگا۔

مثلاً: زید اور عمر نے آپس میں بن دیکھے زمین کا تبادلہ کیا تھا، لیکن بعد میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ زید کی زمین بنجر اور عمر کی زمین زرخیز اور آباد ہے تو عمر کو زید سے اپنی زمین واپس لینے کا حق ہوگا۔ اور یہ حکم زمین کے لیے خاص نہیں، زمین کے علاوہ باقی چیزوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳)

---

(۱) وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ. [البقرة: ۱۹۵]

انظر التخريج تحت عنوان: "بلیک کا حکم"

ولنا أن ركن البيع صدر من أهله مضافًا إلى محله فوجب القول بانعقاده، ولا خفاء في الأهلية والمحلية. (البحر الرائق: (۹۱/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في أحكام البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲) بيع الكلب المعلم عندنا جائز، وكذلك بيع السنور وسباع الوحش والطير جائز...... ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير، هو المختار. (الفتاوى الهندية، (۱۱۴/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الرابع: في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۷۲/۶) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد.

الدر مع الرد: (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد.

(۳) قال: ومن اشترى شيئًا لم يره فالبيع جائز، وله الخيار إذا رآه إن شاء أخذه بجميع الثمن =

بنڈبوں میں مجہول مبیع کی تجارت

بنڈبوں میں چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔[1] البتہ خریدار کو ...

= وإن شاء ردّه... ولنا قوله عليه السلام: من اشترى شيئاً لم يره فله الخيار اذا رآه... ومن باع مالم يره فلا خيار له. (فتح القدير: (۶/۳۳۶، ۳۳۷) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

من اشترى شيئاً لم يره فالبيع جائز، وله الخيار اذا رآه، ان شاء أخذه بجميع ثمنه وان شاء رده... الخ (الهداية: (۳/۵۷) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: امداديه ملتان)

رجل اشترى أرضاً أو كرماً، فظهر أن شربه كان على نارقة أي: ميزاب توضع على ظهر نهر أو موضع آخر كان له أن يرد؛ لأن ذلك يعد عيباً عند الناس۔ خانية... المشتري بالخيار ان شاء أمسكها بجميع الثمن وان شاء رد۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱/۲۷۶) كتاب البيوع ومطالبه، باب الخيارات، ط: رشيديه)

(۱) جهالة المبيع أو الثمن مانعة لجواز البيع اذا كان يتعذر معها التسليم، وان كان لا يتعذر لا يفسد العقد، كما لو باع صبرة معينة ولم يعرف قدر كيلها أو باع أثواباً معينة ولم يعرف عددها، وانما يفسد البيع بالجهالة الفاحشة اذا كان محتاجاً الى تسليم المبيع والا فلا يفسد۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۰۲) تحت المادة: ۲۱۳، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: دار الكتب العلمية بيروت، و: (۱/۸۳) ط: فاروقيه كوئٹه)

(قوله: معرفة قدر) هو في المصنف منوّن يشمل قدر المبيع والثمن، قال في البحر: وأشار بالمعرفة الى أن الشرط العلم بهما دون ذكرهما، كما في الايضاح۔ فلو كان المبيع مجهولاً جهالة فاحشة ولم يجر بها العرف لا يصح البيع۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/۱۲) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

الهندية: (۳/۱۲۲) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الثامن: في جهالة المبيع والثمن، ط: رشيديه۔

(قوله: لا يشترط ذلك في المشار إليه) قال: في البحر: وقوله: غير مشار إليه قيد فيهما؛ لأن المشار إليه مبيعا كان أو ثمنا لا يحتاج إلى معرفة قدره، ووصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات: وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك: وهي مرئية له فقبل، جاز، ولزم؛ لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر، وهو لا يضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم. اه (شامي: (۴/۵۳۰) كتاب البيوع، مطلب ما يبطل الايجاب سبعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۲۷۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

النهر الفائق: (۳/۳۴۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

(قوله: وشرط لصحته معرفة قدر مبيع وثمن) ككر حنطة وخمسة دراهم أو أكرار حنطة فخرج مالو كان قدر المبيع مجهولاً أي: جهالة فاحشة فانه لا يصح، وقيدنا بالفاحشة؛ لما قالوه: لو باعه جميع مالي هذه القرية أو هذه الدار والمشترى لا يعلم مافيها، لا يصح لفحش الجهالة، أما لو باعه جميع مالي هذا البيت أو الصندوق أو الجوالق فانه يصح؛ لأن الجهالة يسيرة۔ (شامي: (۴/۵۲۹) كتاب البيوع، ط: سعيد)

وكل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز أي: جواز العقد، هذا أي: كون الجهالة المفضية =

کھول کر دیکھنے کے بعد لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔[1] اگر خریدار کو ڈبہ کھول کر دیکھنے کے بعد چیز پسند نہیں آئی تو واپس کر سکے گا اور بائع کے لیے واپس لینا لازم ہوگا۔ اور اگر واپس کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا تو بیع فاسد ہو جائے گی اور اس طرح تجارت کرنا جائز نہیں ہوگا۔[2]

بَندر

''رِیچھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۵/۴)

بندر کی کھال

''ریچھ کی کھال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۶/۴)

بندرگاہ میں رضامندی سے چھوڑا ہوا مال

''رضامندی سے پورٹ وغیرہ میں چھوڑا ہوا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بننے کی جگہ کے بارے میں غلط بیانی کرنا

عام طور پر چیز کے بننے کی جگہ کے بارے میں بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی

= الی المنازعة مانعةً، هو الأصل أي في كتاب البيوع بالاجماع؛ لأن شرعية المعاملات لقطع المنازعات المفضية الى الفساد۔ (البناية في شرح الهداية: (۲۹/۷) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

(۲،۱) ومن اشترى شيئا ولم يره كان له الخيار إلى أن يراه فإذا رآه فإن شاء قبله وإن شاء فسخ البيع، ويقال لهذا الخيار خيار الرؤية... وله أن يفسخ إذا رآه بعد ذلک؛ لأن خياره معلق بالرؤية بالنص أي بحديث من اشترى شيئا لم يره فهو بالخيار، إذا رآه إن شاء أخذه وإن شاء تركه، والمعلق بالشرط، عدم قبل وجوده، والإسقاط لا يتحقق قبل الثبوت، وحيث كان الخيار معلقًا بالرؤية كان عدمًا قبلها فلا يصح إسقاطه بالرضى۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲۶۸/۲، ۲۶۹) المادة: ۳۲۰، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الخامس في بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه)

ولو شرط نفى خيار الرؤية على قول صحة بيع الغائب فقد طرد الامام وصاحب الكتاب فيه الخلاف والاكثرون قطعوا بانه فاسد مفسد والفرق انه لم ير المبيع ولا عرف حاله فنفى الخيار فيه يؤكد الغرر۔ (الشرح الكبير للرافعي: (۲۱۱/۸) كتاب البيع، ط: دار الفكر)

قال الحنفية يفسد البيع بالشرط الفاسد: وهو الذي لا يقتضيه العقد ولا يلائمه ولا ورد به الشرع، ولا يتعارفه الناس، وإنما فيه منفعة لأحد المتعاقدين۔ (الفقه الاسلامي وادلته: (۳۵۰۸/۵) القسم =

جاتی ہے، مثلاً: خریدار کے نزدیک کسی خاص جگہ یا ملک کی بنی ہوئی مصنوعات زیا
بہتر وعُمدہ ہوتی ہیں تو ایسی جگہ یا ملک کا نام اپنی مصنوعات پر لکھ دیا جاتا ہے حالا
وہ چیز وہاں کی بنی ہوئی نہیں ہوتی، یہ دھوکہ ہے، جائز نہیں ہے۔ [1]

بورنگ کا پانی بیچنا

''کنواں کھودا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۲/۵)

بوریوں میں پیک مال خریدنا

''ڈبہ پیک مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۴/۳)

بوڑی کی بیع

جس درخت سے افیم نکلتی ہے اس درخت کے پھول کو ''بوڑی'' کہتے ہیں
اس کے پینے سے معمولی نشہ آتا ہے اور چائے کی طرح اس کو پیا جاتا ہے۔
اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ''بوڑی'' صرف نشہ ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے
دوسرا کوئی فائدہ اس سے نہیں ہوتا، تو اس کی تجارت مکروہ ہے، اگر چہ اس کو پینے سے
معمولی نشہ آتا ہو۔ [2]

بُوفے کھانے کی خرید وفروخت

''بوفے'' کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ: ہوٹل والوں کی طرف سے ایک با

= الثالث: العقود او التصرفات المدنية المالية، المبحث الرابع: البيع الباطل و البيع الفاسد، المطل
الثاني: انواع البيع الفاسد، بيع وشرط، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۸۴، ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشر
فاسد، ط: سعيد۔

(۱) من غش فليس منا . . . والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا الغش حرام۔ (جام
الترمذي: (۱/ ۲۴۵) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديم

سنن أبي داود: (۲/ ۱۳۳) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان۔

(۲) تخریج کے لیے ''افیون'' عنوان کے تحت حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

میں بڑے ٹیبل پر مختلف قسم کے متعدد کھانے موجود ہوتے ہیں، اس میں ہر فرد کو اختیار ہوتا ہے کہ خود ہی پلیٹ اُٹھا کر جو مرضی ہو اور جتنا دل چاہے وہ کھالے، کوئی اس کو روک ٹوک نہیں کرسکتا، اور یہ بھی اس کو اختیار ہوتا ہے کہ جتنی مرتبہ چاہے اپنی میز سے اٹھ کر جائے اور کھانا اپنی پلیٹ میں ڈال کر لے آئے اور کھائے، اور بل سب کے لیے برابر ہی ہوتا ہے، چاہے وہ شخص ایک لقمہ کھائے یا مکمل سَیر ہو کر کھائے، ہوٹل والوں کی طرف سے کوئی قید نہیں ہوتی ہے، لیکن بِل کی رقم ایک متعین مقدار میں سب کو برابر ادا کرنی ہوتی ہے، مثلاً: فی آدمی پانچ سو روپے، یہاں کھانے میں مبیع (بیچے گئے کھانے) کی مقدار اگرچہ مجہول ہے، متعین نہیں ہے، مگر یہ جہالت جھگڑے کا باعث نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں تفاوُت اور جہالت قلیل اور برداشت کے قابل ہے اور اس پر لوگوں کا عرف اور تعامل ہو گیا ہے؛ لہٰذا بوفے کے کھانے کا یہ طریقہ خرید و فروخت کے اعتبار سے جائز ہے۔ (۱)

بونڈ پر مکان خریدنا

''بونڈ'' پر مکان خریدنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ سُودی معاملہ ہے اور سود

(۱) انظر الحاشیة تحت عنوان ''بنڈیوں میں مجہول مبیع کی تجارت''

فأما الغرر بمعنى جهالة المبيع فربما يحتمل إذا كان يسيرًا دعت الحاجة إليه ولم يكن مفضيًا إلى المنازعة في العرف ... ويخرج على هذا كثير من المسائل في عصرنا، فقد جرت العادة في بعض الفنادق الكبيرة أنهم يضعون أنواعًا من الأطعمة في قدور كبيرة، ويخيرون المشتري في أكل ماشاء بقدر ماشاء، ويأخذون ثمنًا واحدًا معينًا من كل واحد، فالقياس أن لايجوز غير مفضية إلى النزاع، وقد جرى بها العرف والتعامل۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۳۲۰) كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة، والبيع الذي فيه غرر، ط: دار العلوم كراچی)

ثم العرف في طعام البوفيه أنه يؤذن للمشتري أن يأكل ماشاء، ولكن لا يسمح له بأن يحمل منه شيئًا، أو يطعم أحدًا غيره فالظاهر أنه إباحة ابتداء وتمليك انتهاء ... والظاهر من كلام الفقهاء في هذه المسائل أن للعرف دخلًا كبيرًا في إخراج عملية من الغرر الفاحش الممنوع، ولاشك أن ماتعورف في البوفيه من هذا القبيل؛ لأن الناس يتعاملون به ولا تؤدي هذه الجهالة إلى نزاع۔ (فقه البيوع: (۱/ ۳۹۴) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن، الباب الأول، ط: معارف القرآن)

لینا اور دینا جائز نہیں ہے۔

واضح رہے کہ "بونڈ" سے مراد وہ قرضہ ہے جو کسی حکومت یا کمپنی کی طرف سے اس شرط پر دیا جائے کہ قرض دار اس قرضے کو سود کی ایک خاص مقدار کے ساتھ ادا کرے گا۔[1]

بونس شیئر (Bonus Share)

شیئرز کمپنی میں ڈیوڈنڈ (Dividend) کی تقسیم کے دو طریقے ہوتے ہیں: کبھی تو نقد نفع کی رقم لوگوں کو فراہم کر دی جاتی ہے، کبھی اس نفع کے دوبارہ شیئرز جاری کر دیے جاتے ہیں، اس قسم کے شیئرز کو "بونس شیئرز" کہتے ہیں۔

"بونس شیئرز" جاری کرنے سے کمپنی کا سرمایہ بڑھ جاتا ہے۔ ایسا عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب کہ کمپنی کی کیش پوزیشن کمزور ہو اور نقد رقم کم ہو تو نقد نفع دینے کی بجائے مزید شیئرز جاری کر دیے جاتے ہیں، مثلاً: کسی حصہ دار کو اس کے روپے نقد دینے کی بجائے دس روپے کا حصہ دے دیا جاتا ہے۔

لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ منظور شدہ سرمایہ میں اس کی گنجائش ہو۔

بھاگا ہوا جانور

اگر جانور بھاگ گیا اور اس کا پتہ نہ ہو تو اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے؛

(۱) انظر الحاشیۃ تحت عنوان "بانڈ"

عن علی رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعن آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ ومانع الصدقۃ وکان ینہی عن النوح۔ رواہ النسائی۔ (مشکوۃ المصابیح: (ص: ۲۴۶) باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

صحیح البخاری: (۲۷۹/۱) کتاب البیوع، باب قول اللہ تعالی: {یاایہا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ... الآیۃ} وباب آکل الربوا وشاہدہ وکاتبہ...، ط: قدیمی)

(ھو) لغۃ: مطلق الزیادۃ وشرعا (فضل خال عن عوض بمعیار شرعی مشروط) ذلک الفضل (لأحد المتعاقدین فی المعاوضۃ)۔ (تنویر الأبصار مع الدر: (۱۶۸/۵) کتاب البیوع، باب الربا...

کیوں کہ فروخت کرنے والا فروخت کرنے کے بعد خریدار کو حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔ (١)

بھاگ گیا خریدار بیعانہ دے کر

''خریدار بیعانہ دے کر بھاگ گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣/٢٣٦)

بھاؤ پر بھاؤ کرنا

''دوسرے کا سودا خراب کرنا حرام ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣/٣٤٤)

بھائی نے بھائی کی زمین اجازت کے بغیر بیچ دی

ایک بھائی کی زمین دوسرے بھائی نے اجازت کے بغیر فروخت کردی تو یہ بیع (بیچنا) بھائی (یعنی زمین کے مالک) کی اجازت پر موقوف رہے گی، اگر بھائی اجازت دے دے گا تو بیع صحیح ہوگی، ورنہ بیع باطل ہوجائے گی اور مالک کو مشتری (خریدار) سے اپنی زمین واپس لینے کا حق ہوگا۔ (٢)

واضح رہے کہ کسی کی مملوکہ زمین میں اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی

---

(١) بيع ما هو غير مقدور التسليم باطل كبيع سفينة غرقت لايمكن إخراجها من البحر أو حيوان نادر لايمكن مسكه وتسليمه، أي كظبي صيد ثم ند ولا يمكن مسكه أو سمك أخذ ثم ألقي في مكان لا يمكن أخذه إلا بحيلة، أو طير مسك ثم أرسل في الهواء فلا يرجع إلا بصيد جديد فإن بيع هذا باطل على ما هو الأظهر من الرواية كما في التنوير، وهو اختيار مشايخ بلخ، وقيل هو فاسد؛ لكونه مملوكا وفساده لعدم القدرة على التسليم۔۔۔۔ (شرح المجلة للأتاسي: (٢/١٠١، ١٠٢)، المادة: ٢٠٩، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لايجوز، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (١/٨١، ٨٢) المادة: ٢٠٩، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (٥/٦٠، ٦١) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(٢) ومن باع ملك غيره بغير أمره فالمالك بالخيار ان شاء أجاز البيع وان شاء فسخ۔ (الهداية: (٣/٩٠) كتاب البيوع، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه)

شرائط النفاذ اثنان: الملك والولاية، وأن لايكون في البيع حق لغير البائع، فلم ينفذ بيع الفضولي۔ (شامي: (٤/٥٠٥) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (٣/٣) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه۔

کو تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ [1] مزید "بیع فضولی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بہتر تجارت کون سی ہے

کپڑے اور عطر کی تجارت بہتر ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جنت والوں کو تجارت کا موقع ملتا یا اس کی اجازت دی جاتی تو وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔ [2]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی کپڑے کا کاروبار تھا۔ [3]

بہتر لوگ

چیز خریدنے کے بعد رقم کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا درست نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے کہ: "تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو ادائیگی میں بہتر ہیں"۔ [4]

---

(۱) لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلا اذنہ ولا ولایتہ۔ (الدر المختار مع الرد (۶/ ۲۰۰) کتاب الغصب، مطلب فیمایجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، ط:سعید)

لایجوز لاحد ان یتصرف فی مال الغیر بلا اذنہ۔ (شرح المجلۃ لخالد الاتاسی (۱/ ۲۵۳) المادۃ ۹۶) المقالۃ الثانیۃ فی بیان القواعد الکلیۃ الفقھیۃ، ط:رشیدیہ ماجدیہ)

الاشباہ والنظائر (ص: ۲۷۶) الفن الثانی: الفوائد، کتاب الغصب، ط: قدیمی۔

(۲) وعن ابن عمر: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لو أذن اللہ فی التجارۃ لأھل الجنۃ لاتّجروا فی البز والعطر۔ (مجمع الزوائد: (۴/ ۶۳) رقم الحدیث: ۶۲۳۳، کتاب البیوع، باب الکسب والتجارۃ ومحبتھا والحث علی طلب الرزق، ط: مکتبۃ القدس، القاھرۃ)

کنز العمال: (۴/ ۳۱) رقم الحدیث: ۹۳۴۹، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الأول فی الکسب، الفصل الثالث فی أنواع الکسب، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

(۳) قال أحمد العجلی: أبو حنیفۃ: تیمی، من رھط حمزۃ الزیات، کان خزازا یبیع الخز۔ (سیر أعلام النبلاء: (۶/ ۳۹۴) الطبقۃ الخامسۃ، أبو حنیفۃ النعمان بن ثابت التیمی، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)۔

مرقاۃ المفاتیح: (۱/ ۷۹) المقدمۃ، خطبۃ الکتاب، ط: رشیدیہ جدید۔

الکامل لابن العدی: (۸/ ۲۴۱) من اسمہ: النعمان، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۴) عن أبی ھریرۃ قال: استقرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا فاعطی سنا خیرا من سنہ وقال: خیارکم أحاسنکم قضاء۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۳۷۸) أبواب البیوع، باب ماجاء فی استقراض البعیر والشیئ من الحیوان، ط: رحمانیہ) =

بہترین کمائی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین کمائی اُن تاجروں کی کمائی ہے جو جھوٹ نہیں بولتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے، وعدہ خلافی نہیں کرتے اور خریدتے وقت اس چیز کا عیب بیان نہیں کرتے (تاکہ بیچنے والا قیمت کم کر کے دے)، اور جب (خود) بیچتے ہیں تو (بہت زیادہ) تعریف نہیں کرتے (تاکہ قیمت زیادہ ملے)، اور اگر ان کے ذمے کسی کا کچھ نکلتا ہو تو ٹال مٹول نہیں کرتے، اور اگر خود ان کا کسی کے ذمے نکلتا ہو تو وصول کرنے میں تنگ نہیں کرتے''۔ (۱)

بھتے کی رقم سے خرید و فروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید و فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

= فيض القدير للمناوي: (۵۷۰/۲) رقم الحديث: ۲۲۷۰، حرف الألف، ط: دار الكتب العلمية۔

صحيح البخاري: (۲۳۵/۱) كتاب الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب حسن القضاء، رقم الحديث: ۲۳۹۳، ط: الطاف اينڈ سنز۔

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مطل الغني ظلم۔ (صحيح مسلم: (۱۸/۲) كتاب المساقاة، ط: قديمى)

(۱) عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أطيب الكسب كسب التجارة الذين إذا حدثوا لم يكذبوا، وإذا وعدوا لم يخلفوا، وإذا ائتمنوا لم يخونوا، وإذا اشتروا لم يذموا، وإذا باعوا لم يمدحوا، وإذا كان عليهم لم يمطلوا، وإذا كان لهم لم يعسروا۔ (الترغيب والترهيب: (۳۳۹/۱) رقم الحديث: ۲۹۶۷، باب التاء، باب في فضل التاجر الأمين والترغيب في الصدق في المعاملة، ط: دار الحديث)

(إن أطيب الكسب) أي من أطيبه (كسب التجار)... (الذين إذا حدثوا) أي أخبروا عن السلعة وثمنها (لم يكذبوا) في أخبارهم للمشتري بشيء من ذلك (وإذا ائتمنوا)... (لم يخونوا) فيما ائتمنوا عليه (وإذا وعدوا) بنحو وفاء ديون التجارة (لم يخلفوا) اختيارا (وإذا اشتروا) سلعة (لم يذموا) ها، (وإذا باعوا) سلعة (لم يمدحوا) أي لم يتجاوزوا في مدحها الحد في الكذب، فكسب التجار من أطيب الكسب بشرط مراعاة هذه الأوصاف، فإذا فقد منها شيء فهو أخبثه كما هو عادة غالب التجار الآن، (وإذا كان عليهم لم يمطلوا أربابها) أي يسوفوا، وإذا كان (لهم) ديون و تقاضوها (لم يعسروا) أي يضيقوا، أو يشددوا، فهذه خصال الحافظين لحدود الله الذين أخذ الله عليهم في البيعة وأعطاهم الجنة أثمان نفوسهم۔ (فيض القدير للمناوي: (۵۳۹،۵۳۸/۲) رقم الحديث: ۲۲۰۳، باب الألف، ط: دار الكتب العلمية)

بھلائی اور خیر خواہی

"نرمی کی درخواست" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۴/۶)

بھلائی دوسروں کے ساتھ

امام غزالی رحمہ اللہ "إحياء العلوم" میں فرماتے ہیں کہ: "فروخت میں دوسروں کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ جس علاقے میں ایک چیز پر جتنا نفع عموماً لیا جاتا ہے اس سے زیادہ ہرگز نہ لیا جائے"۔ پھر فرمایا کہ: "جو کم نفع پر قناعت کرے گا لامحالہ اس کا مال زیادہ فروخت ہوگا اور مال زیادہ فروخت ہونے کی وجہ سے نفع بھی زیادہ ہوگا اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی وجہ سے اس کے مال میں برکت ہوگی"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ: وہ کوفہ کے بازار میں چکر لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: "اے تاجرو! حق کو لازم پکڑو سلامتی پاؤ گے۔ اور اگر کم نفع میں چیز بک رہی ہو تو اسے بیچنے سے انکار مت کرو؛ کیوں کہ اس انکار کی وجہ سے تم زیادہ نفع سے محروم رہ جاؤ گے"۔ (۱)

---

(۱) فهذه إحسان في أن لا يربح على العشرة إلا نصفاً أو واحداً على ما جرت به العادة في مثل ذلك المتاع في ذلك المكان، ومن قنع بربح قليل كثرت معاملته، واستفاد من تكررها ربحاً كثيراً، وبه تظهر البركة، كان علي رضي الله عنه يدور في سوق الكوفة بالدرة ويقول معشر التجار! خذوا الحق تسلموا، ولا تردوا قليل الربح فتحرموا كثيره۔ (إحياء علوم الدين للغزالي: (۸۰/۲) آداب التجارة والصناعات وضروب الاكتسابات، الباب الرابع: في الإحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة، بيروت)

عن شريح قال: مررت مع علي ابن أبي طالب رضي الله عنه في سوق الكوفة، وفي يدها الدرة، وهو يقول: يا معشر التجار: خذوا الحق وأعطوا الحق تسلموا لا تمنعوا قليل الربح فتحرموا كثيرا۔ (أخبار القضاة للوكيع: (۱۹۵/۲) شريح بن الحارث الكندي، أخباره مع علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

قوت القلوب في معاملة المحبوب: (۴۴۸/۲) الفصل السابع والأربعون: ذكر حكم المكتسب للمعاش، وما يجب على التاجر من شروط العلم، ط: دار الكتب العلمية۔

قیمت کم مقرر کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی ہوگی، دنیا اور آخرت میں رحمت اور برکت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوگا اور تجارت کے ذریعے خریداروں کی خدمت کرنے کی نیت بھی پوری ہو جائے گی اور ان کے دلوں میں اس کی محبت اور ہمدردی بھی پیدا ہوگی۔

بھلائی کی وصیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نیک تاجروں کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کی وصیت کی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں تاجروں کے بارے میں بھلائی اور خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ ملک کے اطراف وآفاق کے لوگوں کو سکون پہنچانے کا ذریعہ اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے امانت دار ہیں۔ (۱)

بھنگ

بھنگ کی تجارت مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر کسی نے کر لی تو صحیح ہو جائے گی اور آمدنی حرام نہیں ہوگی۔ (۲)

بہنوں کی وراثت کا حصہ ان کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا

''اجازت کے بغیر کسی کی زمین فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) أوصيكم بالتجار خيراً، فانهم بُرُدُ الآفاق وأمناءُ الله فى الارض (كنز العمال: (۴/ ۱۱) مسند الفردوس للديلمى عن ابن عباس كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول فى الكسب، الفصل الأول فى فضائل الكسب الحلال، رقم الحديث: ۹۲۴۴، ط: مؤسسة الرسالة)

جامع الأحاديث للسيوطى: (۴/ ۳۰۹) رقم الحديث: ۸۸۲۳، الهمزة مع الواو، الإكمال من الجامع الكبير، ط: دار الفكر۔

(۲) تخریج کے لیے ''افیون'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

بھوسہ اندازہ کر کے بیچنا

بھوسہ اندازہ کر کے بیچنا جائز ہے، وزن کر کے بیچنا ضروری نہیں ہے۔ [1]

بھیک کا مال

جو لوگ بھیک مانگ کر لوگوں سے غلہ اور مختلف چیزیں جمع کرتے ہیں، لوگ ان چیزوں کے مالک بن جاتے ہیں، اگر یہ لوگ ان چیزوں کو فروخت کرتے ہیں تو ان سے یہ چیزیں خریدنا جائز ہے۔ [2]

بھینس کے بچوں کو فروخت کرنا

بعض لوگ اپنی بھینسوں کے بچوں کو دودھ بچانے کی غرض سے قصاب کو فروخت کر دیتے ہیں اور قصاب انہیں ذبح کر کے گوشت فروخت کرتا ہے بے کار ضائع نہیں کرتا، ایسا کرنا حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ ہر آدمی کو اپنے مال میں جائز تصرف کرنے کا حق ہوتا ہے۔ البتہ بچے کو فروخت بھی نہ کرنا اور ذبح کر کے کھانے کی

---

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء ـــ وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء ـــ وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهداية: (۳/ ۸۳) كتاب البيوع، باب الربوٰ، ط: رحمانيه)

الدر مع الرد (۵/ ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الابراء عن الربا، ط: سعيد۔

درر الحكام شرح غرر الأحكام (۲/ ۱۸۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار إحياء الكتب العربية

فتاوی دار العلوم دیوبند (۱۴/ ۳۱۶) خرید و فروخت کا بیان، ط: دار الإشاعت۔

(۲) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودًا مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه۔ (شامي: (۴/ ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع انواع اربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/ ۴۳۳) كتاب البيع، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۶/ ۵۶۳) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع الى المعقود عليه، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، و: (۵/ ۱۳۸) ط: سعيد۔

بجائے یوں ہی پھینک کر ضائع کر دینا ناجائز ہے۔ (۱)

بھینس کے بدلے گائے خریدنا

گائے کو بھینس کے بدلے میں اور بھینس کو گائے کے بدلے میں ہاتھ در ہاتھ نقد بیچنا جائز ہے، ادھار بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ دونوں کی جنس ایک ہے اور جنس ایک ہونے کی صورت میں ادھار معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

بیت المال کی رقم سے کاروبار کرنا

''سرکاری رقم سے نفع کمانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۷/۴)

---

(۱) كل يتصرف في ملكه كيف شاء۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۱۷/۱) المادة: ۱۱۹۲، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الثالث: في المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، الفصل الأول: في بعض قواعد أحكام الأملاك، ط: فاروقيه كوئته)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۱۰/۳) المادة: ۱۱۹۲، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔

[وات ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبذر تبذيرا إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا]۔ (سورة الإسراء: ۲۷)

التبذير تفريق المال فيما لا ينبغي، وإنفاقه على وجه الإسراف وكانت الجاهلية تنحر إبلها وتتياسر عليها وتبذر أموالها في الفخر والسمعة ... عن مجاهد: لو أنفق في باطل كان تبذيرا... "إخوان الشياطين" أمثالهم في الشرارة وهي غاية المذمة... أو هم إخوانهم وأصدقاؤهم؛ لأنهم يطيعونهم فيما يأمرونهم به من الإسراف، أو هم قرناؤهم في النار على سبيل الوعيد۔ (الكشاف: (۶۶۱/۲) الأسراء: ۲۷، ط: دار الكتاب العربي)

(۲) في حديث طويل اخرجه عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه: فاذا اختلف هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يدا بيد۔ (صحيح مسلم: (۱۲۰۸/۳) باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا رقم (۱۵۸۷) ط: داراحياء التراث العربي بيروت و: (۲۵/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمى)

فاما البقر والجواميس جنس واحد۔ (الهداية: (۸۹/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

أما نسيئة فلا: لأنها ان كانت في الحيوان أوفي اللحم كان سلما، وهو في كل منهما غير صحيح۔ (شامي: (۱۸۰/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في استقراض الدراهم عددا، ط: سعيد)

بیٹا شفعہ کا دعویٰ نہیں کرسکتا

(۱۳۸) اگر باپ نے اپنی زمین کسی کو فروخت کی تو بیٹا اس میں شفعہ کا دعویٰ نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ وہ شفیع نہیں ہے، ہاں اگر بیٹا پڑوس کی زمین یا مکان کا مالک یا شریک ہو تو شفعہ کا دعویٰ کرسکتا ہے، کیونکہ وہ اس صورت میں شفیع ہے۔[۱]

بیٹ مرغیوں کی

''مرغیوں کی بیٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۱/۶)

بیٹے پر زمین فروخت کرنا

والد اپنی مملوکہ جائیداد اپنے بیٹے کو فروخت کرسکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔[۲]

---

(۱) تجب بعد البيع... للخليط في نفس المبيع ثم له في حق المبيع... ثم لجار ملاصق.... (تنوير الأبصار مع الدر: (۲۱۹/۶، ۲۲۰، ۲۲۱) كتاب الشفعة، ط: سعيد كراچی)

شرح المجلة لرستم باز: ۱/ ۴۴۸، ۴۴۹) المادة: ۱۰۰۸، الكتاب التاسع: في الحجر والإذن والإكراه والشفعة، الباب الثالث: في الشفعة، الفصل الأول: في بيان مراتب الشفعة، ط: فاروقيه كوئٹه.

الفتاوى الخانية على هامش الفتاوى الهندية: (۵۴۲/۳) كتاب الشفعة، فصل: في ترتيب الشفعاء، ط: رشيديه.

(۲) دار لرجل أو مشترك بين الأب والرجل وللأب ابن صغير، له أم فقالت: اشتريت هذه الدار لابني بماله والأب حاضر، أو اشتريت منكما لابني بماله، فقالا: بعنا وقع الملك للابن. (البزازية على هامش الهندية: (۴۷۶/۳) كتاب البيوع، الباب الثامن في بيع أب وأم ووصي، ط: رشيديه)

امرأة قالت لزوجها وبينهما ولد صغير: اشتريت منك دارك هذه لابننا بكذا، وقال الأب: بعتها، جاز؛ لأن الأب لما قبل البيع فقد جاز شراؤها للصغير فيجوز. (قاضي خان على هامش الهندية: (۲/ ۲۸۳) كتاب البيوع، باب في بيع غير المالك، ط: رشيديه)

شرح مجلة الأحكام لسليم رستم باز: (۶۱/۱) تحت المادة: ۱۶۷، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئٹه.

بیٹے کے نام پر تجارت ہے

بیٹے کے نام پر تجارت ہونے سے بیٹا تجارت کا مالک نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو قبضہ دے کر مالک نہیں بنایا جائے گا۔ (۱)

بیٹے کے نام پر کاروبار ہے

بیٹے کے نام پر کاروبار ہونے سے بیٹا مالک نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو قبضہ دے کر مالک نہیں بنایا جائے گا۔ (۲)

ہاں اگر نابالغ بچے یا بچی کے نام پر تجارت اور کاروبار ہو اور باپ نے زبانی طور پر یہ کہہ دیا یا تحریری طور پر لکھ دیا کہ یہ کاروبار اور تجارت میرے نابالغ بچہ یا بچی کا ہے، میں نے اس کو دیدیا تو نابالغ بچہ یا بچی اس کا مالک بن جائے گا۔ (۳)

بیٹے کے نام پر مکان خریدا

بیٹے کے نام پر مکان لینے سے بیٹا مالک نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو قبضہ دے کر مالک نہیں بنایا جائے گا۔ (۴)

(۱، ۲، ۴) (وتتم) الهبة (بالقبض) الكامل.... (تنوير الأبصار مع الدر: (۵/۶۹۰) كتاب الهبة، ط: سعيد)

الفتاوى لتنقيح الحامدية: (۲/۹۳) كتاب الهبة، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۶/۱۳۲) كتاب الهبة، ط: فصل: وأما حكم الهبة، ط: سعيد۔

(۳) يملك الصغير المال الذي وهبه إياه وصيه أو مربيه... بمجرد الإيجاب أي بمجرد قول الواهب: وهبت۔ ولا يحتاج إلى القبض۔ أي إن هبة من له ولاية على الصغير كأبيه ووصيه ومن يعوله كالأخ والعم عند عدم الأب تتم بمجرد الإيجاب۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۳۷۱) المادة: ۸۵۱، الكتاب السابع: في الهبة، الباب الأول، الفصل الأول في المسائل المتعلقة بركن الهبة وقبضها، ط: مكتبه فاروقيه كوئٹه)

وهبة الأب لطفله بالعقد)؛ لأنه في قبض الأب فينوب عن قبض الصغير؛ لأنه وليه۔ (مجمع الأنهر: (۳/۴۹۵) كتاب الهبة، ط: دار الكتب العلمية)

اللوامع الرد: (۵/۶۹۳) كتاب الهبة، ط: سعيد۔

بیٹیوں کا حصہ ان کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا

"اجازت کے بغیر کسی کی زمین فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بے جان اشیا کی تصاویر

بے جان اشیا کی تصاویر اور مجسمہ بنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، مثلاً: درخت، پہاڑ، جنگل، آبشار، ندی، نہر، تالاب، مکانات، جہاز اور گاڑی وغیرہ کی تصویر بنانا جائز ہے۔ (1)

بیچنے کا اختیار (Put Option)

جدید معاشی نظام میں بیچنے کا اختیار خرید کر لینے والا فروخت کرنا چاہے تو اختیار دینے والا خریدنے کا پابند ہوتا ہے، اور اس کا پہلا مقصد خرید و فروخت کے ذریعے قیمتوں کی کمی سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ مثلاً زید عمرو سے ایک ہزار روپیہ آپشن فیس ادا کر کے ایک مہینے تک کسی کمپنی کے ایک سو شیئرز سو روپے فی شیئر کے حساب سے فروخت کرنے کا اختیار خرید لیتا ہے، اب اگر ایک مہینے کی مدت میں شیئرز کی قیمت گر گئی تو زید وہ شیئرز طے شدہ قیمت پر عمرو کو فروخت کر دے گا۔ لیکن اگر شیئرز کی قیمت میں اضافہ ہو گیا تو عمرو کو بیچنے کی بجائے مارکیٹ میں فروخت کرنے کو ترجیح دے گا، اس صورت میں آپشن فیس ضائع ہونے کی وجہ سے نقصان ہو گا لیکن مارکیٹ میں شیئرز فروخت کرنے کی وجہ سے فائدہ ہو جائے گا۔

---

(1) وأما تصوير ما ليس فيه صورة الحيوان فليس بحرام۔ (فتح الباري: (۳۸۴/۱۰) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار المعرفة)

وأما ما ليس فيه صورة حيوان كالشجرة ونحوه فليس بحرام۔ (عمدة القاري: (۱۱۰/۲۲) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المسلم للنووي: (۲۰۷/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: رحمانية۔

اور اس کا دوسرا مقصد مستقبل میں ممکنہ نقصان سے پیشگی تحفظ حاصل کرنا ہوتا ہے مثلاً زید کے پاس ایک ہزار امریکی ڈالر ہیں، جس کی حالیہ قیمت ایک سو پندرہ روپے ہے، زید اس شش و پنج میں مبتلا ہے کہ وہ یہ ڈالر اپنے پاس رکھے یا ابھی فروخت کردے، کیونکہ اپنے پاس رکھنے کی صورت میں قیمت گرنے کا احتمال ہے، اور اگر ابھی فروخت کردے تو آئندہ اس کی قیمت بڑھ جانے کا امکان ہے اس صورت میں یہ نفع سے محروم رہے گا لہٰذا زید عمر کو آپشن فیس ادا کر کے ایک مہینے تک اسی روپے میں ڈالر بیچنے کا اختیار خرید لیتا ہے، اب اگر مقررہ تاریخ تک ڈالر کی قیمت بڑھ گئی تو وہ مارکیٹ میں دوسرے آدمی کو فروخت کردے گا، اور اگر قیمت کم ہوگی تو اسی روپے میں عمر کو فروخت کردے گا، گویا کہ زید یہ اختیار حاصل کر کے ڈالر کی قیمت گرنے سے مطمئن ہوگیا، تو اس طرح اختیار بیچنا اور اس کے ذریعہ نفع کمانا بلکہ اس طرح کاروبار کرنا سب ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ حق مجرد ہے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ (۱)

بیچ کر دوبارہ لینے کا دل میں خیال رکھنا

اگر کوئی چیز فروخت کرنے کے بعد دل میں دوبارہ لینے کا خیال بھی ہو تو اس سے بیع (بیچنے) پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بیع صحیح ہوگی۔ (۲)

---

(۱) انظر الحاشیۃ تحت عنوان: ''اختیارات کا مفہوم''

ولا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) کتاب البیوع، مطلب لایجوز الاعتیاض عن الحقوق، ط: سعید)

الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی)

بدائع الصنائع: (۴۸/۶) کتاب الصلح، فصل وأما الذی یرجع إلی المصالح عنه فأنواع، ط: سعید)

(۲) البیع یعقد بإیجاب وقبول، یعنی إذا سمع کل کلام الآخر، ولو قال البائع لم أسمع، ولیس به صمم، وقد سمعه من في المجلس لایصدق۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲۷/۲) المادة: ۱۶۷، البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۶۱/۱) المادة: ۱۶۷، أیضا، ط: فاروقیه کوئٹه۔

الدر مع الرد: (۵۰۴/۴) کتاب البیوع، ط: سعید۔

بیچنے کے بعد مال نہ دینا ناجائز ہے

''بیع کے بعد مشتری چیز کا مالک بن جاتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیچنے کے بعد واپس خریدنے کا معاہدہ کرنا

''دوبارہ فروخت کرنے کا معاہدہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۳۳۵)

بیچنے والے کو خیارِ رؤیت حاصل نہیں

''بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۱۴۶)

بیچنے والے کے پاس تین دن کا اِختیار

سامان بیچنے والا سامان بیچتے وقت یہ کہہ سکتا ہے کہ تین دن تک مجھے اختیار ہے، اگر چاہوں گا تو تین دن کے اندر واپس لوں گا، اس صورت میں تین دن کے اندر واپس لینے کا اختیار ہوگا یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ (۱)

بیچی جانے والی اَشیاء کی چار قسمیں ہیں

بیچی جانے والی اشیا کی چار قسمیں ہیں:

❶ سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔

---

(۱) یجوز أن یشترط الخیار بفسخ البیع أو إجازته بعد العقد ومعه... "مدة معلومة" أعم من أن تکون مدة الخیار ثلاثة أیام أو أکثر، وهذا اختیار من المجلة لقول الإمامین، وبه قال أحمد؛ لأنه شرع نظرا للمتعاقدین للاحتراز عن الغبن وقد لا یحصل ذلک في الثلاث فیکون مفوضا إلیهما،... لکل من البائع والمشتري أو لأحدهما دون الآخر. (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۲۳۴، ۲۳۵) المادة: ۳۰۰، البیوع، الباب السادس: في بیان الخیارات، الفصل الأول: في بیان خیار الشرط، ط: رشیدیه)

▭ (صح شرطه للمتبایعین) معا (ولأحدهما) ولو وصیا (ولغیرهما) ولو بعد العقد... (في مبیع کله (أو بعضه)... (ثلاثة أیام أو أقل) وفسد عند إطلاق أو تأبید (لا أکثر) فللکل فسخه خلافا لهما (فیجوز إن أجاز) من له الخیار (في الثلاثة) فینقلب صحیحا علی الظاهر. (الدر مع الرد: (۴/۵۶۷-۵۶۹) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: سعید)

❷ سونا چاندی اور ان کی بنی ہوئی چیزوں کے علاوہ وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں، جیسے: اناج، غلہ، لوہا، تانبہ، روئی، ترکاری وغیرہ۔

❸ وہ چیزیں جو گز یا میٹر سے ناپ کر بکتی ہیں، جیسے: کپڑا۔

❹ وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں، جیسے: انڈے، کیلے، کینو، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ۔ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ ہے، ہر ایک کا حکم اپنی اپنی جگہ پر دیکھ لیں۔

بیچی جانے والی چیز بیع کے وقت موجود ہو

''مبیع بیع کے وقت موجود ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۲/۶)

بیچی جانے والی چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو

بیچی جانے والی چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو، یہ قبضہ محض اتفاق پر یا کسی شرط کے پائے جانے پر موقوف نہیں ہونا چاہیے۔

مثال: ''زید'' اپنی ایسی کار بیچتا ہے جو کسی نامعلوم شخص نے چرالی ہے اور دوسرا شخص اس اُمید پر خریدلیتا ہے کہ زید یہ ''کار'' دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا، یہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

---

(۱) ويجب أن يكون المبيع مقدور التسليم عند العقد بمعنى أن يكون البائع قادرًا على تسليمه للمشتري وهو شرط لانعقاد البيع ... ولذلک ذكر الفقهاء أنه لايجوز بيع العبد الآبق فإنه رغم كونه مملوكًا للبائع، لايمكن تسليمه عند العقد، ويدخل فيه كل ما فقده البائع من مملوكاته ....۔ (فقه البيوع (۳۴۰/۱) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن، الباب الأول، الشرط الخامس: أن يكون المبيع مقدور التسليم، ط: معارف القرآن)

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۸، ۲۰۹، البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الأول: ف ۵ شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه كوئته۔

☜ شرح المجلة للأتاسي: (۸۷/۲، ۸۸) المادة: ۱۹۸، ۲۰۹، أيضًا، ط: رشيديه۔

بیچی جانے والی چیز کی کوئی قیمت ہو

(۱۳۳) بیچی جانے والی چیز ایسی ہو جس کی کوئی قیمت ہو، لہٰذا کاروباری عرف میں جس چیز کی کوئی قیمت نہ ہو، اس کی خرید و فروخت نہیں ہوسکتی، جیسے: گندم یا چاول کے ایک دانے کی خرید و فروخت نہیں ہوسکتی۔ [1]

بیچی جانے والی چیز واضح طور پر معلوم ہو

''مبیع واضح طور پر معلوم ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۶)

بیچی ہوئی چیز کو واپس کرنے کا اختیار دینا

☆...... بعض ادارے اور تاجر خریدار کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ خریدی ہوئی چیز کو واپس کرسکتا ہے، کبھی یہ اختیار شرط کے طور پر ہوتا ہے اور کبھی وعدہ کے طور پر ہوتا ہے اور یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اس سے تاجر پر خریداروں کا اعتماد قائم ہوتا ہے اور فروخت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور خریدار سے خریدی ہوئی چیز خوشی سے واپس لینا دنیا اور آخرت کی خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: ''جو شخص اپنے بھائی سے خریدی ہوئی چیز واپس لے لے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں کو معاف فرمادیں گے''۔ [2]

---

(۱) يلزم أن يكون المبيع مالاً متقوماً۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۹، البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول: في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه كوئٹه)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۸۸/۲) المادة: ۱۹۹، أيضاً، ط: رشيديه۔

☐ المراد بالمال ما يميل إليه الطبع ويمكن إدخاره لوقت الحاجة، والمالية تثبت بتمول الناس كافة أو بعضهم، والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع به شرعاً، فما يباح بلا تمول لا يكون مالاً كحبة حنطة، وما يتمول بلا إباحة انتفاع لا يكون متقوماً كالخمر ....۔ (شامي: (۵۰۱/۴) كتاب البيوع، مطلب: في تعريف المال والملك والمتقوم، ط: سعيد)

(۲) من أقال مسلماً بيعته أقاله الله عثرته يوم القيامة۔ (الترغيب والترهيب: (۳۵۶/۲) رقم الحديث: ۲۷۱۱، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في الاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)=

☆......اگر بیچی ہوئی چیز واپس کرنے کا اختیار بیع میں شرط کے ساتھ ہو تو یہ ''خیارِ شرط'' ہے اور یہ اختیار تین دن تک ہو سکتا ہے، تین دن سے زیادہ نہیں؛ اس لیے خریدار کو تین دن کے بعد خریدی ہوئی چیز واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

☆......اگر یہ اختیار بائع کی طرف سے وعدہ کے طور پر ہے تو یہ ''اقالہ'' کا وعدہ ہے، اور اقالہ کے لیے کوئی مدت متعین نہیں ہے، کسی بھی وقت دونوں فریق کی رضامندی سے اقالہ کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

بے دیکھی چیز خرید لی

اگر کسی نے بے دیکھی چیز خرید لی تو یہ بیع درست ہے، لیکن دیکھنے کے بعد اس کو اختیار ہوگا، پسند ہو تو رکھے، ورنہ واپس کر دے، اگرچہ اس چیز میں کوئی عیب بھی نہ ہو تب بھی واپس کرنے کا اختیار ہوگا، اور اگر وہ چیز بالکل ویسی ہی ہے جیسے بات ہوئی تھی تب بھی دیکھنے کے بعد رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہوگا۔ (۳)

= سنن ابن ماجه: (ص: ١٥٩) كتاب التجارات، باب الإقالة، ط: ميزان۔

السنن الكبرى للبيهقي: (٢٧/٦) رقم الحديث: ١١٤٦١، كتاب البيوع، باب أقال المسلم إليه...، ط: مجلس دائرة المعارف النظامية حيدر آباد هند۔

(١) انظر الحاشية تحت عنوان "بیچنے والے کے پاس تین دن کا اختیار" (ويجب أن يكون المبيع

(٢) للمتعاقدين أن يتقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده؛ لأنّ العقد حقهما فيملكان رفعه دفعًا لحاجتهما التي لها شرع البيع وغيره....۔ (شرح المجلة للأتاسي: (٧٤/٢) المادة: ١٩٠، البيوع، الباب الأوّل، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (٧٤/١) المادة: ١٩٠، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (١١٩/٥، ١٢٠) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

(٣) (قوله ومن اشترى شيئا لم يره فالبيع جائز، وله الخيار إذا رآه إن شاء أخذه بجميع الثمن وإن شاء رده) سواء رآه على الصفة التي وصفت له أو على خلافها۔ (فتح القدير (٣٠٩/٦) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رشيديه)

(فقه البيوع: (٨٤٤/٢) المبحث الثامن: تقسيم البيع، الباب الثاني: في الخيارات في البيع الصحيح، ط: معارف القرآن)

شرح المجلة لرستم باز: (١٣٦/١) المادة: ٣٢٠، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات =

بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی

(۱۰) کسی نے اپنی چیز دیکھنے سے پہلے فروخت کر دی تو اس بیچنے والے کو چیز دیکھنے کے بعد خریدار کو نہ دینے کا اختیار نہیں ہوگا؛ کیوں کہ چیز دیکھنے کے بعد چیز نہ لینے کا اختیار صرف خریدار کو ہوتا ہے، بیچنے والے کو نہیں ہوتا؛ کیوں کہ حدیث شریف میں خریدار کو اختیار دیا گیا ہے، بیچنے والے کو نہیں۔ [۱]

بیرون ممالک سے تجارت کی ضرورت

جس طرح ایک فرد اپنی بقا اور زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے معاشرے کے دوسرے افراد کا محتاج ہے، اسی طرح ایک ملک خواہ وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دوسرے ممالک کا محتاج ہے۔ اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک کے درمیان تعلق اور روابط قائم رہیں؛ کیوں کہ جب تک ایک ملک دوسرے ملک کی اَشیا اور مصنوعات کا محتاج رہے گا، ایک دوسرے سے امن اور دوستی کی فضا کا خواہاں ہوگا، قتل وقتال اور جنگ وجدال سے گریز کرے گا۔

نیز یہ کہ مختلف ممالک بعض اَشیا تیار کرنے میں خاص مقام حاصل کر لیتے ہیں، جو دوسرے ممالک کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور بعض ممالک آب وہوا، قدرتی وسائل

=الفصل الخامس: في خيار الرؤية، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للأتاسي: (۲۶۸/۲)، المادة: ۳۲۰، أيضا، ط: رشيديه۔

(۱) لاخيار للبائع لو كان لم ير المبيع مثلاً لو باع رجل مالا دخل في ملكه بالإرث و كان لم يره انعقد البيع بلا خيار للبائع، أي من حيث أنه بايع؛ لأن خيار الرؤية معلق بالشراء؛ لما روينا من الحديث المار فلا يثبت دونه۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲۷۰/۲) المادة: ۳۲۲، البيوع، الباب السادس: في الخيارات، الفصل الخامس: في بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۷/۱) المادة: ۳۲۲، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۵۹۶/۴) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

اور لوگوں کی مہارت میں اختلاف کی وجہ سے مختلف اَشیا مقابلۃً زیادہ سستی لاگت سے بنالیتے ہیں۔اس طرح اپنے ملک میں سستی پیدا ہونے والی اشیا کا دوسرے ممالک میں مقابلۃً زیادہ سستی لاگت سے پیدا ہونے والی اَشیا سے تبادلہ کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مثلاً: جن ممالک میں زَرخیز زمین وافر مقدار میں موجود ہے وہ زَرعی اَجناس پیدا کرنے میں تخصیص حاصل کر لیتے ہیں، جن ممالک میں معدنیات مثلاً: لوہا اور کوئلہ جیسی دھاتیں وافر مقدار میں موجود ہیں وہ مشینری تیار کرنے میں تخصیص حاصل کر لیتے ہیں۔اس طرح کسی ملک کے باشندے کوئی خاص مہارت حاصل کر لیتے ہیں اور یوں دوسروں کی اَشیا سے اپنی تیار کردہ اَشیا کا تبادلہ کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔اور یہ بیرون ملک سے تجارت کا سبب بنتا ہے۔[1]

بیرون ملک سے مال منگوایا ہے

بیرون ملک سے مال منگوایا ہے یا کسی دوسرے شہر سے منگوایا ہے، لیکن ابھی اپنے شہر میں نہیں پہنچا تو اس کو فروخت نہ کیا جائے؛ کیوں کہ ابھی اس کو خریدار کے سپرد کرنے کی قدرت بائع کو حاصل نہیں ہوئی۔البتہ خریدنے کے خواہش مند لوگوں سے وعدہ کر لیا جائے کہ جب مال پہنچے گا تو اس نرخ پر مُہیّا کر دیں گے اور مال

---

(۱)(قوله: وحكمته نظام بقاء المعاش والعالم) حقه أن يقول: نظام المعاش الخ، لأنه سبحانه وتعالى خلق العالم على أتم نظام وأحكم أمر معاشه أحسن إحكام، ولا يتم ذلك إلا بالبيع والشراء، إذ لا يقدر أحد أن يعمل لنفسه كل مايحتاجه؛ لأنه إذا اشتغل بحرث الأرض وبذر القمح وخدمته وحراسته وحصده ودراسته وتذريته وتنظيفه وطحنه وعجنه لم يقدر على أن يشتغل بيده مايحتاج ذلك من الات الحرث والحصد ونحوه فضلاً عن اشتغاله فيما يحتاجه من ملبس ومسكن فاضطر إلى شراء ذلك، ولولا الشراء لكان يأخذه بالقهر أو بالسؤال إن أمكن وإلا قاتل صاحبه عليه، ولا يتم مع ذلك بقاء العالم۔

(شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۲۵۸/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

آنے پر سودا کیا جائے۔[1]

(۱۴۸) بیرون ملک کا مال کہہ کر اندرون ملک کا مال فروخت کیا

"ایک نمبر کا مال چاہیے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۱)

بَیٹری

بیٹری یا سیل کا بنانا اور اس کا کاروبار کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹری یا سیل خرید کر، ناجائز کام مثلاً: گانا وغیرہ سننے کے لیے ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ اور موبائل وغیرہ میں استعمال کرتا ہے تو اس کا گناہ استعمال کرنے والے پر ہے، بنانے والے اور فروخت کرنے والے پر نہیں ہے؛ کیوں کہ بیٹری اور سیل صرف ناجائز کام کے لیے استعمال کرنے کے ساتھ خاص نہیں ہے، جائز کام میں بھی استعمال کرنا ممکن ہے۔[2]

---

(۱) بيع ما هو غير مقدور التسليم باطل كبيع سفينة غرقت لايمكن إخراجها من البحر أو حيوان نادر لايمكن مسكه وتسليمه، أي كظبي صيد ثم ند ولا يمكن مسكه أو سمك أخذ ثم ألقي في مكان لا يمكن أخذه إلأ بحيلة، أو طير مسك ثم أرسل في الهواء فلايرجع إلأ بصيد جديد فإن بيع هذا باطل على ماهو الأظهر من الرواية كما في التنوير، وهو اختيار مشايخ بلخ، وقيل هو فاسد، لكونه مملوكًا وفساده لعدم القدرة على التسليم...۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۱۰۱/۲، ۱۰۲)، المادة: ۲۰۹، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه ومالايجوز، ط: رشيديه)

شرح المجلّة لرستم باز: (۸۱/۱، ۸۲) المادة: ۲۰۹، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۶۰/۵، ۶۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) وان كان المبيع منقولا فليس للمشترى ان يبيعه لآخر لان بيعه فاسد اتفاقا۔ (شرح المجلة للاتاسی (۱۷۵/۲) شرح المادة: ۲۵۳) الكتاب الاول البيوع، الباب الرابع، ط: رشيديه)

لايكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة، لأنه ليس عينها منكرا وإنما المنكر في استعمالها المحظور... وعرف بهذا أنه لا يكره بيع ما لم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطوح۔ (الدر المختار مع الرد (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعيد)

والضابط عندهم: (اى عند الحنفية) أن كل ما فيه منفعة تحل شرعاً، فإن بيعه يجوز، لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الاسلامی وادلته (۳۰۲۹/۴) القسم الثانی: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الثانی: المطلب الثانی عناصر العقد، ط: رشيديه)

والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المختار مع الرد (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

بی، سی

☆......"بی، سی" (چٹ فنڈ) کی صورت یہ ہوتی ہے کہ: چند اُفراد اس کے ممبر بنتے ہیں اور ہر ممبر پر ایک خاص رقم متعین ہوتی ہے اور ہر ممبر ماہانہ یا روزانہ یا ہفتہ وار مقررہ رقم جمع کرتا ہے اور مجموعی رقم قُرعہ اندازی سے یا باہمی اتفاقِ رائے سے کسی ایک ممبر کو دے دی جاتی ہے۔ مثلاً: بارہ ہزار کی بی، سی ہے، بارہ آدمی شریک ہیں اور بارہ مہینے تک ہر آدمی ہزار ہزار کر کے جمع کرتا ہے اور ہر ماہ کسی ایک ممبر کو قرعہ اندازی یا باہمی اتفاق رائے سے یک مشت یہ رقم مل جاتی ہے، اس طرح بارہ مہینوں میں بارہ آدمیوں کو بارہ، بارہ ہزار کر کے مل جاتی ہے، تو یہ صورت نہ صرف جائز ہے، بلکہ انسانی ہمدردی اور اسلامی اخلاق کا تقاضا بھی ہے۔

جس شخص کو مدت پوری ہونے سے پہلے بی، سی کی رقم مل جاتی ہے اس کی حیثیت مقروض کی ہے اور باقی ممبران کی حیثیت قرض دینے والے کی ہے، قرض دینے والا اس کو ایک مدت کی مہلت دیتا ہے، اس طرح کہ اس پر کوئی نفع حاصل نہیں کرتا، لہٰذا یہ درست ہے۔ (۱)

☆...... لیکن آج کل بی، سی کی بعض ایسی صورتیں بھی رائج ہو چکی ہیں جن میں ارکان میں سے کوئی ایک رُکن جلد رقم حاصل کرنے کی غرض سے خسارہ برداشت کر لیتا ہے اور بی، سی کی متعینہ رقم سے کم لے لیتا ہے، اس طرح اس کے حصے کی جو رقم بچ جاتی ہے، وہ کمیشن کے طور پر بقیہ تمام شرکاء میں تقسیم کی جاتی ہے، یہ صورت ناجائز اور سود میں داخل ہے؛ اس لیے کہ کمیشن کی صورت میں قرض دینے والوں نے اپنے قرض پر نفع

(۱) القرض هو المال الذي يعطيه المقرض للمقترض ليرد مثله إليه عند قدرته عليه... وهو قربة يتقرب بها إلى الله سبحانه، لما فيه من الرفق بالناس، والرحمة بهم، وتيسير أمورهم، وتفريج كربهم، ولما كان الاسلام ندب إليه وحبب فيه بالنسبة للمقترض فإنه أباحه للمقترض، ولم يجعله من باب المسألة المكروهة لانه يأخذ المال لينتفع به في قضاء حوائجه ثم يرد مثله. (فقه السنة لسيد سابق (۳/ ۱۴۴) القرض، ط: دار الكتاب العربي) =

اٹھایا اور قرض دے کر مقروض سے فائدہ اٹھانا ناجائز ہے اور سود میں شامل ہے۔ [۱]

❶ بعض لوگ اسے سود کہتے ہیں لیکن یہ معاملہ سود کا نہیں ہے، سود ہمیشہ عقد معاوضہ میں ہوتا ہے۔ اور یہ عقد معاوضہ نہیں ہے بلکہ عقد مواسات اور عقد تسامح ہے۔ [۲]

❷ کمیٹی کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، سود اور حرام ہے۔ مثلاً بارہ ہزار کی کمیٹی ہے، قرعہ اندازی میں ایک ممبر کا نام نکلا، اور دیگر ممبران میں سے کوئی ایک ممبر یہ کہے کہ یہ کمیٹی مجھے تیرہ یا چودہ ہزار میں فروخت کردو، یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے کیونکہ یہاں ایک یا دو ہزار بلاعوض دیئے جا رہے ہیں۔ [۳]

= القرض هو عقد مخصوص يرد على دفع مال مثلي ليرد مثله ۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۳۳۷/۲) البيوع، الباب السابع، أحكام القرض، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۱٦۱/۵) كتاب البيوع، فصل في القرض، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۳٦۹/۷) كتاب القرض، فصل: وأما حكم القرض، ط: سعيد۔

(۱) (قوله: كل قرض جز نفعا حرام) أي إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر وعن الخلاصة.... (شامي: (۱٦٦/۵) كتاب البيوع، فصل في القرض، مطلب: كل قرض جز نفعا حرام، ط: سعيد)

شرح المجلّة للأتاسي: (۴۴۲/۲) البيوع، الباب السابع، الفصل السادس: في بيع الوفاء، أحكام الربا، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۲۲/٦) كتاب البيع، فصل: في بيان التصرف في المبيع والثمن، تتمة في مسائل القرض، ط: سعيد۔

(۲) والأصل أن ما كان مبادلة مال بمال فإنه لا يصح تعليقه بالشرط الفاسد للنهي عن بيع وشرط، وما كان مبادلة مال بغير مال أو كان من التبرعات فإنه لا يبطل به لأن الشروط الفاسدة من باب الربا، وهو مختص بالمعاوضات المالية دون غيرها من غير المالية والتبرعات فيبطل الشرط فقط۔ (البحر الرائق: (۱۷۹/٦) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۳۱/۴) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۱۵٦/۳) كتاب البيوع، باب السلم، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) عن جابر، قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه، وقال: هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: ۲۷/۲، كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح، ص: ۲۴۴، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الاول، ط: قديمي۔

عن علي امير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا.... وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف۔ (اعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: ادارة القرآن)۔

بی سی میں قرعہ اندازی ہوتی ہے، اور قرعہ اندازی کے ذریعہ استحقاق کو ثابت کرنا درست ہے، مگر موجودہ دور میں یہ رواج بڑھتا جارہا ہے کہ جو شخص کمیٹی بنانے کا محرک اور منتظم ہو اور رقم جمع کرتا ہو اس کی طرف سے یہ شرط ہوتی ہے کہ پہلی کمیٹی اس کو ملے گی، اور بعض اوقات اس کی طرف سے شرط نہیں ہوتی مگر اس کا رواج ہوتا ہے، اس قسم کی شرط رکھنا یا عرف بنانا صحیح نہیں ہے۔ قرعہ اندازی کرنا ضروری ہے البتہ کمیٹی کا عقد چونکہ عقد تبرع ہے اور عقد تبرع معاوضہ نہیں ہے اس لئے اس شرط کے باوجود کمیٹی درست ہے اور شرط کالعدم تصور ہوگی۔ (۱)

اور اگر منتظم اور محرک کو پہلی کمیٹی دینے کی شرط اور عرف نہ ہو، اور قرعہ اندازی ہو پھر تمام شرکاء رضامندی سے پہلی کمیٹی منتظم یا محرک کو دے دیں تو یہ جائز ہے۔ (۲)

بیش قیمت چیز کم قیمت پر خریدنا

اگر کوئی آدمی بیش قیمت چیز کم قیمت پر بیچ رہا ہے اور گمان غالب یہ ہے کہ

= کل قرض جر نفعا فهو حرام. (شامی: ۵/ ۱۶۶، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية فصل في القرض، ط:سعيد)

(۱) ويكتب أساميهم ويقرع لتطيب القلوب فمن خرج اسمه فله السهم الأول ومن خرج ثانياً فله السهم الثاني إلى أن ينتهي إلى الأخير. (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۲۶۲) كتاب القسمة، مطلب لكل من الشركاء السكنى في بعض الدار، ط:سعيد)

وأما طريقة نفي الظنون وتطييب النفوس كإقراع النبي صلى الله عليه وسلم بين نسائه وكإقراع القاسم على السهام بعد تعديلها، فهي مستحسنة غير منسوخة وغير واجبة. (احكام القرآن للتهانوي: (۲/ ۲۳) العمران، تحقيق القرعة وأحكامها، ط: إدارة القرآن)

انظر ايضاً رقم الحاشية رقم: ۲، على الصفحة السابقة.

(۲) وصح القرض في مثلي لا في غيره، فيصح استقراض الدراهم والدنانير. (تنوير الابصار مع رد المحتار: (۵/ ۱۶۱، ۱۶۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية فصل في القرض، ط:سعيد)

البحر الرائق: (۶/ ۱۳۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط:سعيد

الفتاوى الهندية: (۳/ ۲۰۱) كتاب البيوع، الباب التاسع عشر في القرض والاستقراض، ط: رشيدية)

یہ چوری کا مال ہے تو اس کو خریدنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر گمان غالب یہ ہے کہ یہ چوری کا مال نہیں ہے تو اس کو خریدنا جائز ہے۔ (۱)

بیع (Sale)

☆...... "بیع" کی تعریف یہ ہے کہ: ایک مال کا دوسرے مال کے عوض رضامندی کے ساتھ تبادلہ (Exchange) کرنا۔

☆...... کسی چیز کو رائج کرنسی کے عوض فروخت کرنا، عام طور پر تنہا لفظ "بیع" اسی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (۲)

بیع الغائب بالناجز

"بیع الغائب بالناجز" میں یہ ہوتا ہے کہ بیع (خریداری) تو حال (نقد) ہی ہوتی ہے اور بائع (بیچنے والے) کو اسی وقت ثمن (قیمت) کے مطالبہ کا حق حاصل ہوتا ہے، لیکن بیچنے والا، خریدار کو مہلت دے دیتا ہے کہ اچھا کل دے دینا، جیسا کہ

---

(۱) الایری أن أسواق المسلمین لاتخلو عن المحرم والمسروق والمغصوب ومع ذلک یحل التناول اعتماداً علی الغالب، وهذا لأن القلیل لایمکن الاحتراز عنه ولایستطاع الامتناع، فسقط اعتباره دفعاً للحرج۔ (مجمع الأنهر: (۴۷۰/۳) مسائل شتی، ط: غفاریه کوئٹه)

☜ متی اعتقد المشتري أن الذی مع البائع ملکه فاشتراه منه علی الظاهر لم یکن علیه اثم في ذلک، وان کان في الباطن قد سرقه البائع لم یکن علی المشتري اثم ولاعقوبة، لافي الدنیا ولافي الآخرة...... فمن فرق بین من یعلم ومن لایعلم فقد أصاب، ومن لا أخطأ۔ (مجموعة الفتاوی لابن تیمیة رحمه الله: (۱۶۳/۲۹) قواعد جامعة في عقود المعاملات والنکاح، فصل في المحرمات في الشرعیة ترجع الی الظلم، ط: مکتبة العبیکان)

☜ ولذا حل التناول منها في الأسواق مع أنها لاتخلو عن محرم ومسروق ومغصوب، فالقلیل من المحرم لایمکن الاحترازعنه کقلیل نجاسة... في الخانیة وغیرها: لیس زماننا زمان اجتناب الشبهات۔ (الدر المنتقی علی هامش مجمع الأنهر: (۴۷۶/۳) کتاب البیوع مسائل شتی، ط: غفاریة کوئٹه)

(۲) هو مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (البحر الرائق: (۲۵۶/۶) کتاب البیوع، ط: سعید)

☜ الدر مع الرد: (۵۰۲/۴) کتاب البیوع، ط: سعید۔

☜ بدائع الصنائع: (۱۳۳/۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔

آج کل روزمرّہ دُکان داروں سے اسی طرح خریداری کی جاتی ہے، یہ کہا جاتا ہے کہ: پیسے بعد میں دیں گے۔ اب کب دیں گے؟، یہ متعین نہیں ہوتا، اس کو اگر بیع مؤجل قرار دیا جائے تو بیع فاسد ہوگی؛ اس لیے کہ اجل اور میعاد مجہول ہے؛ لہٰذا یہ بیع مؤجل نہیں ہوتی، بلکہ بیع حال (نقد) ہوتی ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ بائع کو اسی وقت مطالبہ کا حق حاصل ہے۔

مثلاً: ایک شخص نے کتاب فروخت کی اور بیع حال (نقد) ہوئی، اب مشتری (خریدار) کہتا ہے کہ: میرے پیسے گھر میں ہیں یا شہر میں ہیں، میں آدمی بھیج کر منگوالیتا ہوں، کل تک آجائیں گے، بائع کہتا ہے کہ: کوئی بات نہیں، یہ بیع الغائب بالناجز ہے؛ کیوں کہ بیع حال (نقد) ہے، اب بائع نے مہلت دی ہے کہ: کل دے دینا، لیکن اس کے باوجود بائع کو یہ حق حاصل ہے کہ کہے: مجھے ابھی پیسے ادا کردیں ورنہ بیع فسخ کرتا ہوں، اس کو "بیع الغائب بالناجز" کہتے ہیں۔[1]

---

(۱) وفي الخانية: رجل باع شيئًا بيعا جائزًا، وأخر الثمن إلى الحصاد أو الدياس، قال يفسد البيع في قول أبي حنيفة، وعن محمد أنه لايفسد البيع ويصح التأخير؛ لأنّ التأخير بعد البيع تبرع، فيقبل التأجيل إلى وقت المجهول... ذكر في التاسع والثلاثين من جامع الفصولين الشرط الفاسد لو ألحق بعد العقد هل يلحق بأصل العقد عند أبي حنيفة، قيل نعم، وقيل لا، هو الصحيح...۔ (شامي: (۵۳۲/۴، ۵۳۳) كتاب البيوع، مطلب في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

☐ شرح المجلّة لرستم باز: (۱۰۱/۱) المادة: ۲۴۶، ۲۴۷، البيوع، الباب الثالث: في المسائل المتعلّقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلّقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئٹه)

☐ شرح المجلّة للأتاسي: (۱۶۸/۲، ۱۶۹) المادة: ۲۴۸، أيضًا، ط: رشيديه۔

☐ أما البيع الحال فحكمه أنه متي وقع البيع استحق المشتري مطالبة تسليم المبيع، واستحق البائع مطالبة تسليم الثمن فورًا، وإن أعطي أحدهما الآخر مهلة تسليم ما عليه، فإنه تطوع، وليس حقًا له، ولذلك إن أمهله إلي أجل غير معلوم، مثل ما يقول بعض التجار لبعض أهل معرفته: "اد الثمن متي شئت" فإنه بيع حال أمهل فيه البائع المشتري تطوعًا، ولذلك يحق له أن يطالبه بالثمن متي شاء، ولو كان بيعًا مؤجلًا لفسد البيع، لجهالة الأجل، ولكنه جائز علي كونه حالًا۔ (فقه البيوع على المذاهب الاربعة: (۵۳۳/۱) المبحث الخامس، الباب الاول في البيع الحال والمؤجل، ط: معارف القرآن)

☐ انعام الباري: (۳۳۱/۶، ۳۳۲) كتاب البيوع، باب بيع الفضة بالفضة، بيع الغائب بالناجز، ط: مكتبة الحراء۔=

بیع الغرر

"غرر" کا معنی دھوکہ ہے۔

بیع الغرر سے مراد ایسی چیز کی بیع (خرید وفروخت) ہے جس کا انجام پوشیدہ ہو، واضح نہ ہو یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ وہ چیز حاصل بھی ہوگی یا نہیں، اگر حاصل بھی ہو تو اس کی صفت مجہول ہو، ایسی مبیع (بیچی گئی چیز) کو انجام کے اعتبار سے پوشیدہ (مستور العاقبہ) کہا جاتا ہے۔

پھر غرر کی بعض صورتوں میں بیع فاسد ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں باطل ہوتی ہے مثلاً ہوا میں جو پرندے اڑ رہے ہیں ان کے بارے میں بائع (سیلر) مشتری سے کہے فلاں پرندہ میں نے آپ پر فروخت کیا، میں اسے شکار کر کے آپ کو حوالہ کروں گا، یا دریا اور نہر اور سمندر کی مچھلی ابھی تک شکار نہیں کی اس کو فروخت کر رہا ہے تو یہ بیع باطل ہے اور اس میں غرر اور دھوکہ بھی ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ بائع اس پرندہ اور مچھلی کو آخر تک شکار بھی کر سکے گا یا نہیں نیز یہ غیر مملوک کی بیع بھی ہے دونوں اعتبار سے بیع باطل ہے۔[1]

= اسلام اور جدید معاشی مسائل: (۲/۴۴) عنوان: بیع نسیئہ اور بیع الغائب بالناجز میں فرق، ط: ادارہ اسلامیات۔

(۱) والغرر فقهاً يتناول الغش والخداع والجهالة بالمعقود عليه، وعدم القدرة على التسليم، قال الصنعاني: يتحقق بيع الغرر في صور: إما بعدم القدرة على التسليم كبيع الفرس النافر والجمل الشارد أو بكونه معدوماً أو مجهولاً، أو لا يتم ملك البائع له كالسمك في الماء الكثير۔۔۔ قال السرخسي: الغرر: ما يكون مستور العاقبة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۴۰۹) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: أنواع البيع الباطل، بيع الغرر، ط: رشيديه)

بيع الغرر (أي غرر الوجود) وهو بيع الشيء المحتمل للوجود والعدم، أي أن المعقود عليه هو المحتمل للوجود والعدم كبيع اللبن في الضرع والصوف على الظهر۔۔۔ والسمك في الماء والطير في الهواء قبل صيدهما۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴/ ۳۰۷۸) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الثالث: شروط العقد، ط: رشيديه)

تبيين الحقائق (۴/ ۴۵، ۴۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان،

بیع المحتاج

’’مجبوری سے فائدہ اٹھانا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۶/۶)

بیع المعدوم

جو چیز ابھی تک وجود میں نہیں آئی بلکہ معدوم ہے اس کی خرید وفروخت باطل ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

مثلاً اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں حاملہ جانور کے حمل اور اس حمل کے حمل کی بیع کی جاتی تھی۔ یہ معدوم کی بیع ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1]

اس لئے طباعت سے پہلے کتاب فروخت کرنا، کپڑا تیار ہونے سے پہلے کپڑے کی بیع کرنا، اسی طرح تمام مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے کرنا جائز نہیں۔ یہ سب معدوم کی بیع ہے البتہ بیع کا وعدہ کرنا جائز ہے۔

بیع النجس

’’ناپاک چیز‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

---

(۱) عن نافع عن عبد اللہ قال: كانوا يتبايعون الجزور إلى حبل الحبلة فنهى النبي صلى الله عليه وسلم عنه فسره نافع أن تنتج الناقة ما في بطنها (صحيح البخاري: (۱/ ۳۰۰) كتاب السلم، باب السلم إلى أن تنتج الناقة ط: قديمي)

☐ عن عبيد الله قال أخبرني نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كان أهل الجاهلية يتبايعون لحم الجزور إلى حبل الحبلة وحبل الحبلة أن تنتج الناقة ثم تحمل التي نتجت فنهاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك (الصحيح لمسلم: (۲/ ۳) كتاب البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة ط: قديمي)

☐ مصنف عبد الرزاق: (۸/ ۲۰) رقم الحديث: ۱۴۱۳۷، كتاب البيوع، باب بيع الحيوان بالحيوان، ط: المجلس العلمي

☐ وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، منها: أن يكون موجودا فلا ينعقد بيع المعدوم وما له خطر العدم (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۳۸) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

☐ الشامي: (۴/ ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد.

بیع اور اجارہ کا معاملہ اکٹھے کرنا

(۱۵۶) ایک ہی چیز میں ''بیع'' اور ''اجارہ'' کا معاملہ ایک ساتھ کرنا جائز نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عقد میں دو عقد کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مثلاً: زید نے عمرو کو ایک مکان فروخت کر دیا اور مکان عمرو کو حوالہ کر دیا، لیکن عمرو مکان کی قیمت ابھی تک ادا نہیں کر سکا؛ لہٰذا زید نے عمرو سے کہا کہ: جب تک مکان کی قیمت ادا نہیں ہوگی تب تک کے لیے ماہانہ کرایہ مقرر کر دو، تو شرعاً یہ جائز نہیں ہے۔

یا بیع اس شرط پر کرے کہ خریدار واپس بائع (بیچنے والے) کو وہ چیز کرایہ پر دے گا تو یہ معاملہ صحیح نہیں ہوگا۔ [1]

بیع اور تجارت میں فرق

بیع اور تجارت میں فرق یہ ہے کہ بیع عام ہے اور تجارت خاص ہے یعنی بیع کے مقابلہ میں تجارت کا مفہوم قدرے محدود ہے، تجارت کا مطلب ہے (Trade) یعنی کوئی چیز اس مقصد سے خریدنا کہ اسے بیچ کر نفع حاصل کیا جائے خواہ بعد میں نفع ہو

---

(۱) وبه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتحلّ صفقتان في صفقة۔ (المعجم الأوسط للطبراني، (۱۶۹/۲) رقم الحديث: ۱۶۱۰، باب الألف من اسمه أحمد، ط: دار الحرمين قاهرة)

عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلّم عن صفقتين في صفقة واحدة۔ (مجمع الزوائد: (۸۴/۴) رقم الحديث: ۶۳۸۲، باب ماجاء في صفقة أو الشرط في البيع، ط: دار الريان للتراث قاهرة، ودار الكتاب العربي بيروت)

مسند الإمام أحمد بن حنبل: (۳۹۸/۱) رقم الحديث: ۳۷۸۳، مسند عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة قاهرة۔

(ومن باع ثمرة بدا صلاحها أو لا صح، ويقطعها المشتري، وإن شرط تركها على النخيل فسد) أي البيع؛ لأنّه شرط لايقتضيه العقد، وهو شغل ملك الغير أو نقول: إنه صفقة في صفقة؛ لأنه إجارة في بيع إن كان للمنفعة حصة من الثمن أو إعارة في بيع إن لم يكن لها حصة من الثمن، وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقة في صفقة۔ (تبيين الحقائق: (۱۲/۴) كتاب البيوع، ط: مكتبه امداديه ملتان)

الهداية: (۲۷/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه۔

یا نقصان، جب کہ بیع کا لفظ عام ہے وسیع تر معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

خرید وفروخت کی دو صورتیں ایسی ہیں جو بیع تو ہیں مگر تجارت میں شامل نہیں:

① ذاتی استعمال کے لئے چیز خریدنا، یہ بیع تو ہے لیکن تجارت نہیں کیونکہ اس کا مقصد نفع حاصل کرنا نہیں بلکہ اپنی ضرورت پوری کرنا ہے۔

② کسان کا اپنی فصل یا مینوفیکچرر کا اپنی مصنوعات بیچنا یہ بھی بیع ہے مگر تجارت نہیں کیونکہ یہ دونوں کسی دوسرے شخص سے چیز خرید کر نہیں بیچتے بلکہ خود بناتے ہیں یا تیار کرتے ہیں، تجارت تب ہوتی ہے جب ایک شخص سے کوئی چیز خرید کر دوسرے کو بیچی جاوے۔

بیع اور خیارات

''خیارات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۳)

بیع اور کرایہ کو جمع کرنا

''بیع پر بیع کرنا'' عنوان کے تحت نمبر ۳ کو دیکھیں۔ (۱۸۳/۲)

بیع اور وعدۂ بیع

بیع ''سیل'' اور وعدۂ بیع ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' کو کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں، ایک نہیں ہیں، آج کل عام بول چال میں ''کنٹریکٹ معاہدہ'' کا جو لفظ بولا جاتا ہے اس کا اطلاق ''بیع'' اور ''وعدۂ بیع'' دونوں پر ہوتا ہے۔

بیع اور وعدۂ بیع کے درمیان فرق

''بیع'' اور ''وعدۂ بیع'' دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، ان دونوں کے درمیان متعدد فرق ہیں:

❶ وعدۂ بیع میں حقیقۃً بیع کا وجود ہونے سے پہلے سامان کی ملکیت خریدنے کا وعدہ کرنے والے کی طرف منتقل نہیں ہوتی، بلکہ صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ دونوں پارٹیاں آپس میں اَیگری (وعدہ) کرتی ہیں یعنی بائع (سیلر) کہتا ہے کہ: میں سامان خریدار کو مہیا کردوں گا، اور خریدار کہتا ہے کہ: میں اتنی قیمت میں خرید کر قیمت ادا کروں گا۔ صرف اس اگریمنٹ کے نتیجے میں دونوں کی ملکیت منتقل نہیں ہوتی۔ (۱)

❷ دوسرا فرق یہ ہے کہ: موجودہ قانون کے اعتبار سے جب کسی چیز کی سیل (بیع) ہوجاتی ہے، تو قبضے سے پہلے وہ چیز خریدار کے ضمان میں منتقل ہوجاتی ہے، حالانکہ شریعت کے قانون میں قبضے سے پہلے ضمان میں داخل نہیں ہوتی۔ موجودہ اور شرعی قانون میں یہ فرق ہے۔ (۲)

❸ تیسرا فرق یہ ہے کہ: اگر ابھی تک کسی چیز کا ''وعدۂ بیع'' ہوا ہے اور حقیقی بیع ابھی تک نہیں ہوئی، تو اس وعدۂ بیع کے بعد بائع وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کردے تو کہا جائے گا کہ: اس نے اخلاقی اعتبار سے اچھا نہیں کیا، لیکن قانونی اعتبار سے یہ بیع درست سمجھی جائے گی اور خریدار اس چیز کا مالک بن جائے گا۔ (۳)

---

(۱) الوعد أو المواعدة بالبيع ليس بيعًا، ولا يترتب عليه آثار البيع من نقل ملكية المبيع ولا وجوب الثمن۔ (فقه البيوع: (۲/۱۱۳۷) صيغة مقترحة لقانون البيع الاسلامي، الوعد و المواعدة بالبيع، ط: مكتبه معارف القرآن)

(۲) المبيع إذا هلک في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيئ على المشتري...؛ لأن المبيع مالم يسلم إلى المشتري فهو في ضمان البائع....۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۲۷۵) المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلّقة بالتسليم والتسلّم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاک المبيع، ط: دار عالم الكتب رياض / سلطانيه كوئٹه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۲۰) المادة: ۲۹۳، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للأتاسي: (۲/۲۲۳) المادة: ۲۹۳، أيضًا، رشيديه۔

(۳) أن البيع إنما ينعقد بصيغة تدلّ على إنشاء العقد في الحال ولذلک لا ينعقد البيع بصيغة تتمحّض للاستقبال مثل قولنا "سوف أبيعک كذا" أو "سوف أشتري منک كذا"، وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بإنجاز البيع في المستقبل وليس بيعًا...، المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء أن الوفاء بالوعد=

مثلاً: زید نے خالد سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ یہ موبائل خالد سے خریدے گا اور ابھی صرف معاہدہ ہوا حقیقی بیع نہیں ہوئی، اس کے بعد خالد نے وہ موبائل زید کی بجائے عمرو کو فروخت کردیا، تو اب یہ کہا جائے گا کہ: خالد نے ایک معاہدے کی خلاف ورزی کی اور اخلاقی اعتبار سے اس نے اچھا نہیں کیا، لیکن قانونی اعتبار سے عمرو اس موبائل کا مالک بن گیا، اب زید عمرو کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ: یہ موبائل تو میرا تھا، تم نے کیوں خرید لیا؟ البتہ زید خالد کو کہہ سکتا ہے کہ: خالد! تم نے مجھ سے بیع کرنے کا وعدہ کیا تھا اور اب تم نے یہ موبائل عمرو کو فروخت کرکے اس وعدہ کی خلاف ورزی کی اور اس کے نتیجے میں میرا یہ نقصان ہوا، زید خالد سے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر حقیقۃً بیع ہوجاتی اور اس کے بعد خالد وہ موبائل عمرو کو فروخت کرتا تو دوسری بیع کالعدم ہوجاتی، یہ بیع اور وعدہ بیع میں فرق ہے۔

④ بیع اور وعدۂ بیع میں چوتھا فرق یہ ہے کہ: اگر کسی چیز کی ابھی حقیقۃً بیع نہیں ہوئی، بلکہ صرف یہ معاہدہ ہوا ہے کہ آپ مجھے یہ چیز فروخت کریں گے، اس دوران اگر وعدہ کرنے والا بائع (سیلر) دیوالیہ اور مفلس ہوجائے تو خریدنے کا وعدہ کرنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ: فلاں چیز چونکہ میں خرید چکا ہوں، لہٰذا یہ چیز مجھے دے دی جائے، بلکہ وہ چیز بدستور بائع کی ملکیت ہوگی، اور عدالت کے حکم سے اس چیز کو بھی دوسرے سامان کے ساتھ فروخت کرکے وعدہ کرنے والے بائع کے قرضے ادا کیے جائیں گے۔ لیکن اگر حقیقۃً بیع ہوجائے تو اس صورت میں خریدار وہ سامان اپنے قبضے

... مستحب مندوب، وهو من مكارم الأخلاق ولكنه ليس بواجب ديانة ولا قضاء والواعد إذا ترك الوفاء فقد فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة تنزيهية شديدة.... (فقه البيوع: (٧٨/١) المبحث الأول، الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، ط: معارف القرآن)

مرقاة المفاتيح: (٦١٥/٨) رقم الحديث: ٤٨٨١، كتاب الأدب، باب الوعد، ط: رشيديه۔

الأشباه والنظائر مع الحموي: (٢٣/٣) كتاب الحظر والإباحة، ط: إدارة القرآن۔

میں لے سکتا ہے، جس کی بیع پہلے ہی ہو چکی ہے۔[1] یہ فرق شرعی احکام میں بھی ہے
اور موجودہ قانون میں بھی یہ فرق موجود ہے۔

بَیعانہ

جواب...... اگر بائع اور مشتری کے درمیان اب تک سودا مکمل نہیں ہوا، لیکن خریدار اور بیچنے والے نے آپس میں یہ وعدہ کرلیا کہ فلاں تاریخ کو ہم سودا کریں گے اور اس کے لیے ایڈ وانس کے طور پر کچھ رقم خریدار نے بیچنے والے کو دے دی، اس ایڈوانس رقم کو ''بیعانہ'' کہتے ہیں۔ اگر خریدار نے مقررہ تاریخ پر بیچنے والے سے سودا نہیں کیا تو بیچنے والے کے لیے بیعانہ کی رقم کو ضبط کرلینا اور خود رکھ لینا اور بیعانہ کی رقم دینے والے کو (ٹوکن منی) واپس نہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔[2] اور

---

(۱) قوله: (وحكمه ثبوت الملک) أي في البدلين، لكل منهما في بدل، وهذا حكمه الأصلي، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن..... (الدر مع الرد: (۵۰۶/۴) كتاب البيع، ط: سعيد)

☜ شرح المجلة للأتاسي: (۳۵۷/۲) المادة: ۳۶۹، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: رشيدية.

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۵/۱) المادة: ۳۶۹، أيضا، ط: فاروقيه كوئته.

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن بيع العربان، قال مالک: وذلک فيما نرى والله أعلم يشتري الرجل العبد أو الوليدة أو يتكارى الدابة ثم يقول للذي اشترى منه أو تكارى منه: أعطيک دينارا أو درهما أو أكثر من ذلک أو أقل على أني أخذت السلعة أو ركبت ما تكاريت منک، فالذي أعطيتک من ثمن السلعة أو كراء الدابة، وإن تركت ابتياع السلعة أو كراء الدابة فما أعطيتک لک باطل بغير شيء. (إعلاء السنن: (۱۷۳/۱۴-۱۷۶) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربان، ط: إدارة القرآن)

☜ مؤطا الإمام مالک: (ص: ۵۶۸) كتاب البيوع، ما جاء في بيع العربان، ط: قديمي.

☜ قوله: نهى عن بيع العربان، بضم المهملة، وفيه لغتان: العربون بضم العين، وفتحها أي عن بيع الذي فيه العربان، في النهاية هو أن يشتري السلعة ويدفع إلى صاحبها شيئا على أنه إن أمضى البيع حسب من الثمن وإلا كان لصاحب السلعة ولم يرجعه المشتري، وهو بيع باطل عند الفقهاء، لما فيه من الغرر وشرط علم الرد، والهبة إن لم يرض السلعة. (كشف المغطا عن وجه الموطا على موطا مالک: (ص: ۵۶۸) كتاب البيوع، ما جاء في بيع العربان، ط: قديمي) =

خریدار وعدہ خلافی کی وجہ سے بہت بڑا گناہ گار ہوگا۔ (۱)

☆......اسی طرح اگر بیچنے والے نے مقررہ تاریخ پر سودا دینے سے انکار کر دیا ہے تو خریدار کے لیے بیعانہ کی رقم ڈبل لینا یا اداشدہ رقم سے زیادہ وصول کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ (۲) اور بیچنے والا وعدہ خلافی کرنے کی وجہ سے بہت بڑا گناہ گار ہوگا۔ (۳)

☆......واضح رہے کہ کسی شرعی معتبر عذر کے بغیر وعدہ خلافی کرنا کبیرہ گناہ

= ونهى عن بيع العربان أن يقدم إليه شيئ من الثمن فإن اشترى حسب من الثمن وإلا فهو له مجانا وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة: (۱۰۸/۲) البيوع المنهي عنها، من البيوع مايجرى فيه معنى الميسر، ط:مير محمد كتب خانه)

فيض القدير للمناوي: (۴۳۰/۶)، رقم الحديث: ۹۴۷۹، باب النون، ط:دار الكتب العلمية۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۱۱۹/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الرابع، البيع الباطل والبيع الفاسد، المطلب الأول: أنواع البيع الباطل، الخامس: بيع العربون، ط: دار الفكر بيروت۔

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم، ثم اتفقا، إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشكوة المصابيح: (۱۷/۱) باب الكبائر، وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط:قديمي)

الصحيح لمسلم: (۳۲۵/۲) كتاب البر والصلة والأدب، باب تحريم الكذب وبيان مايباح منه، ط:قديمي۔

صحيح البخاري: (۲۹۷/۱)، كتاب البيوع، باب إثم من باع حرا، ط:قديمي۔

(۲) (هو)... شرعا (فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروطا) ذلك (لأحد المتعاقدين في المعاوضة)۔ (التنوير مع الدر: (۱۶۸/۵، ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط:سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۴۴۲/۲) البيوع، الباب السابع: في بيع الوفاء، أحكام الربا، ط: رشيديه۔

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال هم سواء۔ رواه مسلم (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۴) باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب آكل الربوا وشاهده وكاتبه، ط: قديمي۔

(۳) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم، ثم اتفقا، إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشكوة المصابيح: (ص:۱۷) باب الكبائر، وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)=

اور منافق ہونے کی علامت ہے؛ اس لیے وعدہ کرنے کی صورت میں اس کے مطا[بق]
عمل کرنے کی کوشش کریں۔ (۱)

بیعانہ پر دکان آگے فروخت کرنا

"بیعانہ پر ہی زمین یا گھر آگے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیعانہ پر ہی زمین یا گھر آگے فروخت کرنا

موجودہ دور میں کاروبار کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بیعانہ پر غیر منقولی اشیا[ء] مثلاً گھر دکان یا پلاٹ وغیرہ خرید لیا جاتا ہے اور بقیہ رقم ادا کرنے کے لئے دو یا تین ماہ کا وقت لیا جاتا ہے، پھر اس مدت کے اندر آگے سے گاہک ڈھونڈ کر مہنگے داموں میں زمین اور گھر وغیرہ فروخت کر دیا جاتا ہے حالانکہ پہلے خریدار نے ابھی تک اس زمین اور گھر وغیرہ کی پوری قیمت ادا نہیں کی ہوتی اور رجسٹری وغیرہ کے ذریعہ اپنے نام پر منتقل بھی نہیں کروایا ہوتا تو ایسی صورت میں بھی اس گھر یا دکان وغیرہ کو آگے مہنگے داموں پر بیچنا جائز ہے۔ غیر منقولی اشیاء میں سودا ہونے کے بعد خریدار خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جاتا ہے اور قبضہ سے پہلے بھی آگے فروخت کرنا جائز ہوتا ہے کیونکہ ایسی چیزوں کی ہلاکت کبھی کبھار شاذ و نادر ہوتی ہے اور شاذ و نادر کا اعتبار نہیں ہوتا۔

= قال النووي: أجمعوا على أن من وعد إنسانا شيئا ليس بمنهي عنه فينبغي أن يفي بوعده، وهل ذلك واجب أو مستحب فيه خلاف ذهب الشافعي، وأبو حنيفة والجمهور إلى أنه مستحب، فلو تركه فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم يعني من حيث هو خلف وإن كان يأثم إن قصد به الأذى. (مرقاة المفاتيح: (۲۲۸/۸) كتاب الأدب، آخر باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

فيض القدير للمناوي: (۸۹۱/۲) تحت رقم الحديث: ۸۹۳، مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة۔

(۱) انظر الحاشية السابقة۔

البتہ منقولی چیزوں میں قبضہ کے بعد آگے بیچنا جائز ہوتا ہے قبضہ سے پہلے جائز نہیں ہوتا۔ (۱)

بیعانہ دے کر آگے فروخت کرنا

اگر غیر منقولی اشیاء مثلاً زمین، مکان، دکان، آفس، پلاٹ، فلیٹ وغیرہ کا سودا کرنے کے بعد بیعانہ دے دیا اور باقی رقم ابھی تک ادا نہیں کی، اس دوران اگر خریدار اس چیز کو زیادہ یا کم قیمت پر کسی اور آدمی کو فروخت کر دیتا ہے تو یہ فروخت کرنا جائز ہے اور منافع ہو تو وہ بھی حلال ہے۔

واضح رہے کہ غیر منقولی اشیاء کو خریدنے کے بعد قبضہ حاصل کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز ہے، البتہ منقولی اشیاء کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

بیعانہ ڈبل واپس کرنے کی شرط

''ادائیگی بروقت نہ ہو تو بیعانہ ضبط کرنے کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) (ومن اشترى شيئاً مما ينقل ويحول لم يجز له بيعه حتى يقبضه ـــ ويجوز بيع العقار قبل القبض عند أبي حيفة وأبي يوسف ـــ فإن هلاك العقار نادر) والنادر لاعبرة به، ولا يبنى الفقه باعتباره فلايمنع الجواز۔ (فتح القدير: (۱۳۵/۶، ۱۳۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل ومن اشترى شيئا مما ينقل ويحول، ط: رشيديه)

البناية شرح الهداية: (۳۲۲/۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الفكر

البحر الرائق: (۱۱۶/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد

(۲) الحنفية قالوا: من البيع الفاسد بيع الأعيان المنقولة قبل قبضها . . . كبيع الأرض والضياع والنخيل والدور ونحو ذلك من الأشياء الثابتة التي لا يخشى هلاكها فإنه يصح۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة (۳۳۳/۲) كتاب البيع، مبحث التصرف في المبيع قبل قبضه، ط: دار احياء التراث العربي)

صح بيع العقار قبل قبضه لا المنقول۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱۸۳/۲) كتاب البيوع، فصل بيع العقار قبل قبضه، ط: دار احياء الكتب العربية)

الهدايه: (۷۸/۳، ۷۹) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رحمانيه)

تبيين الحقائق: (۷۹/۴) كتاب البيوع، باب التولية، فصل صح بيع العقار قبل قبضه، ط: امداديه۔

بیعانہ ضبط کرنے کا رواج

(۱۶۴) موجودہ دور میں بعض علاقوں میں بیع (خرید و فروخت) کرتے وقت یہ رواج بھی ہے کہ بیع کی بات پکی اور پختہ ہونے کے بعد بائع (بیچنے والا)، مشتری (خریدار) سے کچھ رقم بیعانہ کے طور پر لیتا ہے، اور اس بیع میں بائع اور مشتری کے درمیان یہ شرط طے پاتی ہے کہ ایک معین مدت تک اگر بائع بیع سے انکار کردے تو وہ مثلاً: مشتری کو پچاس ہزار روپے جُرمانے کے طور پر دے گا، اور اگر مُشتری مقررہ مدت میں باقی رقم ادا نہ کرے تو بیع ختم ہوجائے گی، اور بیعانہ کی رقم بھی ضبط کرلی جائے گی۔ اس قسم کی شرط لگا کر بیع کرنا ''بیع فاسد'' ہے۔ بائع اور مشتری میں سے کسی کو بھی بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور بائع کے لیے بیعانہ کی رقم ضبط کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں ہوگا۔ (۱)

بیعانہ ضبط کرنے کی شرط

''ادائیگی بروقت نہ ہو تو بیعانہ ضبط کرنے کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیعانہ ضبط کرنے کی شرط لگانا صحیح نہیں ہے

بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان سودا ہونے کے بعد مشتری

---

(۱) قوله عليه السلام: نهى عن بيع العربان۔ (اعلاء السنن: (۱۷۳/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربان، ط: إدارة القرآن)

کل شرط لايقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود عليه وهو من أهل الاستحقاق يفسده۔ (الهداية: (۳/۶۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

مزید تخریج ''بیعانہ'' عنوان کے تحت حاشیے میں دیکھیں۔

نهى عن العربان أن يقدم اليه شيء من الثمن فان اشترى حسب من الثمن، والا فهو له مجاناً۔ وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة: (۲/۳۲۲) مبحث البيوع المنهي عنها، ط: نور محمد، (۲/۱۰۸) ط: مير محمد كتب خانه قديم نسخه)

کے لئے بائع کو بیعانہ اور ایڈوانس رقم دینا جائز ہے۔[1]

لیکن یہ شرط لگانا کہ اگر مشتری نے چیز خریدنے سے انکار کر دیا تو بائع بیعانہ ضبط کر لے گا، اور اگر بائع نے انکار کیا تو وہ بیعانہ کی رقم ڈبل کر کے مشتری کو دے گا، ایسی شرط لگانا ناجائز ہے اور ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جائے گی۔[2] اور اس

---

(۱) البیع ینعقد بایجاب وقبول (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۱) المادة: ۱۶۷، الکتاب الأول البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: فاروقیه)

البیع مبادلة المال بمال، وهو ینعقد بایجاب وقبول (ملتقی الابحر مع المجمع: (۳/ ۴) کتاب البیوع، ط: غفاریه کوئٹه)

شرح المجله للأتاسی: (۲/ ۲۷) المادة: ۱۶۷، ط: رشیدیه

(۲) کل شرط یقتضیه العقد ـــ لا یفسد العقد ـــ وکل شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین أو للمعقود علیه وهو من اهل الاستحقاق یفسده (الهدایة: (۳/ ۶۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه)

الدر مع الرد: (۵/ ۸۴، ۸۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید.

خلاصة الفتاوی: (۳/ ۵۰) کتاب البیوع، الفصل الخامس: فی البیع إذا کان فیه شرط، ط: رشیدیه۔

بیع العربون: لایجوز عند الجمهور للنهی عنه فی السنة، ویعد فاسداً عند الحنفیة، باطلاً عند المالکیة والشافعیة إن کان علی ألا یرد البائع العربون إلی المشتری (الفقه الإسلامی وادلته: ۵/ ۳۵۰۱) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول المبحث الرابع، المطلب الثانی: أنواع البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم: نهی عن بیع العربون، قال مالک: وذلک فی ما نری والله أعلم یشتری الرجل العبد أو الولیدة أو یتکاری الدابة، ثم یقول للذی اشتری منه أو تکاری منه: أعطیک دیناراً أو درهماً أو أکثر من ذلک أو أقل علی أنی أخذت السلعة أو رکبت ما تکاریت منک فالذی أعطیک من ثمن السلعة أو من کراء الدابة إن ترکت ابتیاع السلعة أو کراء الدابة فما أعطیک لک، باطل بغیر شیئ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۱۷۳، ۱۷۵) کتاب البیوع باب النهی عن بیع العربون، ط: إدارة القرآن)

موطأ الإمام مالک: (ص: ۵۷۸) کتاب البیوع، باب ما جاء فی بیع العربون، ط: قدیمی۔

ونهی عن بیع العربون أن یقدم إلیه شیئ من الثمن فإن اشتری حسب من الثمن، وإلا فهو له مجاناً، وفیه معنی المیسر، (حجة الله البالغة (۲/ ۲۸۸) بیوع فیها معنی المیسر، ط: قدیمی)

فیض القدیر للمناوی: (۶/ ۴۲۰) رقم الحدیث: ۹۴۷۹، باب النون، ط: دار الکتب العلمیة۔ =

بیع کو ختم کرنا دونوں پر لازم ہوگا۔ (۱)

اگر مشتری بیع سے انکار کردے اور بائع بھی اس کو تسلیم کرے تو بائع پر بیعانہ واپس کردینا لازم ہے، بیعانہ کی رقم بائع کے لئے رکھنا حرام ہے اور اگر بائع سودا دینے سے انکار کرتا ہے اور مشتری بھی اس کو تسلیم کرتا ہے تو مشتری صرف بیعانہ کی رقم واپس لے سکتا ہے، اس سے زیادہ ایک پیسہ لینا بھی حرام ہے۔ (۲)

بیعانہ ضبط کرنے کی شرط لگانا صحیح نہ ہونے کی وجوہات

بیعانہ ضبط کرنے کی شرط لگانا صحیح نہ ہونے کی وجوہات یہ ہیں:

❶ بیعانہ ضبط کرنے کی صورت میں دوسرے کا مال بلاعوض حاصل کیا جاتا

= قوله: نهى عن بيع العربون۔۔۔ أي عن بيع الذي فيه العربان، في النهاية: هو أن يشتري السعة ويرفع إلى صاحبها شيئاً على أنه إن أمضى البيع حسب من الثمن والإكان لصاحب السعة، ولم يرجع المشتري، وهو بيع باطل عند الفقهاء لما فيه من الغرر، وشرط عدم الرد، والهبة إن لم يرض السلعة۔
(كشف المغطا عن وجه الموطأ على موطأ مالك: (ص:٥٦٨) كتاب البيوع، ماجاء في بيع العربون، ط: قديمي)

(۱) ويجب على كل واحد منهما فسخه۔۔۔ إعداماً للفساد، لأنه معصية فيجب رفعها، بحر (الدر المختار مع رد المحتار (٥/ ٩١) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد: مطلب رد المشتري فاسداً إلى بائعه فلم يقبله، ط: سعيد۔

البحر الرائق (٦/ ٩٣) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل في بيان احكام البيع الفاسد، ط: سعيد۔
الهدايه (٣/ ٦٧) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في احكامه، ط: رحمانيه

(۲) وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔۔۔ والحاصل أن المذهب، عدم التعزير بأخذ المال، (الدر المختار مع الرد: (٣/ ٦١، ٦٢) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)
البحر الرائق: (٥/ ٣١) كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد،
الفتاوى الهندية: (٢/ ١٦٧) كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه)
امداد المفتين: (ص: ٦٩٩، ٧٠٠) كتاب البيوع، متفرقات البيوع، ط: دار الإشاعت كراچی۔

ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

❷ اس میں دھوکہ اور جوا ہے، کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ آئندہ کیا ہوگا، یہ بھی ممکن ہے کہ بیعانہ کی رقم بائع لے لے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ مشتری اس سے ڈبل پیسے لے لے، یہ جوا اور دھوکہ ہے۔ (۲)

❸ اس میں ایک عقد میں دو عقد ہیں، یعنی بیع کے ساتھ ہبہ کرنے کی شرط ہے اگر مشتری نے بیع نہ کی تو بیعانہ کی رقم بائع کے لئے ہبہ ہوگی، اور اگر بائع نے انکار کر دیا تو بائع بیعانہ کی رقم کے برابر رقم مشتری کو ہبہ کرے گا اور بیع میں ہبہ کی شرط لگانا شرط فاسد ہے اور شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ (۳)

---

(۱) وقال ابن رشد: جمهور علماء الأمصار علي أن بيع العربان غير جائز... وإنما صار الجمهور إلي منعه لأنه من باب الغرر و المخاطرة، وأكل المال بغير عوض (أوجز المسالك: (۱۲/ ۲۸۵) كتاب البيوع، باب ما جاء في بيع العربان، ط: دار القلم، دمشق)

☐ بداية المجتهد: (۵/ ۸) كتاب البيوع، الباب الرابع في بيوع الشروط والثنيا، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) قال الله تعالى: يا ايها الذين امنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان، فاجتنبوه لعلكم تفلحون (المائدة: ۹۰)

☐ وسمي القمار قماراً: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (شامي: (۶/ ۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ ونهى عن بيع العربان أن يقدم إليه شيء من الثمن، فإن اشترى حسب من الثمن، وإلا فهو له مجانا وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة: (۲/ ۱۶۷) البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

☐ انظر الحاشية السابقة ايضا۔

(۳) لا يجوز بيع أمة إلا حملها ـــ أو يستخدم البائع شهراً أو داراً على أن يسكن أو يقرض المشترى درهما أو يهدى له ـــ لأن هذه الشروط لا يقتضيها العقد وفيه منفعة لأحدهما فيفسد ولأنه إن كان بعض الثمن بمقابلة العمل المشروط فهو إجارة مشروطة في البيع وإن لم يكن بمقابلته شي فهو إعارة مشروطة فيه ونهى النبي صلى الله عليه وسلم عن صفقة في صفقة- (تبيين الحقائق: (۴/ ۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه)

☐ مجمع الأنهر: (۳/ ۹۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ فتح القدير: (۶/ ۴۰۹، ۴۱۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه جديد۔

بیعانہ کا حکم

بعض علاقوں میں دستور ہے کہ جب کسی چیز کی خرید وفروخت کی بات چیت ہوتی ہے تو بات کو پختہ اور مستحکم بنانے کے لیے چیز کا مالک، خریدار سے کچھ رقم یا نقد روپیہ لیتا ہے، اس کو ”بیعانہ“ کہتے ہیں۔ اگر خریدار نے بات چیت کے مطابق وہ چیز لے لی تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں لی تو وہ بیعانہ ضبط ہوجاتا ہے، خریدار کو واپس نہیں ملتا ہے، ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ بیعانہ کی رقم خریدار کو واپس کردینا ضروری ہے، اس کو روکنا اور ضبط کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

بیعانہ کو وقتی طور پر ضبط کرنا

خریدار پر دباؤ ڈالنے اور بیچنے والے کو نقصان سے بچانے کے لئے بیعانہ کو

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم "نهى عن بيع العربان"۔ قال مالک: وذلک في مانری -والله اعلم-: يشتري الرجل العبد أو الوليدة أو يتكاری الدابة، ثم يقول للذي اشتری منه أو تكاری منه: "أعطيک ديناراً أو درهماً أو أكثر من ذلک أو أقل على أني أخذت السلعة أو ركبت ما تكاريت منک، فالذي أعطيک من ثمن السلعة أو من كراء الدابة ان تركت ابتياع السلعة أو كراء الدابة فما أعطيک لک"، باطل بغير شيء۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۱۷۳، ۱۷۶۔) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربان، ط: ادارة القرآن كراچی)

ونهى عن بيع العربان أن يقدم اليه شيء من الثمن فان اشترى حسب من الثمن، والا فهو له مجاناً، وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة: (۲/ ۲۸۸) بيوع فيها معنى الميسر، ط: قديمی)

ومن هذا الباب، بيع العربان... وصورته: أن يشتري الرجل شيئاً فيدفع الى المبتاع من ثمن ذلک المبيع شيئاً على انه ان نفذ البيع بينهما، كان ذلک المدفوع من ثمن السلعة، وان لم ينفذ ترک المشتری بذلک الجزء من الثمن عند البائع ولم يطالبه به، وانما صار الجمهور الى منعه؛ لأنه من باب الغرر والمخاطرة وأكل مال بغير عوض۔ (بداية المجتهد ونهاية المقتصد: (۵/ ۸) كتاب البيوع، الباب الرابع في بيوع الشروط والثنيا، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، (۲/ ۱۶۲، ۱۶۳) ط: مطبعة مصطفى البابي الحلبي)

ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) أبواب التجارات، باب بيع العربان، ط: قديمی۔

ایک محدود مدت تک ضبط کرنے کی گنجائش ہوگی تاکہ مشتری (خریدار) یہ سمجھے کہ اس کی رقم ضبط ہوچکی ہے تاکہ وہ مکمل کرنے پر آمادہ ہوجائے لیکن پھر بھی وہ آمادہ نہ ہو تو کسی بھی طریقہ سے اس کی رقم اس کو واپس کردی جائے۔ (۱)

بیعانہ کی رقم امانت ہے یا نہیں؟

”بیعانہ کی رقم کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۲)

بیعانہ کی رقم کا حکم

☆...... اگر سودا مکمل ہونے کے بعد بائع (بیچنے والے) نے بیعانہ کی رقم لی ہے تو بیعانہ کی رقم قیمت کا ایک حصہ شمار ہوگی، اگر یہ رقم بائع کے پاس ضائع ہوگئی تو بائع ہی کی رقم ضائع ہوگی خریدار کی نہیں؛ اس لیے بائع خریدار سے دوبارہ اس رقم کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

☆...... اگر بیعانہ لیتے وقت سودا مکمل نہیں ہوا تھا تو بیعانہ کی رقم بائع کے پاس امانت ہوگی اور اس پر امانت کے احکام جاری ہوں گے۔ البتہ اگر عرف ورواج میں اس کی حیثیت قرض کی ہوجائے یا بائع اس رقم کو استعمال کرنے کی اجازت لے

---

(۱) وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي..... والحاصل أن المذهب، عدم التعزير بأخذ المال، (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۶۱، ۶۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/ ۴۱) كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد،

الفتاوى الهندية: (۲/ ۱۶۷) كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه)

امداد المفتين: (ص: ۶۹۹، ۷۰۰) كتاب البيوع، متفرقات البيوع، ط: دار الإشاعت كراچی۔

لے یا مشتری خود اجازت دے دے یا بائع خود اس رقم کو استعمال کرلے تو ان تمام صورتوں میں اس رقم پر قرض کے احکام جاری ہوں گے۔ اور ضائع ہونے کی صورت میں بائع پر ضمان ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

بیعانہ کی رقم کا مالک کون ہے؟

"بیعانہ کی رقم کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۲)

بیعانہ کی رقم واپس نہ کرنا سودا نہ ہونے پر

"سودا نہ ہونے پر بیعانہ کی رقم لے لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۱/۴)

بیعانہ لیتے وقت کسی اور کو بیچنے کی شرط رکھنا

"بیعانہ لینے کی ایک خاص صورت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۲/۲)

---

(۱) قلت: وبين ذلك أن المساوم إنما يلزمه الضمان إذا رضي بأخذه بالثمن المسمى على وجه الشراء، فإذا سمى الثمن البائع وتسلم المساوم الثوب على وجه الشراء يكون راضيا بذلك، كما أنه إذا سمى هو الثمن وسلم البائع يكون راضيا بذلك، فكأن التسمية صدرت منهما معا، بخلاف ما إذا أخذه على وجه النظر؛ لأنه لا يكون ذلك رضا بالشراء بالثمن المسمى... فلم يوجد القبض على وجه الشراء بل على وجه النظر منه أو من غيره فكأنه أمانة عنده فلم يضمنه۔ (الدر مع الرد: (۵۷۳/۴) كتاب البيوع، مطلب في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد)

☜ الأمانة غير مضمونة فإذا هلكت أو ضاعت بلا صنع الأمين ولا تقصيره فلا يلزمه الضمان... أما إذا هلكت بتعدى الأمين أو تقصيره فإنه يضمن، فلو لبس ثوبا بمرأى الثياب فظن الثياب أنه ثوبه فإذا هو ثوب غيره ضمن هو الأصح... إذا هلك مال شخص عند آخر، فإن كان أخذه بدون إذن المالك يضمنه على كل حال وإن كان أخذه بإذن صاحبه لا يضمن؛ لأنه أمانة في يده ما لم يكن أخذه بصورة سوم الشراء وسمى الثمن فهلك المال؛ لأنه حينئذ يلزمه الضمان۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۳۳۸/۱، ۳۳۹)، المادة: ۷۶۸، ۷۷۱، الكتاب السادس: في الأمانات، الباب الأول: في أحكام عمومية تتعلق بالأمانات، ط: فاروقيه كوئته)

☜ الفتاوى تنقيح الحامدية: (۲۵۷/۱) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

بیعانہ لینے سے بیع کا حکم

بیعانہ لینے سے بیع صحیح ہوجاتی ہے۔(۱) اس کے بعد بائع کے لیے یک طرفہ بیع کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔(۲) اور بائع پر وہ چیز خریدار کو حوالہ کرنا لازم ہے۔(۳) اور اگر دونوں نے رضامندی سے بیع فسخ کی ہے تو بیعانہ کی رقم واپس کر دینا ضروری ہے۔(۴)

---

(۱) البیع ینعقد بایجاب وقبول۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، (ص:۷۵) [رقم المادة:۱۶۷] البیوع، الباب الأوّل، الفصل الأوّل: فیما یتعلّق برکن البیع، ط:مکتبہ حنفیة کوئٹہ، و: (۶۱/۱) ط: فاروقیہ کوئٹہ)

البیع مبادلة مال بمال، وهو ینعقد بایجاب وقبول۔ (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر: (۳/۳) کتاب البیوع، ط:غفاریہ کوئٹہ)

شرح المجلّة للأتاسي: (۲۷/۲) المادة:۱۶۷، البیوع، الباب الأوّل، الفصل الأوّل: فیما یتعلّق برکن البیع، ط:رشیدیہ۔

(۲) من شرائطها (أي الاقالة) اتحاد المجلس ورضا المتعاقدین؛ لأن الکلام في رفع عقد لازم۔ (شامی: (۱۲۱/۵) کتاب البیوع، باب الاقالة، ط:سعید)

الفتاوی الهندیة: (۱۵۷/۳)، کتاب البیوع، الباب الثالث عشر في الاقالة، ط:رشیدیہ کوئٹہ۔

للعاقدین أن یتقایلا البیع برضاهما بعد انعقاده، فالرضاء شرط في الاقالة، کما في سائر العقود۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، (ص:۹۲) [رقم المادة:۱۹۰] البیوع، الباب الأوّل، الفصل الخامس: في إقالة البیع، ط:مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

(۳) وفي بیع سلعة بثمن سلم هو أولاً ان لم یکن مؤجلاً۔ (ملتقی الأبحر) قال الفقیه عبدالرحمن بن محمد رحمه الله تعالی: فانه لو کان مؤجلاً لایمکن التسلیم أولاً، بل یجب تسلیم المبیع۔ (مجمع الأنهر: (۳۱/۳، ۳۲) کتاب البیوع، ط:غفاریة کوئٹہ)

القبض لیس بشرط في البیع الا أن العقد اذا تمّ کان علی المشتری أن یسلم الثمن أولاً ثم یسلم المبیع الیه۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، (ص:۱۳۶) [رقم المادة:۲۶۲] البیوع الباب الخامس، الفصل الأوّل: في بیان حقیقة التسلیم والتسلّم وکیفیتهما، ط:مکتبہ حنفیة کوئٹہ، و: (۱۰۹/۱) ط: فاروقیہ کوئٹہ)

شرح المجلّة للأتاسي: (۱۹۱/۲) المادة: ۲۶۲، أیضاً، ط:رشیدیہ۔

(۴) تخریج کے لیے "بیعانہ کا حکم" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

بیعانہ لینے کی ایک خاص صورت

(۱۷۲) بائع (بیچنے والے) نے بیعانہ کی رقم لیتے وقت مشتری سے یہ کہا کہ: ''اگر فلاں تاریخ تک آپ سے زیادہ قیمت دینے والا شخص نہیں ملا تو یہ چیز آپ کی ہوگی ورنہ میں یہ چیز دوسرے کو فروخت کردوں گا''۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

❶ پہلی صورت یہ ہے کہ: مشتری (خریدار) سے بیعانہ لیتے وقت سودا مکمل نہیں ہوا تھا، بلکہ بعد میں فلاں تاریخ کو یہ سودا مکمل کرنا تھا، تو اس صورت میں بائع کی طرف سے اس قسم کی شرط لگانا جائز ہے۔

❷ دوسری صورت یہ ہے کہ: مشتری (خریدار) سے بیعانہ لیتے وقت سودا مکمل ہوگیا تھا، لیکن بائع نے اپنے لیے یہ اختیار حاصل کرلیا تھا کہ: میں اگر چاہوں تو اس سودے کو ختم کردوں گا، جسے خیار شرط کہتے ہیں، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ: متعین دِنوں کے لیے یہ شرط لگانا جائز ہے، اور دنوں کی تعیین کے بغیر اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔[1]

❸ تیسری صورت یہ ہے کہ: مشتری (خریدار) سے بیعانہ لیتے وقت سودا مکمل ہوگیا تھا، اور بائع (بیچنے والے) نے اپنے لیے خیار شرط بھی نہیں لیا تھا، تو اس صورت میں اس قسم کی شرط کی وجہ سے یہ سودا ناجائز ہوجائے گا۔[2]

---

(۱) (صح شرطه للمتبايعين) معا (ولأحدهما) ولو وصيا، (ولغيرهما) ولو بعد العقد لا قبله تاتارخانية (في مبيع) كله (أو بعضه) ... (ثلاثة أيام أو أقل) وفسد عند إطلاق أو تأبيد (لا أكثر) فيفسد، فلكل فسخه خلافا لهما۔ (الدر مع الرد: (۵۶۷/۴، ۵۶۸) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۲۳۳/۲، ۲۳۵) المادة: ۳۰۰، البيوع، الباب السادس: في بيانات الخيارات، الفصل الأول: في بيان خيار الشرط، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۳/۱، ۱۲۵) المادة: ۳۰۰، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) ولا (بيع بشرط) ... (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن يكون آدميا .... (الدر مع الرد: (۸۴/۵۔ ۸۶) كتاب البيوع،

بیع باطل

☆...."بیع باطل" وہ بیع ہے جو اپنی اصل اور ذات کے اعتبار سے صحیح نہ ہو، اور شریعت میں بالکل لغو اور غیر معتبر ہو، یعنی اس کے رکن یا محل (مبیع) میں خلل ہو، رکن میں خلل یہ ہے کہ مثلاً بائع اور مشتری میں سے کوئی ایک عقد کرنے کا اہل نہ ہو جیسے مجنون اور ناسمجھ بچے کی بیع، اور محل میں خلل یہ ہے کہ مثلاً مبیع میں ہی عقد کا محل بننے کی صلاحیت نہ ہو، جیسے مردار یا شراب یا خون وغیرہ کی بیع، بیع باطل ہے۔[1]

☆......اس کا حکم یہ ہے کہ خریدنے والا چیز کا مالک نہیں ہوتا، وہ چیز بدستور بیچنے والے کی ملک میں رہتی ہے؛ اس لیے خریدنے والے کو نہ تو اس کا کھانا یا استعمال کرنا جائز ہے نہ کسی کو دینا جائز ہے۔ غرض کہ کسی طرح بھی اپنے کام میں لانا درست نہیں۔[2]

=باب البیع الفاسد، مطلب في البیع بشرط فاسد، ط: سعید)

(وأما) بیان صفة الحکم فله صفتان: إحداهما اللزوم حتى لا ینفرد أحد العاقدین بالفسخ۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) کتاب البیوع، فصل واما حکم البیع، ط: سعید)

خلاصة الفتاوی: (۵۰/۳) کتاب البیوع، الفصل الخامس: في البیع إذا کان فیه شرط، ط: رشیدیه۔

البحر الرائق: (۱۳۹/۶، ۱۴۰) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

(۱) البیع الباطل مالیس مشروعًا لابأصله ولا بوصفه بسبب وقوع الخلل فی رکنه ومحله کبیع المجنون والصبی وبیع الحر والمیتة، وهو لایفید الملک أصلاً لأنه لایترتب علیه حکم البیع۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۵) تحت رقم المادة: ۱۱۰، الکتاب الأول فی البیوع، المقدمة فی الاصطلاحات الفقهیة المتعلقة بالبیوع، ط: فاروقیه)

وکل ماأورث خللا فی رکن البیع فهو مبطل - قال ابن عابدین: قوله: فی رکن البیع) هو الإیجاب والقبول بأن کان من مجنون أوصبی لایعقل وکان علیه أن یزید أو فی محله أعنی المبیع فإن الخلل فیه مبطل بأن کان المبیع میتة أودماً أو حراً أوخمراً کما فی ط عن البدائع: (الدر المختار مع الرد: (۵۰/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی تعریف المال، ط: سعید)

حاشیه الطحطاوی علی الدر المختار: (۶۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار المعرفة۔

(۲) وأما الباطل فله معنیان لغوي و اصطلاحي ... وأما الثاني فهو مالایکون مشروعًا لابأصله ولا بوصفه، وحکمه عدم إفادة الحکم، وهو الملک قبضه أو لا۔ (البحر الرائق: (۶۹/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۳۳) الباب السابع: في بیان أنواع البیع وأحکامه، الفصل الأول:=

بیع باطل کا حکم

بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ: خریدار چیز کا اور بائع قیمت کا مالک نہیں بنتا، اور دونوں کے لیے اپنی چیز اور قیمت کا استعمال کرنا جائز ہے۔ اگر خریدار نے چیز پر قبضہ کرلیا تو اس پر وہ چیز واپس کردینا لازم ہے، اگر وہ چیز خریدار کے پاس ضائع ہوگئی تو اس کا ضمان اس پر لازم ہوگا۔ اسی طرح بائع پر لی ہوئی قیمت کی رقم خریدار کو واپس کردینا لازم ہے، ناجائز چیز فروخت کرکے آدمی اس کی قیمت کا مالک نہیں بنتا۔ (۱)

بیع باطل کی شکلیں

بیع باطل ہونے کی صورتیں یہ ہیں:

❶ راضی نہ ہونا۔

مثلاً: فریقین خرید وفروخت تو کریں، لیکن ساتھ میں یہ کہہ دیں کہ: ہم ویسے ہی جھوٹ موٹ بیع (خرید وفروخت) کررہے ہیں، اسی طرح اگر پہلے سے جھوٹ موٹ بیع کرنے کا طے کرلیا ہے، پھر لوگوں کے سامنے بیع کرلی تو حکم کے اعتبار سے یہ بیع باطل ہے؛ کیوں کہ اس میں خریدار کو ملکیت حاصل نہیں ہوتی۔

❷ مالیت کا نہ ہونا۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں:

① ملکیت کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوگی، جیسے: آزاد آدمی

=في بيان أنواع البيع، ط: رشيديه۔

البناية شرح الهداية: (۱۸۸/۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۱) (و) البيع الباطل (حكمه عدم ملك المشتري إياه) إذا قبضه (فلا ضمان لو هلك) المبيع (عنده)؛ لأنه أمانة وصحح في القنية ضمانه، قيل وعليه الفتوى۔ (الدر المختار مع الرد: (۹۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب بيع المضطر وشراؤه فاسد، ط: سعيد)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱۶۹/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مير محمد كتب خانه۔

النهر الفائق: (۴۱۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

کی بیع (خرید و فروخت) "بیع باطل" ہے۔

② معدوم کی بیع، بیع باطل ہے جیسے بکری کے موجودہ حمل سے جو آئندہ بچہ پیدا ہوگا اس کی بیع، بیع باطل ہے۔

③ مبیع کا وجود غیر یقینی ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہے، جیسے: انڈے میں موجود چوزے کی بیع "بیع باطل" ہے، اگر چہ بعض ذرائع سے حمل کے وجود کا یقین ہو جائے تب بھی اس کے زندہ پیدا ہونے کا یقین نہیں ہے۔

④ مال غیر متقوّم (قیمت والے نہ) ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہے، جیسے: شراب اور سور کی بیع "بیع باطل" ہے۔

⑤ عدمِ منفعت (فائدہ مند نہ ہونے) کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہے، جیسے: مردار کی بیع "بیع باطل" ہے۔

⑥ بائع (سیلر) کی ملک نہ ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہے، جیسے: غاصب یا فضولی جب خود اپنے لیے بیع کریں تو ان کے حق میں بیع باطل ہوگی، البتہ اگر کسی دوسرے پر فروخت کریں گے تو اس صورت میں بیع موقوف ہوگی۔

❸ عقد کرنے والا نہ ہو۔

یعنی سودا کرنے والا ایک ہو، یا دو ہوں لیکن عقد کرنے کے اہل نہ ہوں، مثلاً: ایک ہی شخص دونوں کی نمائندگی کرے اور یوں کہے کہ: "فلاں کی یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ اتنے میں فروخت کی"۔

یا اگر خود فروخت کرنے والا ہے اور خریدار کا نمائندہ ہے تو یوں کہے کہ: "میں نے اپنی یہ چیز فلاں کے ہاتھ اتنے میں فروخت کی" یا خود اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے یوں کہے کہ: "میں نے یہ چیز بیچی اور میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی" وغیرہ۔

یا سودا کرنے والا دیوانہ اور مجنون ہو، یا ناسمجھ بچہ ہو جس کو خرید و فروخت کی کچھ سمجھ نہ ہو۔

❹ بیع حقیقۃً نفع سے خالی ہو۔

جیسے: چاندی کی ایک ڈلی کو ہم وزن اور وصف میں یکساں ایک ڈلی کے بدلے میں فروخت کریں تو یہ بیع باطل ہے۔ البتہ اگر وصف جدا ہوں تو بیع جائز ہے۔[1]

❺ مبیع (بیچی گئی چیز) کا ذکر نہ ہونا۔

جیسے: مبیع (بیچی گئی چیز) کا ذکر کیے بغیر یوں کہے کہ: "میں نے ہزار روپے میں سودا خریدا" تو یہ بیع باطل ہے۔[2]

(۱، ۲) (قوله: وإن اختلفا جودة وصياغة) ... وفي الذخيرة من البيوع من الفصل السادس: وإذا باع درهمًا كبيرًا بدرهم صغير أو درهمًا جيدًا بدرهم ردئ يجوز؛ لأن لهما فيه غرضًا صحيحًا، فأما إذا كان مستويين في القدر، والصفة فبيع أحدهما بالآخر هل يجوز، وهل يصير مثله دينًا في الذمة، اختلفوا بعضهم قالوا لايجوز، وأشار إليه محمد في الكتاب، وبه كان يفتى أبو حاتم الإمام أبو أحمد۔ (البحر الرائق: (۱۹۳/٦) كتاب الصرف، ط:سعيد)

المحيط البرهاني: (۳۱۱/٦) كتاب البيع، الفصل السادس: فيمايجوز بيعه ومالايجوز، ط:دار إحياء التراث العربي)

وخرج بمفيد، فلايصح بيع درهم بدرهم استويا وزنًا وصفة۔ (قوله: استويا وزنًا... وقوله: صفة خرج ما اختلفا فيها مع اتحاد الوزن أحدهما كبيرًا والآخر صغيرًا أو أحدهما أسود والآخر أبيض، قلت والمسئلة مذكورة في الفصل السادس من الذخيرة ....۔ (الدر مع الرد: (۵۰۳/۴، ۵۰۴) كتاب البيع، قبيل مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط:سعيد)

فوجوه الإبطال خمسة: الأول: عدم الرضاء كالهزل والإنكار وسكوت المنكر۔ والثاني: عدم المالية: لعدم صلاحية الملك كالحر و الوحش، أو لعدم الإنتقال كالمدبر و المكاتب أو لعدم الوجود كالنتاج، أو لعدم التيقن كمتردد الوجود مثل الحمل و الفرخ في البيض أو لعدم المنفعة كالميتة والدم، أو لعدم التقوم كالخمر والخنزير، أو لعدم الملك للبائع كبيع الغاصب أو الفضولي لنفسه۔ والثالث: عدم العاقد، كما يكون هو مجنونًا أو واحدًا يتولي الطرفين۔ والرابع: خلو البيع عن تصور النفع حقيقة كبيع الدرهم بدرهم۔ والخامس: عدم المبيع كمن قال: اشتريت بألف درهم، وسكت عن المبيع، فالبيع باطل۔ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۵۵/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى)

وذكر في الإقرار من الاصل أن بيع الهازل باطل۔ (فتاوى قاضى خان على هامش الهندية: (۹۳/۳) كتاب الاكراه، فصل في التلجئة، ط: رشديه)

بیع باطل کے اَحکام

جن صورتوں میں بیع باطل ہوتی ہے ان صورتوں میں فروخت کرنے والا (بائع/سیلر) جس رقم کو مال کے بدلے اپنے قبضے میں لیتا ہے وہ اس کا مالک نہیں بنتا، اسی طرح خریدار جس چیز کو اپنے قبضے میں لیتا ہے وہ بھی اس کا مالک نہیں بنتا؛ اس لیے ان دونوں کو مقبوضہ چیزوں میں شرعاً تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، بلکہ دونوں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ دونوں مقبوضہ رقم اور مقبوضہ چیز ان کے اصل مالک کو واپس کریں اور معاملہ ختم کریں۔

= وأمّا شرائطه فأنواع أربعة: شرط انعقاد، وشرط صحة، وشرط نفاذ، وشرط لزوم، فالأوّل: أربعة أنواع في العاقد، وفي نفس العقد، وفي مكان العقد، وفي المعقود عليه، فشرائط العاقد العقل، فلاينعقد بيع المجنون والصبي لايعقل، والعدد في العاقد، فلاينعقد بالوكيل من الجانبين... وأمّا شرائط مكانه فواحد، وهو اتحاد المجلس، بأن كان الإيجاب والقبول في مجلس واحد، فإن اختلف لم ينعقد، وأمّا شرائط المعقود عليه فأن يكون موجودًا، مالاً، متقوّمًا، مملوكًا في نفسه، وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم، وماله خطر العدم، كنتاج النتاج والحمل، واللبن في الضرع... ولم ينعقد بيع ما ليس بمال متقوّم كبيع الحرّ والمدبّر المطلق... والميتة والدم... ولم ينعقد بيع الخمر والخنزير في حق المسلم... وخرج بالمملوك بيع ما لايملكه فلم ينعقد بيع الكلأ ولو في أرض مملوكة له... وخرج بقولنا: وأن يكون ملكًا للبائع ما ليس كذلك فلم ينعقد بيع ما ليس بمملوك له وإن ملكه بعده إلاّ السلم والمغصوب لو باعه الغاصب ثم ضمن الغاصب قيمته نفذ بيعه لاستناد الملك إلى وقت البيع فتبين أنّه باع ملك نفسه، وقلنا: فيما يبيعه لنفسه ليخرج النائب والفضولي فالأوّل نافذ، والثاني منعقد موقوفًا، وقلنا وأن يكون مقدور التسليم فلم ينعقد بيع معجوز التسليم عند البائع كبيع الآبق... وكذا بيع الطير في الهواء بعد أن كان في يده... ومنها أن يكون المبيع معلومًا والثمن معلومًا علما يمنع من المنازعة...۔ (البحر الرائق: (۲۵۸/۵، ۲۶۰) كتاب البيع، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۸۷/۲، ۸۸) المادة: ۱۹۷ ـ ۲۰۰، البيوع، الباب الثاني، الفصل الأوّل: في حق شروط المبيع وأوصافه، ط: رشيديه۔

شامي: (۵۰۴/۴، ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع وأنواع أربعة، ط: سعيد۔

هو... مبادلة شيء مرغوب فيه بمثله... على وجه مفيد مخصوص... وخرج بمفيد ما لا يفيد فلايصح بيع درهم بدرهم استويا وزنًا وصفة۔

(قوله: فلايصح بيع درهم بدرهم) والظاهر أن كل مثلي بمثله كذلك لعدم الفارق وحرره۔ (قوله: استويا وزنًا) أما إذا لم يستويا فيه فالبيع فاسد لربا الفضل لا لعدم الفائدة (قوله: وصفة) خرج ما اختلفا فيها =

اگر انہوں نے معاملہ ختم نہیں کیا اور چیز اور رقم ایک دوسرے کو واپس نہیں کی بلکہ کسی دوسرے کو بیچ دی یا ہبہ (گفٹ) کے ذریعے دے دی تو انہوں نے اپنا مال نہیں بیچا اور اپنا مال ہبہ نہیں کیا، بلکہ دوسرے کا مال فروخت کیا اور دوسرے کا مال ہبہ کیا؛ لہٰذا دوسرے شخص کو اگر یہ معلوم ہو کہ فلاں کے پاس سے جو مال میرے پاس بیع (خریداری) یا ہبہ کے ذریعے آیا ہے وہ فلاں کا اپنا مال نہیں ہے، بلکہ کسی اور کا ہے، تو اس دوسرے شخص کے لیے وہ مال لینا جائز نہیں ہوگا، خواہ یہ دوسرا شخص اپنا جائز مال دے کر دوسرے کا وہ مال حاصل کرے، یا اپنی جائز خدمت کا عوض اس مال غیر کی صورت میں وصول کرے، جیسا کہ چوری اور غصب کے مال میں ہوتا ہے کہ اگر وہ مال اصل حالت میں موجود ہو اور متعدد مرتبہ فروخت کے ذریعے ایک سے زائد لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائے، تب بھی آخری قابض (مشتری/خریدار) سے لے کر اصل مالک کو واپس کر دیا جائے گا اور درمیان میں جتنی بار خرید و فروخت ہوئی ہے وہ سب فسخ کر دی جائیں گی، یہی حال بیع باطل کے ثمن اور مبیع (بیچی گئی چیز) کا ہے۔

البتہ اگر خریدار کو اس کی حقیقت کا علم نہ ہو کہ جو چیز فلاں شخص سے خرید رہا ہوں یا اپنی چیز کا بدل اس سے وصول کر رہا ہوں یہ چیز یا بدل اس فلاں شخص کے پاس بیع باطل کی وجہ سے ہے تو پھر خریدار یا بائع کو اس فلاں شخص سے معاملہ کرنے میں گناہ نہیں ہوگا، اور جائز عقد کے ذریعے جو چیز یا رقم اس کے پاس پہنچے گی اس کے لیے اسے استعمال کرنا جائز ہوگا، لیکن اگر بعد میں اسے حقیقت کا علم ہو گیا یا عدالت نے فیصلہ کر دیا کہ یہ چیز یا رقم حقیقت میں دوسرے کی تھی تو پھر وہ چیز یا رقم اصل مالک کو واپس کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

= مع اتحاد الوزن كدرهم اسود بدرهم ابيض و الظاهر فيه الجواز لوجود التقابض (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

(۱) البيع الباطل (حكمه عدم ملك المشتري إياه) إذا قبضه (فلا ضمان لو هلك) المبيع (عنده) =

بیع بالشرط

''بیع بالشرط'' یعنی شرط کے ساتھ بیع کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر اس شرط کی وجہ سے جھگڑا فساد کا اندیشہ نہ ہو تو عقد فاسد نہیں ہوگا، اور اگر شرط کی وجہ سے جھگڑے کا احتمال ہو تو عقد فاسد ہو جائے گا۔ (۱)

بیع بالوفاء

☆...... ''بیع بالوفاء'' ناجائز ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً: مکان کا مالک

=لأنه أمانة، وصحح في القنية ضمانه، قيل وعليه الفتوى. (الدر مع الرد: (۵۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶۹/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.

البناية شرح الهداية: (۱۸۸/۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه.

ولا عزم على السارق بعد ما قطعت يمينه) ... وترد العين لو قائمة) وإن باعها أو وهبها لبقائها على ملك مالكها. (الدر مع الرد: (۱۱۰/۴) كتاب السرقة، باب كيفية القطع وإثباته، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۱۰/۵، ۱۰۹) كتاب السرقة، فصل: في كيفية القطع وإثباته، ط: رشيديه.

بدائع الصنائع: (۸۵/۷) كتاب السرقة، فصل: وأما حكم السرقة، ط: سعيد.

(قوله: الحرمة تتعدد الخ) ... وما نقله عن بعض الحنفية من الحرام لا يتعدى ذمتين، سألت عنه الشهاب بن الشلبي فقال: هو محمول على ما إذا لم يعلم بذلك، أما لو رأى المكاس مثلاً يأخذ من أحد شيئا من المكس ثم يعطيه آخر ثم يأخذ من ذلك الآخر آخر فهو حرام .... (الدر مع الرد: (۹۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الحرمة تتعدد، ط: سعيد)

(۱) فإن قلت: نهى صلى الله عليه وسلم عن بيع وشرط، فيلزم أن يكون العرف قاضياً على الحديث؟ قلت: ليس بقاض عليه بل على القياس؛ لأن الحديث معلول بوقوع النزاع المخرج للعقد عن المقصود به وهو قطع المنازعة، والعرف ينفي النزاع فكان موافقاً لمعنى الحديث، فلم يبق من الموانع إلا القياس والعرف قاض عليه ... قلت: وتدل عبارة البزازية والخانية وكذا مسألة القبقاب على اعتبار العرف الحادث، ومقتضى هذا أنه لو حدث عرف في شرط غير الشرط في النعل والثوب والقبقاب أن يكون معتبراً إذا لم يؤد إلى المنازعة. (الدر مع الرد: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

عمدة القاري: (۳۲۵/۴، ۳۲۷) كتاب الصلاة، باب ذكر البيع والشراء على المنبر في المسجد، (۵۰۰/۳) ط: دار الكتب العلمية.

البحر الرائق: (۸۵/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.

مکان فروخت کرتے وقت یہ کہتا ہے کہ: ''میں مکان فروخت کر رہا ہوں اس شرط پر کہ جب کبھی میں اس قیمت کے برابر رقم لا کر آپ کو دوں تو آپ مجھے یہ مکان واپس فروخت کر دیں گے''۔ اس کو ''بیع بالوفاء'' کہتے ہیں، اور یہ ناجائز ہے؛ کیوں کہ سودا کرتے ہوئے عقد کے اندر یہ شرط لگائی ہے کہ جب بھی میں پیسے واپس لاؤں گا تو آپ کو یہ مکان مجھے واپس کرنا ہوگا۔

یا یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ: ''میں مکان آپ کو اس شرط پر بیچتا ہوں کہ جب بھی میں پیسے لاؤں گا تو آپ اس کو واپس مجھے فروخت کر دینا''۔

☆...... بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کو کوئی چیز فروخت کر دیتا ہے، مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری کو حوالہ کر دیتا ہے اور ثمن (قیمت کی رقم) بائع وصول کر لیتا ہے، اور بائع مشتری کو یہ کہتا ہے کہ: ''اگر میں اتنی مدت میں یا جب بھی یہ رقم ادا کروں گا تو آپ مجھے یہ چیز واپس کر دیں گے یا فروخت کر دیں گے''۔

اس کی چند صورتیں ہیں:

❶ اگر بیع نامہ میں یا عقد کی مجلس میں شرط یا وعدے کے طور پر واپس کرنے یا فروخت کرنے کا کوئی ذکر نہیں تھا، بلکہ جس طرح اور لوگ دن رات خرید و فروخت کرتے ہیں اسی طرح بائع اور مشتری نے بھی خرید و فروخت کر لی، پھر کسی دوسری مجلس میں دوسرے وقت بائع (بیچنے والے/سیلر) نے مشتری سے یہ درخواست کی کہ: اگر بائع اتنی رقم ادا کر دے گا تو مشتری دوبارہ بائع کو فروخت کر دے گا، اور مشتری نے یہ منظور کر لیا، تو یہ درست ہے، لیکن بائع کو قانونی اعتبار سے چیز واپس کرنے کے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، [1] اور وہ مشتری کو کسی بھی اعتبار سے

---

(۱) والصحیح أن العقد الذي جرى بينهما ان كان بلفظ البيع لا يكون رهناً، ثم ينظر ان ذكرا شرط الفسخ =

چیز واپس کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا، مشتری (خریدار) کو اس چیز میں مالکانہ طور پر تصرف کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے، اگر وہ چاہے تو دوسرے آدمی کو گفٹ کرسکتا ہے، فروخت کرسکتا ہے، اور رہن رکھ سکتا ہے، بائع کے لیے مشتری کو ان تصرفات سے روکنا جائز نہیں ہے۔

متعینہ مدت گزرنے کے بعد اگر بائع مشتری کو رقم ادا کردے تو وہ رقم

= في البيع، فسد البيع وان لم يذكرا ذلك وتلفظا بلفظة البيع بشرط الوفاء أو تلفظا بالبيع الجائز، وعندهما: هذا البيع عبارة عن عقد غير لازم فكذلك، وان ذكرا البيع من غير شرط، ثم ذكرا الشرط على وجه المواعدة جاز البيع ويلزمه الوفاء بالوعد، لأن المواعيد قد تكون لازمة لحاجة الناس۔ (قاضي خان على هامش الهندية: (١٦٥/٣) كتاب البيوع، فصل في الشروط المفسدة، ط: رشيديه)

وكذا لو تواضعا الوفاء قبل العقد ثم عقدا بلا شرط الوفاء، فالعقد جائز، ولا عبرة بالمواضعة السابقة۔ (جامع الفصولين: (٢٣٧/٢) الفصل التاسع والثلاثون: في المتفرقات في العتق وحرية الأصل، ط: اسلامی کتب خانه کراچی)

لو ذكر البيع بلا شرط، ثم ذكر الشرط على وجه العدة بالوعد، إذ المواعيد قد تكون لازمة، فيجعل لازما لحاجة الناس ۔ (جامع الفصولين: (١٧١/١) الفصل الثامن عشر: في بيع الوفاء وأحكامه وشرائطه وأقسامه، ط: إسلامی کتب خانه)

الدر مع الرد: (٢٧٦/٥، ٢٧٧) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: ایچ ایم سعید کراچی۔

الفتاوى الانقروية: (٢٩٣/١) في بيع الوفاء، ط: دار الاشاعة العربية قندهار۔

وبيع الوفاء ذكرته هنا تبعا للدرر، وصورته: أن يبيعه العين بألف على أنه اذا رد عليه الثمن رد العين ... (قوله: قيل: هو رهن)، قدمنا آنفا عن جواهر الفتاوى: انه الصحيح۔ وقيل: بيع يفيد الانتفاع به، هذا محتمل لأحد القولين: الأول: انه بيع صحيح مفيد لبعض أحكامه من حل الانتفاع به، الا أنه لا يملك بيعه۔ وقال الزيلعي في الاكراه: وعليه الفتوى، الثاني: القول الجامع لبعض المحققين: انه فاسد في حق بعض الأحكام كحل الانزال ومنافع المبيع، ورهن في حق البعض، حتى لم يملك المشترى بيعه من آخر ولا رهنه۔ (الدر مع الرد: (٢٧٧/٥) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب بيع الوفاء، ط: سعيد)

القول الثامن الجامع لبعض المحققين: انه فاسد في حق بعض الأحكام حتى ملك كل منهما الفسخ، وصحيح في بعض الأحكام كحل الانزال ومنافع المبيع، ورهن في حق البعض ... وينبغي أن لا يعدل في الافتاء عن القول الجامع۔ (البحر الرائق: (٧/٦) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، تحت "فروع"، ط: سعيد)

مشتری کے لیے لینا اور چیز واپس کرنا ضروری نہیں ہوگا، اگر وہ اپنی مرضی سے واپس کرنے پر راضی ہے تو واپس دے سکتا ہے اور اگر واپس کرنے پر راضی نہیں ہے تو بائع مشتری کو واپس کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

غرض کہ بائع عدالت سے رجوع کر کے مشتری سے واپس نہیں لے سکتا، البتہ دیانت کے اعتبار سے اس وعدہ کو پورا کرنا بہتر ہے۔ تاہم اگر وعدہ کرتے وقت تو پورا کرنے کی نیت تھی، لیکن بعد میں کسی مصلحت یا ذاتی ضرورت یا نقصان کے احتمال کی بنا پر پورا نہیں کرسکا تو گناہ نہیں ہوگا۔ (۱)

❷ اور اگر بیع نامہ میں یا عقد کی مجلس میں یا اس سے پہلے شرط یا وعدہ کے طور پر واپسی کا ذکر آچکا ہے، تو یہ بیع رہن کے حکم میں ہوگی اور جس چیز کی بیع ہوئی ہے رہن رہے گی، مشتری (خریدار) کے لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا اور اس کی آمدنی لینا اور بیع کرنا، اجارہ پر دینا، رہن رکھنا، ہبہ کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ مشتری اس چیز کا صرف محافظ اور امین ہوگا۔ اور اگر وہ آمدنی والی چیز ہے تو جس قدر آمدنی ہوگی وہ بھی رہن رہے گی، رقم وصول ہونے پر اس چیز کے ساتھ اس آمدنی کو بھی واپس کرنا لازم ہوگا۔

---

(۱) عن زيد بن أرقم رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له فلم يف، ولم يجيء للميعاد فلا اثم عليه. قال الأشراف: هذا دليل عليه أن النية الصالحة يثاب الرجل عليها وان لم يقترن معها المنوى وتخلف عنها. اه ومفهومه: أن من وعد وليس من نيته أن يفي فعليه الاثم سواء وفى به أو لم يف؛ فانه من أخلاق المنافقين، ولا تعرض فيه لمن وعد ونيته أن يفي ولم يف بغير عذر. (مرقاة المفاتيح: (۸/ ۶۱۵) كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثاني، [رقم الحديث: ۴۸۹۲] ط: رشيديه كوئٹه)

🗀 فيض القدير: (۱/ ۸۹۱) [رقم الحديث: ۸۹۳] ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض، و: (۱/ ۵۸۰) ط: دار الكتب العلمية.

🗀 وعده أن يأتيه فلم يأته لا يأثم، قال بعض الفضلاء: فان قيل: ما وجه التوفيق بين هذين القولين، فان الحرام يأثم بفعله وقد صرح في القنية بنفي الاثم؟ قلت: يحمل الأول على ما اذا وعد وفي نيته الخلف، فيحرم؛ لأنه من صفات المنافقين، والثاني على ما اذا نوى الوفاء وعرض مانع. (الأشباه والنظائر مع شرحه للحموي: (۳/ ۲۳۷) الفن الثاني، كتاب الحظر والاباحة، ط: ادارة القرآن كراچی)

جس طرح مشتری (خریدار) کو اس چیز سے اس عرصے میں نفع حاصل کرنا ناجائز ہے، اسی طرح بائع کو بھی اس چیز سے نفع حاصل کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

بیع بہ شرط واپسی

''بیع بہ شرط واپسی'' بیع الوفاء کو کہتے ہیں، لہٰذا اس کی تفصیل ''بیع بالوفاء'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۹/۲)

بیع پر بیع کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دوسری بیع کو، ایک معاملہ کو دوسرے معاملے میں جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں، نمونے کے طور پر چند صورتیں یہ ہیں:

❶ ایک صورت تو یہ ہے کہ مثلاً: دکان دار ایک چیز خریدار کو اس طرح فروخت کرے کہ نقد میں ہو تو اس کی سو روپے قیمت ہے اور ادھار میں ہو تو ایک سو پچیس روپے، خریدار کسی ایک قیمت کو متعین کیے بغیر یہ کہتا ہے کہ: منظور ہے، پھر اس چیز کو اٹھا لیتا ہے، تو یہ بیع فاسد ہے؛ کیوں کہ دوکاندار کو معلوم نہیں ہے کہ خریدار نے

---

(۱) وفي حاشية الفصولين عن جواهر الفتاوى: هو أن يقول: بعت منک على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن وحكمه حكم الرهن، وهو الصحيح، قال السيد الامام: قلت للامام الحسن الماتريدي قد فشا هذا البيع وفيه مفسدة عظيمة وفتواک: انه رهن وأنا أيضاً على ذلک۔ (شامی: (۲۷٦/۵) کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب فی بیع الوفاء، ط: سعید)

☜ لا يحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن؛ لأنه اذن له في الربا؛ لأنه يستوفي دينه كاملاً، فتبقى له المنفعة فضلاً فيكون ربًا۔ (الدر مع الرد: (۳۸۲/٦) کتاب الرهن، ط: سعید)

☜ (ونماء الرهن) كالولد والثمر واللبن والصوف والوبر والأرش ونحو ذلك (للراهن) لتولده من ملكه (وهو رهن مع الأصل)۔ قال ابن عابدين: (قوله وهو رهن مع الأصل) فيكون للراهن حبسه۔ (الدر مع الرد (۵٦۱/٦) کتاب الرهن، فصل فی مسائل متفرقة، ط: سعید)

☜ (قوله فيكون للراهن حبسه) حقه المرتهن۔ (تقریرات الرافعی (۳۲۰/۲) کتاب الرهن، ط: سعید)

کس بیع کو اختیار کیا ہے، نقد کی بیع کو اختیار کیا ہے یا ادھار کی بیع کو، عقدِ بیع کی جہالت کے ساتھ ثمن میں بھی جہالت ہے۔ البتہ اس صورت میں اگر خریدار اسی مجلس میں کسی ایک قیمت پر بیع کو قبول کر لیتا ہے کہ سو روپے نقد پر چیز کو خریدتا ہوں یا نقد رقم ادا کر دیتا ہے یا یوں کہتا ہے کہ ایک سو پچیس روپے ادھار پر خریدتا ہوں تو بیع کی ایک صورت متعین ہو جانے کی وجہ سے فساد دور ہو گیا؛ لہٰذا اس صورت میں بیع جائز ہو جائے گی۔

❷ بیع کے اندر بیع کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ: فروخت کرنے والا ایک قیمت پر کوئی چیز خریدار کو فروخت کرتا ہے، جب کہ خریدار اس پر راضی نہیں ہے، لیکن فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ: آپ اس کو اسی شرط پر خرید لیں، اگر آپ سے فروخت نہ ہوئی تو مجھے ایک روپے منافع پر فروخت کر دیں میں لے لوں گا، یہ بیع بھی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ ایک بیع دوسری بیع کے ساتھ مشروط کر دی گئی۔

❸ زید عمر سے کہتا ہے کہ: "مجھے ایک لاکھ روپے کی گاڑی کی ضرورت ہے، تم مجھے خرید کر قسطوں میں دے دو"، عمر کہتا ہے کہ: "اس طرح کرتا ہوں کہ گاڑی اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تم ماہانہ دو ہزار روپے قسط بطور کرایہ اور ایک ہزار قسط خرید کے کل تین ہزار ادا کرو، ڈیڑھ لاکھ جب وصول ہو جائیں گے پھر گاڑی تمہیں فروخت کر دیں گے" یعنی مالک بنا دیں گے، یہ معاملہ بھی ناجائز ہے کہ "بیع" اور "اجارہ" دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔

❹ یا مثلاً: ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن والوں نے زید کو قرض دیا کہ تم مکان بناؤ، مکان میں دونوں شریک ہوں گے، اور اس کے کرایہ میں بھی آدھا آدھا دونوں فریق شریک ہوں گے، پھر ہماری قسطیں کرایہ کے ساتھ جمع کرنا، یہ معاملہ بھی ناجائز ہے؛ ایک ہی معاملہ میں "قرض" اور "شرکت" دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے، قرض

رہے تو شرکت نہیں آسکتی، شرکت رہے گی تو قرض نہیں رہے گا۔ پھر جب شرکت نہ بنے گی تو اس کی قسطیں ادا کرنا شریک پر لازم نہیں ہوگا۔

● بعض لوگ رہن کا معاملہ کرتے ہیں، پھر مرتہن (رہن رکھنے والے) کو شے مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) اجارہ (کرایہ) پر دیتے ہیں، تو ایک شخص ایک ہی وقت میں مرتہن اور مستاجر (کرایہ پر لینے والا) دونوں بنا جو کہ جائز نہیں ہے۔[1]

بیع تعاطی

عملی اشارہ سے ایجاب وقبول کرنے کو بیع تعاطی کہتے ہیں، مثلاً: بائع

---

(۱) عن أبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة رواه مالک، والترمذي وأبو داود والنسائي۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي)

عن أبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة . . . والعمل على هذا عند أهل العلم، وقد فسّر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول أبيعک هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على واحد منهما، قال الشافعي: ومن معنى ما نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعک داري هذا بكذا على أن تبيعني غلامک بكذا، فإذا وجب لي غلامک وجبت لک داري، وهذا تفارق على بيع بغير ثمن معلوم، لايدري كل واحد منهما على ماوقعت عليه صفقته۔ (جامع الترمذي: (۳۶۴/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: رحمانيه)

قوله: وكذلک لو باع عبدًا على أن يستخدمه البائع شهرًا، أو دارًا على أن يسكنها أو على أن يقرضه المشتري دراهم أو على أن يهدي له هدية) فالبيع فاسد، لأنّه شرط لايقتضيه العقد، وفيه منفعة لأحد المتعاقدين ولأنّه لو كان الخدمة والسكنى يقابلها شيئ من الثمن، تكون إجارة في بيع ولو كان لايقابلها شيئ يكون إعارة، وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة وعن بيع و شرط وعن شرطين في بيع وعن بيع و سلف . . . وأمّا صفقتان في صفقة أن يقول: أبيعک هذا العبد بألف على أن تبيعني هذا الفرس بألف وقيل: هو أن يبيع ثوبًا بشرط الخياطة أو حنطة بشرط الحمل الى منزله فقد جعل المشتري الثمن بدلا للعين والعمل فما حاذى العين يكون بيعًا وما حاذى العمل فهو إجارة فقد جمع صفقتين في صفقة. . . . (الجوهرة النيرة: (۲۴۰/۱، ۲۴۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: قديمی)

الدر مع الرد: (۸۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: قديمي۔

البناية شرح الهداية: (۲۴۴/۷، ۲۴۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

خریدار کو چیز دے دے اور خریدار بائع کو اس کی قیمت دے دے، خواہ دونوں زبان سے ایجاب وقبول نہ کریں یا ایک کلام کرے اور دوسرا نہ کرے۔ (۱)

بیع تعاطی کی صورتیں

☆...... چیز کی قیمتیں معلوم ہیں یا اس پر لکھی ہوئی ہیں، خریدار نے چیز کی قیمت کے مطابق رقم بائع (سیلر) کو دی اور بائع (سیلر) نے چیز خریدار کے حوالہ کر دی۔

☆...... خریدار نے دکان دار سے چیز کی قیمت پوچھی، دکان دار نے بتادی، اس کے بعد خریدار نے کچھ کہے بغیر قیمت دکان دار کو دے دی اور دکان دار نے مطلوبہ چیز خریدار کو دے دی یا خریدار نے وہی چیز دکان دار کے سامنے اپنے قبضے میں لے لی۔

☆...... خریدار نے بائع کے سامنے کوئی چیز متعین (Fixed) کر کے کہا کہ یہ چیز اتنے روپے میں مجھے دے دو، بائع نے کچھ کہے بغیر دے دی اور قیمت کی رقم وصول کر لی، مثلاً: قصائی سے کہا کہ: ''گوشت کے اس حصے سے مجھے سو روپے کا

---

(۱) حيث أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين، فينعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي... ويسمى هذا بيع التعاطي... مثال ذلك أن يعطي المشتري للخباز مقدارًا من الدراهم فيعطيه الخباز بها مقدارًا من الخبز بدون تلفظ بإيجاب وقبول أو أن يعطي المشتري الثمن للبائع ويأخذ السلعة ويسكت البائع،... وكذا إذا جاء رجل إلى بائع الحنطة ودفع له خمسة دنانير وقال بكم تبيع المد من هذه الحنطة فقال بدينار فسكت المشتري ثم طلب الحنطة منه فقال له البائع أعطيك إياها غدًا ينعقد البيع أيضًا وإن لم يجر بينهما الإيجاب والقبول... وكذا لو قال المشتري للقصاب اقطع لي بخمسة قروش لحمًا من هذا الجانب من هذه الشاة فقطع القصاب اللحم، ووزنه وأعطاه إياه انعقد البيع وليس للمشتري الامتناع عن قبوله وأخذه۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۶، ۳۷) المادة: ۱۷۵، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

▭ شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۳، ۶۵) المادة: ۱۷۵، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

▭ الدر مع الرد: (۴/ ۵۱۳، ۵۱۴) كتاب البيوع، ومطلب البيع بالتعاطي، ط: سعيد۔

گوشت دے دو"، قصائی نے اس حصے سے سو روپے کا گوشت کاٹ کر دے دیا تو سودا مکمل ہوگیا، اب خریدار اس گوشت کو لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر چیز متعین نہیں کی تو اس کا حکم یہ نہیں ہے، مثلاً: قصائی سے کہا کہ: "مجھے سو روپے کا گوشت دو"، قصائی نے سو روپے کا گوشت کاٹ کر خریدار کے سامنے رکھا، تو اس طرح کرنے سے سودا مکمل نہیں ہوگا، اور خریدار اس گوشت کو لینے سے انکار کرسکتا ہے۔ (۱)

بیع تلجئہ

"فرضی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۶/۵)

بیع تولیہ

"بیع تولیہ" (Sale on cost) کسی متعینہ چیز کی قیمتِ خرید یا لاگت بیان کرنے کے بعد اسی قیمت یا لاگت کے عوض چیز کو فروخت کرنا۔ (۲)

بیع تولیہ میں خیانت ظاہر ہوجائے

☆......اگر بیع تولیہ میں بائع (بیچنے والے/سیلر) نے قیمت خرید بتاتے ہوئے خیانت کی اور جھوٹ اور دھوکہ سے کام لیا، یعنی قیمت خرید کم ہونے کے باوجود زیادہ قیمت خرید بتا کر مشتری (خریدار) سے زیادہ پیسے لے لیے، اور مشتری کو اس خیانت کا علم ہوا اور اس نے اس کو ثابت کر دیا، تو اس صورت میں مشتری کو خیانت کی مقدار رقم بائع کی بتائی ہوئی قیمت سے منہا کر کے باقی اصل قیمتِ خرید کے برابر رقم

(۱) انظر الحاشیة السابقة، رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔ (حیث أن المقصد الأصلي من الإیجاب)

(۲) (والتولیة... شرعا (بیعه بثمنه الأول) ولو حکما یعني بقیمته۔ (الدر مع الرد: (۱۳۳/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۰۷/۶) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

البنایة: (۳۰۰/۷) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه۔

دینے کا حق حاصل ہوگا۔[1]

☆......مشتری (خریدار) کی جانب سے بائع کی خیانت کو ثابت کرنے کے لیے تین طریقے ہیں:

❶ بائع خود اقرار کرے کہ اس نے قیمت خرید سے زائد قیمت پر فروخت کی ہے، اور جو خرید کی قیمت بتائی ہے وہ قیمت خرید نہیں، بلکہ قیمتِ خرید اس سے کم ہے۔

❷ مشتری دو مرد گواہ یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت کردے کہ بائع نے اصل قیمت بتانے میں خیانت کی ہے۔

❸ مشتری کے پاس گواہ نہ ہونے کی صورت میں بائع سے قسم لی جائے اور وہ قسم سے انکار کردے۔[2]

بیع تولیہ میں دیانت داری ضروری ہے

"مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۶)

(۱) (وله الحط) قدر الخيانة (في التولية) لتحقق التولية (قوله: لتحقق التولية) .... وله الحط قدر الخيانة في التولية، ط، قال ح: يعني لو لم يحط في التولية تخرج عن كونها تولية، لأنها تكون بأكثر من الثمن الأول۔ (الدر مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

🗁 (وحط في التولية) ... ولأبي حنيفة أنه لو لم يحط في التولية لا تبقى تولية، لأنه يزيد على الثمن الأول، فتغير التصرف فتعين الحط۔ (البحر الرائق: (۱۸۳/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه كوئٹه، و: (۱۱۰/۶) ط: سعيد)

🗁 فتح القدير: (۵۰۰/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔

🗁 وإن خان في التولية حطها من الثمن۔ (الهندية: (۱۶۲/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه كوئٹه)

(۲) اما باقرار البائع أو بالبينة أو بنكوله عن اليمين، وقد ادعاه المشتري، هذا على المختار۔ (فتح القدير: (۵۰۰/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

🗁 الدر مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

🗁 البحر الرائق: (۱۸۴/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه، و: (۱۱۰/۶) ط: سعيد۔

بیع الحاضر للبادی

(۱۸۹) "بیع الحاضر للبادی" مکروہ ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ: شہر کا تجربہ کار تاجر دیہات کے تاجر سے کہے کہ: "میں شہر کے نرخ سے آگاہ ہوں میں تمہارے لیے فروخت کرادوں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے مہنگائی بڑھتی ہے اور شہر کے باشندوں کو نقصان ہوتا ہے۔ (۱)

بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا

سودا کرتے وقت بائع (بیچنے والے) نے مشتری (خریدار) سے کہا کہ: "اگر شام تک یا تین دن تک یا متعینہ ایام تک ثمن کی رقم ادا نہیں کی تو بیع (سودا) ختم (کینسل) ہوجائے گی اور میرے اور آپ کے درمیان بیع کا معاملہ باقی نہیں رہے گا"، تو اس طرح شرط رکھنا اِستحسان کے طور پر جائز ہے، اور طے شدہ وقت پر رقم نہ دینے سے بیع ختم ہوجائے گی۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: لا تلقوا الركبان لبيع، ولا يبع بعضكم على بيع بعض، ولا تناجشوا، ولا يبع حاضر لباد ....۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۷) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، ط: قديمى)

جامع الترمذي: (۳۶۲/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء لا يبيع حاضر لباد، ط: رحمانيه)

(قوله: وبيع الحاضر للبادي) ... هو مقيد كما في الهداية إذا كان أهل البلد في قحط و عوز وهو يبيع من أهل البدو طمعا في الثمن الغالي لما فيه من الإضرار بهم ....۔ (البحر الرائق: (۹۹/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، مكروهات البيع، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۱۰۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

البناية: (۲۷۹/۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: فيما يكره، ط: رشيديه۔

(۲) (فإن اشترى) شخص شيئا (على أنه) أي المشتري (إن لم ينقد ثمنه إلى ثلاثة أيام فلا بيع صح) استحسانا ... وإن اشترى كذلك (إلى أربعة) أيام (لا) يصح خلافا لمحمد، (قوله: خلافا لمحمد)=

بیع دو آدمیوں سے الگ الگ کرے

"ایک ہی چیز دو آدمی کو بیچ دی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۹/۱)

بیع سَلَم

☆......"بیع سلم" (Sale on Advance Payment) کہتے ہیں: زَرِنقد (Cash Money) کے عوض مستقبل میں مقرر تاریخ پر سامان لینے کا معاملہ کرنا اور زرِ نقد کو مجلس میں ہی ادا کر دینا۔

☆......بیع سلم یہ ہے کہ: روپیہ پہلے دیا جائے اور گندم وغیرہ بعد میں وصول کی جائے اور بیع کے لیے جنس، نوع، صفت، وقت، وصولیابی کی جگہ وغیرہ کی اس طرح تفصیل کر دی جائے کہ جھگڑا فساد کا احتمال باقی نہ رہے۔ (دوسرے الفاظ میں بیع سلم یہ ہے کہ: خریدار چیز کی قیمت پہلے ادا کر دے اور مقررہ مدت کے بعد متعینہ صفت والی چیز وصول کر لے)۔[1]

= فإنه جوزه إلى ما سمياه۔ (الدر مع الرد: (۵۷۱/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب خيار النقد، ط: سعيد)

إذا تبايعا على أن يؤدي المشتري الثمن في وقت كذا وإن لم يؤده فلا بيع بينهما صح البيع، وهذا يقال له خيار النقد۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲۵۷/۲) المادة: ۳۱۳، البيوع، الباب السادس: في بيانات الخيارات، الفصل الثالث: في بيان خيار النقد، ط: رشيديه)

ولو اشترى على أنه ان لم ينقد الثمن الى ثلاثة أيام فلا بيع بينهما جاز۔ (الهداية: (۳۱/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، (۳۴/۳) ط: رحمانيه)

(۱) وشرطه: بيان جنس ونوع وصفة وقدر وأجل وأقله شهر ...... وقدر رأس المال ان تعلق العقد بمقداره كما في مكيل وموزون وعددي غير متفاوت ومكان الايفاء في ماله حمل أو مؤنة ...... وقبض رأس المال قبل الافتراق۔ (تنوير الابصار مع الدر المختار: (۲۱۴/۵-۲۱۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۶۵/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: رشيديه۔

ملتقى الابحر مع مجمع الأنهر: (۱۴۱/۳) كتاب البيع، باب السلم، ط: غفاريه كوئٹه۔=

بیعِ سَلَم اَفیون میں

''افیون میں بیع سلم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۴/۱)

بیع سلم ان چیزوں میں بھی جائز ہے

''سَلَم ان چیزوں میں بھی جائز ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۸/۴)

بیع سلم جانبین سے موزونی اشیاء میں

''جانبین سے موزونی اشیاء میں بیع سلم کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیع سلم جانوروں میں

''جانوروں میں بیع سلم کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۸/۳)

بیع سلم جوس وغیرہ کے کریٹوں میں

''جوس وغیرہ کے کریٹوں میں بیع سلم کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۷/۳)

بیع سلم ختم کرنے کی صورت

☆......اگر بائع اور خریدار بیع سلم ختم کرنا چاہیں تو اس کی صرف یہی صورت ہے کہ: خریدار اپنی اداشدہ رقم بائع سے واپس لے لے، تو بیع سلم ختم ہو جائے گی۔

☆......واضح رہے کہ رقم واپس لیے بغیر اس رقم کے عوض بائع سے کوئی

= وهو لغة كالسلف وزنا ومعنى، وشرعا بيع آجل، وهو المسلم فيه بعاجل، وهو رأس المال... يشترط لصحة السلم بيان جنس المبيع مثلا أنه حنطة أو أرز أو تمر، ونوعه ككونه يسقى من ماء المطر (وهو الذي نسميه في عرفنا بعلا) أو بماء النهر والعين وغيرها، (وهو ما يسمى عندنا سقيا)، وصفته كالجيد والخسيس، وبيان مقدار الثمن والمبيع، وزمان تسليمه ومكانه۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۸۳/۲، ۳۹۲) المادة: ۳۸۶، البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث: في حق السلم، ط: رشيديه)

دوسری چیز خریدنا جائز نہیں ہے۔[۱]

بیع سلم کپڑے میں

"کپڑے میں بیع سلم کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۰/۵)

بیع سلم کرنا عام بھاؤ سے کم قیمت کی شرط پر

مثلاً: زید نے گرمی کے موسم میں بکر سے پچاس ہزار روپے کے گھی کا سودا کیا کہ چھ ماہ بعد سردی کے موسم میں بازار کے نرخ سے دو روپے مَن کم میں گھی لوں گا، اور روپیہ بکر کو اسی وقت دے دیا، تو یہ معاملہ ناجائز اور فاسد ہے؛ کیوں کہ اس میں گھی کی قیمت متعین نہیں ہوئی ہے، اور سودا کرتے وقت قیمت متعین نہ ہونے کی صورت میں بیع فاسد ہوجاتی ہے،[۲] ایسی حالت میں بائع اور مشتری پر ضروری ہے

---

(۱) إقالة بعض السلم جائزة أي لو أقاله عن نصف المسلم فيه أو ربعه جاز، ويبقي العقد في الباقي،... لايجوز لرب السلم شراء شيئ من المسلم إليه برأس المال بعد الإقالة قبل القبض بحكم الإقالة۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۳۹۹/۲) البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث: في حق السلم، ط: رشيديه)

ولايجوز لرب السلم (شراء شيئ من المسلم إليه برأس المال بعد الإقالة) في عقد السلم الصحيح... (قبل قبضه) بحكم الإقالة، لقوله عليه الصلاة والسلام: لاتأخذ إلا سلمك أو رأس مالك أي إلا سلمك حال قيام العقد أو رأس مالك حال انفساخه فامتنع الاستبدال۔ (الدر مع الرد: (۲۱۹/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۶/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد۔

(۲) (و) بيان (قدر رأس المال) إن تعلق العقد بمقداره كما (في مكيل وموزون وعددي غير متفاوت)۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۱۵/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

يلزم أن يكون الثمن معلوما... والمسائل التي تتفرع عن هذه المادة هي: إذا قال إنسان لآخر: بعتك هذا المال برأس ماله أو بقيمته الحقيقية أو بالقيمة التي يقدرها المخمنون أو بالثمن الذي شرى به فلان فإذا لم تقدر القيمة ويعين ثمن المبيع في المجلس فالبيع فاسد۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام (۲۱۸/۱) المادة: ۲۳۸، كتاب البيوع، التصرف في الثمن والمثمن بعد العقد قبل القبض، ط: دار عالم الكتب)=

کہ اس معاملے کو فسخ کریں،[1] اور زید پچاس ہزار روپے بکر سے واپس لے لے، اس سے زیادہ لینا یا گھی لینا جائز نہیں ہے۔[2]

بیع سلم کی شرطیں

بیع سلم صحیح ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

جس چیز میں بیع سلم کی جارہی ہے اس کی جنس معلوم ہو، مثلاً: گیہوں یا جو یا دھان۔ نیز اس گیہوں اور دھان وغیرہ کی کیفیت اس طرح بیان کردی جائے کہ لیتے وقت جھگڑا نہ ہو، مثلاً: فلاں قسم کا گیہوں ہو، بہت پتلا نہ ہو، برف اور اولا گرا ہوا نہ ہو، عمدہ ہو، خراب نہ ہو، اس میں دوسری چیز چنے، مٹر وغیرہ ملے ہوئے نہ ہوں۔ مبیع (بیچی گئی چیز) کی مقدار معلوم ہو، ادائیگی کی تاریخ متعین ہو، اور کم از کم ایک مہینہ کی مدت اور مہلت ہو۔ رأس المال (سرمایہ) کی مقدار متعین ہو، اگر مبیع (بیچی گئی چیز) وزنی ہو جس کے لے جانے میں مزدوری لگتی ہو تو دینے کی جگہ معلوم ہو، جس چیز پر بیعِ سلم کی

= شامی: (۵۲۹/۴) کتاب البیوع، مطلب مایبطل الایجاب سبعة، ط: سعید۔

النہر الفائق: (۳۴۲/۳) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) ویجب (علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض) ویکون امتناعا عنه ابن ملک (أو بعده ما دام المبیع بحاله "جوهرة" (في ید المشتري) اعداماً للفساد، لأنه معصیة، فیجب رفعها۔ (الدر مع الرد: (۹۰/۵، ۹۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

قوله: (ولکل منهما فسخه) أي یجوز لکل من البائع والمشتري في البیع الفاسد فسخه رفعاً للفساد، وذکر الزیلعي أن اللام بمعنی (علی)؛ لأن رفع الفساد واجب علیهما۔ (البحر الرائق: (۱۵۵/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، فصل فی البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

الهدایة: (۲۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی احکامه، ط: شرکة علمیة ملتان،

(۲) لیأخذ المشتري دراهم الثمن بعینها لو قائمة، ومثلها لو هالکة ...۔ (الدر مع الرد: (۹۶/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

البحر الرائق: (۹۷/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوي علی الدر: (۸۱/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: [illegible]

جاری ہے وہ چیز ایسی ہو کہ لینے اور وصول پانے کے زمانے تک بازار میں ملتی ہو، نایاب نہ ہو، مجلس عقد ہی میں رأس المال حوالہ کر دیا گیا ہو۔

اگر ان شرائط میں سے کوئی بھی ایک شرط موجود نہیں ہوگی، تو بیع سلم فاسد ہو جائے گی۔ (١)

بیع سلم مال دار کے لیے کرنا

"مال دار کے لیے بیع سلم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦/٦٢)

بیع سلم میں بائع مدت سے پہلے وفات پا جائے

اگر بیع سلم میں بائع، "مسلم فیہ" (مبیع / بیچی گئی چیز) ادا کرنے کی مدت

---

(١) وأمّا شرائط الركن فهي في الأصل نوعان يرجع إلى نفس العقد ونوع يرجع إلى البدل... وأمّا الذي يرجع إلى البدل فأنواع ثلاثة، نوع يرجع إلى رأس المال خاصة، ونوع يرجع إلى المسلم فيه خاصة، ونوع يرجع إليهما جميعًا، أمّا الذي يرجع إلى رأس المال فأنواع:... منها أن يكون مقبوضًا في مجلس السلم، لأنّ المسلم فيه دين، والافتراق لا عن قبض رأس المال يكون افتراقًا عن دين بدين وأنه منهي عنه... وأمّا الذي يرجع إلى المسلم فيه فأنواع أيضًا، منها: أن يكون معلوم الجنس: كقولنا حنطة أو شعير أو تمر، ومنها: أن يكون معلوم النوع، كقولنا حنطة سقية أو...، تمر برني أو فارسي... ومنها أن يكون معلوم الصفة كقولنا جيد أو وسط أو ردي، ومنها: أن يكون معلوم القدر بالكيل، أو الوزن، أو العدد، أو الذراع، لأنّ جهالة النوع، والجنس والصفة والقدر جهالة مفضية إلى المنازعة، وأنها مفسدة للعقد... ومنها أن يكون موجودًا من وقت العقد إلى وقت الأجل، فإن لم يكن موجودًا عند العقد أو عند محل الأجل أو كان موجودًا فيهما لكنه انقطع من أيدي الناس فيما بين ذلك... لايجوز السلم. (بدائع الصنائع: (٥/ ٢٠١، ٢٠٢، ٢٠٧، ٢١١) كتاب البيوع، فصل: وأمّا شرائط الركن، وفصل: وأمّا الذي يرجع إلى المسلم فيه، ط: سعيد)

قال: ولا يصح السلم عند أبي حنيفة الا بسبع شرائط: جنس معلوم، كقولنا: حنطة أو شعير، ونوع معلوم، كقولنا: سقية أو بخسية، وصفة معلوم، كقولنا: جيد أو ردي، ومقدار معلوم، كقولنا: كذا كيلاً بمكيال معروف، وكذا وزناً، وأجل معلوم ... ومعرفة مقدار رأس المال اذا كان يتعلق العقد على مقداره كالمكيل والموزون والمعدود، وتسمية المكان الذي يوفيه فيه. (الهداية: (٣/ ٩٥) كتاب البيوع، باب السلم، ط: شركة علمية ملتان)

اعلاء السنن: (١٤/ ٣٩٨) كتاب البيوع، أبواب السلم، ط: ادارة القرآن كراچی۔

آنے سے پہلے وفات پاجائے تو خریدار مدت سے پہلے چیز (مسلم فیہ) کا مطالبہ کرسکتا ہے۔[1]

بیع سلم میں بائع مقررہ تاریخ پر مقررہ چیز نہ دے سکے

اگر بیع سلم میں بائع مقررہ تاریخ پر مقررہ چیز نہ دے سکے تو اس کے بدلے میں کوئی دوسری چیز لینا جائز نہیں ہے، بلکہ یا تو صرف اپنی رقم واپس لے یا بائع کو مہلت دے دے کہ جب وہ چیز مل جائے تو حوالہ کردے۔[2]

بیع سلم میں تمام قیمت کی وصولی ضروری ہے

بیع سلم میں رأس المال (رقم/سرمایہ) کی مقدار متعین کرنا اور مجلس عقد میں ادا کرنا لازم ہے؛ لہٰذا اگر رأس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے فریقین جدا ہوگئے تو بیع سلم درست نہیں ہوگی۔ اور اگر رأس المال میں سے کچھ ادا کردیا اور کچھ ادا نہیں کیا، تو اس صورت میں جتنی رقم ادا کی گئی ہے اتنے میں سلم صحیح ہوگا، اور جتنی رقم ادا نہیں کی گئی اتنی مقدار میں سلم باطل ہوجائے گا، مثلاً: دس ہزار روپے کے عوض دس من اناج کا

---

(۱) (ويبطل) الأجل (بموت المسلم إليه، لا بموت رب السلم فيؤخذ) المسلم فيه (من تركته حالاً) لبطلان الأجل بموت المديون لا الدائن..... (الدر مع الرد: (۲۱۵/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۰/۶) كتاب البيع، باب السلم، قبيل: (قوله: وأقله شهر) ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه۔

(۲) ان المسلم إليه قد يعجز عن تحصيل المسلم فيه، وليس لرب السلم حينئذ إلا رأس ماله۔ (العناية مع فتح القدير (۸۸/۷) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه)

ولا يجوز لرب السلم (شراء شيئ من المسلم إليه برأس المال بعد الإقالة) في عقد السلم الصحيح... (قبل قبضه) بحكم الإقالة، لقوله عليه الصلاة والسلام: لاتأخذ إلا سلمك، ان رأس مالك أي الأسلمك حال قيام العقد أو رأس مالك حال انفساخه فامتنع الاستبدال۔ (الدر مع الرد (۲۱۹/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۶/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد۔

عقد سلم ہوا اور مجلس عقد میں پانچ ہزار ادا کئے اور پانچ ہزار ادا نہیں کئے تو پانچ ہزار جو ادا کئے ان کی وجہ سے پانچ من اناج میں سلم صحیح ہوگا اور پانچ ہزار جو ادا نہیں کئے ان میں سلم صحیح نہیں ہوگا۔ (۱)

بیع سلم میں خیارِ رؤیت

بیع سلم میں خیارِ رؤیت اور خیارِ شرط نہیں ہے۔ (۲)

بیع سلم میں خیارِ شرط

بیع سلم میں خیارِ رؤیت اور خیارِ شرط نہیں ہے۔ (۳)

بیع سلم میں دوسرے کو شریک کرنا

بیع سلم میں جو مبیع (مسلم فیہ/ بیچی جانے والی چیز) مقرر ہوئی ہے، اس میں

---

(۱) السادس: أن يكون مقبوضاً في مجلس السلم سواء كان رأس المال ديناً أو عيناً عند عامة العلماء استحساناً، وسواء قبض في أول المجلس أو في آخره، لأن ساعات المجلس لها حكم ساعة واحدة، وكذا لو لم يقبض حتى قاما يمشيان فقبض قبل أن يفترقا بأبدانهما جاز۔ (الهندية: (۱/ ۱۷۹) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الأول: في تفسيره وركنه، ط: رشيديه)

وبقي من الشروط قبض رأس المال ولو عيناً قبل الافتراق بأبدانهما، وان ناما أو سارا فرسخا أو أكثر۔ (قوله: قبض رأس المال) فلو انتقض القبض بطل السلم... فإن أسلم مائتي درهم في كر بر مائة دينا عليه) أي على المسلم إليه (ومائة نقدا) اى نقدها رب السلم (وافترقا) على ذلك (فالسلم في حصة (الدين باطل) لأنه دين بدين وصح في حصة النقد ولم يشع الفساد لأنه طار۔ (شامي: (۵/ ۲۱۶، ۲۱۸) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

الاختيار لتعليل المختار: (۲/ ۳۷) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲، ۳) ومنها عدم خيار الشرط، لما تقرر من أن قبض رأس المال قبل التفرق شرط بقائه على الصحة، وخيار الشرط يمنع تمام القبض ... وفيه و قالوا: ولا يثبت في المسلم فيه خيار الرؤية؛ لأنه دين في الذمة....۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۹۷، ۳۹۸) البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث: في حق السلم، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵/ ۲۱۷) كتاب البيوع باب السلم ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي ...

کسی دوسرے کو شریک کرنا یا دوسرے سے اپنی اَدا شدہ قیمت لے کر اس چیز سے دست بردار ہونا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ قبضہ سے پہلے تصرف ہے اور قبضے سے پہلے تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

بیع سلم میں رقم کے عوض کوئی چیز خریدنا

''بیع سلم ختم کرنے کی صورت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۱/۲)

بیع سلم میں قیمت کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے تصرف کرنا

بیع سلم میں بائع (سیلر/ بیچنے والے) کے لیے رأس المال یعنی قیمت کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح خریدار کے لیے مسلم فیہ یعنی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

بیع سلم میں کسی سے اپنی ادا شدہ قیمت لے کر چیز سے دست بردار ہونا

بیع سلم میں ''مسلم فیہ'' (مبیع) پر قبضے سے پہلے اپنی ادا شدہ قیمت کی رقم کسی دوسرے آدمی سے لے کر مسلم فیہ (چیز) سے دست بردار ہونا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ مسلم فیہ پر قبضے سے پہلے تصرف ہے اور قبضے سے پہلے مسلم فیہ میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔[3]

(۱، ۲، ۳) (ولا يجوز التصرف) للمسلم إليه (في رأس المال و) لا لرب السلم في (المسلم فيه قبل قبضه بنحو بيع و شركة) ومرابحة وتولية ولو ممن عليه . . . (قوله: ولا لرب السلم في المسلم فيه)؛ لأن المسلم فيه مبيع والتصرف في المبيع المنقول قبل القبض لا يجوز۔ (حاشية الطحطاوي على الدر: ۱۲۳/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۶۳/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۲۱۸/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد

بیع سلم میں مبیع نہ دینے کی صورت میں......؟

اگر بیع سلم میں "مسلم الیہ" (بائع/سیلر) کے لیے کسی وجہ سے "مسلم فیہ" (مبیع/بیچی گئی چیز) دینا ممکن نہیں ہوا تو ربّ المال (سرمایہ دینے والے) کے لیے رأس المال (جتنا سرمایہ دیا گیا تھا) سے زیادہ لینا یا اس کے بدلے میں کوئی اور چیز لینا جائز نہیں ہے۔ (اصلی رقم کے برابر رقم کسی قسم کی کمی اور زیادتی کے بغیر واپس کرنا اور وصول کرنا لازم ہے، کمی بیشی بالکل ہی حرام اور ناجائز ہے۔ البتہ معاف کردے تو معاف ہوجائے گا۔)[1]

بیع سلم میں مسلم فیہ پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا

بیع سلم میں خریدار کے لیے "مسلم فیہ" یعنی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

بیع سلم میں مسلم فیہ نایاب ہوجائے

"مسلم فیہ نایاب ہوجائے تو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۳/۶)

---

(۱) ولایجوز لرب السلم شراء شيء من المسلم الیه برأس المال بعد التقابل في عقد السلم الصحیح بعد وقوعه قبل قبضه بحکم الإقالة استحساناً لقوله علیه السلام: لاتأخذ الا سلمک أو رأس المال۔ أي لاتأخذ الا ماسلمت فیه حال قیام العقد أو رأس مالک بعد الانفساخ۔ (مجمع الانهر: (۱۴۵/۳) کتاب البیوع، باب السلم، ط: غفاریة کوئٹه)

فان تقایلا السلم لم یشتر رب المال من المسلم الیه برأس المال شیئا، یعني: قبل قبضه بحکم الاقالة؛ لقوله علیه الصلاة والسلام: لاتأخذ الا سلمک أو رأس مالک، أي الا سلمک حال قیام العقد أو راس مالک حال انفساخه۔ (تبیین الحقائق: (۵۱۷/۴) کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید)

ولایجوز لرب السلم شراء شيء من المسلم الیه برأس المال بعد الاقالة قبل قبضه بحکم الاقالة؛ لقوله علیه الصلاة والسلام: لاتأخذ الا سلمک أو رأس مالک أي الا سلمک حال قیام العقد أو رأس مالک حال انفساخه۔ (الدر مع الرد: (۲۱۹/۵) کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید کراچی)

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، ۲، ۳۔ علی الصفحة السابقة۔ (ولایجوز التصرف)

بیع سلم میں وکیل

(۱۹۹) بیع سلم میں بائع (مسلم الیہ) رأس المال پر قبضہ کرنے کے لیے کسی کو وکیل مقرر نہیں کر سکتا، البتہ مشتری (رب المال) بیع سلم منعقد کرنے کے لیے کسی کو بھی وکیل مقرر کر سکتا ہے۔ (۱)

بیع سے انحراف کرنا

باضابطہ طور پر ایجاب وقبول ہونے کے بعد بیع سے انحراف کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا بائع (سیلر) کے لیے وہ چیز کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اگر بائع نے وہ چیز کسی اور کو بیچ دی تو وہ بیع منعقد ہی نہیں ہوگی۔ البتہ اگر بائع اور مشتری نے آپس میں باہمی رضامندی سے بیع فسخ کر لی تو بائع کے لیے وہ چیز کسی دوسرے آدمی کو بیچنا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) قال الزيلعي: وهذا في الصرف مجراه على إطلاقه فإنه يجوز التوكيل فيه من الجانبين، وأما في السلم فإنه يجوز بدفع رأس المال فقط، وأما ما يأخذه فلا يجوز؛ لأن الوكيل إذا قبض رأس المال يبقى المسلم فيه في ذمته وهو مبيع ورأس المال ثمنه۔ ولا يجوز أن يبيع الإنسان ماله بشرط أن يكون الثمن لغيره كما في بيع العين۔ (رد المحتار على الدر المختار: (۵/۵۱۷) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳/۱۹۸) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل السادس في الوكالة في السلم، ط: رشيديه۔

تبيين الحقائق: (۴/۲۶۲) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: امداديه ملتان۔

البحر الرائق: (۷/۲۶۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رشيديه۔

(۲) وإذا حصل الايجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية... ولنا أن في الفسخ إبطال حق الغير فلا يجوز۔ (الهداية: (۳/۲۰، ۲۱) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

البيع يلزم بإيجاب وقبول أي حكم البيع يلزم بهما؛ لأنه جعلهما غيره، وأنه يلزم بهما مع أن البيع ليس إلا هما لأنهما ركناه۔ (البحر الرائق (۵/۲۶۲) كتاب البيوع، ط: سعيد)

[illegible]: (۲/۲۷) البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه۔

ناجائز ہونے کی مثال یہ ہے کہ: ایک شخص نے کسی کو اپنی دکان رضامندی کے ساتھ بیس لاکھ میں فروخت کر دی، اور مشتری (خریدار) نے کچھ رقم ادا کر کے باقی ادا کرنے کا وعدہ کیا، چند دنوں کے بعد یہی بائع کسی اور آدمی کے ساتھ اسی دکان کا سودا کرے تو یہ جائز نہیں ہے، ہاں اگر پہلے والے مشتری کی رضامندی سے یہ سودا ختم کیا جائے گا تو پھر اس کا سودا دوسرے آدمی سے کرنا جائز ہوگا۔

بیع صحیح

بیع صحیح: وہ بیع ہے جو اصل عقد اور وصف عقد دونوں کے اعتبار سے شریعت میں جائز ہو، اور عارضی خرابی بھی اس میں نہ پائی جائے۔

اصل عقد سے مراد عقد کا رکن ہے یعنی ایجاب وقبول، خریدنے والے، بیچنے والے مبیع اور ثمن کی تمام شرائط موجود ہوں۔

اور وصف سے مراد رکن کے علاوہ خارجی چیز ہے مثلاً عقد بیع کے تقاضے کے خلاف کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر بیع کے تمام احکام کسی قسم کی کراہت کے بغیر مرتب ہوتے ہیں، مثلاً بیچنے والا ثمن کا اور خریدنے والا خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جاتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں ان کے لئے حلال ہو جاتی ہیں۔ [1]

---

(۱) البیع الصحیح هو البیع الجائز وهو البیع المشروع أصلا ووصفا) فالبیع الصحیح یفید الملکیة حتی قبل القبض أی بمجرد حصول هذا البیع یصبح المشتری مالکاً للمبیع کما أن البائع یصبح مالکاً للثمن ولو لم یحصل القبض۔ وقد عرفت الکتب الفقهیة البیع الصحیح بأنه: ما کان مشروعاً بأصله ووصفه (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۹۳/۱) المادة: ۱۰۸، الکتاب الأول البیوع، المقدمة فی الاصطلاحات الفقهیة المتعلقة بالبیوع، ط: دار الکتب العلمیة)

الفقه الإسلامی وأدلته: (۵/ ۳۳۹۵، ۳۳۹۶) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، البحث الرابع: البیع الباطل والبیع الفاسد، ط: رشیدیه)=

بیع صحیح ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں

کسی چیز کی خرید وفروخت جائز ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں:

❶ جو چیز فروخت کی جارہی ہو وہ فروخت کرنے والے کی ملکیت ہو۔

❷ بیع کرتے وقت اس کی حوالگی اور سپردگی ممکن ہو، اگر وہ (فروخت کرنے والا) فی الحال مبیع (بیچی گئی چیز) حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو تو بیع درست نہیں ہوگی، مثلاً: بھاگے ہوئے جانور یا گُم شدہ چیزوں کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ ایسی چیزوں کو بائع بَروقت حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔[1]

بیع صرف

''بیع صرف'' (Changing of Money) زر کو زر کے عوض،

= أصل العقد أي ركنه ومحله، والركن: الإيجاب والقبول، والمحل: محل العقد ومعنى كون الركن مشروعا: ألا يعرض له خلل كأن يصدر الإيجاب والقبول من مجنون أو صبي لا يعقل، ومعنى كون المحل مشروعا: أن يكون مالاً متقوماً- وأما وصف العقد: فهو ما كان خارجا عن الركن والمحل كالشرط المخالف لمقتضى العقد، أو كون المبيع غير مقدور التسليم-(هامش الفقه الإسلامي وأدلته:(۳۳۹۵/۵)ايضاً، ط:رشيديه)

(۱) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً، مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم.... (رد المحتار: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع، انواع اربعة، ط:سعيد)

(شرح المجلة للأتاسي: (۸۷/۲) البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول: في حق شروط المبيع وأوصافه، ط:رشيديه)

البحر الرائق:(۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط:سعيد۔

شامی:(۵۰۵/۴، ۵۰۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط:سعيد۔

(بيع ما هو غير مقدور التسليم باطل كبيع سفينة غرقت لا يمكن إخراجها من البحر أو حيوان نادٍ لا يمكن مسكه أو تسليمه) أي كظبي صيد ثم ندّ ولا يمكن مسكه۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱۰۱/۲) المادة: ۲۰۹، الكتاب الاول: البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه ماجديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۸۱/۱) المادة: ۲۰۹ [illegible]

کرنسی کو کرنسی کے عوض، سونا چاندی کو سونا چاندی کے عوض، یا سونا چاندی کو کرنسی کے عوض فروخت کرنا۔[1]

بیع صَرف فون پر

''فون پر بیع صرف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۰/۵)

بیع صرف کی شرائط

اگر بیع صرف میں دونوں عوض کی جنس ایک ہو جیسے سونے کے عوض میں سونے یا چاندی کے عوض چاندی، یا پاکستانی روپے کے بدلے میں پاکستانی روپے، ڈالر کے بدلے ڈالر کی بیع کی تو اس کے جائز ہونے کی دو شرائط ہیں۔

❶ عقد کی مجلس میں دونوں عوضوں پر قبضہ کرنا ضروری ہے، اگر کسی ایک طرف سے معاملہ ادھار ہو، یا کسی ایک کے پاس خیار شرط ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔

❷ دونوں عوضوں کا مقدار میں برابر ہونا ضروری ہے، خواہ ایک عوض دوسرے عوض سے اچھا ہو، تب بھی دونوں جانب مقدار میں برابر ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا ایک تولہ سونے کی بیع ایک تولہ سونے سے کم میں جائز نہیں ہے، اگرچہ ایک تولہ سے کم والا سونا کیرٹ کے اعتبار سے اچھا ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح پاکستانی پرانے نوٹ دے کر نئے نوٹ لئے جائیں تو دونوں طرف برابر ہونا ضروری ہے، نئے نوٹ کم اور پرانے نوٹ زیادہ ہوں تو یہ جائز نہیں ہوگا دونوں طرف برابر ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا۔

---

(۱) والثاني في معناه في الشريعة وقد أفاده بقوله: هو بيع بعض الأثمان ببعض كالذهب والفضة إذا بيع أحدهما بالآخر أي بيع ما من جنس الأثمان بعضها ببعض .... (البحر الرائق: (۱۹۲/۶) كتاب الصرف، ط:سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۳۷/۳) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: رشيديه۔

رد المحتار: (۲۵۷/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، ط:سعيد۔

اور اگر دونوں طرف کی جنس ایک نہ ہو بلکہ مختلف ہو تو پھر بیع جائز ہونے کے لئے ایک ہی شرط ہے کہ عقد کی مجلس میں دونوں عوضوں پر قبضہ کرلیا جائے، ادھار کرنا جائز نہیں البتہ کمی بیشی کرنا جائز ہے مثلاً ایک ڈالر کا تبادلہ سو پاکستانی روپے سے کرنا جائز ہے، پانچ تولہ چاندی کا تبادلہ آدھا تولہ سونے سے کرنا جائز ہے البتہ دونوں بدلوں پر عقد کی مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے ادھار کرنے کی اجازت نہیں۔ (۱)

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواء بسواء يداً بيد، فمن زاد أو استزاد، فقد أربى، الآخذ والمعطي فيه سواء (الصحيح لمسلم (۲/۲۵) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي

☐ وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء ـــ وإذا وجد حرم التفاضل والنساء ـــ وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ۔ (الهداية: (۳/ ۸۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

☐ الدر المختار، مع الرد: (۵/ ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد

☐ ولا يجوز بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، إلا مثلاً بمثل، تبراً كان أو مصوغاً أو مضروباً۔ (الفتاوى الهنديه: (۳/ ۲۱۸) كتاب الصرف، الباب الثاني في أحكام العقد بالنظر إلى المعقود عليه، الفصل الأول في بيع الذهب والفضة، ط: رشيديه

☐ إن العملة الورقية قد أصبحت ثمنًا، وقامت مقام الذهب والفضة في التعامل بها وتمولها وتداولها وحصول الثقة بها كوسيط للتداول بين الأفراد، لهذا فإن الورق النقدي نقد قائم بذاته له حكم النقدين من الذهب والفضة؛ فتجب فيها الزكاة... وكذلك يجري الربا عليها بنوعيه؛ فضلاً ونساءً، كما يجري ذلك في النقدين الذهب والفضة تمامًا... أن الورق السعودي جنس، والورق الأمريكي جنس، وهكذا كل عملة ورقية جنس مستقل بذاته، ولا يجوز بيع الورق النقدي بعضه ببعض أو بغيره من الأجناس النقدية الأخرى من ذهب أو فضة أو غيرهما نسيئة مطلقًا، متفاضلاً بدون تقابض، ولا يجوز أيضا بيع الجنس الواحد من العملة الورقية بعضه ببعض متفاضلاً؛ سواء كان نسيئة أو يدًا بيد، ويجوز بيع بعضه ببعض من غير جنسه مطلقًا إذا كان ذلك يدًا بيد۔ (زكاة الأسهم والسندات والورق النقدي: (ص: ۵۵، ۵۶)، المبحث الثاني: الأوراق النقدية، سابعا: الخلاصة ومجمل القول، ط: دار بلنسية الرياض)

☐ الصرف لغة: النقل والرد... وشرعًا: بيع الثمن (الذهب والفضة وما يقوم مقامها) بالثمن جنسًا بجنس كذهب بذهب، أو ليرة سورية بليرة سورية، فيشترط فيه التساوي أو جنسًا بغير جنس كذهب بفضة أو دولار امريكي بكذا ليرة سورية، فلا يشترط فيه التساوي، بل جاز التفاضل،=

بیعِ عینہ

☆ ...... ''بیع عینہ'' کو اس لیے بیع عینہ کہتے ہیں کہ اس میں بائع قرض دینا چھوڑ کر عین اور سامان کی طرف آنا پسند کرتا ہے یا اس لیے کہ بائع کے پاس واپس عین یعنی وہ چیز آجاتی ہے۔ (۱)

☆ ...... بیع عینہ کی مختلف صورتیں ہیں:

❶ مثلاً: عمر زید کے پاس گیا اور اس سے دس ہزار کا قرضہ طلب کیا، زید نے قرض دینے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ: ''میرے پاس مشین ہے، اس کی قیمت دس ہزار ہے، وہ آپ تیرہ ہزار میں خرید لیں، اور چھ ماہ کے بعد مجھے قیمت اَدا کردیں''، عمر نے مشین خرید لی، اور بازار میں یا پھر واپس زید کو دس ہزار نقد میں فروخت کردی تو یہ بیع عینہ کہلائے گی۔ (۲)

❷ اگر زید، عمر کو مشین فروخت کرتے وقت یہ شرط رکھے کہ مشین واپس مجھے

= لقوله صلى الله عليه وسلم: فإذا اختلف الجنسان فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدًا بيد. (الكافي في فقه الحنفي: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الصرف، ط: مؤسسة الرسالة)

(۱) يستقرض من تاجر عشرة فيأبى عنه ويبيع منه ثوبا يساوي عشرة بخمسة عشر مثلا نسيئة في نيل الزيادة ليبيعه المستقرض بعشرة ويتحمل خمسة، سمي به لما فيه من الإعراض عن الدين إلى العين. (مجمع الأنهر: (۱۹۴/۳) كتاب الكفالة، فصل، ط: دار الكتب العلمية)

والكمال بن الهمام يرى أنه سمي بيع العينة: لأنه من العين المسترجعة. (الموسوعة الفقهية: (۹/ ۹۵) حرف الباء، بيع العينة، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

فتح القدير: (۳۲۴/۶) كتاب الكفالة، فصل في الضمان، ط: رشيديه.

الدر المختار مع الرد: (۳۲۶/۵) كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ط: سعيد.

(۲) (قوله: أمر كفيله ببيع العينة) بكسر العين المهملة وهي السلف، يقال باعه بعينة: أي نسيئة مغرب... وقيل: لهذا البيع عينة، لأن مشتري السلعة إلى أجل يأخذ بدلها عينا أي نقدًا حاضرًا... فيأتي إلى تاجر فيطلب منه القرض، ويطلب التاجر منه الربح، ويخاف من الربا، فيبيعه التاجر ثوبًا يساوي عشرة مثلاً بخمسة عشر نسيئة، فيبيعه هو في السوق بعشرة فيحصل له العشرة، ويجب عليه للبائع خمسة عشر إلى أجل، أو يقرضه خمسة عشر درهمًا ثم يبيعه المقرض ثوبًا يساوي عشرة بخمسة عشر،

دس ہزار میں فروخت کریں گے، تو یہ صورت دو وجہ سے ناجائز ہے:

① شرط کی وجہ سے۔ ② بائع نے زیادہ قیمت پر بیچا اور ثمن وصول ہونے سے پہلے کم قیمت میں خریدا یہ جائز نہیں ہے۔ اس کو "شراء ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن" کہتے ہیں۔ (۲)

③ تیسری صورت یہ ہے کہ: شرط کے بغیر فروخت کردے اور واپس فروخت کرنے کا وعدہ لے یا بیع ہونے کے بعد واپس فروخت کرنے کی شرط لگادے، یہ صورت بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ اس میں بھی زیادہ قیمت میں فروخت کرنے کے بعد قیمت وصول ہونے سے پہلے کم قیمت پر خریدنا لازم آتا ہے۔ البتہ

= يأخذ الدراهم التي أقرضه على أنها ثمن الثوب فيبقى عليه الخمسة عشر قرضًا درر، ومن صورها أن يعود الثوب إليه، كما إذا اشتراه التاجر في الصورة الأولى من المشتري الثاني، ودفع الثمن إليه ليدفعه إلى المشتري الأول، وإنما لم يشتره من المشتري الأول تحرزًا عن شراء ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن. (الدر مع الرد: (۳۲۵/۵) كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ط: سعيد)

© البحر الرائق: (۲۳۵/۶) كتاب الكفالة، فصل: ولو أعطى المطلوب الكفيل...، ط: سعيد)

© الهندية: (۲۰۸/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه۔

(۲) قوله: أو أمة على أن يعتق المشتري... أو يقرض المشتري درهمًا أو يهدي له أو يسلم إلى كذا أو ثوب على أن يقطعه البائع أو يخيطه قميصًا) أي لم يجز بيع أمة بشرط منها، وهو فاسد؛ لأنه بيع وشرط، وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع وشرط....۔ (البحر الرائق: (۸۵/۶، ۸۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

© الدر مع الرد: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد۔

© (قوله: وشراء ما باع بالأقل قبل نقد الثمن) أي لم يجز شراء البائع ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن....۔ (البحر الرائق: (۸۲/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

© الدر مع الرد: (۷۳/۵، ۷۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

© حاشية الطحطاوي على الدر: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

© هذا غير جائز عندنا إن كان بيع الثاني قبل نقد الثمن، فإن كان بعد نقد الثمن فإن كان مشروطًا بالبيع الأول فهو غير جائز أيضًا لعدم جواز البيعتين في بيعه. (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۳۰/۴)

[illegible]

قیمت کی ادائیگی کے بعد کم قیمت پر خریدنا جائز ہے۔ (۱)

۴ زید، عمر کو وہ چیز تیرہ ہزار میں فروخت کردے، پھر عمر اس کو بکر کے ہاتھ فروخت کردے اور بکر اس کو پھر زید کے ہاتھ فروخت کردے، تو یہ صورت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز (۲) اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ (۳)

۵ زید، عمر کو مشین فروخت کرے، اور عمر اس کو بازار میں بکر کے ہاتھ فروخت کرے، اور زید کے پاس واپس ہی نہ آئے یہ صورت جائز ہے۔ (۴)

بیع فاسد

☆......جب بیع اپنی ذات اور اصل کے اعتبار سے تو صحیح ہوجائے، لیکن

---

(۱) (قوله وشراء ما باع بالأقل قبل النقد) أي لم يجز شراء البائع ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن... وقيد بقوله قبل النقد إذ بعده لا فساد. (البحر الرائق: (۶/۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر المختار مع الرد: (۵/۷۳، ۷۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد.

حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۷۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة.

(۲، ۳، ۴) (أمر) الأصيل (كفيله ببيع العينة) أي بيع العين بالربح نسيئة ليبيعها المستقرض بأقل ليقضي دينه، اخترعه أكلة الربا، وهو مكروه مذموم شرعا لما فيه من الإعراض عن مبرة الإقراض۔ (قوله: وهو مكروه) أي عند محمد، وبه جزم في الهداية، قال في الفتح: وقال أبو يوسف: لا يكره هذا البيع؛ لأنه فعله كثير من الصحابة... وقال محمد: هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال ذميم اخترعه أكلة الربا، وقد ذمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إذا تبايعتم بالعينة واتبعتم أذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم أي شغلتم بالحرث عن الجهاد، وفي رواية "سلط عليكم شراركم فيدعوا خياركم فلا يستجاب لكم، وقيل: إياك والعينة فإنه العينة، ثم قال في الفتح ما حاصله: إن الذي يقع في قلبه أنه إن فعلت صورة يعود فيها إلى البائع جميع ما أخرجه أو بعضه كعود الثوب إليه في الصورة المارة، وكعود الخمسة في صورة إقراض الخمسة عشر فيكره يعني تحريما، فإن لم يعد كما إذا باعه المديون في السوق فلا كراهة فيه بل خلاف الأولى؛ فإن الأجل قابله قسط من الثمن والقرض غير واجب عليه دائما بل هو مندوب، وما لم ترجع إليه العين التي خرجت منه لا يسمى بيع العينة؛ لأنه من العين المسترجعة لا العين مطلقا... وجعله السيد أبو السعود محمل قول أبي يوسف، وحمل قول محمد والحديث على صورة العود... (ال[illegible] الد[illegible] [illegible]/۳۲۶) كتاب الكفالة، مطلب: بيع العينة، ط: سعيد) =

وصف کے اعتبار سے اس میں خلل آجائے تو وہ ''بیع فاسد'' ہو جاتی ہے۔ [۱]

☆......اس کا حکم یہ ہے کہ: جب تک خریدنے والے کے قبضے میں نہ آجائے تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آتی، اور جب قبضہ کرلیا تو ملک میں آگئی، لیکن حلال طیب نہیں؛ اس لیے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب بیع کو برقرار رکھا جائے، جبکہ بیع فاسد کو برقرار رکھنا گناہ ہے؛ لہٰذا شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایسی بیع کرنے والے اس بیع کو ختم کر کے دوبارہ شرعی طریقے سے بیع کریں۔ [۲]

بیع فاسد کا حکم

☆......بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ نہ کیا جائے اور اگر بائع کی اجازت اور رضامندی سے اسی مجلس میں مبیع پر قبضہ کرلیا تو خریدار اس مبیع کا

= فتح القدير: (۲۱۲/۷، ۲۱۳) كتاب الكفالة، ط: دار الفكر بيروت۔

البحر الرائق: (۲۳۵/۶) كتاب الكفالة، فصل: ولو أعطى المطلوب الكفيل، ط: سعيد۔

(۱) والفاسد له معنيان، لغوي واصطلاحي... وأما الثاني قالوا: هو ما كان مشروعا بأصله لا بوصفه... ومرادهم من مشروعية أصله كونه مالاً متقوّمًا، لا جوازه وصحته، فإن كونه فاسدًا يمنع صحته....۔ (البحر الرائق: (۶۸/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البناية شرح الهداية: (۱۸۸/۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

شامی: (۴۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) (وإذا قبض المشتري المبيع برضا) عبر ابن الكمال بإذن (بائعه صريحا أو دلالة) بأن قبضه في مجلس العقد بحضرته (في البيع الفاسد)... (ملكه)... (بمثله إن مثليا وإلا فبقيمته) يعني إن بعد هلاكه أو تعذر رده... ويجب (على كل واحد منهما فسخه قبل القبض) ويكون امتناعا عنه، ابن ملك (أو بعده ما دام) المبيع بحاله، جوهرة، (في يد المشتري) إعداما للفساد، لأنه معصية فيجب رفعها... (قوله: ملكه) أي ملكا خبيثا حراما، فلا يحل أكله ولا لبسه....۔ (الدر مع الرد: (۸۸/۵-۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البناية شرح الهداية: (۲۵۹/۷، ۲۶۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۹۱/۶، ۹۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل: في بيان أحكام البيع الفاسد،

مالک ہوجائے گا، لیکن یہ ملکیت حرام ہوگی، قبضہ کرنے کے بعد اگر مبیع موجود ہوتو اسے واپس کرنا واجب ہوگا، اور اگر وہ چیز ضائع ہوگئی یا اس کی ملکیت سے نکل گئی تو اس کو بازار میں رائج قیمت (Market Value) کے مطابق اس چیز کی قیمت ادا کرنا واجب ہوگا۔[۱]

☆...... بیع فاسد سے جو مبیع خریدار کے قبضے میں آئے اسے کھانا پینا اور پہننا جائز نہیں ہے، اور اگر اسے فروخت کردیا اور اس سے نفع حاصل ہوا تو وہ نفع بھی حلال نہیں ہے، اس کا صدقہ کرنا واجب ہے، البتہ بیع فاسد کے ذریعے بائع کو جو قیمت یعنی کرنسی نوٹ حاصل ہوئے، اس کے لیے ان کا استعمال جائز ہے۔ اور ان کے ذریعے کوئی چیز بیع صحیح کے ساتھ خرید وفروخت کرنے سے جو نفع حاصل ہوگا وہ بھی جائز ہے، لیکن بیع فاسد کرنے کا گناہ ضرور ہوگا۔[۲]

بیع فاسد کی صورتیں

☆...... بیع میں نزاع اور جھگڑے کا احتمال ہو۔ جو مندرجہ ذیل وُجوہات

---

(۱) انظر الى الحاشية السابقة.

(۲) (وطاب للبائع ماربح) في الثمن لا على الرواية الصحيحة المقابلة للأصح، بل على الأصح أيضًا؛ لأنّ الثمن في العقد الثاني غير متعين، ولا يضر تعينه في الأوّل، كما أفاده سعدي، (لا) يطيب (للمشتري) ماربح في بيع يتعين بالتعيين بأن باعه بأزيد لتعلق العقد بعينه، فتمكّن الخبث في الربح فيتصدّق به، (قول: المصنف: وطاب للبائع ما ربح لا للمشتري) صورة المسئلة ماذكره محمد في الجامع الصغير: اشترى من رجل جارية بيعًا فاسدًا بألف درهم و تقابضا و ربح كل منهما فيما قبض يتصدّق الّذي قبض الجارية بالربح ويطيب الربح للّذي قبض الدراهم. (الدر مع الرد: (۹۶/۵، ۹۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البناية شرح الهداية: (۲۷۳/۷، ۲۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في أحكامه، ط: رشيديه.

البحر الرائق: (۹۷/۶، ۹۸) كتاب البيع، باب البيع الفسد، فصل: في بيان أحكام البيع الفاسد، ط: سعيد.

سے پیدا ہوتا ہے:

❶ مبیع (بیچی گئی چیز) کو خریدار کے سپرد کرنا بائع کی قدرت میں نہ ہو، مثلاً: بھاگے ہوئے جانور یا گم شدہ گاڑی کی بیع ، البتہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ: وہ بھاگا ہوا جانور یا گم شدہ گاڑی میرے پاس ہے، تو اس کو خریدنا صحیح ہے۔

❷ مبیع خریدار کے سپرد کرنے میں ضرر و نقصان ہو، جیسے: چھت میں لگے ہوئے معین شہتیر کی بیع؛ کیوں کہ اس کو نکال کر سپرد کرنے میں چھت کو نقصان پہنچتا ہے۔

❸ مبیع کی ذات غیر معین رہے، مثلاً: یوں کہا کہ: ان دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا فروخت کیا۔

❹ وصف کے اعتبار سے مبیع غیر معین رہے، جیسے: بھیڑ کی پشت پر لگی ہوئی اُون فروخت کی تو اُون کو کہاں سے کاٹا جائے اور اس کی مقدار کتنی ہو، اس میں جھگڑے کا احتمال ہے۔

☆......بعض لازمی امور کو ترک کرنا۔

❶ ثمن (یعنی طے کردہ قیمت) کا غیر متقوم ہونا، جیسے: گندم کو شراب کے عوض فروخت کیا۔

❷ بیع میں ثمن کی ادائیگی کے لیے ایسی مدت مقرر کرنا جو متعین نہ ہو، مثلاً: یہ کہ جب گندم کٹے گی اس وقت قیمت کی ادائیگی کریں گے، حالانکہ اس میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔

❸ بیع میں ربا اور سُود کا شبہ ہو، جیسے: ایک چیز پانچ سو روپے میں فروخت کی اور ابھی قیمت پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ وہی چیز واپس چار سو میں خرید لی، اب بائع کے پاس اپنی چیز بھی واپس آئی اور سو روپے بھی زائد آئے، چوں کہ ابھی قیمت پر قبضہ نہیں کیا تھا، اس لیے قرض کے معاملے پر سو روپے زائد ملے۔

❷ ایجاب وقبول کا طریقہ شریعت کے مخالف ہو، مثلاً: دونوں میں سے ایک بغیر دیکھے اور بغیر سوچے سمجھے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے اور اس کو بیع سمجھیں، یا دونوں میں سے ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے، حالانکہ دوسرے کے کپڑے کو دیکھا تک نہ ہو، یا خریدار جو چیز لینا چاہتا ہے اس پر کنکری ڈال دے۔ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں عربوں میں خرید وفروخت کے یہ طریقے رائج تھے اور سمجھتے تھے کہ ان سے بیع لازم ہوجاتی ہے۔ پہلے طریقے کا نام "مُلامَسَه" دوسرے کا نام "مُنَابَذَه" اور تیسرے کا نام "اِلقاءِ حَجر" تھا۔ حدیث میں ان سے منع کیا گیا۔

☆......بیع میں ایسی شرط لگانا جس کا عقد تقاضا نہ کرے، اس سے مراد ایسی شرط ہے جس میں کسی ایک کا نفع ہو۔

❶ بیع میں ایسی شرط لگانا جس سے خریدار کا نفع ہو، مثلاً: اس شرط پر کپڑا خریدا کہ بائع اس کو خریدار کے لیے سی کر بھی دے، یا اس شرط پر خریدا کہ بائع اس کو قرض بھی دے۔

❷ بیع میں ایسی شرط لگانا کہ اس میں بائع کا نفع ہو، مثلاً: بائع اس شرط پر مکان فروخت کرے کہ وہ اس میں ایک مہینہ رہے گا۔

❸ بیع میں ایسی شرط رکھنا کہ اس سے مبیع (بیچی گئی چیز) کا نفع ہو جب کہ مبیع غلام یا باندی ہو اور اس شرط سے ان کا نفع ہو، مثلاً: اس شرط پر فروخت کیا کہ خریدار آگے اس اجنبی کے ہاتھ فروخت کرے گا، یا اسی اجنبی کو قرض دے گا۔[1]

---

(١) لم يجز بيع... الخنزير والخمر) أي في حق المسلم للنهي عن بيعهما وقربانهما وصرح في الهداية بالفساد فيهما لوجود حقيقة البيع وهو مبادلة المال بالمال فإنه مال عند البعض ومراده ما إذا كانا مبيعين قوبلا بعوض بيع مقايضة أما إذا قوبلا بالدراهم أو الدنانير فالبيع باطل... (والسمك قبل الصيد) أي لم يجز بيعه لكونه باع ما لا يملكه فيكون باطلاً أطلقه فشمل ما إذا كان في حظيرة إذا كان لا يؤخذ=

بیعِ فاسد میں اقالہ

بیع فاسد ہونے کی صورت میں فساد کو دور کرنے کے لیے اقالہ کرنا ضروری (۲۱۱)

=الأ بصيد لكونه غير مقدور التسليم فيكون فاسدًا، ومعناه إذا أخذه ثم ألقاه فيها ... (والطير في الهواء... (والحمل والنتاج) لايجوز بيعهما ... والبيع فيهما باطل لنهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع الحبل وحبل الحبلة، ولما فيه من الغرور ... (واللبن في الضرع) أي لايجوز بيعه للغرر فعساه انتفاخ ولأنه يتنازع في كيفية الحلب... (واللؤلؤ في الصدف) للغرر، وهو مجهول لايعلم وجوده ولا قدره ولايمكن تسليمه إلا بضرر وهو كسر الصدف... (والصوف على ظهر الغنم؛ لأنه من أوصاف الحيوان، ولأنه ينبت من أسفل فيختلط المبيع بغيره ... والقطع في الصوف متعين فيقع التنازع في موضع القطع... (والجذع في السقف وذراع من ثوب) لأنه لايمكنه تسليمه إلا بضرر، أطلقه وهو محمول على ثوب يضره القطع كالعمامة والقميص ... (وضربة القانص أي لم يجز بيع مايخرج من ضربة القانص، وهو بالقاف والنون الصائد، يقول بعتك ما يخرج من إلقاء هذه الشبكة مرة بكذا ... (والمزابنة) ... أي لم يجز بيع المزابنة لنهيه صلى الله عليه وسلم عن بيع المزابنة والمحاقلة، أما المزابنة فقال في الفائق بيع الثمر في رؤوس النخل بالتمر لأنها تؤدي إلى النزاع ... (والملامسة وإلقاء الحجر) ومثلها المنابذة، وهذه بيوع كانت في الجاهلية فنهى عنها، وهو أن يتراوض الرجلان على سلعة أي يتساوما، وإذا لمسها المشتري أو نبذها إليه البائع أو وضع المشتري عليها حصاة لزم البيع رضي البائع أو لم يرض، والأول بيع الملامسة والثاني بيع المنابذة والثالث إلقاء الحجر، ولأن فيه تعليقًا بالخطر... (وثوب من ثوبين) لجهالة المبيع ... (والآبق) أي لم يجز بيع الآبق لنهي النبي صلى الله عليه وسلم عنه ولأنه لايقدر على تسليمه ... (إلا أن يبيعه ممن يزعم أنه عنده) ... (وشراء ماباع بالأقل قبل النقد) أي لم يجز شراء البائع ماباع بأقل مما باع قبل نقد الثمن ... (وزيت على أن يزنه بظرفه ويطرح عنه مكان كل ظرف خمسين رطلاً، وصح لو شرط أن يطرح عنه بوزن الظرف) أي لم يجز بيع شيئ بهذا الشرط وصح البيع بالشرط الثاني؛ لأن الأول لايقتضيه العقد والثاني يقتضيه ... (وأمة على أن يعتق المشتري أو يدبر ... أو يستخدم البائع شهرًا أو دارًا على أن يسكن أو يقرض المشتري درهمًا ...) ... وأشار المصنف بالعتق وما عطف عليه إلى كل شرط لايقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود عليه وهو من أهل الاستحقاق، ولم يجر العرف به ولم يرد الشرع بجوازه... ونفسير منفعة المعقود عليه إذا كان من أهل الاستحقاق اشتراط أن لايبيع العبد أو لايهبه أو يخرجه عن ملكه بوجه من الوجوه... لا البيع إلى النيروز والمهرجان... وإلى قدوم الحاج والحصاد والدياس والقطاف) أي لا يجوز البيع إلى هذه الآجال؛ لأنها تتقدم وتتأخر- (البحر الرائق: (۸۱/۶-۸۸) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵/۶۰-۸۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد-

الجوهرة النيرة: (۱/۲۳۸-۲۴۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: قديمي-

ہے، اور اس اقالے کے لیے بائع اور مشتری دونوں کی رضامندی ضروری نہیں ہے، کوئی بھی ایک فریق دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر اقالہ کرسکتا ہے۔ (۱)

اور اقالہ، ثمن اوّل (طے کردہ پہلی قیمت) پر کرنا لازم ہے، اگر بیعانہ لیا ہے تو وہ واپس کرنا ہوگا، اگر اس دوران قیمت کے گھٹنے کی وجہ سے بائع کا نقصان ہوا تو وہ بائع کو برداشت کرنا پڑے گا، مشتری سے وصول کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (ولكل منهما فسخه) يعني على كل واحد منهما فسخه؛ لأن رفع الفساد واجب عليهما ...... ويتمكن كل واحد منهما من الفسخ قبل القبض بعلم صاحبه... فكان كل واحد منهما بسبيل من فسخه من غير رضا الآخر، لكنه يتوقف على علمه. (تبيين الحقائق، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، (۴/ ۴۰۲، ۴۰۳) ط: دار الكتب العلمية بيروت)

وان كان واجباً في المكروه تحريماً دافعاً لمعصية أو فساد الفسخ بدون التراضي، امامن أحدهما أو من القاضي جبرًا كما قدمناه۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۶۷) كتاب البيع، باب الاقالة، ط: رشيديه)

وتجب في عقد مكروه فاسد (الدر المختار) لوجوب رفع كل منهما على المتعاقدين صوناً لهما عن المحظور، ولايكون الا بالاقالة۔ (الدرمع الرد: (۵/ ۱۲۴) كتاب البيوع، باب الاقالة ط: سعيد)

ان الفاسد يجب فسخه على كل منهما بدون رضا الآخر، وكذا القاضي فسخه بلارضاهما۔ (شامي: (۵/ ۱۲۴) كتاب البيوع، باب الاقالة ط: سعيد)

(۲) الاقالة جائزة في البيع بمثل الثمن الأول...... فان شرط أكثر منه أو أقلّ فالشرط باطل، يرد مثل الثمن الأول، والأصل: ان الاقالة فسخ في حق المتعاقدين۔ (الهداية: (۳/ ۶۹) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: شركة علمية ملتان)

البحر الرائق: (۶/ ۱۸۳) كتاب البيع، باب الاقالة، ط: رشيديه۔

فتح القدير: (۶/ ۴۸۶، ۴۸۷) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: مصطفى البابى الحلبى مصر۔

وإذا حصل نقص في المبيع وهو في يد المشتري... وهو على ثلاثة أقسام، الأوّل أن يحدث النقص بفعل من المشتري... أو بآفة سماوية... فإن البائع يأخذه مع الأرش أي ضمان النقصان... الثاني: إذا حصل النقص في المبيع بفعل البائع ... ولو كان بيد المشتري يردّه مع ذلك النقص ولاضمان عليه... الثالث: أن يحدث النقص بفعل أجنبي فللبائع الخيار ....۔ (فقه البيوع: (۲/ ۹۶۸) المبحث الثامن، الباب الرابع: في البيع الفاسد، ط: معارف القرآن)

الدرمع الرد: (۵/ ۱۰۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: أحكام نقصان المبيع فاسداً، ط: سعيد۔

طحطاوي على الدر: (۳/ ۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

بیع فاسد میں مشتری نے مبیع تیسرے آدمی کو فروخت کر دیا

☆...... واضح رہے کہ شرطِ فاسد کی وجہ سے بیع فاسد ہو جاتی ہے اور اس بیع کو فسخ (ختم/کینسل) کرنا ضروری ہوتا ہے، ورنہ گناہ ہوتا ہے، تاہم اگر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) نے بیع فسخ نہیں کی اور مشتری نے بائع کی اجازت سے مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کر لیا اور بائع نے بھی ثمن (طے کردہ قیمت) پر قبضہ کر لیا، تو مشتری مبیع کا مالک بن جائے گا، اگر اس کے بعد مشتری وہ مبیع کسی تیسرے آدمی کو فروخت کرے گا تو ثمن (قیمت کی رقم) مشتری کو ملے گی؛ کیوں کہ مشتری ہی مبیع کا مالک ہے، بائع یا اس کے ورثا کو نہیں ملے گا؛ کیوں کہ مبیع ان کی ملکیت سے نکل چکا ہے۔[1]

---

(۱) (ولكل منهما فسخه) يعني على كل واحد منهما فسخه؛ لأن رفع الفساد واجب عليهما۔ (تبيين الحقائق: (۳۰۲/۴) باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

قوله: قبض المشتري المبيع في البيع الفاسد بأمر البائع وكل من عوضيه مال ملك المبيع بقيمته... لأن ركن البيع صدر من أهله مضافاً الى محله فوجب القول بانعقاده ولا خفاء في الأهلية والمحلية وركنه مبادلة المال بالمال... فنفس البيع مشروع وبه تنال نعمة الملك، انما المحظور مايجاوره، كما في البيع وقت النداء... وفي قوله: "ملك المبيع" ردّ على من قال: انه انما ملك التصرف دون العين، وهم العراقيون، وماذكره قول أهل بلخ، وهو المنصوص عليه في كلام محمد، وهو الصحيح المختار، فانه قال: ان المشتري خصم لمن يدعيه؛ لأنه يملك رقبته، كذا في جامع الفصولين... ولو باعه كان الثمن له، ولو بيعت دار الى جنبها فالشفعة للمشتري، ولو اعتقه البائع لم يعتق، ولو سرقه البائع من المشتري بعد قبضه قطع، كما في الجوهرة، فهذه كلها ثمرات الملك۔ (البحر الرائق: (۹۱/۶، ۹۲) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكام البيع الفاسد، ط: رشيديه)

واذا ملكه تثبت كل أحكام الملك۔ (الدر المختار) وفي الشامية: فيكون المشترى خصماً لمن يدعيه؛ لأنه يملك رقبته، نص عليه محمد، ولو باعه كان الثمن له۔ (الدر مع الرد: (۹۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

قوله: ملكه أي ملك عينه، هو قول أئمة بلخ؛ بدليل أن المشتري اذا أعتقه بعد قبضه صح، وكان الولاء له، ولو باعه كان الثمن له۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

فتح القدير: (۳۵۹/۶-۳۶۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: دار الفكر۔

الهداية: (۶۲/۳-۶۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: فصل في أحكام البيع الفاسد، ط: شركة علمية ملتان۔

☆......موجودہ دور میں عام طور پر بیع تعاطی ہوتی ہے، ایجاب وقبول کا نام ونشان نہیں ہوتا، عام طور پر شرطِ فاسد کاغذات میں درج ہوتی ہے اور کاغذات یا تو بیع سے پہلے بن جاتے ہیں یا بعد میں، اگر عقد بیع سے پہلے بنے ہیں اور اس کی بنیاد پر بیع ہوئی ہے تو بھی بیع فاسد ہوگی اور اگر عقد کے بعد بنے ہیں تو وعدہ کی طرح ہے اس سے عقد فاسد نہیں ہوتا اور نفع صدقہ کرنا واجب نہیں ہوتا۔ ہاں اگر عقد میں شرط ہو تو نفع صدقہ کرنا واجب ہوگا۔[1]

بیع فاسد نہ ہونے کی ایک صورت

''ڈلیوری میں مؤخر کرنے کی شرط نہیں تھی''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۰/۳)

بیع فسخ کرنے کی صورت میں جرمانہ لگانا

اگر بائع اور مشتری نے سودا کرتے وقت یہ شرط لگائی ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک فریق بیع کو فسخ (ختم) کرے گا تو اس پر اتنا جرمانہ ہوگا، تو یہ بیع فاسد ہے، اس صورت میں ہر فریق دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر بیع فسخ کرسکے گا، اور فسخ کی صورت میں وصول کی ہوئی رقم واپس کرنا ضروری ہے، اور فسخ کرنے والے سے جرمانہ لینا جائز نہیں ہے، اور اگر سودا ہونے کے بعد یہ شرط لگائی

(۱) ولو اشترى جارية شراء فاسداً وقبضها وباعها وربح فيها تصدق بالربح، ولو اشترى بثمنها شيأ آخر فربح فيه طاب له الربح، كذا في السراج الوهاج۔ (الهندية: (۳/ ۱۴۹) كتاب البيوع، الباب الحادي عشر: في أحكام البيع الجائز، ط: رشيديه)

قلت: وفي جامع الفصولين أيضاً: لو ذكر البيع بلا شرط ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع ولزم الوفاء بالوعد؛ اذ المواعيد قدتكون لازمة، فيجعل لازماً لحاجة الناس.... (تنبيه) في جامع الفصولين أيضاً: لو شرطا شرطاً فاسداً قبل العقد ثم عقدا لم يبطل العقد، قلت: وينبغي الفساد لو اتفقا على بناء العقد كما صرحوا به في بيع الهزل۔ (شامي: (۸۴/۵) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد، ط: سعيد)

لأن الأصل في العقود القول، والكتابة وثيقة. والله تعالى أعلم. حرره الأحقر ظفر أحمد عفي عنه. أصل الجواب وكذا تصحيحه صحيحان أشرف علي (إمداد الأحكام: (۳/ ۳۴۹) كتاب البيوع،

گئی ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ (۱)

بیعِ فُضولی

اگر کسی نے مالک کی اجازت کے بغیر اس کی کوئی چیز قیمت مقرر کر کے فروخت کر دی تو یہ بیع فضولی ہے، اور بیع فضولی کا حکم یہ ہے کہ ایسی بیع مالک کی اجازت پر موقوف رہے گی، اگر مالک اجازت دے گا تو وہ بیع نافذ ہوگی، ورنہ کینسل ہوجائے گی، اور اجازت دینے کی صورت میں قیمت کی رقم مالک کو ملے گی۔ (۲)

=فصل في بيع الوفاء، قبيل: باب الحقوق، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) ولا بيع بشرط) لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو) فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن يكون آدميا ... (ولم يجر العرف به و) لم (يرد الشرع بجوازه) (قوله: ولا بيع بشرط) ... وقلت وفي جامع الفصولين أيضًا: لو ذكر البيع بلا شرط ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع، ولزم الوفاء بالوعد، إذ المواعيد قد تكون لازمة۔ (الدر مع الرد: (۸۴،۸۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع الفاسد، ط: سعيد)

قوله عليه السلام: كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل، فبطل الشرط الواحد وكل مالم يعقد إلا به۔ (اعلاء السنن: (۱۵۳/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن البيع بالشرط، ط: إدارة القرآن كراچی)

الهداية: (۴۴/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: شركة علمية ملتان۔

والجواب عنه أن الدليل هو النهي عن البيع والشرط، وأجاب عنه ابن الجوزي بأنه ليس في الحديث أن اشتراط الولاء، والعتق كانا مقارنا للعقد، فيحمل على أنه كان سابقًا للعقد، فيكون الأمر بقوله: "اشترطي" مجرد الوعد، ولا يجب الوفاء... ولا يلزم عائشة رضي الله إيفاء هذا الوعد، لأنه لم يكن في قدرتها إيفائها۔ (إعلاء السنن: (۱۵۰/۱۴، ۱۵۱) كتاب البيوع، باب النهي عن البيع بالشرط، ط: إدارة القرآن)

(۲) ومن باع ملك غيره فللمالك أن يفسخه ويجيزه إن بقي العاقدان والمعقود عليه وله وبه، لو عرضا يعني انه صحيح موقوف على الاجازة۔ وإذا أجاز المالك البيع وكان الثمن نقدا صار مملوكا له أمانة في يد الفضولي۔ (البحر الرائق: (۲۴۵/۶) كتاب البيع، باب الاستحقاق، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه، و: (۱۴۷/۶) ط: سعيد كراچی)

تبيين الحقائق: كتاب البيوع، باب الاستحقاق، (۳۸۳/۴) ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

شامي: (۱۱۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في الفضولي، مطلب البيع الموقوف نيف وثلاثون، ط: سعيد۔

بيع الفضولي اذا أجازه صاحب المال أو وكيله أو وصيه أو وليه نفذ والا انفسخ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص: ۲۱۲) البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيع، [رقم المادة: ۳۷۸] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه، و: (۱۶۹/۱) ط: فاروقيه كوئٹه)=

بیع قبل القُبض

''قبضہ سے پہلے چیز بیچنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۸/۵)

بیع قبل القبض کی ایک صورت

''قبضہ سے پہلے بیع کی ایک صورت''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۶/۵)

بیعِ قطعی سے انحراف کرنا جائز نہیں ہے

''بیع سے انحراف کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۹/۲)

بیع کا اصطلاحی معنی

''بیع کی تعریف''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۸/۲)

بیع کا لغوی معنی

بیع کا لغوی معنی ہے کسی بھی طرح کی دو چیزوں کو ایک دوسرے سے بدلنا، خواہ وہ مال ہوں یا نہ ہوں۔ (۱)

بیع کر کے پریشان ہو گیا

''پشیمان ہو گیا''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۶/۲)

= ومن باع ملک غیره بغیر أمره فالمالک بالخیار، ان شاء أجاز البیع، وان شاء فسخ۔ (الھدایة: (۸۸/۳) کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ط: مکتبه شرکت علمیه ملتان)

ولمن باع فضولي... ملکه... أن یفسخه،... وله أي للمالک أن یجیزه، یعني ینعقد بیعه موقوفاً علی اجازة المالک۔ (مجمع الانھر: (۱۳۳/۳) کتاب البیوع، باب الحقوق والاستحقاق، فصل في بیع الفضولي، ط: غفاریة کوئٹه)

(۱) هو لغة: مقابلة شيء بشيء مالاً أو لا۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱/۴) کتاب البیوع، ط: سعید

البحر الرائق: (۲۵۶/۵) کتاب البیع، ط: سعید

کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۱۴۷/۲) کتاب احکام البیع ومایتعلق به، ط: دار إحیاء التراث العربي۔

بیع کو کسی کام کے ساتھ مُعلّق کرنا

بیع کو کسی کام کے ساتھ معلق (Contingent) کرنے سے بیع منعقد نہیں ہوتی، مثلاً: بائع خریدار سے کہے کہ: ''اگر بارش ہوئی تو میں نے یہ چیز تمہیں فروخت کی'' وغیرہ، لیکن اگر یکم رمضان کو اس طرح کہا کہ: ''میں آپ کو یہ چیز بارہ رمضان کو فروخت کروں گا یا جب بارش ہوگی تو یہ چیز فروخت کروں گا''، تو یہ وعدہ ہے، بیع نہیں ہے، اور اس طرح کہنا جائز ہے، اور بارہ رمضان یا جب بارش ہو اُس وقت بائع کو چاہیے کہ وہ چیز خریدار کو اس دن فروخت کر دے، خواہ قیمت وہی لگائے جو یکم رمضان کو انہوں نے آپس میں طے کی تھی یا نئی قیمت باہم رضامندی سے طے کر کے بیع کریں، اور اگر بائع نے بارہ رمضان کو وہ چیز باقاعدہ خریدار کو فروخت نہیں کی تو خریدار سابقہ وعدہ کی بنا پر اس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور وہ چیز بائع ہی کی ہوگی۔ (۱)

بیع کو مستقبل کی طرف منسوب کرنا

بیع کو مستقبل کی طرف منسوب کرنے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، مثلاً: یکم رمضان کو بائع خریدار سے کہے کہ: ''یہ چیز میں نے آپ کو بارہ رمضان کو فروخت کی'' اور خریدار نے اسے قبول کر لیا تو یہ بیع فاسد ہے، اور بارہ رمضان کو خریدار اس چیز کا مالک نہیں بنے گا، بلکہ اگر بارہ رمضان کو بائع نے وہی چیز خریدار کے حوالہ کی اور

---

(۱) (قوله: ما يبطل بالشرط الفاسد ولا يصح تعليقه) الترجمة لشيئين... والثاني ما لا يصح تعليقه بالشرط بأن صدر العقد معلقا بأداة الشرط كبعتك العبد إن قدم زيد (منحة الخالق على هامش البحر الرائق: ۶/۲۹۷، ۲۹۸) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: رشيدية)

☐ صورة البيع بالشرط قوله بعته بشرط استخدامه شهرا وتعليقه بالشرط كقوله بعته إن كان زيد حاضرا (الدر المختار مع الرد: ۵/۲۴۲) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ما يبطل بالشرط الفاسد ولا يصح تعليقه به، ط: سعيد)

☐ صيغة الاستقبال التي هي بمعنى الوعد المجرد مثل سأبيع وسأشتري لا ينعقد بها البيع.... (شرح المجلة للأتاسي: ۲/۳۳) المادة: ۱۷۱، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيدية)

☐ شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۹۳) المادة: ۱۷۱، أيضا، ط: فاروقيه كوئته.

خریدار نے اس کی قیمت ادا کردی اور دونوں نے زبان سے کوئی بات نہیں کی تو بیع تعاطی بھی نہیں بنے گی۔[1]

بیع کی تعریف

شریعت میں بیع کی تعریف یہ ہے کہ: ''قیمت رکھنے والی چیز کا قیمت والی چیز ہی کے بدلے میں باہمی رضامندی سے تبادلہ''۔ یا باہمی رضامندی سے ایک مال کا دوسرے مال سے تبادلہ کرنا۔[2]

بیع کی شرائط

عقدِ بیع صحیح ہونے کے لیے مبیع / مال کے اندر مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

❶ بائع کی ملک میں موجود ہونا۔

جس مال کی خرید وفروخت ہورہی ہے وہ بائع (سیلر) کی ملک میں موجود ہو، لہٰذا معدوم چیز کی بیع باطل ہے، مثلاً: درخت میں پھل لگنے سے پہلے فروخت کر دینا یا کھیتی ظاہر ہونے سے پہلے کھیتی فروخت کرنا یا فلیٹ کی تعمیر سے پہلے اس کو فروخت کرنا یا گاڑی بک کروانے کے بعد قبضہ میں آنے سے پہلے آگے فروخت کر

---

(۱) انظر الحاشية السابقة، رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

ولو مضت المدة قبل إبطال الأجل تأكد الفساد، ولا ينقلب جائزا إجماعا۔ (شامي: (۸۳/۵، ۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر: (۷۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲) وفي الشريعة ماذكره المصنف رحمه الله تعالىٰ بقوله: هو مبادلة المال بالمال بالتراضي... والمالية إنما تثبت بتمول الناس كافة أو بتقوم البعض، والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعا۔ (البحر الرائق: (۲۵۶/۵، ۲۵۸) كتاب البيع، ط: سعيد)

وشرعا: مبادلة مرغوب فيه بمثله۔ قال ابن عابدين: (قوله: مرغوب فيه) أي ما من شأنه أن ترغب إليه النفس وهو المال۔ (الدر مع الرد (۵۰۲/۴) كتاب البيوع،

فالبيع مبادلة مال متقوم بمال متقوم۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۳/۱۳) كتاب البيوع، باب البيوع إذا كان فيه شرطا، ط: دار المعرفة)

دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

❷ مَقْدُورُ التَّسْلِیم ہونا۔

یعنی مال ایسا ہو کہ بائع فروخت کرنے کے بعد مال کو خریدار کے حوالہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو، لہٰذا جن صورتوں میں سودا ہونے کے بعد بائع مال خریدار کے حوالہ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو، بیع درست نہیں ہوگی، مثلاً: کوئی جانور گم ہوگیا ہو جب تک قبضہ میں نہ آجائے، یا مچھلی جب تک شکار نہ کر لی جائے، انہیں فروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔(۲)

❸ مبیع (بیچی گئی چیز) کی مقدار معلوم ہونا۔

اگر مبیع کی کسی خاص مقدار پر سودا ہوا ہے تو جب تک مبیع کی وہ مقدار معلوم نہ ہو عقدِ بیع نافذ نہیں ہوگا، بلکہ جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی، مثلاً: جائیداد کی تقسیم سے پہلے ایک وارث اپنے حصۂ غیر معینہ کو فروخت کر دے تو بیع فاسد ہے۔(۳)

---

(۱) وأمّا شرائط المعقود عليه فأن يكون موجوداً، مالاً متقوّماً، مملوكاً في نفسه وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه وأن يكون مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم، كنتاج النتاج، والحمل واللبن في الضرع، والثمر والزرع قبل الظهور.... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد).

الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأوّل: في تعريف المبيع وركنه وشرطه...، ط: رشيديه۔

شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أربعة أنواع، ط: سعيد۔

(۲) وقلنا وأن يكون مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع معجوز التسليم عند البائع كبيع الآبق في ظاهر الرواية... وكذا بيع الطير في الهواء بعد أن كان في يده وطار، والسمك بعد الصيد والإلقاء في الحظيرة إذا كان لا يمكن أخذه إلا بصيد.... (البحر الرائق (۲۶۰/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أربعة أنواع، ط: سعيد۔

الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأوّل: في تعريف البيع وركنه وشرطه، ط: رشيديه۔

بيع ما هو غير مقدور التسليم باطل كبيع سفينة غرقت لا يمكن اخراجها من البحر، او حيوان ناد لا يمكن مسكه او تسليمه أي كظبي صيد ثم ند ولا يمكن مسكه، او سمك اخذ ثم القي في مكان لا يمكن اخذه الا بحيلة. (شرح المجلة للاتاسي (۱۰۱/۲) المادة: (۲۰۹) البيوع، الباب الثاني: الفصل الثاني فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه)

(۳) بيع حصة شايعة معلومة كالنصف والثلث والعشر من عقار مملوك قبل الإفراز صحيح، ... وقيد الحصة بكونها معلومة؛ لأنها لو كانت غير معلومة يفسد البيع لجهالة المبيع، فلو قال الرجل =

❼ مال متقوم ہونا۔

یعنی جو مال فروخت ہو رہا ہے وہ قابلِ قدر قیمت والا مال ہو، حقیر اور بے قیمت چیز نہ ہو۔ (۱)

❽ شرعاً اس مال کا مباح ہونا۔

یعنی شریعت نے اس مال سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہو، لہٰذا شراب، خنزیر، مردار اور جانور کے بہتے ہوئے خون وغیرہ سے شریعت نے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی، ان کی خرید وفروخت شرعاً حرام ہے؛ لہٰذا ان چیزوں کی بیع باطل ہے۔ (۲)

❾ مدت کا متعین ہونا۔

اگر اُدھار چیز خریدی جائے تو قیمت ادا کرنے کا وقت متعین ہونا ضروری ہے، مثلاً: مہینہ دو مہینہ یا کوئی ایسا وقت جو بائع اور مشتری دونوں کے نزدیک متعین ہو؛ تاکہ بعد میں اس کی بنیاد پر کوئی جھگڑا نہ ہو، اگر مدت متعین نہ ہو تو عقد فاسد

= بعتک نصيبي من هذه الدار بكذا، وقبل المشتري ولم يكن عالمًا بمقدار نصيبه، لايجوز البيع.... (شرح المجلة للأتاسي: (۱۰۸/۲، ۱۰۷) المادة: ۲۱۳، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لايجوز، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۸۳/۱) المادة: ۲۱۳، أيضًا، ط: فاروقيه كوئته۔

الدر مع رد: (۶۶/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱، ۲) والمال مايميل إليه الطبع ويمكن ادخاره لوقت الحاجة، والمالية انما تثبت بتمول الناس كافة أو بتقوم البعض، والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعًا، فمايكون مباح الانتفاع بدون تمول الناس لايكون مالًا كحبة حنطة، ومايكون مالًا بين الناس ولايكون مباح الانتفاع لايكون متقومًا كالخمر، وإذا عدم الأمران، لم يثبت واحد منهما كالدم ... ولم ينعقد بيع ما ليس بمال، متقوم، كبيع الحر المدبر المطلق ... والميتة والدم وذبيحة المجوسي ... ولم ينعقد بيع الخمر والخنزير في حق المسلم....(البحر الرائق: (۲۵۶/۵، ۲۵۷، ۲۵۹) كتاب البيع، ط: سعيد)

شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أربعة أنواع، ط: سعيد۔

الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع، ط: رشيديه۔

ہو جائے گا۔ (۱)

❼ بیع بالشرط نہ ہونا۔

خرید وفروخت میں ایسی شرط لگانا جس سے بائع یا خریدار میں کسی ایک کو کوئی خاص فائدہ ہو یا جس شرط کی شریعت نے اجازت نہ دی ہو، ایسی شرط لگانا شرعاً جائز نہیں ہوتا، اس سے عقد بیع فاسد ہو جائے گا، مثلاً: میں تمہیں گھر فروخت کرتا ہوں اس شرط پر کہ تمہارے گھر میں ایک ماہ کرایہ پر رہوں گا یا یہ کہ تمہیں مکان کی قیمت کے علاوہ مجھے ایک لاکھ قرض بھی دینا ہوگا وغیرہ اس قسم کی شرائط سے بیع پاک ہو، ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۲)

بیع کے اَرکان (Element of Sale)

☆......بیع کا بنیادی رکن ایجاب وقبول ہے۔

☆......واضح رہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ رضامندی سے تبادلہ کرنے کا نام ''بیع'' ہے، اور یہ تبادلہ ایجاب وقبول کے ذریعے ہوتا ہے لہٰذا ایجاب و

---

(۱) يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط، أي أنه يلزم أن يكون الأجل معلوم الوقت عند كلا العاقدين؛ لأنّ جهالته تفضي إلى النزاع فيفسد البيع به۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۱۰۰) المادة: ۲۴۶، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلّقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئته)

شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۱۶۷) المادة: ۲۴۶، أيضا، ط: رشيديه۔

الدر مع الرد: (۵/۸۲، ۸۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) (ولا يبيع بشرط) ... لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو) فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن يكون آدميا ... (كشرط أن يقطعه) البائع (ويخيطه قباء) مثال لما لا يقتضيه العقد وفيه نفع للمشتري، (أو يستخدمه) مثال لما فيه نفع للبائع ... (شهرا)۔ (الدر مع الرد: (۵/۸۵، ۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۸۵) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۷۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

قبول بیع کے ارکان ہیں۔[1]

(۲۲۲) بیع کے بعد مبیع ضمان میں کب آتا ہے؟

''مبیع کا ضمان میں آنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۷/۶)

بیع کے بعد مشتری چیز کا مالک بن جاتا ہے

جب بیچنے والے نے کہا کہ: ''میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچ دی'' اور دوسرے نے کہا: ''میں نے لے لی'' تو وہ چیز بِک گئی، اور جس نے خریدی ہے وہی اس کا مالک بن گیا، اب اگر پہلا یہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس ہی رہنے دوں، یا دوسرا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں، تو کچھ نہیں ہوسکتا، بیچنے والے کو دینا پڑے گا اور خریدار کو لینا پڑے گا، اور اس بِک جانے کو بیع کہتے ہیں۔

یعنی یک طرفہ واپسی نہیں ہوسکتی، اگر باہمی رضامندی سے سودا کینسل کردیں تو اس کی اجازت ہوگی۔[2]

---

(۱) أما القول: فالإيجاب والقبول) وهما ركنه، (قوله: وهما ركنه)... من أن ركنه الإيجاب والقبول الدالان على التبادل أو ما يقوم مقامهما من التعاطي، فركنه الفعل الدال على الرضا بتبادل الملكين من قول أو فعل۔ (الدر مع الرد: (۵۰۴/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع، ... ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۶۱/۱) المادة: ۱۶۷، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئته۔

(۲) (قوله: وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين لكل منهما في بدل، وهذا حكمه الأصلي، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن...۔ (شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۵/۱)، المادة: ۳۶۹، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئته۔

شرح المجلة للأتاسي: (۳۵۷/۲) المادة: ۳۶۹، أيضا، ط: رشيديه۔

لأن أحد المتعاقدين لا ينفرد بالفسخ كما لا ينفرد بالعقد۔ (الهداية: (۱۵۴/۳) كتاب أدب القاضي، مسائل شتى، من كتاب القضاء، ط: رحمانيه)=

بیع کے بعد واپس بیچنے کا وعدہ کرنا

ایک شخص نے کسی ضرورت سے اپنے مکان یا دکان یا ان کے اندر پڑی ہوئی کوئی چیز دوسرے کو فروخت کر دی، سودا مکمل ہونے کے بعد بائع نے خریدار سے وعدہ لیا کہ: ''اگر فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ تک میں نے یہ رقم آپ کو واپس ادا کر دی تو یہ مکان اور چیز اسی قیمت میں واپس کر دیں گے'' خریدار نے یہ وعدہ قبول کر لیا تو اس وعدہ کو دیانۃً پورا کرنا واجب ہے، قضاءً واجب نہیں ہے، یعنی اگر بائع بعد میں مقررہ تاریخ کے اندر رقم ادا کر دے اور خریدار وہ مکان وغیرہ واپس نہ کرے تو بائع عدالت سے رجوع نہیں کر سکتا، اگر بالفرض عدالت سے رجوع کرے گا تو عدالت بائع کے حق میں فیصلہ نہیں دے گی۔ (۱)

بیع کے بعد واپس بیچنے کی درخواست کرنا

''بیع بالوفاء'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۶/۲)

بیع کے ساتھ اقرار نامہ بھی

☆......مثلاً: زید نے اپنا مکان عمر کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پکی بیع کی

تبیین الحقائق: (۱۹۸/۴) كتاب القضاء، باب مسائل شتى، ط: امداديه۔

شامی: (۴۵۲/۵) كتاب القضاء، باب كتاب القاضي إلى القاضي وغيره، مطلب اقتسموا دارًا وأراد كل منهم فتح باب لهم ذلك، ط: سعيد۔

(۱) بيع الوفاء... صورته أن يبيعه العين بألف على أنه إذا رد عليه الثمن رد عليه العين... (الدر مع الرد: (۲۷۶/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب: في بيع الوفاء، ط: سعيد)

ولو ذكر البيع بلا شرط، ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع، ولزم الوفاء بالوعد، إذا المواعيد قد تكون لازمة، فيجعل لازمًا لحاجة الناس۔ (جامع الفصولين: (۱۷۱/۱) الفصل الثامن عشر: في بيع الوفاء وأحكامه وشرائطه وأقسامه، ط: إسلامي كتب خانه)

الخانية على هامش الهندية: (۱۶۵/۳) كتاب البيوع، فصل: في الشروط المفسدة، ط: رشيديه۔

أما الوعد فلا يلزم الوفاء به قضاء، بل الوفاء به مندوب ديانة ومن مكارم الأخلاق. فلو وعد شخص بالبيع أو قرض أو هبة مثلاً لا يجبر على الوفاء بوعده بقوة القضاء، بل يندب له تنفيذه ديانة۔ =

رجسٹری، دستاویز بھی کرادی، اور دستاویز کے ساتھ ہی ایک اقرارنامہ عمر سے تحریر کرالیا کہ: ''جو روپیہ زید نے عمر سے وصول کیا ہے اگر وہ دس سال کے بعد زید عمر کو واپس کردے تو عمر زید کو مکان واپس کردے گا، اور دس سال گزرنے کے بعد زید کو عمر سے مکان واپس لینے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ اور دس سال تک مرمت وغیرہ کی ذمہ داری عمر پر ہوگی''، تو اس صورت میں اگر اقرارنامہ بیع کے ایجاب وقبول سے پہلے یا ایجاب وقبول کے ساتھ لکھا گیا ہے تو ان دونوں صورتوں میں بیع فاسد ہوجائے گی، اور یہ معاملہ رہن کا ہوجائے گا۔ (۱)

☆......اور اگر بیع کے ایجاب وقبول ہونے کے بعد یہ اقرارنامہ لکھا گیا ہے تو بیع صحیح ہوجائے گی۔ (۲)

= (الفقه الاسلامی وادلته: (۴/ ۲۹۲۸) القسم الثانی: النظریات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المحبث الاول: تعريف العقد، الزواج بعاقد واحد، ط: رشيديه)

(۱) هو أن يقول: بعت منک على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن حكمه حكم الرهن، وهو الصحيح۔ (شامی: (۵/ ۲۷۶) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

🗀 حاشية جامع الفصولين: (۱/ ۲۳۳) الفصل الثاني عشر في في بيع الوفاء وأحكامه وشرائطه وأقسامه، ط: اسلامی کتب خانه کراچی)

🗀 الهندية: (۳/ ۲۰۹) كتاب البيوع، الباب العشرون: في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، مطلب بيع الوفاء، ط: رشيديه۔

(۲) وقيد بكون الشرط مقارنا للعقد؛ لأن الشرط الفاسد لو التحق بعد العقد قيل: يلتحق عند أبي حنيفة وقيل: لا، وهو الصحيح۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۳۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئته)

🗀 جامع الفصولين: (۲/ ۲۳۷) الفصل التاسع والثلاثون: في المتفرقات، ...، ط: اسلامی کتب خانه کراچی)

🗀 النهر الفائق: (۳/ ۳۳۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

🗀 قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية: (۲/ ۱۸۳) كتاب البيوع، باب الخيار، ط: رشيديه۔

🗀 لو شرط بعد العقد يلتحق بالعقد عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى اهـ (الدر المختار) فيصريح الوفاء، كأنه شرط في العقد...، وقدمنا في البيع الفاسد ترجيح قولهم؛ لعدم التحاق الشرط المتأخر عن العقد به۔ (شامی، كتاب البيوع: (۵/ ۲۷۸) باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

🗀 لو ذكر البيع بلا شرط ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع، ولزم الوفاء بالوعد، إذ المواعيد =

اور وعدہ پورا کرنا دیانت کے اعتبار سے لازم ہوگا، اور عدالت وعدہ پر پابندی کرانے کو لازم نہیں کر سکے گی۔ (۱)

بیع کے ساتھ شرائط

"بیع کے ساتھ اقرار نامہ بھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۲۳)

بیع کے ساتھ شرط رکھنا حرام ہونے کی وجہ

بیع کے ساتھ شرط لگانا ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ثمن (طے کردہ رقم) تو بیع کے مقابلے میں ہوجاتا ہے، اور شرط میں بائع یا مشتری میں سے کسی ایک کا فائدہ ہوتا ہے اور شرط کی منفعت اور فائدہ کسی چیز کے مقابلہ میں نہیں ہوتا ہے؛ اس وجہ سے یہ زیادتی عوض کے بغیر ہونے کی وجہ سے سود کے حکم میں ہوجاتی ہے۔ اور یہ شرط کی منفعت کسی عوض کے مقابلہ کے بغیر اس وقت ہوگی جب وہ منفعت حاصل کرنے کے قابل ہو، اگر وہ منفعت حاصل کرنے کے قابل نہیں ہے تو وہ شرط لغو ہوجائے گی اور بیع صحیح ہوجائے گی۔ (۲)

=فلا تكون لازمة، فيجعل لازماً لحاجة الناس۔ (جامع الفصولین: (۱/۱۷۱) الفصل الثامن عشر: في بيع الوفاء، ط: اسلامی کتب خانہ)

(۱) الخلف في الوعد حرام۔ (الاشباه والنظائر مع شرحه للحموی: (۳/۲۳۶) الفن الثانی، کتاب الحظر والاباحة، ط: ادارة القرآن کراچی)

قال النووي رحمه الله تعالى: أجمعوا على أن من وعد انساناً شيئاً ليس بمنهي عنه فينبغي أن يفي بوعده۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/۲۲۷، ۲۲۸) كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشيديه کوئٹہ)

فيض القدير: (۲/۸۹۱) [رقم الحديث: ۸۹۳] ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

(۲) (قوله: والبيوع الفاسدة فكلها من الربا ...) ... نعم يظهر ذلک في الفساد بسبب شرط فيه نفع لأحد المتعاقدين مما لا يقتضيه العقد، ولا يلائمه ... والأصل فيه أن كل ما كان مبادلة المال بمال يبطل بالشروط الفاسدة ... ؛ لأن الشروط الفاسدة من باب الربا، وهو يختص بالمعاوضة المالية دون غيرها من المعاوضات والتبرعات؛ لأن الربا هو الفضل الخالي عن العوض، وحقيقة الشروط الفاسدة هي زيادة مالا يقتضيه العقد ولا يلائمه فيكون فيه فضل خال عن العوض، وهو الربا بعينه۔ (شامی: (۵/۱۶۹) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

بیع کے مقتضیٰ کے خلاف کوئی شرط نہ ہو

(۲۲۶) بیع کے مقتضیٰ کے خلاف کوئی شرط نہیں ہونی چاہیے، ورنہ بیع فاسد ہوجائے گی، ہاں اگر وہ شرط کاروباری عرف میں مروج ہو اور اس کا عام چلن ہو تو بیع صحیح ہوگی:

مثلاً: ❶ زید عمرو سے ایک کار اس شرط پر خریدتا ہے کہ وہ اس کے بیٹے کو اپنی فرم میں ملازم رکھے گا، یہ شرط بیع کے مقتضیٰ کے خلاف ہے؛ اس لیے بیع فاسد ہوجائے گی۔

❷ زید عمرو سے ایک ریفریجریٹر اس شرط پر خریدتا ہے کہ عمرو دو سال تک اس کی مفت سروس کا ذمہ دار ہوگا، یہ شرط چوں کہ اس طرح کے معاملے کے حصے کے طور پر متعارف ہے؛ اس لیے صحیح ہے اور بیع بھی درست ہے۔ (۱)

بیع مبرور

بیع مبرور: وہ بیع ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی رعایت کی جائے اور شریعت میں جو طریقہ منع ہے اس سے بچا جائے مثلاً دھوکہ نہ دیا جائے سودی طریقہ اختیار نہ کیا جائے، فاسد معاملہ نہ کیا جائے، اور مشتبہ امور سے بچا جائے تو یہ بیع مبرور

---

(۱) (ولا بيع بشرط) ... (لايقتضيه العقد ولايلائمه وفيه نفع لأحدهما ...) ... ولم يجر العرف به) ... (فيصح) البيع (بشرط يقتضيه العقد ... أو لايقتضيه العقد لكن) ... العرف به كبيع نعل) أي سماه باسم مايؤل عيني (على أن يحذوه) البائع (ويشركه) أي يضع عليه الشراک ... (استحسانا) للتعامل بلانكير۔ (الدر مع الرد: (۸۴/۵ـ۸۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸۵/۶، ۸۸) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۷۷/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

بیع مرابحہ کی شرائط

بیع مرابحہ کی شرائط یہ ہیں:

❶ بیع مرابحہ صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ بائع نے جو مال خریدا اس کا ثمن معلوم ہو، اور اگر بائع کو قیمت خرید معلوم نہیں تو مرابحہ کرنا ممکن نہیں ہے اس صورت میں بیع مساومہ ہو سکتی ہے۔

❷ مرابحہ میں جو نفع رکھا گیا وہ بھی معلوم ہو۔

❸ بائع نے جو مال خریدا ہے اس کا ثمن اور خریدار جو ثمن دے رہا ہے وہ مثلیات میں سے ہوں جیسے مکیلات (پیمانہ سے فروخت ہونے والی چیزیں) موزونات (وزن کر کے خرید و فروخت کی جانے والی چیزیں) اور گن کر درجن وغیرہ کے حساب سے فروخت کی جانے والی چیزیں اگر ان میں اتنا تفاوت نہیں ہوتا تو مرابحہ صحیح ہوگا، اور اگر ثمن مثلی چیز نہیں بلکہ قیمتی چیز ہے تو مرابحہ کرنا صحیح نہیں ہوگا مثلاً ایک آدمی نے پلاٹ کے عوض گاڑی خریدی ہے تو گاڑی میں بیع مرابحہ نہیں کرسکتا کیونکہ ثمن اول پلاٹ ہے اور پلاٹ کی قیمت مختلف ہوتی ہے اس لئے مرابحہ صحیح نہیں ہے۔

❹ پہلی بیع صحیح ہو، فاسد نہ ہو، اگر پہلی بیع فاسد ہو تو مرابحہ نہیں ہو سکتا کیونکہ مرابحہ معین ثمن کی بنیاد پر ہوتا ہے حالانکہ بیع فاسد میں مبیع کی قیمت یا مثل دینی ہوتی ہے جس کی مالیت معلوم نہیں ہوتی اس لئے مرابحہ نہیں ہو سکتا۔ (۱)

= الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۳۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

الفقه الإسلامي وادلته: (۵/ ۳۶۰۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، البحث السادس: أنواع البيوع، تمهيد، ط: رشيديه۔

(۱) وأما شرائطه فمنها ماذكرنا: وهو أن يكون الثمن الأول معلوما للمشترى الثانى لأن المرابحة بيع =

(۱)

بیعِ مُرابحہ

☆......"بیع مرابحہ" (Sale On Cost Plus) متعینہ چیز کی قیمتِ خرید یا لاگت بیان کرنے کے بعد مزید کچھ نفع کی رقم کے اضافے کے ساتھ چیز کو فروخت کرنا۔ (۲)

☆......مثلاً: دکاندار نے موبائل دس ہزار میں خریدا اور خریدار سے کہہ دیا کہ میں نے یہ موبائل دس ہزار میں خریدا ہے اور ایک ہزار نفع رکھ کر گیارہ ہزار میں فروخت کرتا ہوں، یہ بیع مرابحہ ہے۔ (۳)

---

(۱) عن رافع بن خديج قال: قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم أى الكسب أطيب؟ قال عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور، رواه أحمد (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث: ط، قديمي)

☆ السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۵/ ۴۳۲) كتاب البيوع، باب إباحة التجارة، ط: دار الكتب العلمية۔

☆ والمراد بالمبرور أن يكون سالماً من غش وخيانة، أو مقبولاً في الشرع بأن لا يكون فاسداً ولا خبيثاً أي رديا، أو مقبولاً عند الله بأن يكون مثاباً به (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۲۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: رشيديه جديد)

(۲) المرابحة بيع ماشراه بماشراه به وزيادة۔ (ملتقى الأبحر: (۳/ ۱۰۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: غفارية كوئٹه)

☆ المرابحة بيع ماملكه بماقام عليه وبفضل۔ (تنوير الابصار مع الدر المختار: (۵/ ۱۳۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

☆ تبيين الحقائق: (۴/ ۲۲۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

☆ الهداية: (۳/ ۷۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: امدادية ملتان۔

(۳) بيع المرابحة: هو البيع الذى يقع بعد بيان البائع ثمن المبيع الذى اشتراه به على ربح معلوم زيادة على ذلك الثمن وذلك كأن يقول البائع للمشترى: قد كلفنى هذا المال مائة قرش فأبيعه لك بمائة وعشرة القرش (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۱۱۴) تحت رقم المادة: ۱۲۳، البيوع، ملحق فى الاصطلاحات الفقهية المتعلقة البيوع، ط: دار الجيل)=

بیع مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے

"مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۶)

بیعِ مُزایدہ

"نیلام کے ذریعے خرید وفروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۸/۶)

بیعِ مُساوَمہ

☆......"بیع مساومہ" (Bargaining Sale) کسی متعینہ چیز کو کسی بھی متفقہ قیمت کے عوض فروخت کرنا۔ زیادہ تر اسی کا رواج ہے۔ (۱)

=بالثمن الأول مع زيادة ربح، والعلم بالثمن الأول شرط صحة البياعات كلها---فإن لم يكن معلوماً، فالبيع فاسد---ومنها: أن يكون الربح معلوماً لأنه بعض الثمن والعلم بالثمن شرط صحة البياعات، ومنها: ان يكون رأس المال من ذوات الأمثال، وهو شرط جواز المرابحة على الإطلاق وكذلك التولية وبيان ذلك أن رأس المال لايخلو إما أن يكون مما له مثل كالمكيلات والموزونات والعديات المتقاربة، وإما أن يكون مما لا مثل له من الذرعيات والمعدودات المتفاوتة، فإن كان مما له مثل يجوز بيعه مرابحة على الثمن الأول---وإن كان مما لامثل له من العروض لا يجوز بيعه مرابحة ولا تولية ممن ليس ذلك العرض في ملكه: لأن المرابحة بيع بمثل الثمن الأول وكذلك التولية فإذا لم يكن الثمن الأول مثل جنسه فإما أن يقع البيع على غير ذلك العروض، وإما أن يقع على قيمته، وعينه ليس في ملكه والقيمة مجهولة تعرف بالحزر والظن لإختلاف أهل التقوم فيها--- ومنها أن يكون العقد الأول صحيحاً فإن كان فاسداً لم يجز بيع المرابحة لأن المرابحة بيع بالثمن الأول مع زيادة ربح والبيع الفاسد وإن كان يفيد الملك في الجملة لكن بقيمة المبيع أو بمثله لا بالثمن لفساد التسمية، والله عزوجل أعلم. (بدائع الصنائع: (۲۲۰/۵، ۲۲۲) كتاب البيوع، فصل وأما الشرائط، ط: سعيد)

☐ الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۷٦۷، ۳۷۷۰) القسم الثالث: العقود والتصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث السادس: أنواع البيوع، المطلب الأول: شرائط المرابحة، ط: رشيديه۔

☐ الموسوعة الفقهية الكويتية: (۳٦/ ۳۱۹) حرف الميم، مرابحة، شروط، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية۔

(۱) (قوله: ولم يذكر المساومة) وهي البيع بأي ثمن كان من غير نظر إلى الثمن الأول، وهي المعتادة۔ (الدر مع الرد: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)=

☆......بیع مساومہ یہ ہے کہ سودا کرتے وقت اس میں قیمت خرید کا تذکرہ بالکل نہ کیا جائے، مثلاً دکاندار ایک موبائل دس ہزار روپے کے عوض فروخت کر رہا ہے، اور یہ نہیں بتاتا کہ اس نے کتنے میں خریدا ہے۔ یہ بیع مساومہ ہے اور مساومہ کا معنی ایک دوسرے سے بھاؤ طے کرنا، اس بیع میں بھی بھاؤ تاؤ (بارگیننگ) کیا جاتا ہے، عام طور پر بازاروں میں بیع مساومہ ہی کا رواج ہے۔ (۱)

بیع مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب ہو

بیع کا غیر مشروط ہونا اور فوری طور پر نافذ العمل ہونا ضروری ہے، ورنہ بیع باطل ہوجائے گی؛ لہٰذا جو بیع مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب ہو یا مستقبل میں پیش آنے والے کسی واقعے پر موقوف ہو وہ باطل ہوگی، اگر فریقین درست طریقے سے بیع کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس وقت بیع کرنا چاہیے جب کہ مستقبل کی وہ تاریخ آجائے یا وہ شرط پائی جائے جس پر بیع موقوف تھی۔

مثالیں: ❶ زید یکم جنوری کو عمرو سے کہتا ہے کہ: ''میں آپ کو اپنی کار یکم فروری کو بیچتا ہوں''، یہ بیع باطل ہوگی؛ اس لیے کہ اسے مستقبل کی ایک تاریخ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

= حاشية الطحطاوي على الدر: (۹۳/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔
البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۱) بيع المساومة: هو الذي يقع باتفاق من البائع والمشتري على الثمن بدون أن يذكر البائع الثمن الذي اشترى به ذلك المال كأن يبيع أحد لآخر ثوب قماش بمائة قرش بدون أن يذكر للمشتري القيمة التي كان دفعها ثمناً لذلك القماش (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۱۴/۱) تحت رقم المادة: ۱۲۳، البيوع، المقدمة في الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: دار الجيل)
قوله: ولم يذكر المساومة) وهي البيع بأي ثمن كان من غير نظر إلى الثمن الأول، وهي المعتادة (الدر مع الرد: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)
البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد

❷ زید عمرو سے کہتا ہے کہ: ''اگر فلاں پارٹی الیکشن جیت گئی تو میری کار آپ کے ہاتھ بکی ہوئی تصور ہوگی، یہ بیع بھی باطل ہے؛ اس لیے کہ اسے مستقبل کے ایک واقعے پر موقوف کیا گیا ہے۔[1]

بیع مستقبل میں پیش آنے والے کسی واقعے پر موقوف ہو

''بیع مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیعِ مُشاع

''بیع مشاع'' یعنی مشترکہ حصوں میں سے بلا تعیین ایک حصہ یا اس سے زیادہ فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے۔[2]

---

(۱) (وما لا تصح) إضافته إلى المستقبل عشرة (البيع وإجازته وفسخه... فإن هذه الأشياء تمليكات فلا يجوز إضافتها إلى الزمان كما لا يجوز تعليقها بالشرط لما فيه من معنى القمار۔ (درر الحكام شرح غرر الاحكام: (۲۰۲/۲) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: مير محمد كتب خانه)

☐ مجمع الانهر: (۱۶۰/۳) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ الدر المختار مع الرد: (۲۵۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب مايصح اضافته و مالايصح، ط: سعيد۔

☐ صيغة الاستقبال التي هي بمعنى الوعد المجرد مثل سأبيع و سأشتري لاينعقد بها البيع...۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳/۲) المادة: ۱۷۱، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۶۳/۱) المادة: ۱۷۱، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

(۲) لايفسد بيع عشرة أسهم من مائة سهم اتفاقا لشيوع السهم۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۲۵/۴) كتاب البيوع، مطلب المعتبر ماوقع عليه وان ظن البائع والمشترى انه اقل او اكثر، ط: سعيد)

☐ وصح بيع عشرة أسهم من مائة سهم من دار۔ (ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۱۸/۳) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئته)

☐ يصح بيع حصة شائعة معلومة كالنصف والثلث والعشر من عقار مملوك قبل الافراز۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص: ۱۰۳) [رقم المادة: ۲۱۴] البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه ومالايجوز، ط: مكتبه حنفية كوئته، و: (۸۳/۱) ط: فاروقيه كوئته)

بیعِ مَشروط

''بیع کے مقتضیٰ کے خلاف کوئی شرط نہ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۶/۲)

بیع مطلق

بیع مطلق سے مراد وہ بیع ہے جس میں ایک عوض عین یعنی مبیع ہو اور دوسرا عوض دین یعنی ثمن ہو، اس کو عربی زبان میں ''بیع العین بالدین'' بھی کہتے ہیں، اس بیع کا حکم یہ ہے کہ مبیع میں ادھار جائز نہیں ہے بلکہ فوری ادا کرنا ضروری ہے، اور ثمن نقد بھی ہوسکتا ہے اور ادھار بھی اور ثمن ادھار ہونے کی صورت میں مدت اور قسط معلوم ہونا ضرری ہے۔[1]

بیعِ مُطلَق میں میعاد کی جہالت

ادھار یا قسط والی بیع میں ثمن (طے کردہ قیمت) کی ادائیگی کا وقت متعین کرنا

---

(۱) البیع المطلق: وھو بیع العین بالدین نحو بیع السلعة بالأثمان المطلقة۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۵/ ۳۶۰۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث السادس: أنواع البیوع، تمهيد، ط: رشيديه)

وإما أن يكون المبيع نقداً بعين ويسمى سلماً---وإما أن يكون المبيع عيناً بنقد عاجل أو آجل وهو البيع المطلق۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/ ۱۴۸) كتاب أحكام البيع، ط: دار احياء التراث العربی)

شرح المجله لرستم باز: (۱/ ۵۷) المادة: ۱۲۰، الكتاب الأول: فی البیوع، المقدمة: فی الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبیوع، ط: مكتبه فاروقيه

(البیع مع تأجیل الثمن وتقسیطه صحیح--- یلزم أن تكون المدة معلومة فی البیع بالتأجیل والتقسیط) أی یلزم أن یكون الأجل معلوم الوقت عند كلا العاقدین: لأن جهالته تفضی إلی النزاع فیفسد البیع به۔ (شرح المجله لرستم باز: (۱/ ۱۰۰) المادة: ۲۴۶، ۲۴۵، الكتاب الأول: فی البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانی فی بیان المسائل۔ المتعلقة بالنسئة والتأجیل-

شرح المجله للأتاسی: (۲/ ۱۶۷) المادة: ۲۴۶، ۲۴۵، ایضاً، ط: رشیدیه۔

ضروری ہے، ورنہ بیع فاسد ہوجاتی ہے۔ اور "بیع مطلق" میں ثمن کی ادائیگی کا وقت متعین ہونا ضروری نہیں ہے، متعین کیے بغیر جہالت کی صورت میں بھی بیع صحیح ہوجاتی ہے۔

بیع مطلق کی مثال: اگر کسی نے ایک کتاب سو روپے میں فروخت کی، اور خریدار نے کہا: ثمن (قیمت کی رقم) بعد میں دے دوں گا، تو یہ جائز ہے۔ اور اگر کسی نے ادھار کی شرط پر ایک کتاب سو روپے میں خریدی اور اس نے کہا کہ: ثمن بعد میں دے دوں گا یا جنوری یا فروری میں دے دوں گا اور خاص وقت متعین نہیں کیا تو بیع فاسد ہوجائے گی۔[1]

بیع مطلق ہونے کے بعد ادائیگی کے لیے وقت متعین نہ ہو

☆— اگر بیع مطلق ہوئی ہے ادھار کی نہیں ہوئی اور پوری قیمت بھی مقرر ہوگئی، اس کے بعد بائع نے قیمت کی ادائیگی کی قسطوں کو مشتری (خریدار) کی

---

[1] بخلاف ما اذا باع مطلقاً ثم أجل الثمن الى هذه الأوقات حيث جاز؛ لأن هذا تأجيل في الدين، وهذه الجهالة متحملة. (الهداية: ۳/ ۶۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

[2] وفي جامع الفصولين: الرواية المحفوظة: أنه لو باع مطلقاً ثم أجل الثمن الى حصاد ودياس لا يفسد، ويصح الأجل، ووجهوه بأن التاخير بعد البيع تبرع، فيقبل التاجيل الى الوقت المجهول. (شرح المجلة للأتاسي، (۲/ ۱۶۸، ۱۶۹)، [المادة: ۲۴۸] البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه)

[3] الدر مع الرد: (۴/ ۵۳۲) كتاب البيوع، مطلب في التاجيل الى أجل مجهول، وباب البيع الفاسد، (۵/ ۸۲) ط: سعيد

[4] يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتاجيل والتقسيط؛ لأن جهالته تفضي الى النزاع، فالبائع يطلب في مدة قريبة والمشتري يأباها فيفسد البيع. بحر. (شرح المجلة للأتاسي، (۲/ ۱۶۷) [المادة: ۲۴۶] البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه)

[5] شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۰) المادة: ۲۴۶، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

صواب دید پر چھوڑ دیا، کوئی وقت متعین نہیں کیا، تب بھی عقد صحیح اور درست ہے، اور مشتری کو اختیار رہے گا کہ وہ ماہانہ جتنا چاہے ادا کردے، لیکن کچھ نہ کچھ ادا کرنا ضروری ہوگا۔

☆......اگر سودا شروع ہی سے ادھار پر ہو، پھر اس صورت میں قیمت کی ادائیگی کی قسطوں کو مشتری کی صواب دید پر چھوڑنا جائز نہیں ہوگا، اس صورت میں مدت متعین کرنا لازم ہوگا، ورنہ بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

بیعِ مُعلَّق

''بیع کو کسی کام کے ساتھ معلق کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۱۷)

بیعِ مُقایَضہ

☆......''بیع مقایضہ'' (Barter) ایک چیز (Goods) کو دوسری چیز (Goods) کے عوض فروخت کرنا۔

☆......بیع مقایضہ کی تعریف یہ ہے کہ: ''سامان کو سامان کے عوض فروخت کیا جائے''۔ مثلاً: گندم کو تیل کے عوض، کھجور کو گندم کے عوض، گھوڑے کو گھر کے عوض، تیل کو گھی کے عوض فروخت کیا جائے وغیرہ۔ (۲)

---

(۱) وفي جامع الفصولين: الرواية المحفوظة: أنه لو باع مطلقاً ثم أجل الثمن الى حصاد و دياس لا يفسد، ويصح الأجل، ووجهوه بأن التاخير بعد البيع تبرع، فيقبل التاجيل الى الوقت المجهول۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الأتاسي: (۱۶۸/۲) شرح المادة: ۲۴۸، البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة و التاجيل، ط: رشيديه)

☜ انظر الحاشية السابقة ايضاً۔

(۲) بيع المقايضة بيع العين بالعين أي مبادلة مال بمال غير النقدين۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱۶/۲) المادة: ۱۲۲، كتاب البيوع، المقدمة: في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة في البيوع، ط: رشيديه)

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۵۷/۱)، المادة: ۱۲۲، أيضاً، ط: فاروقيه كوئته۔

☜ شامي: (۲۲۲/۵) كتاب البيوع، باب السلم، قبيل: مطلب: في الاستصناع، ط: سعيد۔

☆......سابقہ زمانہ میں سامان کے عوض میں سامان فروخت کرنے کا طریقہ زیادہ رائج تھا؛ کیوں کہ اس زمانہ میں درہم، دینار اور سکوں کا رواج کم تھا؛ اس لیے وہ لوگ ایک چیز کو دوسری چیز کے عوض میں بیچتے تھے، اس کا نام ''مقایضہ'' رکھا گیا۔ اور مقایضہ کا معنیٰ ''مبادلہ'' ہے؛ کیوں کہ اس میں سامان کا تبادلہ سامان سے ہوتا تھا اور یہ بیع جائز ہے۔

☆......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم غزوۂ حنین کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ علیہ السلام نے مجھے ایک زرہ دی، میں نے بیچ کر اس زرہ (جنگی لباس) کے عوض بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا؛ کیوں کہ یہ پہلا مال تھا جو میں نے اسلام لانے کے بعد خریدا''۔ (۱)

بیعِ مکروہ

☆......بیع مکروہ میں بیع ہوجاتی ہے، لیکن بیع کی حقیقت سے خارج کسی وجہ سے گناہ ہوتا ہے۔ (۲)

☆......جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سے بیع مکروہ تحریمی ہوتی ہے؛ کیوں کہ

(۱) عن أبي قتادة قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عام حنين فأعطاه يعني الدرع فبعت الدرع فابتعت به مخرفا في بني سلمة، فإنه أول ما تأثلته في الإسلام۔ (صحيح البخاري: (۵۵۹/۱) رقم الحديث: ۲۱۰۰، كتاب البيوع، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ط: الطاف اینڈ سنز کراچی)

قاله المنذري: قوله: (فابتعت به) أي اشتريت به أي بثمن الدرع ... (عمدة القاري: (۲۲۰/۱۱) تحت رقم الحديث: ۲۱۰۰، كتاب البيوع، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ط: دار إحياء التراث العربي)

(۲) وأما المكروه، فهو خلاف المحبوب، واصطلاحا ما نهى عنه لمجاور كالبيع عند أذان الجمعة، وعرفه في البناية بما كان مشروعا بأصله و وصفه لكن نهى عنه لمجاور۔ (شامی: (۴۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچی)

البحر الرائق: (۶۹/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، سعيد كراچی۔

البناية: (۱۸۸/۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

اس سے جمعہ کے لیے سعی (جانے اور تیاری) میں خلل آتا ہے۔ البتہ اگر جمعہ کے لیے جاتے ہوئے چلتے چلتے دو آدمی کوئی سودا کرلیں تو کچھ حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے کچھ خلل نہیں آتا۔ (۱)

☆...... جب کسی چیز کی اصل قیمت لگائی جاچکی ہو پھر کوئی ایسا شخص جس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہو وہ قیمت بڑھا کر لگائے، تاکہ دوسرے اس کو زائد قیمت میں خریدنے پر آمادہ ہوجائیں، یہ مکروہ ہے۔ (۲)

☆...... جب بائع اور خریدار کے درمیان ایک چیز کی قیمت پر اتفاق ہوجائے، اس کے بعد کوئی شخص اپنی قیمت لگائے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (۳)

☆...... شہر کے بیوپاری آنے والے غلہ کو شہر سے باہر جا کر راستے ہی میں خریدلیں؛ تاکہ زائد قیمت پر شہر والوں کے ہاتھ فروخت کریں جب کہ شہر میں غلہ کی کمیابی ہو، مکروہ ہے۔ (۴)

☆...... شہر کے بیوپاری شہر سے باہر جا کر غلہ لانے والوں کو دھوکہ دیں کہ

---

(۱) (وكره) تحريمًا مع الصحة (البيع عند أذان الأوّل) إلاّ إذا تبايعا يمشيان، به لتعليل النهي بالإخلال بالسعي، فإذا انتفى انتفي۔ (الدر مع الرد: (۱۰۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۹۹/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، مكروهات البيع، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۸۲/۳، ۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲، ۳، ۴) وكره (النجش)... أن يزيد ولا يريد الشراء، أو يمدحه بما ليس فيه ليروّجه... ثم النهي محمول على ما (إذا كانت السلعة بلغت قيمتها، أما إذا لم تبلغ لا) يكره لانتفاء الخداع، عناية، (والسوم على سوم غيره) ولو ذميًا أو مستأمنًا،... بعد الاتفاق على مبلغ الثمن أو المهر (وإلاّ لا) يكره؛ لأنّه بيع من يزيد،... (وتلقي الجلب) بمعنى المجلوب أو الجالب، وهذا (إذا كان يضر بأهل البلد، أو يلبس السعر) على الواردين، لعدم علمهم به، فيكره للضرر والغرر، (أمّا إذا انتفيا فلا) يكره، (و) كره (بيع الحاضر للبادي) وهذا (في حالة قحط وعوز وإلاّ لا) لانعدام الضرر، قيل الحاضر المالك والبادي المشتري، والأصح كما في المجتبى أنهما السمسار والبائع، لموافقة آخر الحديث "دعوا الناس يرزق الله بعضهم بعضًا۔ (الدر مع الرد: (۱۰۱/۵، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۹۹/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

شہر کے نرخ گرے ہوئے ہیں، اور اس طرح خود اُن سے سستے داموں خرید لیں، اور غلہ والوں کو شہر کے اصل نرخ کا علم ہی نہ ہو، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (۱)

☆...... جب کہ شہر میں غلہ کی کمیابی ہو، شہر کا کوئی بیوپاری زیادہ قیمت کی لالچ میں غلہ دیہات والوں یا کسی دوسرے علاقہ والوں کے ہاتھ فروخت کرے، یہ مکروہ ہے۔ (۲)

☆...... شہری دیہات والوں کے لیے دلال اور آڑھتی بن جائیں اور زیادہ آڑھت اور کمیشن کی خاطر مہنگے داموں غلہ فروخت کریں، جب کہ اگر دیہات والے خود غلہ فروخت کرتے تو سستا فروخت کرتے، تو شہر والوں کا ایسا کرنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر آڑھتی اور ایجنٹ صحیح داموں میں فروخت کریں تو کوئی حرج اور کراہت نہیں ہے۔ (۳)

بیع مکروہ کا حکم

بیع مکروہ کا حکم یہ ہے کہ: اگر سودا مکمل ہو چکا ہے تو خریدار چیز کا مالک بن جائے گا اور ملکیت حرام نہیں ہوگی اور بائع قیمت کا مالک بن جائے گا۔ لیکن بیع مکروہ کرنے کا گناہ ہوگا، اس پر استغفار کرنا ہوگا۔ (۴)

(۱، ۲، ۳) انظر الی الحاشیة السابقة۔

(۴) (قوله: وكره تحريماً مع الصحة) أشار إلى وجه تأخير المكروه عن الفاسد مع اشتراكهما في حكم المنع الشرعي والإثم، وذلك أنه دونه من حيث صحته وعدم فساد؛ لأن النهي باعتبار معنى مجاور للبيع، لا في صلبه ولا في شرائط صحته، وفي مثل هذا النهي لا يوجب الفساد، بل الكراهة، كما في الدرر۔ وفيها أيضاً أنه لا يجب فسخه ويملك المبيع، قبل القبض، ويجب الثمن....۔ (شامي: (۵/ ۱۰۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/ ۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۶/ ۴۷۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: فيما يكره، ط: دار الفكر۔

واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم (۲/ ۳۵۴) كتاب التوبة، ط: قديمي)

روح المعاني (۲۸/ ۱۵۹) سورة التحريم، الآية: ۸، ط: دار احياء التراث العربي۔

بیع مناقصہ

''ٹینڈر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۰/۳)

بیعِ مَنْ یَزِیْد

''نیلام کے ذریعے خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۸/۶)

بیعِ مُؤَجَّل

☆...... ایسی بیع جس میں بائع اور مشتری اس بات پر اتفاق کرلیں کہ قیمت کی ادائیگی بعد میں کی جائے گی اس کو ''بیع مؤجل'' کہتے ہیں۔[1]

☆...... بیع مؤجل جائز ہے، بشرطیکہ قیمت ادا کرنے کی تاریخ یا وقت متعین ہو۔[2]

☆...... قیمت ادا کرنے کا وقت متعین تاریخ کے حوالے سے بھی طے کیا جاسکتا ہے، مثلاً: یکم جنوری کو ادائیگی ہوگی، اور متعین مدت کے حوالے سے بھی طے کیا جاسکتا ہے، مثلاً: تین ماہ بعد ادائیگی ہوگی۔ لیکن ادائیگی کا وقت مستقبل کے کسی ایسے واقعے کے حوالے سے متعین کرنا جائز نہیں ہے جس کی حتمی تاریخ غیر معلوم یا غیر یقینی

(۱) التأجيل تعليق الدين وتأخيره إلى وقت معين، التقسيط تأجيل أداء الدين مفرقاً إلى أوقات متعددة معينة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲۳/۲) المادة: ۱۵۶، ۱۵۷، البيوع، المقدمة: في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة في البيوع، ط: رشيديه)

ويحصل التأجيل حين العقد وذلك كالبيع والإجارة اللذين يعقدان على أن يؤدى بدلهما بعد سنة مثلا۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۲۷/۱) المادة: ۱۵۶، أيضاً، ط: دار عالم الكتب)

(۲) (وصح بثمن حال) وهو الأصل (ومؤجل إلى معلوم) لئلا يفضي إلى النزاع۔ (الدر مع الرد: (۵۳۱/۴) كتاب البيوع، مطلب في الفرق بين الأثمان والمبيعات، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۶/۲) المادة: ۲۴۵، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۰/۱) المادة: ۲۴۵، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

ہو۔ اگر ادائیگی کا وقت نامعلوم اور غیر یقینی ہو بیع صحیح نہیں ہوگی۔ [۱]

☆......اگر قیمت ادا کرنے کے لیے ایک خاص مدت متعین کی گئی ہے، مثلاً: ''ماہ'' تو اس کا آغاز قبضے کے وقت سے ہوگا، الّا یہ کہ فریقین کسی اور بات پر متفق ہو جائیں۔ [۲]

☆......ادھار کی صورت میں قیمت نقد سے زائد بھی ہو سکتی ہے، لیکن عقد کے وقت ہی اس کا تعین ہو جانا ضروری ہے۔ [۳]

☆......عقدِ بیع کے وقت جو قیمت متعین ہو گئی ہے، اس میں وقت سے پہلے

(۱) إذا عقد البيع على تأجيل الثمن إلى كذا يومًا، أو شهرًا، أو سنة أو إلى وقت معلوم عند العاقدين كيوم قاسم أو النيروز صحّ البيع، إذا كان يوم قاسم أو النيروز معلومًا عند المتبايعين، أمّا لو كان مجهولاً عندهما أو عند أحدهما فقط فلا يصحّ، كما لا يصحّ التأجيل إلى الحصاد والدياس والقطاف؛ لأنّها تتقدّم وتتأخر ... تأجيل الثمن إلى مدة غير معيّنة كأمطار السماء يفسد البيع ... (شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۱۰۱) المادة: ۲۴۷، ۲۴۸، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلّقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۱۶۷، ۱۶۸) المادة: ۲۴۷، ۲۴۸، أيضًا: رشيديه۔

الدر مع الرد: (۵/۸۱، ۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) يعتبر ابتداء مدة الأجل والقسط المذكورين في عقد البيع من وقت تسليم المبيع ... مثلاً لو باع متاعًا على أنّ ثمنه مؤجل إلى سنة فحبسه البائع عنده سنة ثم سلمه للمشتري اعتبر أوّل السنة التي هي الأجل من يوم التسليم، فليس للبائع حينئذٍ أن يطالبه بالثمن إلّا لمضي سنة من يوم التسليم وسنتين من حين العقد۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۱۶۹، ۱۷۰) المادة: ۲۵۰، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلّقة بالبيع والنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۱) المادة: ۲۵۰، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۴/۵۳۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۳) وقد فسّر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين، ولا يفارقه على أحد البيعتين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على واحد منهما ... (جامع الترمذي: (۱/۳۶۴) أبواب البيوع، باب ما جاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: رحمانيه)

خلاصة الفتاوى: (۳/۶۰) كتاب البيوع، الفصل الخامس: في البيع إذا كان فيه شرط، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۵/۱۸۷) كتاب البيوع، فصل: وأمّا شرائط الصحة، ط: سعيد۔

ادا کرنے کی وجہ سے کمی کرنا یا ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اضافہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

☆...... اگر سامان کی بیع قسطوں پر ہوئی ہے، تو بائع یہ شرط بھی عائد کرسکتا ہے کہ اگر خریدار کسی بھی قسط کی بروقت ادائیگی میں ناکام رہا تو باقی ماندہ تمام اقساط فوری طور پر واجب الادا ہو جائیں گی۔ (۲)

☆...... قیمت کی ادائیگی یقینی بنانے کے لیے بائع (سیلر) خریدار سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ وہ اسے کوئی سیکورٹی فراہم کرے، خواہ وہ رہن کی شکل میں ہو یا اس کے موجودہ اثاثوں میں سے کسی اثاثے کے ذریعے اپنی رقم کی وصولی کے حق کی صورت میں ہو۔ (۳)

---

(۱) الرجل يكون عليه ألف درهم دين مؤجل فيصالحه منه على خمسمائة حالة فلا يجوز۔ (احكام القرآن للجصاص (۱/۵۶۶) سورة البقرة، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

ولو كانت له ألف مؤجلة فصالحه على خمسمائة حالة لم يجز، لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد فيكون بإزاء ما حطه عنه، وذلك اعتياض عن الأجل وهو حرام۔ (الهداية (۳/۲۵۶، ۲۵۷) كتاب الصلح، باب الصلح في الدين، ط: رحمانيه)

وكان الرجل في الجاهلية إذا كان له على إنسان مائة درهم مثلا إلى أجل، فإذا حل الأجل ولم يكن المدين واجدا لذلك المال قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل، فربما جعله مائتين، ثم إذا حل الأجل الثاني فعل مثل ذلك ثم إلى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلك المائة أضعافها فهذا هو المراد من قوله "أَضْعافاً مُضاعَفَةً" وقد ابتدأ سبحانه الآية بالنداء بقوله "يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" لبيان أن أكل الربا ليس من شأن المؤمنين، وإنما هو من سمات الكافرين والفاسقين۔ (الوسيط لطنطاوى (۲/ ۲۵۸) سورة العمران، الاية: ۱۳۰، دار نهضة مصر)

عن مجاهد قال: كانوا يتبايعون إلى الأجل، فإذا حل الأجل زادوا عليهم وزادوا في الأجل فنزلت "يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا أضعافا مضاعفة"۔ (الدر المنثور (۲/۳۱۳) سورة العمران، الاية: ۱۳۰، ط: دار الفكر)

(۲) عليه ألف ثمن جعله ربه نجوما إن أخل بنجم حل الباقي، فالأمر كما شرط ملتقط، وهي كثيرة الوقوع۔ (الدر مع الرد: (۳/۵۳۳) كتاب البيوع، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۰) تحت المادة: ۲۳۶، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للأتاسي: (۲/۱۶۷) تحت المادة: ۲۳۵، أيضا، ط: رشيديه۔

(۳) (فيصح) البيع (بشرط يقتضيه العقد... أو لا يقتضيه لكن) يلائمه كشرط رهن معلوم، وكفيل معلوم....۔ (الدر مع الرد: (۵/۸۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۷۰) المادة: ۱۸۶، البيوع، الباب الأول، الفصل الرابع=

بیع میعادی سے نفع حاصل کرنا

(۲۴۱) زید اپنا مکان عمر کے ہاتھ فروخت کرتا ہے اور فروخت کرنے کی شرائط یہ لگاتا ہے:

❶ جو رقم میں نے اس وقت یعنی فروخت کرنے کے وقت عمر سے لی ہے، اس رقم کو اگر دس سال میں واپس دے دوں تو عمر زید کو مکان لازمی طور پر واپس دے گا، اگر زید دس سال کے اندر رقم عمر کو ادا نہ کر سکا تو دس سال گزر جانے کے بعد پکی بیع ہو جائے گی، پھر زید اپنا مکان عمر سے واپس نہیں لے سکے گا۔

❷ ان دس سالوں کا کرایہ عمر وصول کرے گا، اور عمر اس مکان کو اپنے تصرف میں لا سکے گا، اور اس مکان میں جو کچھ مرمت اور شکست و ریخت دس سال کے اندر ہوگی وہ عمر ادا کرے گا۔

یہ بیع شرعاً رہن کے حکم میں ہے، اور رہن کی چیز سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے مکان کی توڑ پھوڑ کی مرمت کی ذمہ داری اصل مالک زید پر ہے، عمر پر نہیں ہے، اور دس سال کے کرایہ کا مالک بھی زید ہی ہے، عمر کے لیے کرایہ کی رقم اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

=في حق البيع بشرط، ط: فاروقيه كوئٹه۔

وشرح المجلة للأتاسي: (۲۳/۲) المادة: ۱۸۷، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۱) وفي حاشية الفصولين عن جواهر الفتاوى: هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، وهو الصحيح۔ (شامي: (۵/۲۷۶) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

ونفقة الرهن والخراج والعشر على الراهن، والأصل: أن كل مايحتاج اليه لمصلحة الرهن بنفسه وبقائه فعلى الراهن؛ لأنه ملكه، وكل ما كان لحفظه فعلى المرتهن؛ لأن حبسه له۔ (الدر مع الرد: (۶/۴۸۷) كتاب الرهن، ط: سعيد)

لا يحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وان أذن له الراهن۔ (شامي: (۶/۴۸۲) كتاب الرهن، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۳۱۶) المادة: ۷۲۳، ۷۲۴، الكتاب الخامس في الرهن، الباب الثالث في المسائل التي يتعلق بالمرهون، الفصل الأول: في مؤنة المرهون ومصارفه، ط: فاروقيه كوئٹه)=

بیع میں اجنبی کے فعل کی شرط لگانا

(۲۳۲) اگر بیع میں اجنبی کے کسی فعل کی شرط لگائی جائے تو شرط باطل ہو جائے گی اور بیع صحیح ہو جائے گی، مثلاً: ایک شخص نے کسی کو اس شرط کے ساتھ زمین فروخت کی کہ: ''فلاں شخص اس (فروخت کرنے والے) کو زمین فروخت کرے گا، اور اگر اس نے بائع (فروخت کرنے والے) کو زمین فروخت نہیں کی تو بائع کو بیچی ہوئی زمین واپس لینے کا حق ہوگا'' اور اس کے بعد فلاں شخص اپنی متعینہ زمین بائع کو فروخت کرنے کے لیے راضی نہیں ہوا تو بائع کو اپنی زمین واپس لینے کا حق نہیں ہوگا؛ کیوں کہ یہاں بیع کے وقت فلاں اجنبی آدمی کی جانب سے زمین فروخت کرنے کی شرط رکھی گئی ہے، اس قسم کی شرط باطل ہو جاتی ہے، اور بیع صحیح ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بائع کو زمین واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

بیع میں دھوکا ہوا

اگر کسی کو بیع میں دھوکہ ہوا تو مال واپس کرنا جائز ہے۔ (۲)

= (ونماء الرهن) كالولد والثمر واللبن... (للراهن وهو رهن مع الأصل بخلاف ما هو بدل عن المنفعة كالكسب والأجرة فإنها غير داخلة في الرهن وتكون للراهن)۔ (الدر مع الرد (۶/ ۵۲۱) كتاب الرهن، فصل في مسائل متفرقة، ط: سعيد)

(۱) المراد بالنفع ما شرط من أحد العاقدين على الآخر، فلو على أجنبي لا يفسد، ويبطل الشرط، لما في الفتح عن الولوالجية: بعتك الدار بألف على أن يقرضني فلان الأجنبي عشرة دراهم، فقبل المشتري، لا يفسد البيع، لأنه لا يلزم الأجنبي، ولا خيار للبائع۔ (شامي: (۵/ ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۸۲) [المادة: ۱۸۹]، البيوع، الباب الأول، الفصل الرابع: في حق البيع بشرط، ط: فاروقيه كوئته۔

وفي المنتقى: قال محمد رحمه الله تعالى: كل شيء يشترطه المشتري على البائع يفسد به البيع، فإذا شرطه على أجنبي فهو باطل۔ (أي فالشرط باطل۔ (منحة الخالق) كما إذا اشترى دابة على أن يهبه فلان الأجنبي كذا فهو باطل۔ (البحر الرائق: (۶/ ۸۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲) إذا غر أحد المتبايعين الآخر، وتحقق أن في البيع غبنا فاحشا فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ۔ =

بیع نسیئہ

"بیع نسیئہ" میں اَجل اور میعاد عقد کا حصہ ہوتی ہے اور عقد کے اندر مشروط ہوتی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اس اجل (میعاد) کے آنے سے پہلے دوسرے فریق کو قیمت کے مطالبہ کا حق نہیں ہوتا۔[1]

مزید "ادھار خرید وفروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیع نسیہ اور بیع حال میں فرق

☆......بیع حال (نقد پر خرید وفروخت) اور بیع نسیہ (ادھار پر خرید و فروخت) میں فرق یہ ہے کہ: جب بیع بالنسیہ ہوتی ہے تو اس میں جو میعاد مقرر ہوتی ہے اس میعاد سے پہلے بائع کو ثمن کے مطالبے کا بالکل حق ہوتا ہی نہیں، مثلاً: یہ کتاب میں نے خریدی اور دکان دار سے کہا کہ: "میں اس کی قیمت ایک مہینے کے بعد ادا کروں گا"، اس نے کہا کہ: "ٹھیک ہے، ایک مہینے کے بعد ادا کر دینا"، یہ بیع مؤجل ہو گئی۔ اب تاجر دکان دار کو یہ حق نہیں کہ ایک مہینے سے پہلے مجھ سے قیمت کا مطالبہ کرے، بلکہ ایک مہینے کے بعد مطالبہ کرنا جائز ہوگا، اس سے پہلے مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا، یہ "بیع مؤجل" ہے، اس کو "بیع نسیہ" بھی کہتے ہیں۔

• (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۲۳۷) المادة: ۳۵۷، البيوع، الباب السادس: في الخيارات، الفصل السابع: في الغبن والتغرير، ط: رشيديه)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۵۸) المادة: ۳۵۷، أيضاً۔ ط: فاروقيه كوئٹه۔

☐ الدر مع الرد: (۵/۱۴۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد۔

(۱) البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح، أي والتأجيل لازم، فليس للبائع حبس المبيع حتى يقبضه، ولا المطالبة به قبل حلول الأجل....۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۱۶۶) المادة: ۲۴۵، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه۔

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۰) المادة: ۲۴۵، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

☐ البحر الرائق: (۶/۱۱۳) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

☆......''بیع حال'' اُس بیع کو کہتے ہیں جس میں بائع کو بیع کے بعد فوراً قیمت کے مطالبے کا حق ہوتا ہے، چاہے اس نے کہہ دیا کہ: ''بھائی بعد میں دے دینا''، اور وہ مطالبہ کرنے میں سالوں تاخیر کرتا رہے، لیکن اس کے باوجود بائع کو یہ حق حاصل ہوگا کہ قیمت کا ابھی مطالبہ کرے، اور نہ دینے کی صورت میں قانونی کارروائی کرے۔ یہ ''بیع حال'' ہے۔

☆......بیع موجل (بیع نسیئہ) اور بیع حال میں استحقاق کی وجہ سے فرق ہوتا ہے کہ بائع کا استحقاق ''بیع بالنسیئہ'' میں اجل (مقررہ مدت) سے پہلے قائم ہی نہیں ہوتا، اور ''بیع حال'' میں عقد کے فوراً بعد بائع کا استحقاق قائم ہوجاتا ہے۔ (۱)

بیع نسیئہ صحیح ہونے کی شرط

☆......بیع نسیئہ (ادھار پر خرید وفروخت) کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ قیمت ادا کرنے کی میعاد متعین ہو، ورنہ بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۲)

---

(۱) البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح ، وإذ ذاک لايطالب المشتري بالثمن إلأبعد حلول الأجل،... البيع المطلق ينعقد معجلاً، أما إذا جرى العرف في محل على أن يكون البيع المطلق مؤجلاً أو مقسطا بأجل معلوم ينصرف البيع المطلق إلىٰ ذلک الأجل... فروع: لرجل ألف من ثمن مبيع، فقال لمديونه: أعط كل شهر مائة فلايكون قوله هٰذا تأجيلاً ؛ لأنّ مجرّد الأمر لايستلزم التأجيل۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۱۰۰، ۱۰۲) المادة: ۲۴۵، ۲۵۱) البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلّقة بالنسيئة و التأجيل، ط: فاروقيه كوئته)

شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۱۷۰، ۱۷۱) المادة: ۲۵۱، أيضًا، ط: رشيديه۔

(وصحّ بثمن حال) وهو الأصل، (و مؤجل إلى معلوم) لئلا يفضي إلى النزاع... باع بحال ثم أجله أجلاً معلوما أو مجهولاً كنيروز وحصاد صار مؤجلاً، منية، له ألف من ثمن مبيع فقال أعط كل شهر مائة فليس بتأجيل... (قوله: صار مؤجلاً)... الشرط الفاسد لو ألحق بعد العقد هل يتحقق بأصل العقد عند أبي حنيفة قيل نعم، وقيل: لا هو الصحيح....۔ (الدر مع الرد: (۴/۵۳۱، ۵۳۳) كتاب البيوع، مطلب: في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

(۲) يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل و التقسيط ۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۱۶۳) المادة: ۲۴۶، البيوع، الباب الأوّل: في تعريف البيع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه)

شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۱۰۰) المادة: ۲۴۶، أيضًا، ط: فاروقيه كوئته۔

الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأوّل: في تعريف البيع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه۔

......واضح رہے کہ بعض دفعہ لوگ دکانوں پر چلے جاتے ہیں اور قیمت طے کرکے سامان خرید لیتے ہیں اور اس کے بعد یہ کہہ دیتے ہیں کہ: ''پیسے پھر لے کر آجائیں گے''، یا ''پیسے بعد میں دے دیں گے''، لیکن بعد میں کب دیں گے اس کے لیے مدت مقرر نہیں کرتے، تو یہ جائز ہے، یہ بیع نسیہ نہیں ہے، بلکہ بیع حال ہے۔ البتہ تاجر رعایت دے دیتا ہے کہ پھر دے دینا کوئی بات نہیں ہے۔ (۱)

بیعِ وَضِیعَہ

''بیع وضیعہ'' (Sale on loss) متعینہ چیز کی قیمتِ خرید یا لاگت بیان کرنے کے بعد اسے قیمت خرید یا لاگت سے کم میں فروخت کرنا۔ (۲)

بیکری کا سامان رَمَضَان میں فروخت کرنا

''رمضان میں بیکری کا سامان فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیگ تبدیل ہوجائے

''سامان تبدیل ہوجائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۱/۴)

---

(۱) أما البيع الحال: فحكمه أنه متي وقع البيع، استحق المشتري مطالبة تسليم المبيع واستحق البائع مطالبة تسليم الثمن فوزا، وإن أعطي أحدهما الآخر مهلة تسليم ما عليه فإنه تطوع وليس حقا له، ولذلك إن أمهله إلي أجل غير معلوم، مثل ما يقول بعض التجار لبعض أهل معرفته "أد الثمن متي شئت" فإنه بيع حال أمهل فيه البائع المشتري تطوعا، ولذلك يحق له أن يطالبه بالثمن متي شاء، ولو كان بيعا مؤجلاً لفسد البيع، لجهالة الأجل ولكنه جائز علي كونه حالاً۔ (فقه البيوع على المذاهب الاربعة: (۵۳۴/۱) المبحث الخامس، التقسيم الاول، الباب الاول فى البيع الحال والمؤجل، ط: مكتبه معارف القرآن)

وفي جامع الفصولين: الرواية محفوظة أنه لو باع مطلقا ثم أجل إلي حصاد و دياس لايفسد ويصح الأجل اهـ ووجهوه بأن التأخير بعد البيع تبرع فيقبل التأجيل إلي الوقت المجهول۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۶۹/۲) شرح المادة: ۲۴۸، الكتاب الاول: البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتاجيل، ط: رشيديه جديد)

الدر المختار مع الرد: (۵۳۲/۴) كتاب البيوع، مطلب فى التاجيل إلي أجل مجهول، و: (۸۲/۵) باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) (قوله: والوضيعة) هي البيع بمثل الثمن الأول، مع نقصان يسير، اتقاني في البحر: هي البيع بأنقص=

بیگ تصویر والے

"تصویروں والے اسکول بیگ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۰۲)

بَیلَنس شِیٹ

☆...... کمپنی سال میں ایک بار یا کسی معینہ تجارتی دورانیہ میں اپنی ذمہ داریوں اور اثاثوں کی تفصیل تیار کرتی ہے اس کو "بیلینس شیٹ" (Balance Sheet) کہتے ہیں۔

☆...... "بیلینس شیٹ" کا اجمالی تعارف یہ ہے کہ: ایک طرف کمپنی کے اثاثے اور دوسری طرف ذمہ داریاں لکھ دی جاتی ہیں۔

بیمار جانوروں کی خرید وفروخت

بیمار جانوروں کی خرید وفروخت جائز ہے، البتہ خریداروں کو بیماری کے بارے میں بتادینا ضروری ہے، ورنہ بیماری کے عیب کو چھپانے کی وجہ سے برکت ختم ہوجائے گی۔ (۱) اور خریداروں کو علم ہونے کے بعد جانوروں کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۲)

=من الأول....۔ (شامی: (۵/۱۳۲) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۶/۱۰۷) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوي علی الدر: (۳/۹۳، ۹۴) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه۔

(۱) عن عبدالله بن الحارث سمعت حکیم بن حزام عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فإن صدقا، وبینا بورک لهما في بیعهما، وإن کتما وکذبا محقت برکة بیعهما (صحیح البخاری: (۱/۲۸۳) (رقم الحدیث: ۲۰۷۹) کتاب البیوع، باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا، ط: قدیمی)

قال النووی: أی بین کل واحد لصاحبه مایحتاج إلی بیانه من عیب ونحوه في السلعة والثمن وصدقه في ذلک۔ (شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۲/۶) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین، ط: قدیمی)

فإن صدقا أی في صفة المبیع والثمن ومایتعلق بهما، (وبینا) أی عیب الثمن والمبیع (بورک) ای أکثر النفع (لهما في بیعهما) أی شرالهما والمراد في عقدهما وإن کتما وکذبا، محقت برکة بیعهما۔ (مرقاة المفاتیح: (۶/۳۶) کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، ط: رشیدیه

(۲) اذا اشتری عبدا فوجده مریضا کان له الرد۔ (شامی: (۵/۹) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید)=

بیمہ

"انشورنس" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۶/۱)

بینڈ باجا

بینڈ باجا بجانا، سننا، (۱) خرید وفروخت کرنا اور مرمت کرنا ناجائز ہے۔ (۲) اس نحوست کا اثر یہ ہے کہ آمدنی زیادہ ہونے کے باوجود کوئی خیر و برکت نہیں ہوگی، ہمیشہ گھر میں بربادی رہے گی، ہر وقت جیب خالی اور پیٹ خالی رہے گا، اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے گا۔ (۳)

بینک اسلامی کامیاب ہونے کی وجہ

"مروجہ اسلامی بینکنگ کامیاب ہونے کی وجہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔

= البحر الرائق (۶/ ۴۰) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد

الفتاوى الهنديه (۳/ ۷۰) كتاب البيوع، الباب الثامن في خيار العيب، الفصل الأول في ثبوت الخيار وحكمه، ط: رشيديه

(۱) استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام؛ لقوله عليه الصلاة والسلام: "استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر"، أي: بالنعمة فصرف الجوارح الى غير ماخلق لأجله كفر بالنعمة لاشكر، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كي لايسمع؛ لماروي أنه عليه الصلاة والسلام: أدخل أصبعه في أذنه عند سماعه. (الدر مع الرد: (۶/ ۳۴۹) كتاب الحظر والاباحة قبيل فصل اللبس، ط: سعيد)

دلّت المسألة على أن الملاهي كلها حرام، حتى التغني بضرب القضيب .... واختلفوا في التغني المجرد، قال بعضهم: انه حرام مطلقاً، والاستماع اليه، لاطلاق مارويناه. (تبيين الحقائق: (۷/ ۳۰، ۳۱) كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

الهندية: (۵/ ۳۵۱) كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء واللهو وسائر المعاصي والأمر بالمعروف، ط: رشيديه۔

(۲) تخریج کے لیے "آلات لہو کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۳) عن عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لايكسب عبد مال حرام فيتصدق منه فيقبل منه ولا ينفق منه فيبارك له فيه، ولا يتركه خلف ظهره، إلا كان زاده إلى النار، إن الله لايمحو السيئ بالسيئ ولكن يمحو السيئ بالحسن إن الخبيث لايمحو الخبيث. (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي)

بینک اسلامی کے بارے میں علماء کرام کی رائے

''مروجہ اسلامی بینکنگ پر علماء کرام کی رائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بینک انٹرسٹ

''کمرشل انٹرسٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۲/۵)

بینک سے قرض لینا

بینک کا مال عام طور پر حرام ہوتا ہے، کیونکہ اس کا مدار سودی نظام پر ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو بینک کے ساتھ لین دین کرنے اور قرض لینے سے بچنا چاہئے، خواہ یہ شرعی طریقہ کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور عزت بچالی۔ [1]

ہاں اگر شدید مجبوری ہو تو بلاسودی قرضہ لینے کی گنجائش ہے (یعنی جتنا قرض لیا تھا اتنا ہی واپس کرے اس میں کوئی اضافہ نہ کرے) [2]

---

(۱) عن عامر الشعبي قال: سمعت النعمان بن بشير قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:---فمن اتقى الشبهات استبرأ عرضه ودينه ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام (سنن أبي داؤد: (۱۱۸/۲) ۳۳۲۹، كتاب البيوع، باب اجتناب الشبهات، ط: رحمانيه)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي

الصحيح للبخاري: (۱۳/۱) كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، ط: قديمي

(۲) الضرورات تبيح المحظورات (الأشباه والنظائر: (ص: ۸۷) الفن الأول، القاعدة الخامسة الضرر يزال، ط: قديمي

شرح المجلة لرستم باز: (۳۲/۱) المادة: ۲۱، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية ط: فاروقيه۔

باقی سودی قرضہ لینے کی کسی حال میں بھی گنجائش نہیں۔ (۱)

بینک سے قرضہ لینے والے کی ضمانت دینا

بینک سے سود کے ساتھ قرضہ لینا جائز نہیں، لہٰذا اس طرح کے قرض لینے والے کی ضمانت دینا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ گناہ اور سود کے کام میں تعاون ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

بینک شراکت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا

بینک یا مالیاتی ادارہ شراکت اور مضاربت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا؛ کیوں کہ بینک یا مالیاتی ادارہ لوگوں پر اعتماد نہیں کرتا، اور اعتماد نہ کرنے کی وجہ سے شراکت اور مضاربت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، بلکہ متعین نفع پر رقم دیتا ہے، اور یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۳)

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربو وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال: ھم سواء (الصحیح لمسلم: (۲/۲۷) کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الربا، ط: قدیمی)

مشکاۃ المصابیح (ص: ۲۴۴) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی

عن علی أمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ مرفوعاً: کل قرض جر منفعۃ فھو ربا ... وقال الموفق: وکل قرض شرط فیہ الزیادۃ فھو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲) کتاب الحوالۃ) باب کل قرض جر منفعۃ فھو ربا، ط: إدارۃ القرآن)

کل قرض جر نفعاً فھو حرام، (شامی: (۵/۱۶۶) کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ط: سعید)۔

(۲) ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب (المائدہ: ۲)

ولا تعاونوا علی ارتکاب المنھیات ولا علی الظلم، (احکام القرآن للقرطبی: (۳/۱۸)، ط: دار الفکر

قال النووی: فیہ تصریح بتحریم کتابۃ المترابین والشھادۃ علیھا وبتحریم الإعانۃ علی الباطل (مرقاۃ المفاتیح: (۶/۵۱) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشیدیہ

(۳) (وتفسد إن شرط لأحدھما دراھم مسماۃ من الربح) لأنہ شرط یوجب انقطاع الشرکۃ في بعض الوجوہ فلعلہ لا یخرج إلا القدر المسمی لأحدھما من الربح۔

قولہ فلعلہ لا یخرج إلا القدر المسمی لأحدھما من الربح) أي وھو خلاف مقتضی الشرکۃ لأن مقتضاھا الاشتراک في الربح لا اختصاص واحد منھما ونقل في الفتاوی الصغری عن شیخ الإسلام خواھر زادہ=

بینک کا اِجارہ

''اِجارہ بینک کا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۲۰۰)

بینک کا سود

''بینک کا فائدہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۵۰)

بینک کا فائدہ

بینک جو فائدہ قرض لینے والوں سے لیتا ہے، اور جو فائدہ اپنے پاس رقم جمع کرنے والوں کو دیتا ہے وہ سب سود ہے، لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔(۱)

بینک کا کردار دَرآمد بَرآمد میں

''درآمد برآمد میں بینک کا کردار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴/۳۰۰)

بینک کا کردار ذخیرہ اندوزی میں

بعض دفعہ تاجر لوگ بینک سے مزید قرضہ حاصل کرنے کے لئے اپنے اجناس بینک کی تحویل میں دے دیتے ہیں، اس کو عام عرف میں (Pledge) کہتے ہیں۔اور بینک ان اجناس کو اپنی تحویل میں رکھنے کے عوض قرض دینے کے لئے

=أنه ذكر في أول المضاربة الشركات لاتبطل بالشروط الفاسدة وإذا شرط في المضاربة مع شرط في الشركة تبطل، لا لأنه شرط فاسد بل لأنه شرط ينتفي به الشركة (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۳/۳۱۹، ۳۲۰) كتاب الشركة، ط: امدادية ملتان)

الربا لغة الزيادة، واصطلاحا: فضل خال عن عوض بعقد (الموسوعة الفقهية (۱۳/ ۱۲۷) حرف التاء، مادة: تورق، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية)

البحر الرائق: (۵/ ۲۹۶) كتاب الشركة، ط: رشيدية

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هو سواء، (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۳) باب الربوا، الفصل الأول، ط: قديمي)

انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱۔ (عن جابر رضي الله عنه)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱ على الصفحة السابقة

تیار ہوجاتا ہے، اور اب یہ کاروبار اتنا عام ہوگیا ہے کہ منڈی کا ہر تاجر اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اپنے اجناس بینک کے پاس رکھ کر زیادہ سے زیادہ سودی قرضہ حاصل کرسکے، اس طرح چیزوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اور عوام چیزوں کو مہنگی قیمتوں پر خریدنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

اس میں بینک کا فائدہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ رقم سودی کاروبار پر لگا سکتا ہے اور تاجروں کا ظاہری فائدہ یہ ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ سودی قرضہ مل جاتا ہے اور جو اجناس بینک کے پاس زرِ ضمانت کے طور پر رکھی گئی ہیں ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اور ظلم عوام پر ہوتا ہے۔

بینک کا مُرابحہ مؤجلہ

''مرابحہ مؤجلہ بینک کا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۵/۶)

بینک کو کمیشن پر گاہک مہیا کرنا

''کمیشن پر بینک کو گاہک مہیا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۲/۵)

بینک کی شراکت

''مضاربت بینک کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۳/۶)

بینک کی مضاربت

''مضاربت بینک کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۳/۶)

بینک کی مُلازمت

☆...... بینک کا مدار سودی نظام پر ہے، اور اس کی آمدنی سود سے حاصل ہوتی ہے، اور سود دینا، لینا، لکھنا، گواہ بننا اور اس میں مُعاوِن اور مُحافِظ بننا سب ناجائز

اور حرام ہے، ایسی ملازمت چھوڑ کر حلال ملازمت اختیار کرنا لازم ہے۔ [۱]

☆...... چونکہ بینک کا مدار سودی نظام پر ہے، اور سود کی وجہ سے بینک آباد ہیں لہٰذا ان میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، کام ناجائز اور تنخواہ حرام ہے، اگر مسلم ممالک میں مسلمان بینکوں میں نوکری نہ کرتے تو یہ گناہ کے سودی ادارے قائم بھی نہ ہوتے اور باقی بھی نہ رہتے۔ ان ملازموں نے موجودہ بینکوں کو قائم کرنے اور سودی لین دین کو رواج دینے میں مدد فراہم کی ہے، اسی طرح جو لوگ سودی کھاتے میں رقم جمع کرتے ہیں وہ بھی بینک قائم رکھنے میں معاون ہیں، اور گناہ کے کاموں میں معاونت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ [۲]

---

(۱) لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا و موکلہ و کاتبہ و شاھدیہ و قال ھم سواء۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۴۴) باب الربو، الفصل الأول، ط: قدیمی)

صحیح البخاري: (۱/ ۲۷۹) کتاب البیوع، باب قوله الله تعالیٰ: {يٰأيها الّذين امنوا لا تأكلوا الربو أضعافاً مضاعفة... الآية} و باب آکل الربو و شاھدہ و کاتبہ...، ط: قدیمی)

الصحیح لمسلم: (۲/ ۳۸) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: رحمانیہ)

ماحرم أخذه حرم إعطاؤه ... ما حرم فعله حرم طلبه ... فكل شيئ لايجوز فعله لايجوز طلب إيجاده من الغير سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۱/ ۷۷، ۷۸) المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشیدیہ۔

قوله: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه وقال هم سواء) هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليها وفيه تحريم الإعانة على الباطل۔ والله أعلم۔ (شرح النووي: على الصحيح لمسلم: (۲/ ۳۸) رقم الحديث: ۴۰۹۳، كتاب المساقاة، باب الربا، ط: رحمانية)

(۲) قال الله تعالیٰ: ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب۔ (المائدة: ۲)

عن جابر رضی الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكل الربو و موكله و كاتبه و شاهديه وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲/ ۲۷) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی)۔

الصحيح للبخاری: (۱/ ۲۷۹) کتاب البیوع، باب قول الله تعالیٰ: يا ايها الذين آمنوا لا تأكلوا الربو أضعافاً مضاعفة، وباب أكل الربو و موكله و شاهديه و كاتبه، ط: قديمی

قوله: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل الربو و موكله و كاتبه و شاهديه وقال هم سواء) هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليها وفيه تحريم الإعانة على الباطل =

بینک کے اِجارہ میں اُجرت کی شرح متعین نہیں ہوتی

"اجارہ میں اجرت کی شرح بینک میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۲/۱)

بینک کے توسُّط سے چیز خریدنا

بینک کے ذریعے مکان، دکان اور گاڑی وغیرہ چیزیں خریدنے کی دو صورتیں ہیں، اور ہر ایک صورت کا حکم مختلف ہے:

❶ پہلی صورت یہ ہے کہ: بینک سے سودی قرضہ لے کر مکان وغیرہ خریدے، تو یہ صورت ناجائز ہے؛ کیوں کہ سود دینا، لینا، لکھنا اور اس میں گواہ اور معاون بننا یہ ناجائز اور حرام ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور ایسے لوگ اللہ ورسول کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں۔ (۱)

❷ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر آدمی مثلاً: گاڑی خریدنا چاہتا ہے تو بینک خریدار کے ساتھ اپنے کسی آدمی کو شوُرُوم بھیج دے اور یہی آدمی بینک کے لیے مطلوبہ گاڑی خریدلے تو وہ گاڑی بینک کی ہوجائے گی، پھر وہیں پر چابی وغیرہ لے کر قبضہ کرنے کے بعد بینک کا بھیجا ہوا آدمی نفع کے ساتھ کُل قیمت، کُل قسطیں اور ادائیگی

=(شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۲/ ۲۷، ۲۸) کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الربا، ط: قدیمی

☐ آکل الربو وکاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولا يأكل مالم يخبره بأن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه۔ (الفتاویٰ الهندیه: (۵/ ۳۴۳) کتاب الکراهیة، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشیدیه)

☐ ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لايحل له- (تبیین الحقائق: (۵/ ۱۲۵) کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادیه ملتان)

(۱) [يأيها الذين أمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا، إن كنتم مؤمنين، فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله، وإن تبتم فلكم رؤوس أموالكم لاتظلمون ولاتظلمون] (البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹)

☐ انظر الحاشية السابقة ايضا۔

کی مدت طے کر کے گاڑی اس آدمی کو فروخت کردے، اور گاڑی اس کے حوالہ کردے، اور بینک مقررہ قسطیں متعینہ مدت میں خریدار سے وصول کرتا رہے، اور بعد میں کسی بھی وجہ سے اس کی قیمت میں اضافہ نہ کرے، یا جرمانہ یا صدقہ لازم نہ کرے، تو یہ جائز ہوگا۔

یا بینک اپنا آدمی کمپنی یا شوروم والے کے پاس نہ بھیجے، بلکہ خریدار کو اپنا وکیل بنا کر بھیجے اور خریدار بینک کے پیسے سے بینک کے لیے گاڑی خرید کر بینک کو حوالہ کردے، پھر اس کے بعد بینک اصل قیمت کے ساتھ نفع ملا کر کل قیمت مقرر کر کے قسطیں اور مدت مقرر کر کے اس آدمی کے ہاتھ فروخت کردے، اور یہ آدمی مقررہ مدت کے اندر قسط وار کل قیمت ادا کردے، اور بینک اس کے بعد کسی بھی وجہ سے کل قیمت میں اضافہ نہ کرے، یا جرمانہ یا صدقہ کے نام پر کوئی رقم لازم نہ کرے تو یہ جائز ہے۔[1]

بینک کے چوکیدار کی تنخواہ

بینک کا مدار سودی نظام پر ہے۔ اور یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) علّله الحانوتي بالتباعد عن شبهة الربا؛ لأنها في باب الربا ملحقة بالحقيقة، ووجهه: أن الربح في مقابلة الأجل؛ لأن الأجل وإن لم يكن مالاً ولا يقابله شيئ من الثمن لكن اعتبروا مالاً في المرابحة اذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن، فلو أخذ كل الثمن قبل الحلول كان أخذه بلاعوض۔ (فتاوی شامی: (۱۴۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة، مسائل شتی قبيل كتاب الفرائض، ط: سعيد)

وجوابه: أن الأجل في نفسه ليس بمال، فلا يقابله شيئ حقيقةً اذا لم يشترط زيادة الثمن بمقابلته قصداً، ويزاد في الثمن لأجله اذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصداً، فاعتبر مالاً في المرابحة احترازاً عن شبهة الخيانة۔ (البحر الرائق: (۱۱۵/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة، ط: سعيد)

البناية: (۳۱۸،۳۱۷/۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ، والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔۔۔۔ (الدر مع الرد: (۶۱،۶۲/۴) كتاب الحدود، باب التعزير، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

أن البيع الخالي عن الشروط الفاسدة مشروع ومفيد للملك۔۔۔ والبيع الخالي عن المفسد مشروع۔

کے خلاف بغاوت اور جنگ کا مرکز اور کبیرہ گناہ کا اڈّا ہے، اس میں چوکیدار بننا بھی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ سودی ادارے کی حفاظت کرنا ہے، اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت اور جنگ کا اعلان کرنے والوں کی حفاظت کرنا اوران کے اڈّوں کی حفاظت کرنا بھی معاونت کی بنا پر ناجائز اور حرام ہے، اور بینک کی چوکیداری کی تنخواہ کو جائز کہنا دہشت گردوں کے محافظوں کی تنخواہ کو جائز کہنے کے مترادف ہے۔ (۱)

بینک کے ساتھ خرید وفروخت کرنا

موجودہ دَور میں بینک کی بنیاد سودی نظام پر ہے، اوراس کی آمدنی سودی رقم ہے، اور سودی رقم حرام ہے، اور حرام رقم کی طرف اشارہ کر کے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے بینک کے ساتھ خرید وفروخت کرنے کی صورت میں اگر بینک والا سودی رقم کی طرف اشارہ کر کے سودا کرتا ہے، تو اس صورت میں بینک کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر سودی رقم کی طرف اشارہ کر کے سودا نہیں کرتا، بلکہ مطلقاً سودا کرتا ہے، تو خرید وفروخت کا معاملہ کرنا جائز ہوگا،

ومفيد للملك بالإجماع۔ (بدائع الصنائع: (۵/۲۹۹) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

ومن شروط صحة البيع: الخلو عن الربا؛ لأن البيع الذي فيه ربا فاسد عند الحنفية؛ لأن الربا حرام بنص الكتاب الكريم... وكذلك يشترط أن يكون البيع خاليا عن شبهة الربا، واحتمال الربا۔ قال الكاساني: حقيقة الربا كما هي مفسدة للبيع، فاحتمال الربا مفسد له أيضا۔ (الموسوعة الفقهية: (۹/ ۱۰۲،۱۰۳) حرف الباء، مادة: البيع، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية)

مزید حوالہ جات کے لئے ”بیع قبل القبض/ایک آدمی کا دونوں کی طرف سے وکیل ہونا“ کے تحت ملاحظہ کریں۔

(۱) {ولا تعاونوا على الإثم والعدوان، واتقوا الله إن الله شديد العقاب}۔ (المائدة: ۲)

{يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ} الخ۔ [البقرة: ۲۷۸]

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۲/ ۱۰۹) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد)

(ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر... لا يحل له۔ (تبيين الحقائق: (۵/ ۱۲۵) كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امدادیہ ملتان)

اگر چہ پسندیدہ نہیں ہے۔[1]

بینک کے سُود سے اِنکم ٹیکس ادا کرنا

☆......بینک سے ملنے والے سُود کو حکومت کی طرف سے عائد کردہ اِنکم ٹیکس وغیرہ میں ادا کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ بینک پرائیویٹ ہے، حکومت کا نہیں ہے؛ اس لیے بینک سے جو سود ملتا ہے وہ حکومت کے خزانے سے نہیں ملتا، اور اس کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں؛ اس لیے اس سے انکم ٹیکس وغیرہ ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔

☆......واضح رہے کہ بینک کے سودی کھاتے میں رقم جمع کرنا ہی جائز نہیں ہے، مجبوری کی بنا پر بلاسودی کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم جمع کرانے کی اجازت ہے۔ اگر کسی نے سودی کھاتے میں رقم جمع کی ہے تو اس کے لیے سود لینا جائز ہی نہیں، تاہم اگر کسی نے لاعلمی میں سود کی رقم نکال لی ہے اور واپس کر سکتا ہے تو واپس کرے، ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر فقیروں کو صدقہ کردے، ٹیکس وغیرہ میں ادا نہ کرے۔[2]

---

(١) آكل الربا و كاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه و غالب ماله حرام لا يقبل و لا يأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته و الأكل منها....
(الهندية: (٣٤٣/٥) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر: في الهدايا و الضيافات، ط: رشيديه)

رجل اكتسب مالاً من حرام ثم اشترى، فهذا على خمسة أوجه، إما إن دفع تلك الدراهم إلى البائع أو لا، ثم اشترى منه بها أو اشترى قبل الدفع بها و دفعها أو اشترى قبل الدفع بها و دفع غيرها، أو اشترى مطلقًا ودفع تلك الدراهم، أو اشترى بدراهم آخر ودفع تلك الدراهم... وقال الكرخي في الوجه الأول والثاني لا يطيب وفي الثلاث الأخيرة يطيب، وقال أبو بكر لا يطيب في الكل، لكن الفتوى الآن على قول الكرخي، دفعًا للحرج عن الناس۔ (شامي: (٢٣٥/٥)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

البحر الرائق: (١١٤/٨) كتاب الغصب، ط: سعيد۔

ولو اشترى بالدراهم المغصوبة شيئًا هل يحلّ له الانتفاع به أو يلزمه التصدق، ذكر الكرخي رحمه الله وجعل ذلك على أربعة أوجه إمّا أن يشير إليها وينقد منها، وإمّا أن يشير إليها وينقد من غيرها وإمّا أن يطلق إطلاقًا وينقد منها وإذا ثبت الطيب في الوجوه كلها إلا في وجه واحد وهو أن يجمع بين الإشارة إليها والنقد منها....۔ (بدائع الصنائع: (١٥٤/٧) كتاب الغصب، فصل: وأمّا حكم الغصب، ط: سعيد)

(٢) ويردونها على أربابها إن عرفوهم؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔
(شامي: (٣٨٥/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)=

بینک کے کاغذات کی چھپوائی کا کام کرنا

☆...... بینک میں جو کام جائز ہوتے ہیں، جیسے: چیک بُک اور گرنٹ اکاؤنٹ کے کاغذات وغیرہ، ان کے چھپوانے کا ٹھیکہ لینا درست ہے، اور بینک کے حلال مال سے اس کی اجرت لینا جائز ہے۔ (یعنی کام لیتے وقت یہ شرط رکھے کہ اجرت حلال مال سے دی جائے۔)

☆......البتہ جو کام بینک میں سودی لین دین کا ہوتا ہے، اس کے کاغذات چھپوانے کا ٹھیکہ لینا جائز نہیں، اور اس کی اجرت بھی حلال نہیں۔ (۱)

بینک کے لیے زمین فروخت کرنا

''بینک کے لیے مکان فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۷/۲)

بینک کے لیے مکان فروخت کرنا

بینک کا مدار سودی نظام پر ہے اور سود دینا، لینا، لکھنا اور اس میں گواہ بننا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= البحر الرائق: (۲۰۱/۸) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه.... (رد المحتار: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالا حراما، ط: سعيد)

(۱) ولا تصح الإجارة لعسب التيس ... ولا لأجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي۔ (الدر مع الرد: (۵۵/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: الاستئجار على المعاصي، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۹/۸) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۲۹/۴) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه۔

(۲) لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۴) باب الربوٰ، الفصل الأول، ط: قديمى)

صحيح البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب قوله الله تعالى: [يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربوٰا أضعافا مضاعفة... الآية] وباب آكل الربوٰ وشاهده وكاتبه...، ط: قديمى)

الصحيح لمسلم: (۲۸/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: رحمانيه) =

اور ناجائز کام میں تعاون کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ [۱]
اس لیے بینک کے لیے مکان یا پلاٹ فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ اس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں گے، اور برکت ختم ہو جائے گی۔ [۲]

بینک مُضَارَبَت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا

''بینک شراکت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= ماحرم أخذه حرم إعطاؤه ... ما حرم فعله حرم طلبه ... فكل شيئ لايجوز فعله لايجوز طلب إيجاده من الغير سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۷۷/۱، ۷۸) المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشيديه۔

قوله: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه وقال هم سواء) هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين و الشهادة عليها وفيه تحريم الإعانة على الباطل۔ والله أعلم۔ (شرح النووي: على الصحيح لمسلم: (۳۸/۲) رقم الحديث: ۴۰۹۳، كتاب المساقاة، باب الربا، ط: رحمانية)

(۱) {ولاتعاونوا على الإثم والعدوان، واتقوا الله إن الله شديد العقاب}۔ (المائدة: ۲)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية و فساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۰۹/۲) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد)

(۲) قلت: وأفاد كلامهم أن ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً، والافتنزيهاً نهر۔ (قوله: نهر) وعبارته: وعرف بهذا أنه لايكره بيع مالم تقم المعصية به، كبيع الجارية المغنية ، والكبش النطوح، والحمامة الطيارة، والعصير، والخشب، ممن يتخذ منه المعازف۔ (شامي: (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد: باب البغاة، مطلب في كراهية بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۴۳/۵) كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد۔

وبيع العصير ممن يتخذه خمرًا و بيع الأمرد ممن يعصي به و اجارة البيت ممن يبيع فيه الخمر أو يتخذها كنيسة أو بيت نار و امثالها فكله مكروه تحريمًا بشرط أن يعلم به البائع و الأجر من دون تصريح به باللسان، فإنه إن لم يعلم كان معذورًا وإن علم و صرح كان داخلًا في الإعانة المحرمة۔ (جواهر الفقه: (۴۵۳/۲) تفصيل الكلام في الإعانة على الحرام، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)

وعن عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يكسب عبد مال حرام فيتصدق منه فيقبل منه ولا ينفق منه فيبارك له فيه ولا يتركه خلف ظهره إلا كان زاده إلى النار۔ الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب و طلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمی)

شعب الإيمان: (۳۹۵/۴) تحت رقم الحديث: ۵۵۲۲، الباب الثامن و الثلاثون من شعب الإيمان: هو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة، ط: دار الكتب العلمية۔

بینک ملازم تنخواہ کی رقم کا کیا کرے؟

''حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۳/۳)

بینک ملازم سے خرید وفروخت کرنا

☆...... بینک کا مدار سودی نظام پر ہے، اور سود، دینا، لینا، لکھنا اور اس میں تعاون اور گواہ بننا ناجائز اور حرام ہے۔ ایسے لوگ اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے۔ لہٰذا بینک میں ملازمت کرنا ناجائز اور حرام ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی تنخواہ بھی حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۴) باب الربو، الفصل الأول، ط: قديمي)

☐ صحيح البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب قوله تعالى: {يأيها الذين أمنوا لاتأكلوا الربوا أضعافامضاعفة... الأية} وباب آكل الربو وشاهده وكاتبه...، ط: قديمي)

☐ الصحيح لمسلم: (۳۸/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: رحمانيه)

☐ ماحرم أخذه حرم إعطاؤه ... ما حرم فعله حرم طلبه ... فكل شيئ لايجوز فعله لايجوز طلب إيجاده من الغير سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۷۸/۱، ۷۷) المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشيديه۔

☐ قوله: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء) هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليها وفيه تحريم الإعانة على الباطل۔ والله أعلم۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۳۸/۲) رقم الحديث: ۴۰۹۳، كتاب المساقاة، باب الربا، ط: رحمانية)

☐ {يأيها الذين أمنوا اتقوا الله وذروا مابقي من الربا إن كنتم مؤمنين، فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله، وإن تبتم فلكم رؤوس أموالكم لاتظلمون ولاتظلمون} (البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹)

☐ (ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلايجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر... لا يحل له۔ (تبيين الحقائق: (۱۲۵/۵) كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

☐ الفتاوى الهندية: (۴۴۹/۴) كتاب الاجارة، الباب السادس عشر في مسائل الشيوع في الاجارة والاستئجار على الطاعات والمعاصي، ط: رشيديه۔

☆......اگر بینک ملازم سامان خریدتے وقت سُودی رقم کی طرف اشارہ کر کے سودا کرتا ہے، مثلاً: بینک سے ملی ہوئی رقم ہے اس کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ: ''اس کے عوض میں سامان خریدتا ہوں''، تو اس شخص کو سامان بیچنا جائز نہیں ہوگا، اور حرام رقم کو قیمت کے طور پر وصول کرنا جائز نہیں ہوگا۔

☆......اور اگر بینک ملازم سامان خریدتے وقت بینک کی حرام رقم کی طرف اشارہ کر کے سودا نہیں کرتا، بلکہ مطلق رقم کے عوض میں سودا کرتا ہے اور بعد میں بینک سے ملی ہوئی رقم ادا کرتا ہے، تو اس صورت میں سامان بیچنا جائز ہوگا اور دکان دار کے لیے رقم حلال ہوگی۔ البتہ ملازم گناہ گار ہوگا کہ اس نے دکان دار کو حرام رقم دی ہے۔[1]

بینک میں قبل از وقت شرکت ختم کرنا

''شرکت کو وقت سے پہلے ختم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۶/۴)

---

(۱) اکل الربا و کاسب الحرام أهدی إلیه أو أضافه و غالب ماله حرام لایقبل و لایأکل مالم یخبره أن ذلک المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن کان غالب ماله حلالاً لابأس بقبول هدیته والأکل منها.... (الهندیة: (۳۴۳/۵) کتاب الکراهیة، الباب الثاني عشر: في الهدایا والضیافات، ط: رشیدیه)

رجل اکتسب مالاً من حرام ثم اشتری، فهذا علی خمسة أوجه، إما إن دفع تلک الدراهم إلی البائع أولا، ثم اشتری منه بها أو اشتری قبل الدفع بها و دفعها أو اشتری قبل الدفع بها و دفع غیرها، أو اشتری مطلقاً ودفع تلک الدراهم، أو اشتری بدراهم آخر ودفع تلک الدراهم... وقال الکرخي في الوجه الأول والثاني لایطیب وفي الثلاث الأخیرة یطیب، وقال أبوبکر لایطیب في الکل، لکن الفتوی الآن علی قول الکرخي، دفعاً للحرج عن الناس۔ (شامی: (۲۳۵/۵)، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۱۴/۸) کتاب الغصب، ط: سعید۔

ولو اشتری بالدراهم المغصوبة شیئاً هل یحل له الانتفاع به أو یلزمه التصدق، ذکر الکرخي رحمه الله وجعل ذلک علی أربعة أوجه إما أن یشیر إلیها وینقد منها، وإما أن یشیر إلیها وینقد من غیرها وإما یطلق إطلاقاً وینقدها وإذا ثبت الطیب في الوجوه کلها إلا في وجه واحد وهو أن یجمع بین الإشارة إلیها والنقد منها.... (بدائع الصنائع: (۱۵۴/۷) کتاب الغصب، فصل: وأما حکم الغصب، ط: سعید)

بینک میں منافع کی تقسیم کا طریقہ

''منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۵/۶)

بینک میں نفع کی تقسیم ''وزن'' کی بنیاد پر ہوتی ہے

''نفع کی تقسیم میں وزن'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۴/۶)

بینکوں کا اِشتہار

بینکوں کی مشہوری کے لیے اعلانات کرنا اور اشتہارات لینا ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ یہ سودی معاملات کرتے ہیں، اور سودی معاملات کرنے والوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی ناجائز ہے۔ (۱)

بینکوں کو تجارت کی اجازت نہیں

بینکوں کو ٹریڈنگ یا خرید وفروخت کی براہِ راست اجازت نہیں ہے، بلکہ وہ صرف فائنانسنگ کر سکتے ہیں؛ اس لیے بینک کے ساتھ شراکت یا مضاربت نہیں ہوسکتی۔

بینکوں کے حصص خریدنا

بینکوں کے حصص کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے کیونکہ یہ برابری اور قبضہ دینے کی شرط لگائے بغیر رقم کے بدلے رقم کی بیع ہے، نیز یہ سودی ادارے ہیں، ان کا مدار سودی نظام پر ہے۔ان کے حصص کے پیچھے رقم ہوتی ہے کوئی جائیداد یا اشیاء نہیں

---

(۱) {ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان، واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب}۔(المائدۃ: ۲)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة ۱۰۹/۲) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد)

ہوتیں، اس لئے بینک کے حصص خرید کر ان کا تعاون کرنا اور سود لینا دینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

بیوٹی پارلر

آج کل عورتوں کے بناؤ سنگھار کے لئے ''بیوٹی پارلر'' کے نام سے جو ادارے قائم ہیں ان کے کاموں میں سے بعض کام جائز ہیں اور بعض جائز نہیں ہیں، اور جو کام جائز نہیں ہیں مردوں اور عورتوں کے لئے ان کاموں کو سیکھنا، اور انہیں کاروبار کے طور پر اپنانا اور ان پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، اجرت اور کمائی حرام ہے، اسی طرح ''بیوٹی پارلر'' کسی اور کا ہے تو اس میں ملازم کی حیثیت سے ناجائز کام کرنا بھی ناجائز ہے، البتہ ''بیوٹی پارلر'' کے جو کام جائز ہیں ان کو سیکھنا، اور ان کو

---

(۱) وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل يدا بيد فمن زاد أو استزاد فقد أربى الآخذ والمعطي فيه سواء۔ رواه مسلم۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الاول، ط: قديمى)

(هو بيع بعض الأثمان ببعض، فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وإلا شرط التقابض) أي وإن لم يتجانسا يشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۹۲، ۱۹۳) كتاب الصرف، ط: سعيد)

خص الشرع عند مقابلة الذهب بالذهب أن يكون مثلاً بمثل مع التقابض في المجلس، وإذا قوبل بالفضة أو قوبل بالعملات الورقية جاز التفاضل وحرم تأخير أحد النقود فضلاً عن كليهما... العملة الورقية الصادرة من الدولة قد أصبحت العملة المتداولة بعد الذهب والفضة، فيجري فيها أحكام الربا۔ (الكافي في فقه الحنفي: (۳/ ۱۱۳۱، ۱۱۳۳) كتاب البيوع، الربا، ط: مؤسسة الرسالة)

ومن شروط صحة البيع: الخلو عن الربا؛ لأن البيع الذي فيه ربا فاسد عند الحنفية، لأن الربا حرام بنص الكتاب الكريم. قال الله تعالى: "وأحل الله البيع وحرم الربا"، وكذلك يشترط أن يكون البيع خاليا عن شبهة الربا، واحتمال الربا. قال الكاساني: حقيقة الربا كما هي مفسدة للبيع، فاحتمال الربا مفسد له أيضا، ولأن الشبهة ملحقة بالحقيقة في باب المحرمات احتياطا، وأصله ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الحلال بين والحرام بين، فدع ما يريبك إلى ما لا يريبك"۔ (الموسوعة الفقهية: (۹/ ۱۰۲، ۱۰۳) حرف الباء، مادة: البيع، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية)

کاروبار کے طور پر اپنانا، پیشہ بنانا اور اجرت لینا جائز ہے، اور ایسے جائز کاموں کے لئے ملازمت کرنا بھی جائز ہے۔[۱]

بیوٹی پارلر کا سامان

''ناخن پالش کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۲/۶)

بیوٹی پارلر کے جائز کام

بیوٹی پارلر کے جائز کام یہ ہیں:

❶ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے چہرے اور جسم کے بعض حصوں کے بالوں کو بلیچ کرنا اور کلر کروانا جائز ہے۔[۲]

---

(۱) فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز۔ (الدر مع الرد: (۳۶۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو، وعلى هذا الحداء وقراءة الشعر وغيره، ولا أجر في ذلك، وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى (الفتاوى الهندية: (۴/ ۴۴۹) كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيديه)

ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له (تبيين الحقائق: (۱۲۵/۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

ما حرم فعله حرم طلبه... فكل شيء لا يجوز فعله لا يجوز طلب ايجاده من الغير سواء بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لايجاده۔ (شرح المجله للأتاسي: (۷۷/۱، ۷۸) المادة: ۳۵، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: رشيديه)

(۲) قوله: والنامصة الخ) ذكره في الاختيار أيضاً وفي المغرب: النمص: نتف الشعر ومنه المنماص المنقاش اه۔ ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين، إلا أن يحمل على ما لا ضرورة إليه لما في نتفه بالمنماص من الإيذاء۔ وفي تبيين المحارم: إزالة الشعر من الوجه حرام إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب اه۔ وفي التتارخانية عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين=

❷ ناخنوں کو خوبصورت بنانے کے لئے اس میں تراشنے کا عمل جائز ہے البتہ ناخن کو بڑھانا اور چالیس دن تک نہ کاٹنا درست نہیں اس سے بچنا ضروری ہے کیونکہ حیوانات کے ساتھ مشابہت ہے۔(۱)

❸ جسم اور چہرے کے بال پاوڈر وغیرہ سے صاف کرنا جائز ہے باقی نوچنا جائز تو ہے بہتر نہیں ہے۔(۲)

❹ ان کاموں کو سیکھنا اور ان کو کاروبار کے طور پر اپنانا، پیشہ بنانا، اجرت لینا، اور ایسے کاموں کے لئے ملازمت کرنا جائز ہے۔(۳)

= وشعر وجهه مالم يشبه المخنث اهـ ومثله في المجتبى تأمل- (شامي: (۶/ ۳۷۳) كتاب الحظر والإباحة)

هامش الفقه الإسلامي وأدلته: (۴/ ۲۶۵۸) الباب السادس: الحظر والإباحة، المبحث الرابع، ط: دار الفكر-

وأما التحمير ونحوه فيجوز بإذن الزوج وفي داخل البيت، ويحرم بغير إذن الزوج وخارج المنزل (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴/ ۲۶۸۳) كتاب الحظر والإباحة، تاسعاً: الترجل والتخنث، ط: رشيديه)

(۱) قال في القنية: الأفضل أن يقلم أظفاره... في كل أسبوع وإلا ففي كل خمسة عشر يوماً، ولا عذر في تركه وراء الاربعين ويستحق الوعيد- (شامي: (۲/ ۱۸۱) كتاب الصلاة، باب الكسوف، ط: سعيد)

وفي استحسان القهستاني عن الزاهدي: يستحب أن يقلم أظفاره... في كل أسبوع مرة... ثم في خمسة عشر يوماً والزائد على الأربعين أثم اهـ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۵۲۳) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قديمي)

الفتاوى الهنديه: (۵/ ۳۵۷) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان وقلم الأظفار، ط: رشيديه۔

(۲) انظر الحاشية السابقة رقم: ۲۔ (قوله: والنامصة الخ)

(۳) فأما استجار الحجام لغير الحجامة كالفصد وحلق الرأس وتقصيره والختان وقطع شيء من الجسد للحاجة إليه فجائز... ولأن هذه الأمور تدعو الحاجة إليها ولا تحريم فيها، فجازت الإجارة فيها وأخذ الأجر عليها كسائر المنافع المباحة (إعلاء السنن: (۱۶/ ۱۶۶) كتاب الإجارة، باب كسب الحجام، ط: إدارة القرآن)

بیوٹی پارلر میں ناجائز کام

"بیوٹی پارلر" کے کاروبار میں ناجائز کام یہ ہیں:

❶ بچیوں کے علاوہ بڑی خواتین کا اپنے سر کے بالوں کو کٹوا کر مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا ناجائز اور حرام ہے۔[١]

لہٰذا اس کام میں ان کا تعاون کرنا بھی جائز نہیں اور اجرت بھی حلال نہیں۔[٢]

❷ ابرو کے بال دھاگے سے نوچ کر یا اکھیڑ کر باریک سی لکیر بنالینا، یا ہیجڑوں کی طرح بنانا جیسا کہ عام فیشن ہے جائز نہیں ہے۔

حدیث شریف میں اس پر لعنت آئی ہے۔[٣]

---

(١) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال۔ (الصحیح للبخاری: (٢/ ٨٧٤) کتاب اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال، ط: قدیمی)

▭ مشکاۃ المصابیح: (ص: ٣٨٠) کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

▭ فیہ دلیل علی أنہ یحرم علی الرجال التشبہ بالنساء وعلی النساء التشبہ بالرجال فی الکلام واللباس والمشی وغیر ذلک (نیل الأوطار: (٦/ ٢٣٠) کتاب الولیمۃ والبناء علی النساء وعشرتھن، باب مایکرہ من تزین النساء بہ ومالایکرہ، ط: دار الحدیث، مصر)

(٢) ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب (المائدۃ: ٢)

▭ ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاھی؛ لأن المعصیۃ لایتصور استحقاقھا بالعقد فلایجب علیہ الأجر... وإن أعطاہ الأجر وقبضہ لایحل لہ ویجب علیہ ردہ علی صاحبہ (تبیین الحقائق: (٥/ ١٢٥) کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ط: امدادیہ ملتان)

▭ الفتاوی الھندیہ: (٤/ ٤٤٩) کتاب الإجارۃ، الباب الرابع، الفصل الرابع فی فساد الإجارۃ، ط: رشیدیہ)

(٣) عن ابن عباس قال: لعنت الواصلۃ والمستوصلۃ والنامصۃ والمتنمصۃ والواشمۃ والمستوشمۃ من غیر داء... قال ابو داؤد: وتفسیر الواصلۃ التی تصل الشعر بشعر النساء والمستوصلۃ المعمول بھا والنامصۃ التی تنقش الحاجب حتی ترقہ (سنن ابی داؤد: (٢/ ٢٢١) کتاب الترجل، باب فی صلۃ الشعر، ط: رحمانیہ)=

❸ بعض بیوٹی پارلر میں خواتین کے ناف کے نیچے کے بالوں کی صفائی خواتین کرتی ہیں، یہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

بُیُوع کی اَقسام

بیع کی اقسام بہت زیادہ ہیں البتہ چار قسمیں زیادہ مشہور ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ بیعِ مُقایَضہ۔ ❷ بیعِ صَرف۔ ❸ بیعِ مُطلَق (یعنی نقود و کرنسی کے ذریعے خرید و فروخت)۔ ❹ بیعِ سَلَم (۲)

ان اقسام میں سے ہر ایک کی تفصیل اسی لفظ کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

= (والنامصة التی تنقش) أی تنتف (الحاجب) أی شعر الحاجب (حتی ترقه) (بذل المجهود: (۱۷/ ۵۷) کتاب الترجل، باب فی صلة الشعر، ط: دار الکتب العلمیة)

وفی التاتارخانیة عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبین وشعروجهه مالم یشبه المخنث (شامی: (۶/ ۳۷۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس، ط: سعید)

(۱) وینظر الرجل من الرجل جمیع بدنه إلا مابین سرته ورکبته... وتنظر المرأة من المرأة إلی مایجوز للرجل أن ینظر إلیه من الرجل (الجوهرة النیرة: (۲/ ۳۸۵) کتاب الحظر والاباحة، ط: حقانیه)

الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۶۳، ۳۷۱) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس، ط: سعید)

فکل مایحل للرجل أن ینظر إلیه من الرجل یحل للمرأة أن تنظر إلیه من المرأة وکل مالا یحل له، لا یحل لها، فتنظر المرأة من المرأة إلی سائر جسدها إلا مابین السرة والرکبة... ولا یجوز لها أن تنظر مابین سرتها إلی الرکبة إلا عند الضرورة بأن کانت قابلة۔ (بدائع الصنائع: (۶/ ۱۲۴) کتاب الاستحسان، ط: سعید)

(۲) البیع باعتبار المبیع ینقسم إلی أربعة أقسام: القسم الأول بیع المال بالثمن... وبما أن هذا القسم أشهر البیوع، یسمی بالبیع أي مطلقًا عن القیود، ... القسم الثاني: هو الصرف والقسم الثالث: بیع المقایضة، والقسم الرابع: السلم۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۱۵) المادة: ۱۲۰، البیوع، المقدمة: في بیان الاصطلاحات الفقهیة المتعلقة في البیوع، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۷) المادة: ۱۲۰، أیضا، ط: فاروقیه کوئٹه۔

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۱/ ۹۸) المادة: ۱۲۰، أیضا، ط: دار الکتب العلمیة۔

بیوی شوہر کا مال اجازت کے بغیر فروخت نہیں کر سکتی

''شوہر کا مال اجازت کے بغیر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیوی کا شوہر کی مُعاوَنت کرنا

اگر بیوی شوہر کے ساتھ کام کرے اور ان دونوں کے درمیان شراکت یا ملازمت وغیرہ کا کوئی عقد نہ ہو اور ان دونوں کی محنت سے بہت سارا مال جمع ہوجائے توان اَموال میں میاں بیوی دونوں شریک ہوں گے، اور دونوں کو آدھا آدھا ملے گا؛ کیوں کہ بیوی کا مُسلسل شوہر کے ساتھ کام کرنا اور محنت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آدھے مال میں اس کا بھی حصہ ہے۔ البتہ یہ شرکت مُفاوَضہ نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ اس کے منعقد ہونے کے لیے مفاوضہ کا عقد کرنا ضروری ہے، اور یہاں پر مفاوضہ کا عقد نہیں ہوا۔ (۱)

---

(۱) (قوله: وما حصلاه معاً فلهما نصفين . . .) يعني ثم خلطاه وباعاه، فيقسم الثمن على كيل أو وزن ما لكل منهما، وان لم يكن وزنياً ولا كيلياً قسم على قيمة ما كان لكل منهما، وان لم يعرف مقدار ما كان لكل منهما صدق كل واحد منهما الى النصف لأنهما استويا في الاكتساب، وكان المكتسب في أيديهما، فالظاهر أنه بينهما نصفان، والظاهر يشهد له في ذلك، فيقبل قوله، ولا يصدق على الزيادة على النصف الا ببينة؛ لأنه يدعي خلاف الظاهر. "فتح"۔

تنبيه: يؤخذ من هذا ما أفتى به في الخيرية في: زوج امرأة وابنها اجتمعا في دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب على حدة ويجمعان كسبهما ولا يعلم التفاوت ولا التساوي ولا التمييز۔

فأجاب: بأنه بينهما سوية، وكذا لو اجتمع اخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل والرأي، وقدمنا أن هذا ليس شركة مفاوضة ما لم يصرحا بلفظها أو بمقتضياتها مع استيفاء شروطها، ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيء فالكسب كله للأب ان كان الابن في عياله؛ لكونه معيناً له، ألا ترى لو غرس شجرة تكون للأب، ثم ذكر خلافاً في المرأة مع زوجها اذا اجتمع بعملهما أموال كثيرة، فقيل: هي للزوج وتكون المرأة معينة له، الا اذا كان لها كسب على حدة فهو لها، وقيل: بينهما نصفان۔ (شامي: ۳۲۵/۴) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: اجتمعا في دار واحدة واكتسبا ولا يعلم التفاوت فهو بينهما بالسوية، ط: سعيد)۔

بیوی کو بیچنا

بیوی کو بیچنا حرام ہے۔ [1] اور یہ بہت بڑا گناہ ہے، بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ اور خریدنے سے اس سے ہمبستری کرنا حلال نہیں ہوگا، بلکہ سراسر زِنا ہوگا، بیوی جس کی ہے اس کو واپس کردے اور جو پیسے لیے وہ بھی واپس کردے۔ [2] اور اس حرکت سے جو گناہ ہوا ہے اس سے توبہ واستغفار کرے۔ اور

= البحر الرائق: (۱۸۳/۵) کتاب الشركة، باب الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔

خلاصة الفتاوى: (۲۹۵/۴) كتاب الشركة، الفصل الأول، نوع آخر منه، ط: رشيديه۔

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله تعالى: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استاجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره۔ (البخاري: (۲۹۷/۱) كتاب البيوع، باب اثم من باع حرا، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۶) كتاب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: الميزان، قديمي۔

مسند الإمام أحمد بن حنبل: (۳۵۸/۲) رقم الحديث: ۸۶۷۷، مسند أبي هريرة رضي الله عنه ط: مؤسسة قرطبه، قاهرة۔

(۲) قبض المشتري المبيع بيعاً باطلاً باذن بائعه، لايملكه، وهو امانة في يده عند البعض، ومضمون عند البعض۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۹۴/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل، ط: غفارية كوئٹه)

والبيع الباطل حكمه: عدم ملك المشتري اياه اذا قبضه۔ (الدر مع الرد: (۵۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البيع الباطل لايفيد الحكم أصلاً، فاذا قبض المشتري المبيع باذن البائع في البيع الباطل، كان المبيع أمانةً عند المشتري، فلو هلك بلاتعدٍ لايضمنه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۲۰۷) [رقم المادة: ۳۷۰] البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: مكتبه حنفيه كوئٹه، و: (۱۶۵/۱) ط: فاروقيه كوئٹه۔

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله تعالى إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطني: (۲۸۸/۳) رقم الحديث: (۲۸۱۵) ط: مؤسسة الرسالة)

لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئا وهو أولى بهم ويردونها على أربابها۔ (شامي: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

آئندہ ایسی حرکت بالکل نہ کرے۔[1]

بے ہودگی پر مبنی کتب

''غلیظ مواد پر مبنی کتب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۵/۵)

---

(۱) أصل التوبة في اللغة الرجوع ... والمراد بالتوبة الرجوع عن الذنب، وقد سبق في كتاب الإيمان أن لها ثلاثة أركان: الاقلاع، والندم على فعل تلك المعصية والعزم على أن لا يعود إليها أبدًا، فإن كانت المعصية لحق آدمي فلها ركن رابع وهو التحلل من صاحب ذلك الحق، وأصلها الندم وهو ركنها الأعظم، واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة ....۔ (شرح الصحيح لمسلم للنووي: (۳۵۷/۲) كتاب التوبة، ط: رحمانيه)

🗀 شرح سنن ابن ماجه للسيوطي: (ص: ۳۱۳) أبواب الزهد، باب ذكر التوبة، ط: ميزان قديمي۔

🗀 الأذكار للنووي: (۳۴۶/۱) باب كفارة الغيبة والتوبة منها، ط: دار الفكر بيروت۔

پ
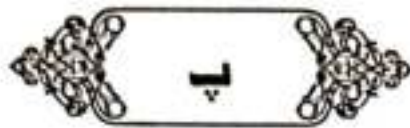
پاخانۂ شیر

''شیر کا پاخانہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۶/۴)

پارسل ضائع ہوجائے

اگر خریدار پارسل کے ذریعے سامان طلب کرے یا اس کی اجازت دے تو ڈاک کا محکمہ یا پارسل کمپنی، خریدار کی وکیل ہوگی، اس صورت میں سامان ضائع ہونے کی صورت میں خریدار کا نقصان ہوگا۔

اور اگر خریدار کے علم اور اطلاع کے بغیر خود تاجر یا دکان دار ڈاک یا پارسل کمپنی کے ذریعے بھیج دے تو ڈاک کا محکمہ یا پارسل کمپنی تاجر یا دکان دار کی طرف سے وکیل ہوگی، اس صورت میں سامان ضائع ہونے کی صورت میں تاجر یا دکان دار کا نقصان ہوگا۔ یہ نقصان خریدار کے ذمہ ڈالنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) إذا سلم البائع المبيع إلى شخص أمر المشتري بتسليمه إليه فقد حصل القبض كما لو سلم البائع المبيع إلى المشتري نفسه۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۱/ ۲۴۹) شرح المادة: (۲۶۲) كتاب البيوع، حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب)

إذا تلف كل المبيع أو بعضه في يد المشتري أو وكيله بفعل نفسه أو تعدى المشتري أو غيره... وكذلك إذا اشترى شخص من آخر مالا، فأرسل رسولا بقبضه من البائع فقبضه الرسول وتلف في يده، فالخسارة على المشتري لأن الرسول قبض بأمره۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۱/ ۲۷۸) شرح المادة: (۲۹۴) كتاب البيوع، تلف كل المبيع كل القبض يكون على ستة صور، ط: دار عالم الكتب)

وإن هلك المشترى في يد الوكيل قبل الحبس، هلك على المؤكل من غير ضمان على الوكيل۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۵۸۷) كتاب السير، باب الردة وأحكامها، فصل في أهل الذمة ومايؤخذ منهم من الجزية، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر: (۳/ ۳۱۹) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: غفارية كوئته۔

تبيين الحقائق: (۴/ ۲۶۱) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: امدايه ملتان۔

تعود حقوق العقد في الرسالة إلى المرسل ولا تتعلق بالرسول أصلاً۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲/ ۶۱۳) المادة: ۱۴۶۲، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث في بيان أحكام الوكالة)

پاکستان کی بنی ہوئی چیز پر غیر ملکی نام لکھ کر فروخت کرنا

پاکستان کی بنی ہوئی مصنوعات کے متعلق بیرون ملک میں بننے کا دعوی [ک]رنا، مثلاً: Made in Pakistan کی بجائے Made in USA یا Made in Ital[y] لکھنا سراسر جھوٹ، دھوکا اور غلط بیانی کی وجہ سے ناجائز [ہ]ے۔ ہاں اگر کسی اور نے یہ جملہ لکھ دیا اور کسی دکان دار کو بیچنا پڑا تو لکھنے کا گناہ لکھنے [وا]لے کے سر ہوگا، باقی دکان دار کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ گاہک کو بتادے کہ یہ [پا]کستان کا بنا ہوا ہے امریکا یا اٹلی کا بنا ہوا نہیں ہے۔

اسی طرح چائنا کی بنی ہوئی مصنوعات پر "میڈ ان جاپان" لکھنا بھی ناجائز [ہ]ے۔ ایسی چیز دکان دار کے لیے فروخت کرتے وقت خریدار کو بتادینا ضروری ہے، [و]رنہ دکان دار بھی دھوکا دینے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

اگر لوگ ملکی مصنوعات کو غیر ملکی مَیڈْ اِنْ لکھے بغیر خریدتے نہیں، تب بھی اس [ط]رح غلط بیانی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

پاکیزہ کمائی

❶ حضرت سعید بن عمیر اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی [ا]للہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی کمائی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ [ع]لیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا، اور ہر وہ کمائی جو شریعت [کے] مطابق ہو۔ (۲)

[...] ط: دار الکتب العلمیة)

[...] بدائع الصنائع: (۱۷/۳) کتاب الأیمان، قبیل: فصل: وأما الحلف علی الرکوب، ط: سعید۔

[...] البحر الرائق: (۱۹۳/۶) کتاب الصرف، ط: سعید۔

[...] جدید فقہی مسائل: (۲۳۵/۱) معاشی مسائل، عنوان: پارسل و رسائل وغیرہ کا ڈاک میں، ط: زمزم پبلشرز۔

[...] کے لیے "کسی اور سے مال بنوا کر اپنے نام کا ٹریڈ مارک لگانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) عن سعید بن عمیر عن عمه رضي الله عنه قال: سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم أي الکسب أطیب؟=

❷ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسی کمائی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اپنے ہاتھ کی محنت اور ہر وہ بیع جو شریعت کے موافق ہو۔ (۱)

❸ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ کچھ نہیں کمایا، اور جو آدمی اپنی ذات اور اپنے اہل اور اپنی اولاد اور اپنے خادم پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔ (۲)

پاگل

پاگل کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے۔ (۳)

= قال: عمل الرجل بيده، وكل كسب مبرور رواه الحاكم (الترغيب والترهيب: (۲/ ۳۳۲) رقم الحديث: ۲۶۱۸، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في الاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلميه)

البدر المنير: (۶/ ۴۳۹) كتاب البيوع، باب مايصح به البيع، الحديث الأول، ط: دار الهجرة

المستدرك للحاكم: (۲/ ۱۰) كتاب البيوع، أطيب الكسب كسب الرجل بيده، ط: دار المعرفة

(۱) عن رافع بن خديج قال: قيل يا رسول الله أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور رواه احمد والبزار۔ (الترغيب والترهيب: (۲/ ۳۳۳) رقم الحديث: ۲۶۲۱، كتاب البيوع وغيره، الترغيب في الاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية

مسند أحمد (۲۸/ ۵۰۲) رقم الحديث: ۱۷۲۶۵، مسند الشامين، حديث رافع بن خديج، ط: مؤسسته الرسالته۔

المستدرك للحاكم: (۲/ ۱۰) كتاب البيوع، أطيب الكسب كسب الرجل بيده، ط: دار المعرفة۔

(۲) عن المقدام بن معديكرب عن رسول صلى الله عليه وسلم قال: ماكسب الرجل كسباً أطيب من عمل يده، وما أنفق الرجل على نفسه واهله وولده وخادمه فهو صدقة (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب الحث على المكاسب، ط: قديمي)

كنز العمال: (۹/ ۳) (رقم الحديث: ۹۲۲۹، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب الحلال، ط: موسسة الرسالة

المسند الجامع لأبي الفضل: (۱۵/ ۴۴۷) رقم الحديث: ۱۱۸۰۶، حرف الميم، ط: دار الجيل بيروت،

(۳) فشرائط العاقد اثنان: العقل والعدد، فلاينعقد بيع مجنون وصبي لايعقل۔ (شامي: (۴/ ۵۰۴) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد) =

پالش کرکے پرانے سونے کو نئے سونے کی قیمت پر بیچنا

(۲۷۳) ''پرانا سونا پالش کرکے نئے سونے کی قیمت پر بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۱/۲)

پان کا کاروبار

پان میں نشہ نہیں ہے، اور صحت کے لئے مضر بھی نہیں ہے اس لئے پان کا استعمال اور تجارت دونوں جائز ہیں۔(۱)

پانی بہانے کا حق

پانی بہانے کا حق مادی چیز سے متعلق ہے؛ اس لیے اس کی خرید وفروخت زمین کے تابع بنا کر جائز ہے۔(۲)

= البحر الرائق: (۲۵۸/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الركن، ط: سعيد۔

(۱) (وصح بيع غير الخمر) مما مر ومفاده صحة بيع الحشيشة والأفيون۔ قوله: وصح بيع غير الخمر) أي عنده خلافاً لهما في البيع والضمان، لكن الفتوى على قوله في البيع، وعلى قولهما في الضمان۔ (الدر مع الرد: (۴۵۴/۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۲۵/۶) كتاب الأشربة، ط: دار المعرفة۔

منحة الخالق على البحر الرائق: (۲۹۲/۳) كتاب النكاح، باب المهر، ط: رشيديه

(۲) فأما حق المسيل وحق التعلي فلم أر من فقهاء الحنفية من جوز بيعهما، وذكر صاحب الهداية وابن الهمام أن في حق المرور روايتين: الأولى: رواية عدم جواز بيعه، وهي رواية الزيادات، واختارها الفقيه أبو الليث، والثانيه: رواية جواز بيعه وهي رواية ابن سماعة، و رواية كتاب القسمة، وذكر صاحب الهداية وجه الفرق بين حق التعلي و حق المرور على رواية الجواز أن حق التعلي يتعلق بعين لاتبقى وهو البناء، فأشبه المنافع، وأما حق المرور فإنه يتعلق بعين تبقى، وهو الأرض، فأشبه الأعيان، وذكر وجه الفرق بين المرور و حق المسيل بأن المسيل إن كان على السطح فإنه نظير حق التعلي، وإن كان على الأرض فهو مجهول لجهالة محله، لاختلاف التسييل بقلة الماء و كثرته، راجع باب البيع الفاسد من الهداية و شروحها، ويؤخذ من كلام صاحب الهداية هذا أن الحق إذا كان متعلقاً بعين تبقى يجوز بيعه =

پانی بھر دینا گوشت میں

”گوشت کے اندر پانی ڈالنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۸/۵)

پانی ڈالنا اوجھڑی میں

”گوشت کے اندر پانی ڈالنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۸/۵)

پانی سبزی پر ڈال کر بیچنا

”سبزی پر پانی ڈال کر بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۳/۴)

پانی فروخت کرنا

☆...... جو پانی کسی برتن میں محفوظ ہو اس کو فروخت کرنا جائز ہے، اس کے علاوہ ندی، نہر اور بڑے بڑے تالاب کا پانی کسی برتن وغیرہ میں محفوظ کیے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

= بشرط أن يكون معلوم المقدار، ولاتكون الجهالة فيه مفضية إلى المنازعة، ولأجل هذا جاز بيع حق المرور على رواية ابن سماعة وغيره۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۶۳/۱، ۳۶۴) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، حكم الكمبيالات، ط: دار العلوم كراچی)

وحق التعلي ليس بمال؛ لأن المال عين يمكن إحرازها وإمساكها، وهو حق متعلّق بالهواء وليس الهواء مالاً يباع، والمبيع لابد أن يكون أحدهما... بخلاف الشرب حيث يجوز بيعه تبعاً للأرض باتفاق الروايات۔ (فتح القدير: (۳۹۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

العناية مع الفتح: (۳۹۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

ويصح بيع حق المرور وحق الشرب والمسيل تبعاً للأرض۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۱۱۵/۲) المادة: ۲۱۶، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، ط: رشيديه)

(۱) وأما بيع ماء جمعه الانسان في حوضه ذكر شيخ الاسلام المعروف بخواهر زاده في شرح "كتاب الشرب": ان الحوض اذا كان مجصصاً أو كان الحوض من نحاس أو صفر جاز البيع على كل حال، وكأنه جعل صاحب الحوض محرز الماء بجعله في حوضه۔ (الهندية: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع، فيما يجوز بيعه ومالا يجوز،... الخ، الفصل السابع في بيع الماء والجمد، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۳۴۹/۹) الفصل السادس: في مايجوز ومالا يجوز، ط: إدارة القرآن۔=

☆...... اور زمین کو سیراب کرنے کے لیے ندی نہروں کا جو پانی ہے وہ زمین کے تابع ہے، اس پانی کی زمین کے بغیر الگ خرید وفروخت کرنا، ہبہ یا صدقہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

☆...... البتہ زمین کے ساتھ زمین کی قیمت زیادہ لگا کر فروخت کرنا جائز ہے۔ (۲)

= وكذا السقاء ون يبيعون المياه المحروزة في الظروف، به جرت العادة في الأمصار وفي سائر الأعصار من غير نكير، فلم يحل لأحد أن يأخذ منه فيشرب من غير اذنه۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۸/٦) كتاب الشرب، ط:سعيد)

(۱) ولا يباع الشرب ولا يوهب ولا يوجر ولا يتصدق به، لأنه ليس بمال متقوم في ظاهر الرواية۔ وعليه الفتوى۔ (شامي: (۸۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط:سعيد)

ولا يجوز بيع مسيل الماء وهبته ولا بيع الطريق بدون الأرض وكذلك بيع الشرب۔ (فتاوى قاضي خان على هامش الهندية: (۱۵۴/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:رشيديه)

شرح المجلة للأتاسي: (۱۱۷/۱) [المادة:۲۱٦] الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالايجوز، ط: رشيديه۔

قوله: ولا بيع مسيل الماء هذا أيضاً يحتمل بيع رقبة المسيل وبيع حق التسيل ...... وأما المسيل فمجهول؛ لأنه لايدري قدر مايشغله من الماء، قال في الفتح: ومن هنا عرف أن المراد ما اذا لم يبين مقدار الطريق والمسيل، أما لو بين حد مايسيل فيه الماء أو باع أرض المسيل من نهر أوغيره من غير اعتبار حق التسيل فهو جائز بعد أن يبين حدوده۔ (شامي: (۷۹/۵) مطلب في بيع المسيل، ط:سعيد)

فتح القدير: (۳۹۳/٦) ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) من اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز۔ (الفتاوى الهندية: (۱٦۱/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)

فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال۔ (المبسوط: (۱۱۹/۱۱) كتاب البيوع، ط: دار الفكر بيروت)

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره۔ (الجوهرة النيرة: (۳۸۷/۲) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعها بسعر السوق دائما وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصره: (۸/۱) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچي)

وانظر الهامش السابق، رقم: ۲ أيضا على نفس الصفحة۔

پانی کا بل

(٢٧٦) موجودہ دور میں میونسپل کمیٹیاں شہروں میں لوگوں کو صاف ستھرا پانی مہیا کرتی ہیں اس کے عوض پانی کا بل بھیج دیتی ہیں، یہ درست ہے لوگوں پر اس کا بل ادا کرنا لازم ہے۔ (١)

پانی کی خرید وفروخت

اگر کوئی شخص پانی اپنے کسی برتن یا تالاب میں جمع کرے تو وہ اس کا مالک بن جاتا ہے اور اس شخص کے لئے اسے بیچنا جائز ہوتا ہے کیونکہ اس نے اسے اکٹھا کیا اور اس پر قبضہ کیا اور اس کام میں اس نے مشقت اٹھائی۔

اور اگر پانی کنویں، نہر، سمندر یا کسی گزرگاہ میں بہتا ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں۔ (٢)

---

(١) فالأجير المشترک هو الذی يستحق الأجرة بالعمل۔ (مجمع الضمانات، (ص:٥٠)، الباب الخامس فی مسائل الإجارة، القسم الثانی فی الأجير، ط: دار الكتب العلمية)۔

ثم الأجرة تستحق بأحد معان ثلاثة إما بشرط التعجيل أو بالتعجيل أو باستيفاء المعقود عليه فإذا وجد أحد هذه الأشياء الثلاثة فإنه يملكها۔ (الفتاوی الهندية: (٤/٤١٣)، كتاب الإجارة، الباب الثانی فی بيان أنه متی تجب الأجرة، ط: رشيديه)۔

الدر المختار مع الرد (٦/١٠)، كتاب الإجارة، ط: سعيد۔

(٢) لا يجوز بيع الماء فی بئره ونهره هكذا فی الحاوی۔۔۔ فإذا أخذه وجعله فی جرة أو ما أشبهها من الأوعية فقد أحرزه فصار أحق به فيجوز بيعه۔۔۔ وأما بيع ماء جمعه الانسان في حوضه ذكر شيخ الإسلام المعروف بخواهر زاده في "كتاب الشرب" إذا كان مجصصا أو كان الحوض من نحاس أو صفر جاز البيع على كل حال، وكأنه جعل صاحب الحوض محرز الماء بجعله في حوضه۔ (الفتاوي الهندية: (٣/١٢١) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز الخ، الفصل السابع في بيع الماء والجمد، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (٩/٣٤٩) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع الماء والجمد، ط: ادارة القرآن۔

الفتاوي التاتارخانية: (٨/٣٦٦) الفصل السابع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع الماء والجمد، ط: مكتبه فاروقيه۔

پتلون کوٹ

''کوٹ پتلون'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۴/۵)

پتنگ کی ڈور

''ڈور'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۳)

پتوں کی بیع

☆...... مملوکہ درختوں کے پتوں کو مالک کی اجازت کے بغیر توڑنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱) اور جان بوجھ کر ایسے لوگوں سے پتے خریدنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا! ألا لايحلّ مال امرئ الابطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

□ مسند أحمد: (۷۲/۵) رقم الحديث: ۲۰۷۱۴، حديث أبي حرة الرقاشي عن عمه، ط: دار إحياء التراث العربي۔

□ فيض القدير للمناوي: (۹/ ۳۴۸۷) رقم الحديث: ۲۳۳۶، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

(۲) قال عليه الصلاة والسلام: من اشترى سرقة وهو يعلم أنها سرقة، فقد شرك في عارها وإثمها۔ (فيض القدير للمناوي: (۵۲۵۴/۱) رقم الحديث: ۸۴۴۳، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز، رياض)

□ لم يحل للمسلم أن يشتري شيئا يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق، قال عليه السلام: من اشترى سرقة: أي مسروقًا" وهو يعلم أنها سرقة فقد شرك في إثمها وعارها۔ (الحلال والحرام في الإسلام ليوسف القرضاوي: (ص: ۲۱۶) الفصل الرابع: في المعاملات، ط: المكتب الإسلامي)

□ فمن علمت أنه سرق مالا أو خانه في أمانته، أو غصبه فأخذه من المغصوب قهرًا بغير حق لم يجز لي أن أخذه منه، لا بطريق الهبة، ولا بطريق العرض ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع۔ (مجموع الفتاوى لابن تيمية: (۳۲۲/۲۹) ط: مكتبة العبيكان سعودى عرب)

□ لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۰۰/۶) كتاب الغصب، مطلب: فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد)

☆...... اجازت کے لیے اتنا کافی ہے کہ مالک کو معلوم ہو اور منع نہ کرے۔[1]

پٹاخوں (Fire Works) کی تجارت

واضح رہے کہ اِسراف اور فُضول خرچی حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس سے بچنا اور توبہ کرنا لازم ہے، ورنہ آخرت میں سخت سزا ہوگی جو برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔[2]

پٹاخوں کی تجارت مکروہ ہے، مشتری (خریدار) خرید کر استعمال کرنے کی صورت میں مال کو بے جا ضائع کرے گا اور اس کا سبب بائع (سیلر) بنے گا۔[3]

---

(۱) وان كان في البستان، فلو الثمار ممايبقى ولايفسد كالجوز واللوز لايأخذه مالم يعلم الاذن، ولو ممالايبقى فقيل: كذلك. والمعتمد: أنه لابأس به اذا لم يعلم النهي صريحاً أو دلالةً أو عادةً (ردالمحتار على الدر المختار: (۲۸۴/۴) كتاب اللقطة، مطلب في من وجد حطباً في نهر، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲۹۰/۲) كتاب اللقطة، ط: رشيديه.

خانية على هامش الهندية: (۳۹۱/۳) كتاب اللقطة، ط: رشيديه.

(۲) قال الله تعالى: {إنّ المبذّرين كانوا إخوان الشيطين}. (الإسراء: ۲۷)

كل لهو المسلم حرام إلاّ ثلاثة: ملاعبته أهله، وتأديبه بفرسه، ومناضلته بقوسه. (الدر المختار مع ردالمحتار: (۳۹۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول... كل شيئ يلهو به الرجل باطل إلاّ رميه بقوسه، وتأديبه، وملاعبته امرأته، فإنّهنّ من الحق. (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۳۷) كتاب الجهاد، باب إعداد آلة الجهاد، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۳) {وتعاونوا على البرّ والتقوى ولاتعاونوا على الإثم والعدوان}. (المائدة: ۲)

ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم... الخ. (أحكام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳) ط: دار الفكر)

وما كان سبباً المحظور فهو محظور. (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها، وبتحريم الإعانة على الباطل. (مرقاة المفاتيح: (۵۱/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول: تحت رقم الحديث: ۲۸۰۷، ط: رشيديه)

وانظر أيضاً الحاشية الآتية.

البتہ یہ پٹاخے غیر مسلموں کو بیچنے کی گنجائش ہے، مسلمانوں کو نہیں۔ [1]

موجودہ دور میں پٹاخوں کی تجارت میں بہت سارے مفاسد اور خرابیاں ہیں؛ اس لیے ان چیزوں کی تجارت سے مکمل طور پر بچنا چاہیے۔

چند مفاسد اور خرابیاں یہ ہیں:

❶ بے جا اور بے فائدہ مال ضائع کرنا: اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شریک ہیں، ہندوستان اور پاکستان میں مختلف دن اور مختلف مواقع پر مسلمان یہ کام کرتے ہیں، بچے بوڑھے اور جوان سب اس میں شریک ہوتے ہیں، تعجب کی بات یہ ہے کہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے تہوار کے موقع پر ان کے دوش بدوش مسلمان بھی یہ کام کرتے ہیں، یہ بہت ہی زیادہ خطرناک بات ہے، اس سے آہستہ آہستہ ایمان سلب ہونے اور دل مسخ ہونے کا خطرہ ہے۔ [2]

❷ پوری فضا بارود کے بدبودار اور برے اثرات سے خراب ہوجاتی ہے اور انسان بیمار ہوجاتے ہیں۔

❸ پٹاخوں کی آواز سے لوگوں کا آرام اور نیند خراب ہوجاتی ہے، کان

---

(۱) ولا بأس ببيع الزنار من النصارى والقلنسوة من المجوس. ولو أن إسكافًا أمره أنسان أن يتخذ له خفًا على زي المجوس أو الفسقة أو خياطًا أمره إنسان أن يخيط ثوبًا على زي الفساق يكره له أن يفعل ذلك.
(مجمع الأنهر: (۱۸۸/۴) كتاب البيوع، فصل: في الكسب، ط: دار الكتب العلمية)
الشامية: (۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.
الفتاوى الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة... الخ، ط: رشيدية.

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم۔
(مشكاة المصابيح: (ص: ۳۷۵) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: قديمی)
من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصرف الصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۵۵/۸) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: رشيديه)
ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلونه في ذلك اليوم۔ (مجمع الأنهر: (۵۱۳/۲) كتاب السير، باب ألفاظ الكفر أنواع، ط: غفارية)

پڑے آواز سنائی نہیں دیتی، بچے نیند سے اُٹھ کر خوف کے مارے روتے ہیں اور بیمار لوگ پریشان ہوکر بددعائیں دیتے ہیں۔

❷ انسان تو انسان بے زبان جانوروں کو بھی سخت تکلیف ہوتی ہے، کبھی کبھی پاگل بھی ہوجاتے ہیں؛ اس لیے پٹاخوں کی تجارت سے بالکل اجتناب کرنا چاہیے تاکہ آخرت میں عذاب سے بچ جائیں۔(۱)

---

(۱) قدعلمت أن من شروط ضمان التسبب أن لايحل بين السبب والتلف فعل فاعل مختار، واشترط محمد أن يكون ذاعقل۔ لو فعل أحد فعلاً يكون سبباً لتلف شيء ثم حال بين ذلك الفعل وبين التلف فعل اختياري يعني لو باشر اتلاف ذلك الشيء شخص آخر يكون ذلك الفاعل المباشر الذي هو صاحب الفعل الاختياري ضامناً۔

اذا اجتمع المباشر والمتسبب أضيف الحكم الى المباشر۔ (شرح المجلة للأتاسي، (۳/ ۴۶۷-۴۷۳) [المادة:۹۲۵-۹۳۲]، الكتاب الثامن في الغصب والإتلاف، الباب الثاني، الفصل الأول: في مباشرة الإتلاف، ط:رشيديه)

ان الفاعل هو العلة المؤثرة، والأصل في الأحكام: أن تضاف الى عللها المؤثرة لاالى أسبابها الموصلة، لأن تلك أقوى وأقرب، إذ المتسبب هو الذي يتخلل بين فعله والأثر المترتب عليه من تلف أوغيره فعل فاعل مختار، والمباشر هو الذي يحصل الأثر بفعله من غير أن يتخلل بينهما فعل فاعل مختار، فكان أقرب لاضافة الحكم اليه من المتسبب، قال الرملي في حاشيته على جامع الفصولين (في الفصل ۳۳، ص:۱۲۴): اذا اجتمع المباشر والمتسبب فالمباشر مقدم، كالعلة وعلة العلة، والحكم يضاف الى العلة لا الى علة العلة۔ (شرح القواعد الفقهية، (۱/ ۴۴۷)، القاعدة التاسعة والثمانون، [المادة:۹۰] ط:دار القلم، دمشق)

من آجر بيتاً ليتخذ فيه بيت نار أو بياع فيه الخمر بالسواد فلا بأس به) وهذا عند أبي حنيفة، وقالا: لاينبغي أن يكريه لشيء من ذلك، لأنه إعانة على المعصية، وله أن الإجارة ترد على منفعة البيت، ولهذا تجب الأجرة بمجرد التسليم ولا معصية فيه، وإنما المعصية بفعل المستأجر، وهو مختار فيه فقطع نسبته عنه، (الهداية: (۴/ ۴۷۵) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رحمانيه)

انما صحت عند أبي حنيفة لتخلل فعل فاعل مختار، لأن خطاب التحريم غير نازل في حقه۔ (نتائج الأفكار، تكملة فتح القدير: (۱۰/ ۶۰) ط:دار الفكر)

وعلم من هذا أنه لايكره بيع مالم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطوح والحمامة الطيارة والعصير والخشب ممن يتخذ منه المعازف۔ (شامي: (۶/ ۳۹۱) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط:سعيد)

پرافٹ

شیئرز کمپنی کی اصطلاح میں پورے سال کے نفع کو پرافٹ (profit) کہتے ہیں۔

پرانا سامان دے کر نیا سامان لینا

گھریلو پرانا سامان دے کر نئے سامان میں تبدیل کروانا، اور نئے اور پرانے سامان کی قیمتوں میں فرق ہونے کی وجہ سے پرانے سامان کے مالک کا زیادہ قیمت ادا کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ حلال بیع ہے، سودی چیز نہیں ہے۔ (۱)

پرانا سونا پالش کر کے نئے سونے کی قیمت پر بیچنا

☆...... نئے سونے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، اور پرانے سونے کی قیمت کم ہوتی ہے اس لئے پرانے سونے کے زیورات کو پالش کر کے نئے سونے کے زیورات کی قیمت پر بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں سراسر دھوکہ ہے۔ نبی کریم صلی

---

(۱) بيع المقايضة بيع العين بالعين أي مبادلة مال بمال غير النقدين ... وشرط صحة المقايضة التساوي في التقابض إن اتفقا جنساً وقدراً كبيع حنطة بحنطة وإلا فالتقابض لا التساوي كبيع كر حنطة بكري شعير (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۷) المادة: ۱۲۲، الكتاب الأول في البيوع، المقدمة: في الإصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: فاروقيه)

☜ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/۱٦) المادة: ۱۲۲، أيضاً، ط: رشيديه۔

☜ أما بيع الأواني الصفرية واحداً باثنين كبيع قمقمة بقمقمتين، ونحو ذلك فإن كان مما يباع عدداً يجوز: لأن العد في العدديات ليس من أوصاف علة الربا فلا يتحقق الربا وإن كان مما يباع وزناً لا يجوز لأنه بيع مال الربا بجنسه مجازفة۔ (بدائع الصنائع: (۵/۱۸۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

☜ المحيط البرهاني: (۹/۳۳۵) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: إدارة القرآن۔

اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر دکاندار خریدار کو بتادے کہ یہ پرانا سونا ہے پالش کر کے نیا بنایا گیا ہے، اگر حقیقت بتانے کے بعد وہ لینے پر راضی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ حقیقت چھپا کر عیب ظاہر نہ کرنا اور دھوکہ دے کر پالش کیا ہوا پرانا سونا نئی قیمت پر دینا ناجائز ہے۔ اور دکاندار نے جتنے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے اگر ان کا علم ہے تو ان کو ان کا حق واپس کر دینا ضروری ہے، اور اگر علم نہیں تو ان کی طرف سے وہ رقم فقراء میں صدقہ کر دے۔ (۱)

☆...... پرانا سونا پالش کرنے کے بعد اس طرح چمکنے لگتا ہے، گویا یہ بالکل نیا سونا ہے، اور نئے پرانے سونے کا فرق بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

☆...... نیا سونا خریدنے کے لئے آنے والے کو اگر معلوم ہو کہ سونا نیا نہیں بلکہ پرانا ہے پالش کر کے اسے نیا بنایا گیا ہے تو وہ نئی قیمت پر اسے کبھی بھی نہیں خریدے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہمارے طریقے پر نہیں اور دھوکا اور فریب دینے والا آگ میں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم. وإلا فإن علم عين الحرام لايحل له، ويتصدق به بنية صاحبه (شامي: (۵/۹۹) كتاب البيوع، مطلب فيمن ورث مالاً حراماً، ط: سعيد)

إذا مات الرجل وكسبه خبيث، فالأولى لورثته أن يردوا المال إلى أربابه فإن لم يعرفوا أربابه تصدقوا به. (الفتاوى الهندية: (۵/۳۴۹) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر (۴/۱۸۷)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) عن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار. (الطبراني في الكبير: (۱۰/۱۳۸) رقم الحديث: ۱۰۲۳۴، باب العين، ط: مكتبة العلوم والحكم)

مجمع الزوائد: (۴/۷۸، ۷۹) رقم الحديث: ۶۳۳۱، كتاب البيوع، باب في الغش، ط: مكتبة القدس، القاهرة.

صحيح ابن حبان: (۲/۳۲۶) رقم الحديث: ۵۶۷، كتاب البر والاحسان، باب الصحبة والمجالسة، ذكر الزجر عن أن يمكر المرء أخاه المسلم، ط: مؤسسة الرسالة.

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کو عیب والی چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس عیب کو واضح کرے۔ (۱)

پرانی اور تازی چیز ملا کر فروخت کرنا

''تازہ اور پرانی چیز ملا کر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۳۳)

پرانے پرزے لگا دینا

اگر کوئی شخص میکینک (Mechanic) اور کاریگر کے پاس کوئی چیز مرمت کے لئے لایا اور اس میں کوئی پرزہ لگانے کی ضرورت ہے تو لگانے سے پہلے اس کو بتا دے کہ جو پرزے لگائے ہیں وہ اصلی ہیں یا نقلی، پائیدار ہیں یا غیر پائیدار نئے ہیں یا پرانے، جب دونوں کسی خاص کمپنی کے پرزے پر راضی ہو جائیں اور قیمت بھی متعین ہو جائے تو اسی پرزہ کو لگانا لازم ہوگا، اگر اس کے علاوہ کم قیمت والا کوئی پرزہ ڈال دے گا تو وہ دھوکہ کی وجہ سے حرام ہوگا مزید یہ کہ نئے پرزے کی جگہ پر پرانے پرزے ڈال کر نئے پرزے کی قیمت وصول کرنا ناجائز اور حرام ہوگا۔

بعض دفعہ کاریگر اصلی اور نئے پرزے نکال کر ان کی جگہ پرانے اور استعمال شدہ پرزے لگا دیتے ہیں، یہ سب دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام

---

(۱) عن عقبة بن عامر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم أخو المسلم ولا يحل لمسلم باع من أخيه بيعا فيه عيب إلا بينه له (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمي)

☜ السنن الكبرى للبيهقي: (۵/ ۵۲۳) رقم الحديث: ۱۰۷۳۴، كتاب البيوع، باب ماجاء في التدليس وكتمان العيب بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية۔

☜ كنز العمال: (۴/ ۵۹) رقم الحديث: ۹۵۰۲، كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني، الفرع الثالث في الخداع والغش، ط: موسسة الرسالة۔

ہے۔ اس قسم کے پیسے حلال نہیں ہیں۔[1]

پُرانے زیورات کی خریداری

☆...... زیورات کی تیاری میں خالص سونے میں ایک مقررہ شرح سے دوسری دھاتوں کو ملانا ضروری ہوتا ہے، اس ملاوٹ میں لوگ مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں، دکان دار کے لیے لوگوں سے پرانے زیورات خریدتے وقت اس ملاوٹ کی صحیح شرح کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے، لہٰذا خریدنے والا دکان دار اپنے تجربے کی روشنی میں ایک اندازہ قائم کرتا ہے اور پرانے زیورات میں خالص سونے کا تعین کر کے وقت کے بھاؤ سے قیمت مقرر کرتا ہے اور نقد ادا کر کے ان کو خرید لیتا ہے، خریدنے کے بعد ان زیورات کو گلا کر سونے کو صاف کر کے خالص سونا حاصل کیا جاتا ہے جو اپنے اندازے سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہوتا ہے، تو اس نفع اور نقصان کا حکم یہ ہے کہ اگر خریدار دکان دار نے اپنے تجربے کی روشنی میں اندازہ کر کے بتایا کہ اس پرانے زیور میں خالص سونا مثلاً: پانچ تولہ ہے اور موجودہ مارکیٹ کے بھاؤ سے یوں حساب بتایا کہ اس میں پانچ تولہ سونا خالص ہے پچاس ہزار فی تولہ کے حساب سے کل اڑھائی لاکھ روپے، پھر جب گلا کر دیکھا تو خالص سونا ساڑھے پانچ تولہ نکلا تو

---

(۱) عن عقبة بن عامر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم اخو المسلم، ولا يحل لمسلم ان يبتاع من اخيه بيعا فيه عيب الا بينه له (سنن ابن ماجه، ص: ۱۶۲، رقم الحديث: ۲۲۴۶)، أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمى

▭ السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۵/ ۵۲۳) رقم الحديث: ۱۰۷۳۴، كتاب البيوع، باب ماجاء في التدليس وكتمان العيب بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية

▭ عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمى

▭ (لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي) وإن أخذه... وجب عليه رده (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه.

اس کے ذمے آدھا تولہ خالص سونے کی قیمت یعنی پچیس ہزار روپے زیور بیچنے والے کو ادا کرنا واجب ہوگا [۱] اور اگر اس کا کچھ اتا پتا نہیں تو وہ رقم غریبوں میں صدقہ کردینا لازم ہوگا۔ [۲]

☆...... چوں کہ خالص سونے کی مقدار کے بارے میں اندازہ کرنے میں کمی بیشی کا احتمال باقی رہتا ہے؛ اس لیے دکان دار خالص سونے کا اندازہ کرکے جو قیمت بتائے وہ کل زیور کی بتائے، یعنی یوں کہے کہ: یہ سارا زیور میں آپ سے اڑھائی لاکھ روپے میں خریدتا ہوں، تولے کی مقدار وغیرہ کا ذکر نہ کرے، تو اس صورت میں سونے کی مقدار اندازہ سے زیادہ ہونے کی صورت میں مزید رقم ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

☆...... ایک دکان دار کے پاس اپنے فروخت کیے ہوئے زیورات آتے ہیں جن میں خالص سونے کا تعین نسبتاً آسان اور صحیح ہوتا ہے، ان زیورات کو بازار

---

(۱) (وإن باع صبرة على أنها مائة قفيز بمائة درهم وهي أقل أو أكثر أخذ) المشتري (الأقل بحصته) إن شاء (أو فسخ) لتفرق الصفقة وكذا كل مكيل أو موزون ليس في تبعيضه ضرر (وما زاد للبائع) لوقوع العقد على قدر معين۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۴۲/۴، ۵۴۳) كتاب البيوع، مطلب: الضابط في كل، ط: سعيد)

فتح القدير: (۲۵۱/۶) كتاب البيوع، ومن باع دارا دخل بناءها في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

إذا دفع إلى الخياط كرباسا فخاط قميصا وبقي منه قطعة فسرقت القطعة فهو ضامن، وكذا لو دفع صرما إلى إسكاف ففضل عنه شيء فسرق منه، لأنه أثبت يده على مال الغير بغير إذنه، لأن المالك إنما سلم للقطع لا غير، فإذا قطع يجب عليه رد الزيادة۔ (المحيط البرهاني: (۳۸/۱۲) كتاب الإجارة، الفصل الثامن والعشرون: في بيان حكم الأجير الخاص والمشترك، نوع آخر في النساج والخياط، ط: إدارة القرآن)

مجمع الضمانات: (۳۱/۱) النوع السادس: ضمان الخياط، ط: دار الكتاب الإسلامي۔

(۲) والحاصل: أنه إن علم أرباب الأموال، وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔ (الشامية: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيمن ورث مالا حراما، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳۴۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۲۰۱/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

کے بھاؤ سے کچھ کم بھاؤ لگا کر خریدا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی زیورات واپس بیچنے والے سے یہ کہے کہ: یہ تمام زیورات میں آپ سے اتنی رقم میں خریدتا ہوں، تو نفع وغیرہ حلال ہوگا۔ (۱)

پرانے زیور سے نئے زیور کا تبادلہ

گاہک یا عام لوگ دکان دار کے پاس پرانا زیور لاتے ہیں، دکان دار اس کی قیمت علیحدہ مقرر کرتے ہیں اور نئے زیور کی قیمت علیحدہ مقرر کرتے ہیں، اس میں جو فرق ہوتا ہے صرف اس کا لین دین کر لیتے ہیں۔

تبادلہ میں بسا اوقات ایسی صورت بھی پیش آتی ہے کہ مثلاً: پرانے زیور کا کل وزن چھ تولہ ہوتا ہے اور قیمت دو لاکھ روپے مقرر ہوتی ہے اور نئے زیور کا وزن چار تولہ ہوتا ہے اور قیمت دو لاکھ روپے طے ہوتی ہے یعنی صرف مال کا تبادلہ ہوتا ہے نقد روپوں کا کوئی دخل نہیں ہوتا تو یہ وزن برابر نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ سونا سونے کے بدلے میں برابر ہونا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) ولو نقص فراع أخذ بكل الثمن أو ترك وإن زاد فللمشتري ولا خيار للبائع) معناه إذا باع مذروعا وسمى جملة الذرعان ولم يسم لكل ذراع ثمنا ثم وجده ناقصا أخذ بكل الثمن وإن شاء ترك إلى آخر ما ذكر؛ لأن الذراع وصف للمذروع فلا ينقسم الثمن على الأوصاف فيكون كل الثمن مقابلا بالعين كلها ... وإن وجدها زائدا فهو له بذلك الثمن؛ لأن الوصف لا يقابله شيء من الثمن. (تبيين الحقائق: (۶/۳) كتاب البيوع، ط: إمداديه ملتان)

☐ البحر الرائق: (۳۰۱/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد.

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۸۸/۱) المادة: ۲۲۳، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) ولا يجوز بيع الجيد بالردئ مما فيه الربا إلا مثلا بمثل)؛ لأن الجودة إذا لاقت جنسها فيما يثبت فيه الربا لا قيمة له. (الجوهرة النيرة: (۲۵۹/۱) كتاب البيوع، باب الربا، ط: حقانيه پشاور)

☐ مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية.

☐ الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه.

پرانے زیور کی نئے زیور سے تبادلے کی جائز صورت

(۲۸۷) اگر پرانے زیور کا نئے زیور سے تبادلہ کیا جائے تو وزن برابر ہونا ضروری ہے، ورنہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔[1] البتہ اس کا عام فہم اور آسان طریقہ یہ ہے کہ دکان دار گاہک سے پرانے زیورات روپوں میں خرید لے اور گاہک سے پرانے زیورات لے کر روپے ادا کردے، تاکہ یہ معاملہ ختم ہوجائے، پھر اس کے بعد گاہک جو نیا زیور خریدنا چاہے اس کی قیمت مقرر کر کے اس سے وصول کرے اور نیا زیور دے دے تو یہ جائز ہوگا، اور اس صورت میں دکان دار کو صرف اتنا اہتمام کرنا پڑے گا کہ اپنے پاس نقد رقم رکھے، تاکہ یہ صورت اختیار کرنا آسان ہو۔[2]

پرانے سونے کو نئے سونے کی قیمت پر بیچنا

"پرانا سونا پالش کر کے نئے سونے کی قیمت پر بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) انظر الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: استعمل رجلاً على خيبر فجاءه بتمر جنيب، فقال: أكل تمر خيبر هكذا؟ قال: لا والله يا رسول الله! إنا لنأخذ الصاع من هذا بالصاعين، والصاعين بالثلث، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فلا تفعل، بع الجمع بالدراهم، ثم ابتع بالدراهم جنيبا۔ وقال: في الميزان مثل ذلك۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۵) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي)

☐ الصحيح لمسلم: (۲۶/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي۔

☐ صحيح البخاري: (۲۹۳/۱) كتاب البيوع، باب إذا أراد بيع تمر بتمر خير منه، ط: قديمي۔

☐ (قوله: في الميزان) أي فيما يوزن من الربويات إذا احتيج إلى بيع بعضها ببعض (مثل ذلك) بالرفع على أنه مبتدأ مؤخر وفي بعض النسخ بالنصب على أنه صفة مصدر محذوف أي قال: فيه قولاً مثل ذلك الذي قاله في الكيل من أن غير الجيد يباع ثم يشتري بثمنه الجيد ولا يؤخذ جيد بردئ مع تفارقهما في الوزن واتحادهما في الجنس، في شرح السنة: اتفقوا على أن من أراد أن يبدل شيئاً من مال الربا بجنسه ويأخذ فضلا فلا يجوز حتى يغير جنسه ويقبض ما اشتراه ثم يبيعه بأكثر مما دفع إليه۔ (مرقاة المفاتيح: (۴۷/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه)

☐ انظر أيضاً رقم الحاشية: ۲، على الصفحة السابقة۔

پرانے نوٹ کو کم قیمت پر فروخت کرنا

(۲۸۸) پھٹے پرانے نوٹ کو کم یا زیادہ قیمت پر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

پُرزہ دِلوانے کے لیے جانا

"پُرزہ دلوانے کے لیے جانا"... "بُرزہ گر ہونا بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

پرائز بانڈ

"پرائز بانڈ" میں سود کو قمار (جوے) کے طریقے پر تقسیم کیا جاتا ہے؛ اس لیے اس کی خرید و فروخت کرنا اور قرعہ اندازی میں نمبر نکلنے کی صورت میں انعام کے نام پر سود لینا ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

مزید "انعامی بانڈز کی خرید و فروخت کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

پَرمِٹ

لوگ ڈپٹی کمشنر سے اَشیاء کے سودا سلف کا اجازت نامہ حاصل کرتے ہیں،

---

(۱) انظر الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔ (ولا يجوز بيع الجيد بالرديء مما فيه)

(۲) قال الله تعالى: {إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه}۔ (سورة المائدة: ۹۰)

قال الله تعالى: {أحلّ الله البيع وحرّم الربا}۔ (سورة البقرة: ۲۷۵)

وقال الله تعالى: {يٰأيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا أضعافاً مضاعفة، واتقوا الله لعلكم تفلحون، واتقوا النار التي أعدت للكافرين}۔ (سورة آل عمران: ۱۳۱)

عن جابر رضی الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربو وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲۷/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، ط: قديمي۔

عن عبد الله بن حنظلة رضي الله عنه غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربوا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلثين زنية۔ (مجمع الزوائد: (۱۱۷/۴) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا، ط: دار الفكر)

اس کو ”پرمٹ“ کہتے ہیں۔[1]

مزید ”تجارتی لائسنس“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۷/۲)

پرمٹ فروخت کرنا

☆......پرمٹ خود مال متقوم (قیمتی مال) نہیں ہے؛ اس لیے پرمٹ کو مبیع کی حیثیت سے بیچنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے پرمٹ فروخت کر کے رقم لی ہے، تو وہ ناجائز اور حرام ہے، اور رقم واپس کر دینا واجب ہے۔

☆......اسی طرح پرمٹ کسی اور آدمی کو مال منگوانے کے لیے دے کر پیسہ لینا یہ بھی جائز نہیں ہے۔[2]

---

(۱) ويدخل في هذا النوع رخصة الإيراد. (امپورٹ لائسنس) وهي ورقة تسمح بها الحكومة تاجرا لإيراد البضاعات من خارج المملكة. (تكملة فتح الملهم: (۳۶۳/۱) كتاب البيوع، باب بطلان البيع قبل القبض، حكم الكمبيالات، ط: دار العلوم كراچی)

(۲) قلت: وعبارة الصيرفية هكذا: سئل عن بيع الخط؟ قال: لايجوز؛ لأنه لايخلو اما ان باع ما فيه أو عين الخط، لاوجه للأول؛ لأنه بيع ما ليس عنده، ولاوجه للثاني؛ لأن هذا القدر من الكاغذ ليس متقوماً بخلاف البراءة؛ لأن هذه الكاغذة متقومة. اه (الشامية: (۵۱۷/۳) كتاب البيوع، قبيل: مطلب في بيع الاستجرار، ط: سعيد)

وفي الدر المختار مع شرحه رد المحتار:

وفيها وفي الأشباه: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف.

وقال الشامي: (قوله: وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف) من امامة وخطابة وأذان وفراشة وبوابة، ولاعلى وجه البيع أيضاً؛ لأن بيع الحق لايجوز، كما في شرح الأدب وغيره. وفي الذخيرة: ان أخذ الدار بالشفعة أمر عرف بخلاف القياس فلايظهر ثبوته في حق جواز الاعتياض عنه. اه

أقول: والحق في الوظيفة مثله والحكم واحد بيري. (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

تكملة فتح الملهم: (۳۶۳/۱) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، حكم الكمبيالات، ط: دار العلوم كراچی۔

پرنالہ لگانے کا حق

پرنالہ لگانے کا حق مادی چیز سے متعلق ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔[۱]

پرندوں کی پرورش

''پرندوں کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۰/۲)

پرندوں کی تجارت

پرندوں کی تجارت جائز ہے اور ان کو گھروں کے اندر پالنا ذیل کی شرائط کے ساتھ درست ہے:

1. ان کے پالنے سے کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔
2. ان کے ذریعے دوسرے کسی کے مملوکہ پرندے پکڑنا مقصود نہ ہو۔
3. ان کی خوراک کا پورا انتظام کیا جائے اور اچھی طرح ان کا خیال رکھا جائے۔
4. ان کا پنجرہ بڑا ہوتا کہ تنگ ہونے کی وجہ سے ان کو تکلیف نہ ہو۔

ان شرائط کے ساتھ ہر قسم کے پرندوں کو گھر میں پالنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔[۲]

---

(۱) ویؤخذ من کلام صاحب الهداية هذا أن الحق إذا كان متعلقًا بعين تبقى يجوز بيعه بشرط أن يكون معلوم المقدار۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۶۳/۱) كتاب البيوع، باب بطلان البيع قبل القبض، حكم الكمبيالات، ط: دار العلوم)

الهداية: (۵۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

البحر الرائق: (۸۱/۶، ۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) قوله: ولنا للاستئناس فمباح) قال في المجتبى رامزًا: لا بأس بحبس الطيور والدجاج في بيته =

پرندوں کی خرید وفروخت

(۲۹۱) چیل، باز، تیتر اور بٹیر وغیرہ پرندوں کو شکار کرنا اور پکڑنا جائز ہے اور ان کی خرید وفروخت کرنا بھی جائز ہے بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) رضامندی سے جو بھی قیمت مقرر کریں گے اس پر بیع (خرید وفروخت) کرنا جائز ہوگا، البتہ آپس میں لڑانے کے لیے خرید وفروخت نہ کریں، اور پرندے جب تک اپنے پاس رہیں دانہ پانی کا پورا انتظام کریں، ورنہ تکلیف پہنچانے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔[1]

=ولكن يعلفها وهو خير من إرسالها في السكك اهـ. وفي القنية رامزًا: حبس بلبلاً في القفص وعلفها لايجوز اهـ. أقول: لكن في فتاوى العلاّمة قارئ الهداية: سئل هل يجوز حبس الطيور المفردة وهل يجوز عتقها، وهل في ذلك ثواب، وهل يجوز قتل الوطاويط لتلويثها حصر المسجد بخرئها الفاحش؟ فأجاب: يجوز حبسها للاستئناس بها، وأما إعتاقها فليس فيه ثواب، وقتل المؤذي منها ومن الدواب جائز اهـ. قلت: ولعل الكراهة في الحبس في القفص؛ لأنه سجن وتعذيب دون غيره كما يؤخذ من مجموع ما ذكرناه وبه يحصل التوفيق فتأمل. (الشامية: (۲/۶۰۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ فتاوى قارئ الهداية: (ص: ۲۰۰، ۲۰۱) كتاب الحظر والإباحة، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ تفسير روح البيان: (۶/۲۱۳) سورة الشعراء، تحت الآية: ۱۲۸، ط: دار إحياء التراث العربي۔

☐ الأصل في اللهو بالحمام أنه مباح للاستئناس والتسلية، كما تجوز التجارة، ولكن يكون حرامًا في الأحوال التالية:

۱۔ إذا شغل عن أداء الواجب كالصلاة ونحوها۔

۲۔ إذا أدى أي حرام كالاستيلاد على حمام الغير أو الاطلاع على عورات البيوت۔ والله أعلم (الفتاوى الشرعية الصادرة عن قطاع: (۵/۱۸۶) كتاب الحظر والإباحة، ۱۲۲۹، ط: موقع شبكة مشكاة الإسلامي)

(۱) وصح بيع الكلب ...... وكذا الطيور أى الجوارح والفهد والبازى يقبلان التعليم فيجوز بيعها على كل حال۔ (شامي: (۵/۲۲۷) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

☐ وكذا بيع السنور وسباع الوحش والطير جائز عندنا معلماً كان او لم يكن۔ (الهندية: (۳/۱۱۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع فى بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

☐ فتح القدير: (۷/۱۱۱) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: دار الكتب العلمية۔

پری شپمنٹ فائنانسنگ کا اسلامی طریقہ

(۲۹۲) ''پری شپمنٹ فائنانسنگ'' کا طریقہ یہ ہے کہ ''ایکسپورٹر'' پہلے آرڈر وصول کرلیتا ہے جب کہ اس کے پاس مال سپلائی کرنے کی رقم نہیں ہوتی آرڈر وصول ہونے کے بعد بینک یا مالیاتی ادارے سے پیسے حاصل کرتا ہے، اگر اس طرح کا معاملہ کرنا ہو تو اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ اس فائنانسنگ کو شراکت کی بنیاد پر عمل میں لایا جائے اس لیے کہ ایکسپورٹر کے پاس معین طور پر ایک آرڈر موجود ہے اور آرڈر میں عام طور پر اس سامان کی قیمت بھی متعین ہوتی ہے کہ اس قیمت پر اتنا سامان فراہم کیا جائے گا اور اس قیمت کی بنیاد پر بینک میں ایل سی کھولی جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس سامان کے فراہم کرنے پر اندازاً کتنا نفع ملے گا اور کاسٹ (لاگت وخرچہ) بھی طے ہوتا ہے اب اگر کوئی بینک یا مالیاتی ادارہ اس خاص معاملے (ٹرانزکشن) کی حد تک ایکسپورٹر کے ساتھ شراکت کا عقد کرے اور ایکسپورٹر کو یہ کہے کہ ہم آپ کو سرمایہ فراہم کرتے ہیں آپ آرڈر کے مطابق مال تیار کرکے ایکسپورٹ کریں اور پھر امپورٹر کی طرف سے جو رقم آئے گی اور جو منافع ہوگا وہ ہم دونوں اپنی اپنی رقم کے تناسب سے آپس میں تقسیم کرلیں گے تو اس طرح بہت آسانی سے سود کے بغیر فائنانسنگ حاصل ہو جائے گی، یہ اس صورت میں ہے جب مال خریدنے میں ایکسپورٹر اور بینک یا مالیاتی ادارے دونوں کی رقم شامل ہو اور اگر ایکسپورٹر اپنی طرف سے کوئی رقم نہ لگائے بلکہ ساری رقم بینک یا مالیاتی ادارے کی ہو تو اس صورت میں مضاربہ کا عقد کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ مضاربہ کے اندر ایک فریق کا سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرے فریق کا کام اور عمل ہوتا ہے، لیکن بینک اور مالیاتی ادارہ شریعت کے قانون کے مطابق مضاربت نہیں کرسکتے کیوں کہ بینک کی اصل رقم

ہر حال میں محفوظ رہنا لازم ہوتا ہے، اور یہ ادارے آدھا یا تہائی نفع مقرر نہیں کر سکتے بلکہ اصل رقم کے تناسب سے نفع مقرر کرتے ہیں ہے اور یہ سود ہے اور سودی معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

عام رواج کے مطابق ایکسپورٹر بھی اپنا کچھ نہ کچھ سرمایہ ضرور لگاتا ہے اس لیے اس کو شرکت کہنا درست ہوگا اور اس میں منافع کی شرح بھی باہمی رضامندی سے متعین کی جا سکتی ہے۔ (۱)

---

(۱) أما حسم الكمبيالات، فيمكن تحصيل غرضه بطريق ثلاثة: ١- إن حسم الكمبيالات يحتاج إليه تاجر يبيع بضاعة مؤجلاً، فيريد أن يحصل على مبلغ الثمن (أو ما يقاربه) معجلاً قبل حلول الأجل ليمكن له الوفاء بالتزامه تجاه التجار الذين اشترى منهم البضاعة المصدرة أو الصناع الذين صنعوها له، وأكثر ما يحتاج إليه التجار في تصدير بضاعاتهم إلى خارج البلد عن طريق اعتماد مستندي، فيذهبون بالكمبيالات إلى بنك ليحسمه ويؤدي إليهم مبلغ الكمبيالة ناقصا منه نسبة الحسم۔

والطريق المشروع للحصول على هذا الغرض بالوجه الذي لا غبار عليه من الناحية الشرعية أن يعقد التجار المشاركة مع البنك قبل تصديرهم للبضاعة وبما أن عندهم طلبا معينا من خارج البلاد، والسعر معلوم متفق عليه بين الفريقين والتكلفة معلومة، فلا يصعب على البنك الدخول في المشاركة في هذه العملية بخصوصها، لأن الربح المتوقع من العملية شبه المتيقن، فيمكن للبنك أن يعطي العميل المبلغ المطلوب على أساس المشاركة، ويتقاضى نسبة من الربح الحاصل من العملية، فيحصل العميل على السيولة ويتمكن بها الوفاء بالتزاماته التي يتحملها لإعداد البضاعة المصدرة، ويحصل للبنك الربح بنسبة معلومة۔ (بحوث في قضايا فقهيه معاصره: (۲/۱۲۱، ۱۲۲) بيع الدين والأوراق المالية... الخ، بديل حسم الكمبيالات، ط: مكتبه دار العلوم كراجى)

☐ فقہی مقالات: (۳/ ۸۳) برآمدات کے شرعی احکام، عنوان: ''پری شپمنٹ'' ط: میمن اسلامی پبلشرز۔

☐ وكون الربح بينهما شائعا، فلو عين قدرا فسدت۔ (قوله: شائعا) أنصافا أو أثلاثا مثلا لتحقق المشاركة بينهما في الربح قل أو كثر قاله في البرهان، وفي البحر: الرابع أن يكون الربح بينهما شائعا، كالنصف والثلث لا سهما معينا يقطع الشركة كمائة درهم أو مع النصف عشرة۔ (حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۳۶۳) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

☐ الدر مع الرد: (۵/۶۴۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

☐ الفتاوى الهندية: (۴/۲۸۷) كتاب المضاربة، الباب الأول في تفسيرها وركنها وشرائطها وحكمها، ط: رشيديه۔

پڑوسیوں کا نقصان کرنے والی مرغی کا انڈا

جو مرغی پڑوسیوں کو نقصان پہنچاتی ہے اس کا انڈا خریدنا جائز ہے،[۱] البتہ مرغی کے مالک پر ضروری ہے کہ وہ اپنی مرغی کے بارے میں ایسا انتظام کرے کہ وہ پڑوسیوں کا نقصان نہ کر سکے ورنہ مالک گناہ گار ہوگا۔[۲]

پسند آ گئی تو میں لے لوں گا

اگر خریدار نے بائع (سیلر) سے کوئی چیز دیکھنے کے لیے لی اور سودا طے نہیں کیا لیکن بائع نے چیز دیتے وقت قیمت بیان کر دی اور خریدار یعنی دیکھنے کے لیے لینے والے نے بھی یہ کہا کہ ٹھیک ہے اگر مجھے پسند آ گئی تو میں رکھ لوں گا اور پھر وہ چیز خریدار کے پاس ضائع ہو جائے تو خریدار ضامن ہوگا اور وہ خریدار کے (Risk) پر ہوگی لیکن اگر بائع چیز دیتے وقت قیمت بیان نہ کرے یا قیمت بیان کرے لیکن خریدار یہ نہیں کہے کہ اگر مجھے پسند آ گئی تو میں لے لوں گا تو ان دونوں صورتوں میں وہ چیز خریدار کے پاس امانت ہوگی۔[۳]

---

(۱) قال الله تعالى: {يا ايها الذين امنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منكم}[النساء: ۲۹]

هو مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۲۷۵) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

الهندية: (۳/ ۲) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه۔

(۲) الضرر يزال۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص: ۲۹) [رقم المادة: ۲۰] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه)

الضرر يزال۔ (الاشباه والنظائر، (ص: ۹۴) ط: ادارة القرآن كراچی)

قواعد الفقه: (ص: ۸۸) ط: مدنی کتب خانه۔

(۳) وفي المقبوض على سوم الشراء القيمة إذا هلك وهو قيمي، والمثل في المثلي إذا كان القبض بعد تسمية الثمن، أما إذا لم يسم ثمن فلا ضمان في الصحيح۔ وعليه فرع ما ذكره الفقيه أبو الليث في العيون: في رجل أخذ ثوبا فقال: اذهب به فإن رضيته اشتريته فضاع في يده لم يلزمه شيئ، وإن قال: =

پسندیدہ کھانا

پسندیدہ کھانا اپنی کمائی سے تیار کیا ہوا کھانا ہے۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے نے اپنے ہاتھ کی کمائی کے علاوہ کوئی ایسا کھانا نہیں کھایا جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اور جو شخص اپنی محنت کی وجہ سے رات تکلیف سے گزارتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔[1]

=إن رضيته اشتريته بعشرة كان ضامنا للقيمة۔ (فتح القدير: (۲۸۳/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۵۷۲/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب خيار النقد، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۰/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

مطلب: في المقبوض على سوم الشراء، قلت: وبيان ذلك أنّ المساوم إنّما يلزمه الضمان إذا رضي بأخذه بالثمن المسمّى على وجه الشراء... بخلاف ما إذا أخذه على وجه النظر؛ لأنّه لايكون ذلك رضا بالشراء بالثمن المسمّى۔ قال في القنية: سم: عن أبي حنيفة قال له هذا الثوب لك بعشرة دراهم فقال: هاته حتى أنظر فيه، أو قال حتى أريه غيري فأخذه على هذا وضاع لاشيئ عليه، ولو قال: هاته، فإن رضيته أخذته فضاع فهو على ذلك الثمن اهـ قلت: ففي هذا وجدت التسمية من البائع فقط لكن لما قبضه المساوم على وجه الشرء في الصورة الأخيرة صار راضيا بتسمية البائع فكأنّها وجدت منهما، أمّا في الصورة الأولى والثانية فلم يوجد القبض على وجه الشراء بل على وجه النظر منه أو من غيره فكأنّه أمانة عنده فلم يضمنه۔ (الشامية: (۵۷۳/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۲۳۲/۱) المادة: ۲۹۸، الكتاب الأوّل: في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلّقة بالتسليم والتسلم، الفصل السادس فيما يتعلّق بسوم الشراء وسوم النظر، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) ماأكل العبد طعاماً أحب إلى الله تعالى من كدّ يده، ومن بات كالأمن عمله بات مغفوراً لهم ابن عساكر عن المقدام بن معديكرب۔ (كنز العمال: (۹/۴) رقم الحديث: ۹۲۲۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب الحلال، ط: موسسة الرسالة)۔

جامع الأحاديث للسيوطي: (۲۳۱/۵) رقم الحديث: ۱۸۳۶۰، حرف الميم الميم مع الألف، ط: دار الفكر

پشیمان ہو گیا

مثلاً ایک شخص نے کسی سے مکان خریدا اور ٹوکن منی یعنی کچھ پیشگی رقم بھی اسے دے دی مگر بیع کر کے مکان پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کسی وجہ سے مکان خریدنے پر پشیمان ہو گیا اور بائع کو مکان واپس کر کے ادا کی ہوئی رقم واپس لینا چاہتا ہے اور بائع بھی مکان واپس لینے پر راضی ہو گیا تو بائع پر مکان واپس لینے کے بعد لی ہوئی رقم واپس کر دینا لازم ہو گا ورنہ وہ رقم بائع کے لیے حرام ہو گی۔ (۱)

پکنے تک کی شرط لگا کر فصل خریدنا

گندم، جو، دھان اور دیگر فصلوں کو اس شرط پر خریدنا کہ پکنے پر کاٹے گا، ناجائز ہے، البتہ جائز ہونے کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ فصل کو قیمت دے کر خریدنے کے بعد زمین کو ایک خاص مدت کے لیے اجارہ (کرایہ) پر لیا جائے اور متعینہ مدت کے اندر فصل کو کاٹ لیا جائے تو اس صورت میں بیع صحیح ہو جائے گی اور فصل کو پکنے تک باقی رکھنا جائز ہو گا۔ (۲)

---

(۱) فان شرط اكثر منه او اقل فالشرط باطل ويرد مثل الثمن الاول لقوله عليه السلام: من اقال نادما بيعته أقال الله عثراته يوم القيامة۔ (الهداية: (۳/ ۷۱) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: رحمانيه)

وحقيقة الفسخ ليس الا رفع الاول كأن لم يكن فيثبت الحال الاول وثبوت الحال الاول هو برجوع عين الثمن الاول الى مالكه كأن لم يدخل في الوجود غيره وهو يستلزم تعيين الاول۔ (فتح القدير: (۶/ ۴۴۹) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۷۳) الكتاب الأول في البيوع، الفصل الخامس في إقالة البيع، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) وان كان البيع بشرط الترك لايجوز۔ (خلاصة الفتاوى: (۳/ ۲۹) كتاب البيوع، الفصل الثاني في مالايجوز بيعه، ط: رشيديه)

ولو أراد أن يترك في الأرض ويكون له الولاية الشرعية فالحيلة ان يشترى الحشيش و أشجار البطيخ ببعض الثمن ويستأجر الارض ببعض الثمن من صاحب الارض أياما معلوما۔ (خلاصة الفتاوى: (۳/ ۲۹) كتاب البيوع، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالايجوز، ط: رشيديه)

الهندية: (۳/ ۳۳) كتاب البيوع، الفصل الثاني في مايدخل في الارض، ط: رشيديه۔

پگڑی

بعض علاقوں میں مکان یا دکان ایک طویل مدت یا تا حیات یا نسلوں کے لیے کرایہ پر دینے اور لینے کا رواج ہے اور کرایہ دار کو کرایہ پر لیتے وقت ماہانہ یا سالانہ کرایہ کے علاوہ ایک بڑی رقم پیشگی یک مشت ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اس بڑی رقم کو پگڑی کہتے ہیں اور کرایہ دار یک مشت بڑی رقم ادا کر کے اس بات کا حقدار ہوتا ہے کہ ایک لمبی مدت تک یا تا حیات یا نسلوں تک کرایہ داری کے سلسلے کو جاری رکھے اور مالک کی طرف سے یہ اجازت ہوتی ہے کہ کرایہ دار اپنا یہ حق کسی دوسرے کرایہ دار کو رقم لے کر منتقل کرے اس صورت میں رسید میں نام بدلنے کی صورت میں مالک قیمت فروخت کی رقم میں سے کمیشن کے طور پر خاص رقم بھی وصول کرتا ہے اور اگر اصل مالک دکان یا مکان واپس لینا چاہے تو واپس لے سکتا ہے لیکن موجودہ مارکیٹ کے اعتبار سے پگڑی کی جو قیمت ہوگی وہ ادا کرنا پڑے گی۔

پگڑی کا یہ طریقہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ پیشگی اجرت بھی نہیں ہے اور حق سے دست بردار ہونا بھی نہیں ہے بلکہ یہ حق مجرد کو فروخت کرنا ہے اور حق مجرد کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

البتہ اس یک مشت رقم کو ایک متعینہ مدت کی پیشگی اجرت قرار دیا جائے اور اس متعینہ مدت تک مزید کرایہ کی رقم نہ لی جائے تو یہ اجارہ میں شامل ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا اور قبضہ خالی کرنے کی صورت میں مالک سے کسی قسم کی رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ کرایہ کے طور پر پیشگی اجرت کی رقم لینا جائز ہے اور مروجہ پگڑی کے طور پر رقم لینا جائز نہیں ہے۔

اور اگر مکان یا دکان کا مالک مزید کچھ رقم لے کر یا پگڑی کی رقم کے عوض میں

اس مکان یا دکان کو فروخت کردے اور پگڑی پر لینے والا اس کا مکمل طور پر مالک بن جائے پھر صحیح ہے۔[1]

مروجہ پگڑی کا لین دین جائز نہیں ہے البتہ کرایہ جتنا زیادہ مقرر کرنا چاہے مالک مقرر کر سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مہینے کا کرایہ زیادہ مقرر کردے اور بعد کے مہینوں کا کم کردے اور خالی کرتے وقت پگڑی کا مطالبہ نہ کرے۔[2]

پلاسٹک منی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں درہم اور دینار کی صورت میں کرنسی تھی، اس سے خرید وفروخت کا معاملہ ہوتا تھا، اس کے بعد کاغذی نوٹوں کا رواج آیا، اور دینار ودرہم کی جگہ پر کاغذی نوٹوں سے خرید وفروخت کرنے کا روج ہوا، اور اب

(۱، ۲) الحق المجرد او المحض: هو الذی لایترک اثرا بالتنازل عنه صلحا او ابراء... فلایجوز الاعتیاض عنه کحق الولایة علی النفس والمال وحق الشفعة (الفقه الاسلامی وادلته: (۲۱/۴) الحقوق المجردة وغیر المجردة، ط: دار الفکر بیروت)

لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) کتاب البیوع، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی)

منحة الخالق علی البحر: (۲۳۳/۵) کتاب الوقف، ط: سعید)

یعتبر ویراعی کل ما اشترط العاقدان في تعجیل الأجرة وتأجیلها۔ (شرح المجلّة لسلیم رستم باز: (۲۱۱/۱) المادة: ۳۷۳، الکتاب الثاني في الإجارة، الفصل الثاني: في المسائل المتعلقة بلزوم الأجرة... الخ، ط: دار الکتب العلمیة)

یلزم الأجرة بشرط التعجیل، یعني لو شرط أن تکون الأجرة معجلة، یلزم المستأجر تسلیمها۔ (شرح المجلّة لسلیم رستم باز: (۲۰۸/۱) المادة: ۳۶۸، الکتاب الثاني في الإجارة، الفصل الثاني: في المسائل المتعلّقة بلزوم الأجرة... الخ، ط: دار الکتب العلمیة)

إذا کان الأجرة موقتة بوقت معین کالشهر أو السنویة یلزم إیفائها عند انقضاء ذلک الوقت، فلو کانت مشاهرة فتؤدی عند نهایة الشهر وإن کانت مسانهة ففي ختام السنة۔ (شرح المجلّة لسلیم رستم باز: (۲۱۱/۱) المادة: ۳۷۶، الکتاب الثاني في الإجارة، الفصل الثاني: في المسائل المتعلّقة بلزوم الأجرة، ط: دار الکتب العلمیة)

تک یہ رواج باقی ہے البتہ آج کل ایک خطرناک اور بھیانک سازش کے طور پر پلاسٹک منی۔ (Plastic Money) کا رواج روز بروز زور پکڑتا جارہا ہے، اور عام تو عام خاص لوگوں کو بھی اس سازش کا اندازہ نہیں ہے کہ لوگوں کے پیسے بینکوں کے قبضے میں ہیں اور لوگوں کے ہاتھ میں صرف پلاسٹک کا ایک ٹکڑا ہے جس کی ذاتی طور پر کوئی قیمت نہیں ہے، اغیار جب بھی چاہیں مختلف بے بنیاد الزام لگا کر لوگوں کے پیسوں کو منجمد اور فریز کرلیں تو لوگوں کے پاس صرف پلاسٹک کا ایک ٹکڑا رہ جائے گا اور اپنے پیسوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ ایسا ایک زمانہ آنے والا ہے بلکہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے، تو پلاسٹک منی حقیقت میں مالداروں کو غریب، محتاج اور فقیر بنانے کا منصوبہ ہے اس لئے لوگوں کو ہوشیار رہنا چاہئے، سازش کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ [1]

پلاسٹک منی سے مراد

پلاسٹک منی سے مراد وہ مختلف قسم کے کارڈ ہیں جو مالیاتی لین دین یا نقد رقم کے حصول، ہوٹل کی بکنگ، ٹکٹ کی رقم کی ادائیگی، اور انٹرنیٹ اور برقی مارکیٹ میں کاروبار کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، موجودہ دور میں دو قسم کے کارڈز زیادہ مشہور ہیں، ایک ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) اور دوسرا کریڈٹ کارڈ (Credit Card)، یا اس طرح کے دیگر کارڈ "چارج کارڈ" "کارپوریٹ کارڈ" "فلیٹ کارڈ"،

---

(۱) المؤمن كيس فطن حذر (الحديث)

(المؤمن كيس) أى عاقل والكيس العقل (فطن) حاذق والفطنة حدة البصيرة فى بذل الأمور (حذر) أى مستعد متأهب لما بين يديه متيقظ لما يهجم عليه (فيض القدير للمناوى: (۶/ ۲۵۶) رقم الحديث: ۹۱۶۷۲، حرف الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

فتح البارى: (۱۰/ ۵۳۰) كتاب الأدب، باب لايلدغ المؤمن من حجر مرتين، ط: دار المعرفة۔

كنز العمال: (۱/ ۱۴۳) رقم الحديث: ۶۸۹، حرف الهمزة، الكتاب الأول، الفصل السابع فى صفات المؤمنين، ط: مؤسسة الرسالة

یا کسی بھی کمپنی کا شاپنگ کارڈ وغیرہ، یہ سب پلاسٹک منی کہلاتے ہیں۔

پلاٹ کی فائل کی خرید وفروخت

کوئی کمپنی یا سوسائٹی ایک رقبہ زمین خرید کر اس میں رہائشی اسکیم تجویز کرتی ہے اور چھوٹے چھوٹے پلاٹوں میں تقسیم کر کے فروخت کرتی ہے مثلاً ایک ہزار کنال کا رقبہ ہو تو اس کے ایک ایک کنال کے ہزار پلاٹ تجویز کیے جاتے ہیں۔

پھر کبھی تو پلاٹوں کی تعیین کر کے ان کو فروخت کیا جاتا ہے اور کبھی تعیین سے پہلے ہی ان کو فروخت کر دیا جاتا ہے پھر بعد میں مثلاً قرعہ اندازی سے تعیین کر دی جاتی ہے۔

پلاٹ کی تعیین کیے بغیر اس کو فروخت کرنا اس وقت جائز ہوگا جب سودا کرتے وقت یہ کہا جائے گا کہ اس رقبہ کا اتنا حصہ فروخت کر دیا یا ان پلاٹوں میں سے ایک پلاٹ فروخت کر دیا۔ (۱)

---

(۱) بیع حصة شائعة معلومه کالنصف و الثلث و العشر من عقار مملوک قبل الافراز صحیح۔ (مجلّة الأحکام العدلیة : (۱/۴۳) المادة: ۲۱۴، الکتاب الأوّل : في البیوع ، الباب الثاني : في المسائل المتعلّقة بالمبیع، ط: نور محمد)

شرح المجلّة لسلم رستم باز: (۱/۸۳) المادة: ۲۱۴، ط: دار الکتب العلمیة۔

تنقیح الفتاوىٰ الحامدیة: (۱/۲۴۶) کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔

یصح بیع الحصة المعلومة الشائعة بدون اذن الشریک۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز : (۱/۸۳)، المادة: ۲۱۵، الکتاب الأوّل في البیوع، الباب الثاني في المسائل المتعلّقة بالبیع، ط: دار الکتب العلمیة)

للمشتری ان یبیع المبیع لآخر قبل قبضه ان کان عقاراً۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/۱۷۳)، المادة: ۲۵۳ الکتاب الأوّل في البیوع ، الباب الرابع في بیان المسائل المتعلّقة في الثمن والمثمن بعد العقد، ط: رشیدیه)

واشار بقوله للمشتری ان یبیع ...... ان بیعه جائز لکن لایلزم من جواز البیع نفاذه و لزومه فانهما موقوفان علی نقد الثمن او رضی البائع و الا فللبائع ابطال بیع المشتری۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۲/۱۷۳) ط: رشیدیه)

کمپنی یا سوسائٹی پلاٹ کے خریدار کو ثبوت کے طور پر بیع نامہ یا کچھ اور دستاویزات دیتی ہے جس کو عرف عام میں فائل کہا جاتا ہے، خریدار کمپنی کے ساتھ یا دیگر خریداروں کے ساتھ اس بڑے رقبے میں شریک ہوجاتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پلاٹوں کی تعیین اور الاٹمنٹ ہوچکی ہو تو اس صورت میں چونکہ خریدار کا پلاٹ متعین ہوجاتا ہے لہٰذا اس کے لیے آگے فروخت کرنا جائز ہے لیکن اگر ابھی الاٹمنٹ اور تعیین نہ ہوئی ہو تو پھر خریدار کے لیے اپنا حصہ یا دوسرے لفظوں میں اپنی فائل فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اس صورت میں بائع مشتری کو زمین حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے اور زمین حوالہ کرنے پر قادر نہ ہونے کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہوتی؛ اس لیے اس صورت میں فائل فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔[1]

پل ٹیکس اصل قیمت میں ملانا

''ٹیکس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۰/۳)

Pledging

''بینک کا کردار ذخیرہ اندوزی میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۰/۲)

پنشن

ملازم کو ملازمت کی مدت ختم ہونے پر ادارہ کی طرف سے موت تک ماہانہ

---

(۱) یلزم أن یکون المبیع معلوما عند المشتري)؛ لأن بیع المجهول فاسد۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۲۰۰، الکتاب الأول: في البیوع، الباب الثاني: في بیان المسائل المتعلقة بالمبیع، ط: دار الکتب العلمیة)

یلزم أن یکون المبیع مقدور التسلیم) فبیع غیر مقدور التسلیم باطل... قال القردي عن جواهر الفتاوی: باع عقارا ملکه لکن في ید آخر الفتوی علی أنه لا یصح عملاً بقول محمد؛ لأنه لا یقدر علی تسلیمه اهـ۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۸، الکتاب الأول: في البیوع، الباب الثاني: في بیان المسائل المتعلقة بالمبیع، ط: دار الکتب العلمیة)

جو رقم دی جاتی ہے اس کو پنشن کہتے ہیں، یہ ادارہ کی طرف سے تبرع اور احسان ہے جس پر جبر نہیں کیا جاسکتا اور یہ ماہانہ قسط بنا کر دینا بھی درست ہے اور اندازہ کر کے مجموعی رقم یک مشت دینا بھی جائز ہے؛ کیوں کہ یہ بیع نہیں ہے بلکہ احسان اور تبرع کی ایک صورت ہے۔[1]

پنشن فروخت کرنا

پنشن فروخت کرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

① حکومت کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے؛ کیوں کہ یہ حقیقت میں بیع (خرید و فروخت) نہیں ہے بلکہ تبرع موجل (بعد میں کئے جانے والے احسان) کو معجل (فوری) بنانا ہے، اور ایسا کرنا شرعی اعتبار سے حکومت کی رضامندی سے جائز اور درست ہے۔

② حکومت کے علاوہ کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ حکومت خود راضی نہیں ہوتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں چند خرابیاں ہیں مثلا

---

(۱) وتأويلها ان يهب الرجل ثمرة نخلة من بستانه لرجل ثم يشق على المعرى دخول المعرى له۔ (العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۲۱۵/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مصطفى البابى الحلبى مصر)

قال معنى ذلك عندنا ان يعرى الرجل الرجل نخلة من نخله فلايسلم ذلك اليه حتى يبدوله فرخص ان يحبس ذلك و يعطيه مكانه بخرصه تمراً۔ (فتح القدير: (۲۱۶/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مصطفى البابى الحلبى مصر)

الثالث قول مالك رحمه الله تعالى المشهور، و العرايا عنده ان يهب الرجل ثمرة نخلة او نخلات من حائطه لرجل بعينه ثم يتأذى بدخول موهوب له فى حائطه لمكان اهل بيته فى الحائط فيجوز للواهب ان يشترى الثمار المعلقة من الموهوب له بخرصها تمراً...... و الرابع قول ابى حنيفة رحمه الله تعالى وتفسير العرايا عنده عين ما فسر به مالك غير انه يقول: انه ليس ببيع حقيقة و انما هو استبدال موهوب بموهوب آخر قبل ان يقبضه الموهوب له۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۰۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع العرايا، ط: دار العلوم كراچى)

ایک ملک کی کرنسی کی بیع اسی ملک کی کرنسی کے ساتھ ادھار میں جائز نہیں ہے۔ اور اس میں یہی بات لازم آرہی ہوتی ہے۔ (۱)

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ پنشن ایک قسم کا انعام اور تبرع ہے جب تک ملازم کا اس پر قبضہ نہ ہو وہ اس کا مالک نہیں بنتا اس لیے اس کی بیع جائز نہیں ہے البتہ خود حکومت سے اس کی بیع کرنا حقیقت میں بیع نہیں صرف نام اور صورت بیع کی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے ملازم کو جو بڑا انعام قسط وار دینے کا وعدہ کیا تھا اب اس کو کم مقدار میں یک مشت نقد دے رہی ہے اس لیے حکومت سے یہ معاملہ جائز ہے حکومت کے علاوہ کسی اور سے جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) باع رطلين من لحم برطل من شحم البطن أو بيضة ببيضتين أو جوزة بجوزتين أو فلسا بفلسين أو تمرا بتمرتين يدا بيد بأعيانها وهو قول أبي يوسف وقال محمد رحمه الله لا يجوز . . . قوله: أو بيضة الخ؛ لأن ربا الفضل إنما يظهر عند وجود الجنس والقدر بالكيل والوزن ولم يوجدا القدر حتى لو كان أحدهما نسيئة لم يجز؛ لأن الجنس بانفراده يحرم النساء ـ (الجامع الصغير: (۳۳۵/۱) كتاب البيوع، باب البيع فيما يكال أو يوزن، ط: عالم الكتب بيروت)

الدر مع الرد: (۱۷۹/۵، ۱۸۰) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في استقراض الدراهم عددًا، ط: سعيد۔

بيع الدين لا يجوز ولو باعه من المدين أو وهبه جاز ـ (الأشباه والنظائر لابن نجيم: (ص: ۳۴۶) الفن الثالث: الجمع والفرق، القول في الدين، ط: قديمي)

أما بيع هذه الديون من غير من عليه والشراء بها من غير من عليه، فينظر إن أضاف البيع والشراء إلى الدين لم يجز ـ (بدائع الصنائع: (۱۸۲/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

(۲) قال معنى ذلك عندنا أن يعرى الرجل الرجل نخلة من نخله، فلا يسلم ذلك إليه حتى يبدو له، فرخص أن يحبس ذلك ويعطيه مكانه بخرصه تمرا ـ (فتح القدير: (۳۸۱/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

وتأويلها أن يهب الرجل ثمرة نخلة من بستانه ثم يشق على المعرى دخول المعرى له في بستانه كل يوم لكون أهله في البستان ولا يرضى من نفسه خلف الوعد والرجوع في الهبة فيعطيه مكان ذلك تمرا مجذوذا ليدفع الضرر عن نفسه ولا يكون مخلفا الوعده، وبه نقول؛ لأن الموهوب لم يصر ملكا للموهوب له ما دام متصلا بملك الواهب، فما يعطيه من التمر لا يكون عوضا بل هي هبة مبتدأ ويسمى بيعا مجازا ـ (العناية: على هامش فتح القدير: (۳۸۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

تكملة فتح الملهم: (۲۰۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع العرايا، ط: دار العلوم كراچی

پنشن کی بیع

ملازمت کی مدت ختم ہونے کے بعد ادارے والے ملازم کو موت تک ماہانہ کچھ رقم دیتے ہیں اس کو پنشن کہتے ہیں، پنشن کو فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔

اور نا جائز ہونے کی بہت ساری وجوہات ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ پنشن کی پوری رقم ابھی تک ملازم کے قبضہ میں نہیں آئی قبضے میں آنے سے پہلے بیع کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔(۱)

❷ پنشن ملازم کے قبضے میں آنے سے پہلے ملازم مالک نہیں ہوا، مالک ہونے سے پہلے بیع کرنا جائز نہیں۔(۲)

---

(۱) عن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قلت: یارسول اللہ! إني اشتري بيوعًا فما يحلّ لي منها وما يحرم علي؟ قال: فإذا اشتريت بيعًا فلاتبعه حتى تقبضه۔ (مسند أحمد: (۴۰۲/۳) رقم الحديث: ۱۵۳۵۱، مسند حکیم بن حزام، ط: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ابتاع طعامًا فلايبعه حتى يقبضه، قال ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: وأحسب كل شيئ بمنزلة الطعام۔ (الصحيح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

فيحرم بيع كل شيئ قبل قبضه، طعامًا كان أو غيره۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۵۰/۱) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دار العلوم كراچی)

من اشتری شیئًا مما ینقل ویحوّل لم یجز بیعه حتی یقبضه؛ لأنه نهى عن بيع ما لم يقبض۔ (الهداية: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانية)

مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) وعن حکیم بن حزام قال: نهاني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أبيع ماليس عندي۔ رواه الترمذي في رواية له ولأبي داؤد والنسائي: فقلت يا رسول الله! يأتيني الرجل فيريد مني البيع وليس عندي فأبتاع له من السوق قال: لاتبع ماليس عندک۔

عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايحلّ سلف و بيع ولا شرطان في بيع ولا ربح مالم يضمن ولابيع ماليس عندک۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قدیمی)=

❸ ریٹائر ملازم کی عمر کا تخمینہ ایک فرضی چیز ہے، اس میں کمی زیادتی کا امکان غالب ہے اور رقم بھی کم یا زیادہ آنے کا امکان ہے تو اس میں جوا ہے۔ (۱)

❹ یہ کرنسی کا معاملہ کرنسی کے عوض میں ہے اور ایک ملک کی کرنسی میں برابر برابر اور نقد ہونا ضروری ہے ورنہ سود کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوتی۔ (۲)

= جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عندك، ط: سعيد۔

سنن أبي داود: (۱۳۹/۲) كتاب الإجارة، باب في الرجل يبيع ماليس عندك، ط: رحمانيه۔

سنن النسائي: (۲۲۴/۲) كتاب البيوع، بيع ماليس عند البائع، ط: قديمى۔

(۱) ﴿يأيها الذين امنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔ إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدّكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون﴾۔ (سورة المائدة: ۹۰، ۹۱)

وسمي القمار قمارًا، لأنّ كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (الشامية: (۴۰۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

أحكام القرآن للجصاص: (۲۵۳/۲) باب تحريم الخمر، سورة المائدة: ۹۰، ط: قديمى۔

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما: أنّ النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الخمر والميسر والكوبة۔ (سنن أبي داود: (۱۶۳/۲) باب ماجاء في السكر، ط: امداديه ملتان)

ولا خلاف بين أهل العلم في تحريم القمار وأنّ المخاطرة من القمار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۴۵۰/۱) سورة البقرة: ۲۱۹، باب تحريم الميسر، ط: قديمى)

(۲) قوله: فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أي النقدان بأن يبيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوي وزنًا ومن قبض البدلين قبل الافتراق۔ (البحر الرائق: (۱۹۲/۶) كتاب الصرف، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۲۵۷/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۱۹۷/۷) كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلمية۔

وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم إليه، حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۲۷/۶، ۱۲۸) كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

ان مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر پنشن خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے۔[1]

۳۰۶

پنشن کی خرید وفروخت

آج کل ملازمت سے ریٹائر ہونے پر سرکاری ملازمین کو حکومت کی طرف سے پنشن کے نام پر کچھ وظیفہ دیا جاتا ہے اور یہ ملازمت کے دوران محنت اور خدمت کے صلے میں اعزاز واکرام کے طور پر دیا جاتا ہے، اس میں کچھ حصہ ملازم کی ملازمت کے دوران تنخواہ میں سے کاٹ کر شامل کیا جاتا ہے اور کچھ حصہ ادارہ یا گورنمنٹ اپنی طرف سے ملاتی ہے، اس کو پنشن کہتے ہیں اس کی فروخت کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

1. ایک تو گورنمنٹ اور ادارہ کے ہاتھ فروخت کرنا۔
2. دوسرا گورنمنٹ اور ادارہ کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کرنا۔

گورنمنٹ یا متعلقہ ادارہ کے علاوہ کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ جس کی تفصیل ''پنشن'' عنوان کے تحت مذکور ہے۔

اور اگر گورنمنٹ یا متعلقہ ادارے کو فروخت کرتا ہے تو یہ حقیقت میں بیع نہیں ہے بلکہ گورنمنٹ کی طرف سے جو رقم دیر سے ملنی تھی وہ جلدی ملے گی اور وہ اس طرح کہ گورنمنٹ اور متعلقہ ادارے نے جو وظیفہ قسط وار حیثیت سے مقرر کیا تھا اب اس

---

(۱) وإنه لا يجوز عند الحنفية رحمهم الله تعالى: لكونه بيع الدين من غير من عليه الدين أو لكونه بيع ما ليس عند الإنسان، ويدخل في هذا القسم بيع العطايا والأرزاق والبراآت وبيع خطوط الأئمة۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/۲۶۲) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، مبحث بيع حقوق المجردة، ط: دار العلوم كراتشي)

وانظر أيضا الحاشيتين: ۱، ۲ على الصفحة رقم: ۳۰۳۔ (باع رطلين من لحم برطل من شحم البطن)، (قال معنى ذلك عندنا أن يعري الرجل الرجل)

زیادہ وظیفہ کو نسبتاً کم کر کے یک مشت دیدے گی اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا

(۳۰۷)

☆......ایسی چیزیں جو غیر مسلموں کی پوجا کے بھی کام میں آتی ہیں اور خود وہ چیزیں ناپاک یا حرام نہیں جیسے کافور تو ان کو فروخت کرنا جائز ہے اور ان کی قیمت کی رقم بھی حلال ہے۔(۲)

☆......اور ایسی چیزیں جو حرام ہیں جیسے مورتی، مجسمے اور جان دار کی تصاویر وغیرہ ان چیزوں کی تجارت ناجائز اور قیمت کی رقم حرام ہے۔(۳)

---

(۱) بیع الدین لایجوز ولو باعه من المدیون او وهبه جاز۔ (الاشباه والنظائر، القول فی الدین، (ص: ۳۳۰) ط: قدیمی)

☜ الشامیة: (۵/۶۳۳) کتاب الصلح، فصل فی التخارج، قبیل کتاب المضاربة، ط: سعید۔

☜ البحر الرائق: (۵/۲۶۰) کتاب البیوع، ط: سعید۔

☜ اما بیع هذه الدیون من غیر من علیه والشراء بها من غیر من علیه فینظر ان اضاف البیع والشراء الی الدین لم یجز۔ (بدائع الصنائع: (۵/۱۸۲) کتاب البیوع، فصل واما شرائط الصحة فانواع، ط: سعید)

☜ حاشیة الشلبی علی التبیین: (۴/۳۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: امدادیه۔

(۲) والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی دودة القز، ط: سعید)

☜ الدر المنتقی علی هامش مجمع الانهر: (۳/۸۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریه کوئٹہ۔

☜ المحیط البرهانی: (۹/۳۳۲) کتاب البیوع، الفصل السادس فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن۔

☜ والضابط عندهم ان کل ما فیه منفعة تحل شرعا فان بیعه یجوز لان الاعیان خلقت لمنفعة الانسان۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۵/۳۳۳۱) الفصل الاول، عقد البیع، المبحث الرابع البیع الباطل والبیع الفاسد، ط: رشیدیه کوئٹہ)

(۳) قال اللہ تعالی: {یایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون} [المائدة: ۹۰]

☜ عن جابر رضی اللہ تعالی عنه انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول عام الفتح وهو بمکة: =

پورٹ وغیرہ میں رضامندی سے چھوڑا ہوا مال

''رضامندی سے پورٹ وغیرہ میں چھوڑا ہوا مال''عنوان کے تحت دیکھیں۔

پوری قیمت ادا نہ کرے تو

''قیمت پوری ادا نہ کرنے کی وجہ سے ادا شدہ قیمت دے کر مشتری سے بیع واپس لینا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۲/۵)

پوسٹ شپمنٹ فائنانسنگ

پوسٹ شپمنٹ فائنانسنگ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایکسپورٹر آرڈر کا سامان روانہ کرچکا ہے اور اس کے پاس بل موجود ہے لیکن اس بل کی رقم آنے میں کچھ مدت باقی ہے لیکن ایکسپورٹر کو فوری طور پر پیسوں کی ضرورت ہے چناں چہ وہ بل لے کر بینک کے پاس جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اس بل کی رقم وقت آنے پر امپورٹر سے آپ وصول کرلینا اور مجھے اس بل کی رقم آپ ابھی دے دیں چناں چہ بینک اس بل میں سے کچھ کٹوتی کرکے باقی رقم ایکسپورٹر کو دے دیتا ہے جس کو بل ڈسکاؤنٹنگ کہا جاتا ہے مثلاً: ایک لاکھ روپے کا بل ہے تو اب بینک دس فی صد کٹوتی کرکے ۹۰ ہزار روپے ایکسپورٹر کو دے دیتا ہے اور بعد میں امپورٹر سے بل کی پوری رقم ایک لاکھ روپے وصول کرلیتا ہے بل ڈسکاؤنٹنگ کا یہ طریقہ شریعت میں سودی

=ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۱) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الاول، ط:قدیمی کراچی)

وقال القليوبي: لايصح بيع الصور والصلبان ولو من ذهب أو فضة أو حلوي۔ (الموسوعة الفقية: (۹۱/۱۲) حرف التاء، تصليب، ط: دار السلاسل)

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريمًا وإلا فتنزيهًا۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في المبيع، ط:سعيد)

معاملہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

پولٹری فارم کا کاروبار

جانور حرام اور حلال غذا کا مکلف اور پابند نہیں ہے لیکن جانوروں کو حرام اور ناپاک غذا کھلانا جائز نہیں ہے۔ (۲) پولٹری فارم والوں پر ضروری ہے کہ وہ مرغیوں

---

(۱) ويتعلق بهذا النوع ما يتعامل به البنوك والمؤسسات المالية في عصرنا من قطع الكمبيالات ويسمى بالأردية "هنڈی" وذلک أن البائع يبيع بضاعته بثمن مؤجل، فيكتب له المشتري وثيقة بأ نه يؤدي الثمن يوم كذا في شهر كذا، تسمى هذه الوثيقة كمبيالة، ويسمى تاريخ أداء الثمن نضج الكمبيالة، فيأخذ البائع هذه الكمبيالة ويذهب بها إلى البنک فيشتريها البنک منه بأقل من الثمن المكتوب فيها، ويسمى هذا البيع "قطع الكمبيالة، ثم هذا البنک ربما يبيع هذه الكمبيالة إلى رجل أو بنک آخر، فيقطعها بأكثر مما قطعها البنک الأول، لكون مدة النضج أقرب، وهكذا ربما تجري على كمبيالة واحدة بياعات كثيرة قبل نضجها، وكلما كان النضج أبعد، كان سعر القطع أكثر، وكلما كان النضج أقرب، كان سعر القطع أخفض۔ فإن حمل زيد مثلاً إلى بنک كمبيالة ذات مالية مائة روبية، وكان نضجها بعد ثلاثة أشهر فإن البنک يقطعها بسعر الخمسة في المائة، فيعطي زيداً خمسا وتسعين روبية، ثم يبيعها البنک إلى آخر بعد شهر مثلاً فيقطعها ذلک الآخر بسعر الأربعة في المائة، ويعطيه ستا وتسعين روبية لكون مدة النضج قريبة، وهكذا تتفاوت أسعار القطع بالنظر إلى قرب هذه النضج وبعدها۔ وهذه المعاملة غير جائزة، لكونها بيع الدين من غير من عليه الدين، أو لكونه مبادلة النقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة في أحاديث ربا الفضل۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۶۲/۱، ۳۶۳) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، حكم الكمبيالات، ط: دار العلوم كراچی)

☐ بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱۱۶/۲) الرسالة: بيع الدين والأوراق المالية ... الخ، خلاصة حكم بيع الكمبيالة، ط: دار العلوم كراچي۔

☐ قال الله تعالى: [وأحل الله البيع وحرم الربا]۔ (البقرة: ۲۷۵)

☐ عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲۷/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمى)

☐ عن عبد الله بن حنظلة رضى الله تعالى عنه۔ غسيل الملائكة۔ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم درهم ربوا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلثين زنية۔ (مجمع الزوائد: (۱۱۷/۴) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا، ط: دار الفكر بيروت)۔

(۲) وقال أصحابنا: لا يجوز الانتفاع بالميتة على أي وجه ولا يطعمها الكلاب والجوارح كذا في القنية۔ (الفتاوى الهندية: (۳۳۳/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهداية والضيافات، ط: رشيديه)=

وغیرہ کو حلال اور پاک غذا کھلانے کا اہتمام کریں ناپاک اور حرام غذا کھلانے سے جانور حرام تو نہیں ہوگا۔ (١) لیکن کھلانے والے گناہ گار ہوں گے جس سے بچنا ضروری ہے۔ (٢)

اور پولٹری فارم کی مرغیوں کو اگرچہ غذا میں بعض نجس اور گندی چیزیں ملا کر کھلائی جاتی ہیں لیکن اس سے مرغیوں کے گوشت میں بدبو پیدا نہیں ہوتی اور گوشت کی حالت بھی نہیں بدلتی اس لیے ان مرغیوں کا گوشت کھانا اوران کا کاروبار کرنا جائز ہے۔

= قال أصحابنا: لايجوز الانتفاع بالميتة على وجه ولا يطعمها الكلاب والجوارح؛ لأن ذلك ضرب من الانتفاع بها وقد حرم الله الميتة تحريمًا مطلقًا۔ (أحكام القرآن للجصاص: (١٥١/١) باب تحريم الميتة، ط: قديمی)

تفسير اللباب في علوم القرآن: (١٧٥/٢) سورة المائدة، تحت الآية: ٣، ط: دار الكتب العلمية۔

(١) ولا يحلّ (حيوان مائي إلا السمک) الذي مات بآفة ولو متولدًا في ماء نجس۔ (وفي الرد: قوله: ولو متولدًا في ماء نجس) فلابأس بأكلها للحال لحله بالنص وكونه يتغذى بالنجاسة لايمنع حله، وأشار بهذا إلى الإبل والبقر الجلالة والدجاجة، وهي من المسائل التي توقف فيها الإمام، فقال: لا أدري متى يطيب أكلها، وفي التجنيس: إذا كان علفها نجاسة تحبس الدجاجة ثلاثة أيام، والشاة أربعة، والإبل، والبقرة عشرة، وهو المختار على الظاهر۔ وقال السرخسي: الأصح عدم التقدير وتحبس حتى تزول الرائحة المنتنة۔ وفي الملتقى: المكروه الجلالة التي إذا قربت وجد منها رائحة فلاتؤكل ولايشرب لبنها ولايعمل عليها، ويكره بيعها وهبتها وتلک حالها... وفي مختصر المحيط: ولا تكره الدجاجة المخلاة وإن أكلت النجاسة اهـ۔ يعني إذا لم تنتن بها لماتقدم؛ لأنها تخلط ولا يتغير لحمها وحبسها أيامًا تنزيه شرنبلالي على الوهبانية۔ (الدر مع الرد: (٣٠٦/٦) كتاب الذبائح، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (٣٣٩/٥) كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل ومايتصل به، ط: رشيديه۔

الخانية على هامش الهندية: (٣٥٩/٣) كتاب الصيد والذبائح، ط: رشيديه۔

الهندية: (٢٩٠/٥) كتاب الذبائح، الباب الثالث في المتفرقات، ط: رشيديه۔

(٢) ويكره أن يلبس الصبي الذهب والفضة والحرير) قال الخجندي: والإثم على من ألبسه ذلک؛ لأنه لما حرم اللبس حرم الإلباس كالخمر لما حرم شربه حرم سقيه۔ (الجوهرة النيرة: (٢٨٣/٢) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه پشاور)

إعلاء السنن: (٣٢٨/١٧) كتاب الحظر والإباحة، باب لبس الحرير للجواري دون الغلمان، ط: إدارة القرآن۔

البتہ بہتر یہ ہے کہ ایسی مرغیوں کو کچھ دن پنجرے وغیرہ میں بند کر کے صرف حلال اور پاک غذا کھلائیں اور پھر ذبح کریں۔ (۱)

پھٹا ہوا نوٹ

"نوٹ پرانا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۸/۶)

پھٹے پرانے نوٹ

پھٹے پرانے نوٹوں کو کم قیمت پر نئے نوٹوں کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے، نوٹوں کے عوض میں نوٹوں کو بیچنے یا خریدنے کی صورت میں دونوں جانب سے برابر اور ہاتھ در ہاتھ نقد ہونا ضروری ہے ورنہ سود کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، اور زیادہ دینے والا اور زیادہ لینے والا دونوں ہی گناہ گار ہوں گے۔ مثلاً ایک ہزار پھٹے پرانے پاکستانی روپے کو ایک ہزار روپے نئے نوٹ کے عوض میں فروخت کرنا جائز ہے اور اس میں کمی زیادتی کرنا حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) ولا یحلّ (حیوان مائی إلاّ السمک) الّذي مات بآفة ولو متولدًا في ماء نجس۔ (وفي الرد: قوله: ولو متولدًا في ماء نجس) فلابأس بأکلها للحال لحله بالنص و کونه یتغذی بالنجاسة لایمنع حله، وأشار بهذا إلی الإبل والبقر الجلالة والدجاجة، وهي من المسائل الّتي توقف فیها الإمام، فقال: لا أدري متی یطیب أکلها، وفي التجنیس: إذا کان علفها نجاسة تحبس الدجاجة ثلاثة أیام، والشاة أربعة، والإبل، والبقرة عشرة، وهو المختار علی الظاهر۔ وقال السرخسي: الأصح عدم التقدیر وتحبس حتی تزول الرائحة المنتنة۔ وفي الملتقي: المکروه الجلالة الّتي إذا قربت وجد منها رائحة فلاتؤکل ولایشرب لبنها ولایعمل علیها، ویکره بیعها وهبتها وتلک حالها... وفي مختصر المحیط: ولا تکره الدجاجة المخلاة وإن أکلت النجاسة اهـ۔ یعني إذا لم تنتن بها لماتقدّم؛ لأنّها تخلط ولایتغیر لحمها وحبسها أیامًا تنزه شرنبلالي علی الوهبانیة۔ (الدر مع الرد: (۳۰۶/۶) کتاب الذبائح، ط: سعید)

الفتاوی الهندیة: (۳۳۹/۵) کتاب الکراهیة، الباب الحادي عشر في الکراهة في الأکل وما یتصل به، ط: رشیدیه۔

الخانیة علی هامش الهندیة: (۳۵۹/۳) کتاب الصید والذبائح، ط: رشیدیه۔

الهندیة: (۲۹۰/۵) کتاب الذبائح، الباب الثالث في المتفرقات، ط: رشیدیه۔

(۲) عن أبي سعید الخدري رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الذهب بالذهب =

پھٹے ہوئے نوٹ کو اچھے نوٹ سے کمی بیشی کے ساتھ بدلنا

پھٹے ہوئے نوٹوں اور اچھے نوٹوں کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے جتنے پھٹے ہوئے نوٹ ہوں اتنے ہی اچھے نوٹ اس کے بدلے میں ہونے ضروری ہیں نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اسی مجلس میں لین دین ہو جائے ادھار معاملہ نہ ہو۔[1]

پھل آنے سے پہلے ان کی بیع کرنا

درخت پر پھل آنے سے پہلے ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے[2] البتہ

= والفضة بالفضة، والبربالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواء بسواء يداً بيد، فمن زاد أو استزاد، فقد أربى، الآخذ والمعطى فيه سواء (الصحيح لمسلم (۲/۲۵) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمى)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمى۔

وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنسأء ---وإذا وجد حرم التفاضل والنسا---وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ۔ (الهدية: (۳/۸۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع الرد: (۵/۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد

ولا يجوز بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، إلا مثلاً بمثل، تبراً كان أو مصوغاً أو مضروباً (الفتاوىٰ الهنديه: (۳/۲۱۸) كتاب الصرف، الباب الثانى فى أحكام العقد بالنظر إلى المعقود عليه الفصل الأول فى بيع الذهب والفضة، ط: رشيديه)

(۱) وان كان الغالب عليهما (الدراهم والدنانير) الغش فليسا فى حكم الدراهم والدنانير... وان بيعت بجنسها متفاضلا جاز صرفا للجنس الى خلاف الجنس فهى فى حكم شيئين فضة وصفر لكن صرف حتى يشترط القبض... قال رضى الله عنه: ومشائخنا لم يفتوا بجواز ذلک فى العدالى والغطارفة فانها اعز الاموال فى ديارنا فلو ابيح التفاضل فيه ينفتح باب الربوا۔ (هداية: (۳/۱۱۵، ۱۱۶) كتاب الصرف، ط: رحمانية)

شامى: (۵/۲۶۶) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب مسائل فى المقاصد، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶/۲۰۰) كتاب الصرف، ط: سعيد۔

(۲) بيع المعدوم باطل فيبطل بيع ثمرة لم تبرز اصلا۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۹۸) [رقم المادة: ۲۰۵] ط: مكتبه حنفيه كوئته)

اگر زمین ٹھیکے پر لے لے اور اس کے بعد درختوں پر پھل آئیں تو ان پھلوں کا آگے بیچنا اور استعمال کرنا درست ہے۔(۱)

پھل بڑے ہونے سے پہلے فروخت کرنا

کسی باغ کے پھل کی بڑے ہونے یا پکنے سے پہلے خرید وفروخت کرنا جائز ہے(۲) البتہ سودا ہونے کے بعد خریدار پر لازم ہوگا کہ پھل توڑ لے اور بیچنے والے کے درخت کو فارغ کرے، اگر خریدتے وقت یہ شرط لگائی تھی کہ پھل پکنے تک

= لاخلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل ان تظهر ولا فی عدم جوازه بعد الظهور قبل بدو الصلاح۔ (شامی: (۵۵۵/۴) کتاب البیوع، مطلب: في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودًا، ط:سعید)

(ومن باع ثمرة بدا صلاحها أو لا، صح) إذ لا خلاف فی عدم جواز بیعها قبل أن یظهر۔ (النهر الفائق: (۳۵۹/۳) کتاب البیوع، ط: رشیدیه کوئٹه)

تبیین الحقائق: (۲۹۶/۴) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

فتح القدیر: (۲۸۷/۶) کتاب البیوع، فصل ومن باع دارا دخل بناؤها فی البیع، ط: مصطفی البابی الحلبی مصر۔

(۱) والحیلة فی کون الحادث للمشتری ان یشتری أصول الباذنجان والبطیخ والخیار والقطن لیکون الحادث علی ملکه...... وفی الاشجار الموجودة ویحل له البائع مایوجد۔ (الدر المنتقی مع مجمع الانهر: (۲۹/۳) کتاب البیوع، ط: غفاریه کوئٹه)

قوله: ویحلّ له البائع) بضم الیاء أي یبیح له البائع الانتفاع بما یوجد انتهی حلبي أي ثم یأذن له في الترک۔ (حاشیة الطحطاوي علی الدر: (۲۵/۳) کتاب البیوع، فصل: فیمایدخل في البیع تبعًا، ط: دار المعرفة)

والحیلة فی الکل أن یستاجر موضعا معلوما لعطن الماشیة ویبیح الماء والمرعی۔ (شامی: (۶/ ۶۳) کتاب الاجارة، مطلب الاجارة اذا وقعت علی العین لاتصح والحیلة فیه۔ ط:سعید)

(۲) (ومن باع ثمرة بدا صلاحها) بأن أمنت العاهة والفساد (أو لا صح)۔ (النهر الفائق: (۳۵۹/۳) کتاب البیوع، ط: رشیدیه)

بیع الثمر علی الشجر لایخلو اما ان یکون قبل الظهور او بعده والاول لایجوز والثانی جائز بدا صلاحها لانتفاع بنی آدم او علف الدواب ام لم یبد، لانه مال متقوم لکونه منتفعا به فی الحال أو فی الزمان الثانی فصار کبیع الجحش والمهر۔ (العنایة شرح الهدایة علی هامش فتح القدیر: (۲۸۷/۶) کتاب البیوع، فصل ومن باع دارا دخل بناؤها فی البیع، ط: مصطفی البابی الحلبی مصر)

درخت پر لگے رہیں گے اور پکنے کے بعد توڑے گا تو یہ شرط فاسد ہے اس سے بیع فاسد ہو جائے گی۔ [۱]

ہاں اگر سودا کرتے وقت پھل کو پکنے تک درخت پر رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہوا اور سودا ہونے کے بعد بیچنے والے سے اجازت لے لی تو جائز ہے۔ [۲]

پھل پکنے سے پہلے فروخت کرنا

''پھل بڑے ہونے سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پھل درخت میں داخل ہے یا نہیں؟

مثلاً کسی نے ایک درخت بیچا جس میں پھل لگ رہا ہے تو اگر فروخت میں

---

(۱) (ومن باع ثمرة بدا صلاحها او لم يبد صح) لانه مال متقوم اما لكونه منتفعا به في الحال او في المآل... (ويقطعها المشترى للحال) ... وإن شرط تركها على الشجرة فسد البيع ؛ لأنّه شرط لايقتضيه العقد۔ (مجمع الانهر: (۳/ ۲۵) كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودہ، ط:مكتبه غفارية كوئٹه)

(ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها أو قد بدا جاز البيع وعلى المشتري قطعها في الحال) تفريغا لملك البائع (وإن شرط تركها على النخيل فسد البيع)۔ (الهداية: (۳/۲۷) كتاب البيوع، ومن باع دارًا دخل بناؤها في البيع، ط: رحمانيه)

الدر مع الرد: (۴/۵۵۵) کتاب البیوع، ط:سعید۔

شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص:۹۹) [رقم المادة:۲۰۶] ط:مکتبہ حنفیہ کوئٹہ۔

(۲) والحاصل ان الشرط اذا لم يكن في العقد ولم يأمر البائع بالقطع طاب له تركه سواء كان معروفا او لا ولا التفات إلى ما قال الشامي ان المعروف كالمشروط بعد ما وجدت رواية عن الامام عند الحافظ ابن تيمية في فتاواه۔ والله أعلم۔ (فيض الباري: (۳/۲۵۵، ۲۵۶) ط:حضر بک ڈپو دیوبند)

ولو اشتراها مطلقا وتركها باذن البائع طاب له الفضل۔ (الهنديه: (۳/۱۰۶) كتاب البيوع، الباب التاسع في ما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الثاني في بيع الثمار وإنزال الكروم، ط: رشيديه)

تبيين الحقائق: (۴/۲۹۵) كتاب البيوع، ط:دار الكتب العلمية بيروت۔

مجمع الانهر: (۳/۲۷) كتاب البيوع، ط:غفارية كوئٹه۔

الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۳/۲۷) كتاب البيوع، ط:غفاريه كوئٹه۔

پھل کا بھی ذکر کیا تھا تب تو پھل درخت کے ساتھ بیع میں داخل ہو کر خریدار کا ہوگا اور اگر سودا کرتے وقت پھل کا ذکر نہیں کیا تھا تو پھل درخت کے ساتھ بیع میں داخل نہیں ہوگا اور خریدار اس کا مالک نہیں ہوگا بلکہ درخت بیچنے والا بدستور پھل کا مالک رہے گا البتہ اس صورت میں بیچنے والے سے کہا جائے گا کہ وہ اپنا پھل اتار کر درخت کو خریدار کے حوالے کردے۔ (۱)

پھل درختوں پر آنے سے پہلے بیع کرنا

درختوں پر پھل آنے سے پہلے پھلوں کو فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، یہ بیع باطل ہے۔ (۲)

پھلوں کی بیع درخت پر

دین اسلام میں درختوں پر لگنے والے پھلوں میں صلاحیت ظاہر ہونے سے

---

(۱) ومن باع نخلاً أو شجراً فيه ثمر، فثمرته للبائع إلاّ أن يشترط المبتاع... ويقال للبائع: اقطعها وسلم المبيع...؛ لأنّ ملك المشتري مشغول بملك البائع فكان عليه تفريغه و تسليمه۔ (الهدايه: (۲۶/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۲۹۸/۵، ۳۰۰) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۱۱/۴) كتاب البيوع، فصل: يدخل في بيع الدار... الخ، ط: امداديه۔

(۲) بيع المعدوم باطل فيبطل بيع ثمرة لم تبرز اصلاً۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۹۸) [رقم المادة: ۲۰۵] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه)

لاخلاف في عدم جواز بيع الثمار قبل ان تظهر ولافي عدم جوازه بعد الظهور قبل بدو الصلاح۔ (شامي: (۵۵۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: في بيع الثمر ولازرع والشجر مقصوداً، ط: سعيد)

(ومن باع ثمرة بدا صلاحها أو لا، صح) إذلاخلاف في عدم جواز بيعها قبل أن يظهر۔ (النهر الفائق: (۳۵۹/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه كوئٹه)

تبيين الحقائق: (۲۹۶/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

فتح القدير: (۲۸۷/۶) كتاب البيوع، فصل ومن باع دارا دخل بناؤها في البيع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔

پہلے درختوں پر رہتے ہوئے ان پھلوں کی خرید وفروخت منع ہے۔ اور احناف کے نزدیک صلاحیت ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھل اس مقدار کے ہو جائیں کہ وہ قدرتی آفات سے محفوظ ہو جائیں، اور فقہاء شافعیہ کے نزدیک اس کا معنی پھلوں کا پک جانا اور اس میں مٹھاس کا آجانا ہے۔

اگر درختوں پر پھل ظاہر ہونے کے بعد ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے قبل سودا کرتے وقت یہ شرط لگائی جائے کہ پھلوں کو درختوں پر رہنے دیا جائے گا اور توڑا نہیں جائے گا تب بھی یہ سودا ناجائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ [1]

موجودہ دور میں اکثر اسلامی ممالک میں باغات کے درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کی بیع کرنے کا عام رواج ہے، درختوں سے پھلوں کو توڑ کر بیچنے کا رواج نہیں ہے کبھی ان پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کر دیتے ہیں، عام طور پر بیع اس وقت ہوتی ہے جب پھل درختوں پر ظاہر بھی نہیں ہوتا، صرف اس کا پھول ظاہر ہوتا ہے، کبھی تو پھول بھی ظاہر ہونے سے پہلے بیع ہو جاتی ہے۔ پھلوں کی بیع کی یہ تمام صورتیں باطل اور ناجائز ہیں، بلکہ ناجائز ہونے پر تمام فقہاء کرام کا اجماع بھی ہے کیونکہ یہ معدوم کی بیع ہے اور معدوم کی بیع ناجائز ہے۔

مزید یہ کہ خریدار ان پھلوں کو ایک معینہ مدت تک درختوں پر برقرار رکھتا ہے اگر خریدار پھلوں کو درختوں پر برقرار رکھنے کی شرط پر سودا کرے تو یہ بیع باطل ہے اس پر سب کا اجماع ہے، لیکن آج کل اسلامی ممالک میں بھی پھلوں کی بیع کا یہی طریقہ رائج ہے، اگر ناجائز ہونے کے اس حکم کو ظاہر پر رکھا جائے تو آج دنیا میں کسی

---

(۱) قوله: ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها) لا خلاف في عدم جواز بيع الثمار قبل أن تظهر ولا في عدم جوازه بعد الظهور قبل بدو الصلاح بشرط الترك---- لكن بدو الصلاح عندنا أن تأمن العاهة والفساد وعند الشافعي هو ظهور النضج وبدو الحلاوة (فتح القدير: ۳۸۸/۵، ۳۸۹) كتاب البيوع، ط: رشيديه قديم)

بلکہ بھی بازار سے پھل خرید کر کھانا جائز نہیں، ہوگا، مگر یہ کہ کوئی شخص اپنے باغ سے خود پھل توڑ کر کھائے، غرض کہ یہ طریقہ اسلام کے خلاف ہے لیکن لوگ مدتوں سے اس قسم کی بیع کرتے چلے آرہے ہیں، اور اس طریقہ کو تبدیل کرنا نہایت ہی مشکل ہے۔ اس لئے مجبوراً یہ حیلہ کیا گیا ہے۔

کہ اگر درختوں پر پھل اور پھول ظاہر ہونے سے پہلے باغ کو خریدا ہے تو اس کے جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک متعینہ مدت تک باغ کی زمین مالک سے کرایہ پر لے لے پھر پھلوں کے اتارنے تک جو زمین سے افزائش اور پھلوں میں بڑھوتری اور اضافہ ہوگا وہ زمین کے کرایہ کے عوض اس کا جائز حق ہوگا جیسا کہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ نے المبسوط میں لکھا ہے:

درختوں پر جس قدر پھول یا پھل ہوں ان کو گاہک خریدے اور اس کی فصل تک جس قدر بھی پھل آئیں ان سب کو باغ کا مالک خریدار پر حلال کردے۔ واقعۃً باغوں کے پھلوں کی مروجہ بیع اس طرح ہوتی ہے، خریدار موجود پھل خرید لیتا ہے اور باغ کا مالک فصل پکنے تک پھل اس کے لئے حلال کردیتا ہے۔[1]

اور باغ کے پھلوں کا سودا کرتے وقت پھلوں کو درختوں پر پکنے تک باقی رکھنے کی شرط نہ رکھے بلکہ کسی قسم کی شرط کے بغیر مطلق سودا کرے، پھر اس کے بعد اگر

---

(۱) وفی الثمار كذلک فانه یمکنه أن یشتری الموجود المنتفع به ببعض الثمن ثم یؤخر العقد فیما بقی الی أن یصیر منتفعاً به أو یشتری الموجود بجمیع الثمن ویحل له البائع أن ینتفع بما یحدث فیحصل مقصودهما بهذا الطریق (المبسوط للسرخسی: (۱۹۷/۱۲) کتاب البیوع، ط: دار المعرفة

☜ والمخلص من هذه اللوازم الصعبة أن یشتری أصول الباذنجان والبطیخ والرطبة لیکون مایحدث علی ملکه، وفی الزرع والحشیش یشتری الموجود ببعض الثمن ویستأجر الأرض مدة معلومة یعلم غایة الادراک وانقضاء الغرض فیها بباقی الثمن، وفی ثمار الاشجار یشتری الموجود ویحل له البائع مایوجد (فتح القدیر: (۲۹۲/۵) کتاب البیوع، ط: رشیدیه قدیم)

☜ الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۵۸) کتاب البیوع، مطلب فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن، ط: سعید)

بائع پھلوں کو درخت پر رہنے دینے کی اجازت دے دے تو یہ جائز ہوگا ورعرف بھی یہی ہے کہ سودا کرتے وقت پھلوں کو درختوں سے فوراً اتارنے یا برقرار رکھنے کی شرط نہیں لگائی جاتی، اور ایک معین مدت تک پھلوں کو درختوں پر برقرار رہنے پر بائع کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا اس لئے یہاں حکماً بائع کی طرف سے اجازت حاصل ہے۔ (۱)

پھلوں کی پیکنگ میں ملاوٹ کرنا

بعض علاقوں میں پھلوں کو ڈبوں، پیٹیوں، کارٹنوں اوتھیلیوں میں پیک کرنے کے بعد وزن کر کے فروخت کرتے ہیں، اور پیکنگ کرتے وقت پھلوں کے ساتھ ساتھ گھاس وغیرہ بھی ڈالتے ہیں، اور گھاس ڈالنے کے دو مقاصد ہوتے ہیں، ایک مقصد تو یہ ہے کہ پھل نیچے سے خراب نہ ہو، دوسرا مقصد یہ ہے کہ پیٹی وغیرہ کا وزن بڑھ جائے، تو اس بارے میں حکم یہ ہے کہ پیٹی وغیرہ کے نیچے پھل خراب نہ ہونے کے لئے گھاس ڈالنا تو منع نہیں ہے لیکن پیٹی وغیرہ کے وزن کو بڑھانے کے لئے گھاس ڈالنا دھوکہ، فریب اور ملاوٹ کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے؛ قیامت کے دن ایسے لوگوں کے پیچھے غداری کا جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ (۲)

---

(۱) وإن كان لم يتناه عظمه إن كان الترك بإذن البائع، جاز وطاب له الفضل (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۷۳) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)۔

فتح القدير: (۵/ ۴۹۰) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳/ ۲۴) كتاب البيوع، فصل فيما يدخل فى البيع تبعاً وما لا يدخل، ط: دار المعرفة

(۲) عن أبى سعيد عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لكل غادر لواء عند أسته يوم القيامة (الصحيح لمسلم: (۲/ ۸۳) كتاب الجهاد والسير، باب تحريم الغدر، ط: قديمى)

مجمع الزوائد: (۱۰/ ۲۴۶) رقم الحديث: ۱۷۸۰۷، كتاب الزهد، باب الدنيا حلوة خضرة، ط: مكتبة القدس، القاهره

قال: لكل غادر لواء عند أسته)... أى خلف ظهره والأست الدبر (يوم القيامة) وإنما ينصب للغادر تشهيراً له بالغدر وتفضيحاً على رؤوس الأشهاد (مرقاة المفاتيح: (۷/ ۲۷۵) كتاب الإمارة والقضاء، =

عجیب بات یہ ہے کہ ایک آدمی بائع پر اعتماد کر کے سودا خریدتا ہے اور بائع اس کو دھوکہ دیتا ہے، تو یہ ناجائز اور حرام کمائی ہے، خود بھی کھاتا ہے اور اولاد کی بھی پرورش کرتا ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من نبت لحمه من السحت فالنار اولى به۔(۱)

ترجمہ: جس شخص کا جسم حرام کمائی سے پرورش پائے، وہ آگ کا زیادہ حقدار ہے۔

اس طرح جتنے خریداروں کو دھوکہ دیا جائے گا، وہ سب قیامت کے دن اپنا حق لینے پہنچ جائیں گے اور ان کا حق ادا کرنا ممکن نہیں ہوگا اور آخر میں جہنم میں جانا پڑے گا۔

اور جن علاقوں میں پھلوں کو وزن کر کے فروخت نہیں کرتے بلکہ درجن کے حساب سے گن کر فروخت کرتے ہیں وہاں پیکنگ کرتے وقت گھاس ڈالنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

واضح رہے کہ ہر قسم کی پیکنگ کا حکم یہی ہے۔

پھلوں کے تاجر کا دھوکا

پھلوں کے تاجر پھل کی ٹوکری یا ڈھیری میں پتے رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ

=باب ماعلى الولاة من التيسير، ط: رشيديه)

☐لأن الغش حرام (الدر مع الرد: (۵/ ۴۷) كتاب البيوع، مطلب في جملة مايسقط به الخيار، ط: سعيد

(۱) عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: من نبت لحمه من السحت فالنار أولى به (المستدرك للحاكم: (۴/ ۱۴۱) رقم الحديث: ۷۱۶۴، كتاب الأطعمة، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

☐مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمی

☐شعب الإيمان: (۷/ ۳۶۳) رقم الحديث: ۵۱۳۰، قبض اليد عن الأموال المحرمة، ط: مكتبة رشد

ڈھیری بڑی لگے، اسی طرح اچھے اچھے پھل اوپر رکھ دیتے ہیں اور گھٹیا اور عیب دار پھل نیچے رکھ کر وہ خریدار کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں کیوں کہ خریدار یہ خیال کرتا ہے کہ ڈھیر یا ٹوکری تو ساری پھلوں سے بھری ہوئی ہوگی اور سب پھل اوپر والے پھلوں جیسے ہی عمدہ ہوں گے تو یہ دھوکا ہے، جائز نہیں ہے۔[1]

پھولوں کی خرید و فروخت

"کلیاں نکلنے سے پہلے پھولوں کی خرید و فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۲/۵)

پھلوں میں آڑھت

آج کل بعض منڈیوں میں آڑھتی کے پاس پھل دو صورتوں میں لایا جاتا ہے: پیٹی میں بند بھی اور کھلا بھی، ہر صورت میں کمیشن کا مخصوص طریقہ ہے۔

☆...... پیٹی میں بند پھل کی صورت میں آڑھتی گاہک سے بھی لاگا کے نام پر مثلاً دس روپے کمیشن لیتا ہے۔

پھر اگر آڑھتی نے بیوپاری کو قرض دیا ہوتا ہے تب تو بیوپاری اور آڑھتی وہ دس روپے آپس میں طے کردہ شرح سے اپنے درمیان تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر آڑھتی نے بیوپاری کو قرض نہیں دیا ہوتا تو کل دس روپے بیوپاری لے لیتا ہے، یہ صورت

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير: (۵۹۲۴/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، مكتبہ نزار مصطفى الباز رياض۔

وأمّا بيان نفس العيب فواجب) لأنّ الغش حرام۔ (الشامية: (۱۴۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

جائز نہیں ہے کیوں کہ آڑھتی تو خود بیوپاری کا کمیشن ایجنٹ ہے لہٰذا وہ اپنا کمیشن صرف بیوپاری سے لے سکتا ہے گاہک سے نہیں اس لیے اس رواج کو بھی ختم کرنا چاہیے۔

☆......اور اگر کھلا مال ہو تو آڑھتی بیوپاری سے کچھ نہیں لیتے، البتہ گاہک سے مثلاً فی ٹوکرا دس روپے کمیشن بھی لیتے ہیں اور ایک دانہ پھل کا بھی لیتے ہیں اس طرح سے جمع ہونے والے دانوں کو فروخت کیا جاتا ہے یہ دانے اور ان کی قیمتوں کو ڈالی کہتے ہیں، دس روپے اور ڈالی کا نصف آڑھتی لیتا ہے اور نصف بیوپاری لیتا ہے یہ بھی ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ آڑھتی تو خود بیوپاری کا کمیشن پر ملازم ہے اس لیے وہ گاہک سے کمیشن نہیں لے سکتا مزید یہ کہ قرض دینے کی صورت میں آڑھتی کو بھی اس کمیشن میں سے حصہ ملتا ہے تو یہ سود ہے کیوں کہ قرض پر نفع ہے اور قرض پر نفع لینا سود ہے۔(۱)

---

(۱) الدلال إذا باع العين بنفسه بإذن مالكه ليس له أخذ الدلالية من المشتري إذ هو العاقد حقيقة وتجب الدلالية على البائع إذا قبل بأمر البائع ولو سعى الدلال بينهما فباع المالك بنفسه يعتبر العرف، فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف۔ (جامع الفصولين: (۱۵۳/۳) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: إسلامی کتب خانہ)

مجمع الضمانات: (ص: ۹۸) النوع السابع عشر: الدلال ومن بمعناه، ط: دار الكتب العلمية۔

وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع وإن سعى بينهما وباع المالك بنفسه يعتبر العرف۔

(قوله: وأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشتري؛ لأنه هو العاقد حقيقة شرح الوهبانية، وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له۔

(قوله: يعتبر العرف) فتجب الدلالة على البائع أو المشتري أو عليهما بحسب العرف۔ (الدر مع الرد: (۵۶۰/۴) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ وكل قرض شرط فيه الزيادة، فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۴۹۹/۱۴) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

تكملة فتح الملهم: (۵۷۵/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، ط: دار العلوم كراچی۔

شامی: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد۔

صحیح طریقہ یہ ہے کہ بیوپاری جتنی قیمت پر راضی ہو آڑھتی اس قیمت پر مال فروخت کرے، قیمت ساری بیوپاری کی ہوگی اور بیوپاری اپنے پاس سے آڑھتی کو اس کی اجرت دے دے۔[۱]

پہلے آکر بات کرنے والا زیادہ حقدار ہے

''پہلے آئیں پہلے پائیں''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۲/۲)

پہلے آئیں پہلے پائیں

جب کسی ایک ہی چیز کے دو یا دو سے زیادہ خریدار ہوں، اور تمام خریدار اس چیز کی یکساں یا مقررہ قیمت دینے پر تیار ہوں تو وہ چیز اس خریدار کو لینے کا حق ہوگا جس نے سب سے پہلے آکر بات کی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو صاحب اختیار ایک چیز کو خریدیں تو وہ چیز اس کی ہوگی، جس نے پہلے خریدی ہے۔[۲]

''دو خریدار ہوں''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۶/۳)

---

(۱) لو أعطى أحد ماله لدلال و قال بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال۔ وليس للدلال سوى الأجرة۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۲۴۴/۱) رقم المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني في الإجارة، ط: الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: مكتبه فاروقيه)

انظر أيضا الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲) عن عقبة بن عامر أو سمرة بن جندب عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: أيما رجل باع بيعا من رجلين فهو للأول منهما ------ عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم إذا باع المجيزان فهو للاول (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) ابواب التجارات، باب إذا باع المجيزان فهو للأول، ط: قديمی)

جامع الترمذی: (۲۱۱/۱) ابواب النكاح، باب ماجاء فی الوليين يزوجان، ط: قديمی

سنن النسائی: (۲۳۲/۲) كتاب البيوع، الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ط: قديمی

قوله: (إذا باع المجيزان) بجيم ومثناة تحتية وزای معجمة، قال فی النهاية: المجيز الولی والقيم=

پہلے زمانہ کے مسلمان تاجر

علامہ کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پہلے زمانہ کے مسلمان اس وقت تک خرید وفروخت کے پیشہ کو اختیار نہیں کرتے تھے جب تک کہ اس کے احکامات اور آداب سے واقف نہ ہوجاتے تھے اور وہ طریقے اور وسائل معلوم نہ کرلیتے جن سے وہ سود سے بچ سکیں سابقہ زمانہ میں جب تاجر لوگ تجارت کے لئے سفر کرتے تھے تو ایک عالم فقیہ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، اور ضرورت کے وقت اس سے رجوع کرتے تھے۔ (۱)

پھینک کر سودا کرنا

''منابذہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۱/۶)

پیپسی

پیپسی، کوکا کولا، اور مرنڈا وغیرہ میں اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے اور آمدنی بھی حرام نہیں ہے البتہ ان کمپنیوں کی آمدنی سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مالی اعتبار سے مضبوط ہوتے ہیں اس لئے ایسی کمپنیوں سے خرید وفروخت کا معاملہ نہ کرنا بہتر ہے۔ (۲)

=بأمر اليتيم والصغير المأذون له في التجارة قوله (فهو للأول) المشترى الأول (حاشية السندى على سنن ابن ماجه: (۲/۱۷) ابواب التجارات، باب إذا باع المجيزان فهو للأول، ط: دار الجيل، بيروت۔

(۱) كانوا أول الإسلام لايتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه وأدابه وما ينجي من الربا... وكان التجار في القديم إذا سافروا استصحبوا معهم فقيهاً يرجعون إليه في أمورهم۔ (نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الإدارية: (۲/ ۱۶، ۱۸) القسم التاسع، باب كون الناس أول الإسلام لايتعاطون البيع والشراء حتى تعلموا أحكامه... الخ، ط: دار الأرقم۔

(۲) كل ذلك مكروه ولا يفسد به البيع: لأن الفساد في معنى خارج زائد لا في صلب العقد ولا في =

پھیری لگانے والے

☆...... پھیری لگانے والے کی ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ پھیری لگانے والے متعلقہ ادارے سے سامان خریدتے نہیں بلکہ متعلقہ ادارے سے سامان لے کر اس کو متعین اجرت کے بدلے فروخت کرتے ہیں اور جو سامان فروخت نہیں ہوتا پھیری والے اسے متعلقہ ادارے کو واپس کردیتے ہیں۔ بعض دفعہ اجرت روپیوں میں متعین ہوتی ہے مثلاً ایک چیز بیچنے پر پچاس روپے پھیری والے کو بطور اجرت ملیں گے یا پورے دن کی مثلاً سو روپے اجرت ملے گی یہ دونوں صورتیں درست ہیں۔

اور بعض دفعہ اجرت فی صد کے حساب سے متعین ہوتی ہے جیسے یوں طے کیا جاتا ہے کہ جتنے روپے کی بیع ہوگی اس کا دو فی صد پھیری والے کے ہوں گے یہ درست نہیں کیوں کہ اجرت مجہول ہے۔[1]

=شرائط الصحة (الهداية: (۳/ ۷۰) كتاب البيوع، فصل فيمايكره، ط: رحمانيه)

من شک في انائه أو ثوبه أو بدنه اصابته نجاسة أو لا، فهو طاهر مالم يستيقن... و كذا مايتخذه اهل الشرک والجهلة من المسلمين كالسمن والخبزوالا طعمة والثياب (شامی: (۱/ ۱۵۱) كتاب الطهارة، قبيل مطلب في أبحاث الغسل، ط: سعيد)

القاعدة الثالثة: اليقين لايزول بالشک (الاشباه والنظائر: (۶۰) القاعدة الثالثة: اليقين لايزول بالشک، ط: قديمی)

الأجرطيب وان كان السبب حراما (شامی: (۶/ ۳۵) اول باب الاجارة الفاسدة، ط: سعيد)

(۱) تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع... يفسدها) كجهالة مأجور أو أجر أو مدة۔

وفي الرد: قوله: أو مدة) إلا فيما استثنى، قال في البزازية: إجارة السمسار والمنادى والحمامي و الصكاک ومالايقدر فيه الوقت ولا العمل تجوز لما كان للناس به حاجة ويطيب الأجر المأخوذ لو قدر أجر المثل وذكر أصلا يستخرج منه كثير من المسائل فراجعه في نوع المتفرقات والأجرة على المعاصي۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۴۷) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

الفتاوى البزازية على هامش الهنديه: (۵/ ۴۰) كتاب الإجارات، نوع في المتفرقات وفيه الإجارة على المعاصي، ط: رشيديه۔=

☆......پھیری لگانے والے کی ایک صورت یہ ہے کہ پھیری والے متعلقہ ادارے سے سامان خرید تے ہیں اور پھر اپنا نفع رکھ کر اسے آگے بیچ دیتے ہیں اور جو سامان نہ بکے وہ متعلقہ ادارے کو واپس کر دیتے ہیں، یہ صورت خرید وفروخت کا عام معاملہ ہے لہٰذا خرید وفروخت کی عمومی شرائط وضوابط کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ معاملہ کیا جائے تو جائز ہے۔ (۱) البتہ پھیری والوں کا بچے ہوئے سامان کو متعلقہ ادارے کو واپس کرنا وعدہ کی وجہ سے ہونا چاہیے شرط کی وجہ سے نہ ہو، ورنہ بیع کے ساتھ شرط ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی۔ (۲)

= يشترط أن تكون الأجرة معلومة) سواء كانت من المثليات أو من القيميات أو كانت منفعة أخرى، لأن جهالتها تفضي أيضًا إلى المنازعة فيفسد العقد۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز : (۱/ ۲۰۲) الكتاب الثاني في الإجارة، الفصل الثالث: في شروط صحة الإجارة، ط: دار الكتب العلمية)

وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لايجيزون هذا، لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة، وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة۔ (إعلاء السنن : (۱۶/۲۰۷) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن)

أحسن الفتاوی: (۷/ ۲۷۳، ۲۷۴) کتاب الاجارۃ، عنوان: ''دلالی کی اجرت معین کرنا ضروری ہے''، ط: سعید۔

(۱) هو مبادلة المال بالمال بالتراضي ... ويلزم بإيجاب و قبول ... وفي حاشية الشلبي: وحكمه ثبوت الملک للمشتري في المبيع وللبائع في الثمن إذا كان باتًا۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الزيلعي: (۴/۲) كتاب البيوع، ط: إمداديه ملتان)

بدائع الصنائع: (۵/۲۳۳) كتاب البيوع، أما حكم البيع، ط: سعيد۔

وأما حكمه، فثبوت الملک في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتًا۔ (الفتاوى الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الفصل الخامس في تعريف البيع، ط: رشيديه)

الشامية: (۴/۵۰۶) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) والبيع بشرط الإقالة الصحيحة باطل، فشرط الإقالة الفاسدة أولى۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۴/۱۵) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: إمداديه ملتان)

الهداية: (۳/۳۱) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رحمانيه۔

لو شرط الإقالة الصحيحة وهي التي لم تعلق بالشرط قال: بعتک على أن أقيلک وتقبلها، أو قال: اشتريت منک على أن تقيلني لايصح؛ لأنه شرط لايقتضيه العقد۔ (فتح القدير: (۵/۵۰۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه)

پیاز زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

”آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیسوں کے ڈھیر

اگر کسی نے پیسوں کا ڈھیر سامنے بچھونے یا ٹیبل پر رکھ دیا اور دکان دار سے یہ کہا کہ پیسوں کے اس ڈھیر کے عوض فلاں چیز دے دیں اور دکان دار نے وہ چیز دے دی تو بیع (خرید وفروخت) صحیح ہو جائے گی اگرچہ دکان دار کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس ڈھیر میں کتنے پیسے ہیں تب بھی بیع درست ہے، غرض کہ جب اپنی آنکھ سے دیکھ لے کہ اتنے پیسے ہیں تو ایسے وقت اس کی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے اور اگر دکان دار نے آنکھ سے نہیں دیکھا تو ایسے وقت میں مقدار بتانا ضروری ہے جیسے یوں کہا کہ سو روپے میں ہم نے یہ چیز لی اور اگر خریدی گئی چیز کے پیسے نہ دیکھنے کی صورت میں اس کی مقدار مقرر اور طے نہیں کی تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۱)

---

(۱) وأما جهالة الثمن فمانعة أيضا كما إذا باع شيئا بقيمته أو بحكم المشتري... المشار إليه بيعا كان أو ثمنا لايحتاج إلى معرفة قدره و وصفه فلو قال: بعتک هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدک وهي مرئية له فقبل جاز ولزم؛ لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لايضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم ۔ (البحر الرائق: (۲۷۴/۵، ۲۷۵) ط: کتاب البیوع، ط: سعید)

فتح القدير: (۲۴۰/۶) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

تسمية الثمن حين البيع لازمة فلو باع بدون تسمية ثمن كان البيع فاسدا، ...، يلزم أن يكون الثمن معلوما) فلو جهل فسد البيع، إذا كان الثمن حاضرا فالعلم به يحصل بمشاهدته والإشارة إليه) ولايحتاج إذ ذاک إلى معرفة قدره و وصفه فلو قال: اشتريت منک هذه الفرس بهذه الدراهم التي في يدی فقبل البائع حال كونه مشاهدا تلک الدراهم صح البيع ولزم۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۹۸/۱، ۹۹) المادة: ۲۳۷، ۲۳۸، الكتاب الأول في البيوع، الفصل الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، ط: دار الكتب العلمية)

پیسے جب آئیں گے تب دام لے لینا

''فلانی چیز ہم کو دے دو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۸/۵)

پیسے متعین نہیں ہوتے

کسی کے ہاتھ میں پانچ سو کا ایک نوٹ ہے اس نے دکان دار سے کہا کہ اس پانچ سو روپے والے نوٹ کے عوض یہ چیز ہم نے آپ سے لی تو خریدار کو اختیار ہے چاہے وہی پانچ سو روپے والا نوٹ دے دے، چاہے اس کے بدلے کوئی اور نوٹ دے دے، لیکن اگر چاندی یا سونے کا سکہ ہے تو دوسرا کھوٹا نہ ہو بلکہ پہلے جیسا ہو۔[1]

پیشگی اجرت دینا

''اجرت پیشگی دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۶/۱)

پیشگی رقم جمع کر کے اخبار و رسائل خریدنا

''ماہانہ رسالوں کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۹/۶)

پیشگی رقم دے کر تھوڑا تھوڑا سامان لینا

''استجرار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۱)

---

(۱) ولو تبايعا عينًا بفلوس بأعيانها بأن قال: بعت منک هذا الثوب أو هذه الحنطة بهذه الفلوس جاز ولا يتعين، وإن عين بالإشارة إليها حتى كان للمشتري أن يمسكها، ويرد مثلها ـ (بدائع الصنائع: (۲۴۲/۵) كتاب البيوع، فصل في حكم المبيع، ط: سعيد)

المحيط البرهاني: (۳۰۵/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع من ذلک في بيع الدين وبيع الأثمان، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى الهندية: (۱۰۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز ... الخ، ط: رشيدية.

پیشگی رقم دے کر کمپنی سے مصنوعات خریدنا

"کمپنی کو پیشگی رقم دے کر مصنوعات خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیشگی رقم دینا چیز خریدنے کے لیے

گاڑی کے شوروم والے اور ڈیلر گاڑیوں کا کاروبار کرتے ہوئے کبھی پہلے گاہک سے رقم وصول کر لیتے ہیں بعد میں نئی گاڑی کمپنی سے لے کر گاہک کو حوالہ کرتے ہیں، اگر گاہک کو پسند آجاتی ہے تو گاڑی خرید لیتا ہے ورنہ رقم واپس لے لیتا ہے اور بیع ختم ہو جاتی ہے یہ جائز ہے؛ کیوں کہ بیع (خریدنے) کی نیت سے پیشگی رقم دینا بیع (خریدنے) نہیں بلکہ بیع کا وعدہ ہے، جب کہ (اس صورت میں) حقیقی بیع، مبیع (گاڑی) وصول کرنے کے بعد ہوتی ہے اور یہ بیع تعاطی [1] کی بنا پر منعقد ہو جاتی ہے اور مشتری (خریدار) کو خیار رؤیت [2] کا حق حاصل ہوگا۔ [3]

واضح رہے کہ بکنگ کے ذریعے جتنی چیزیں خریدی جاتی ہیں سب کا حکم یہی ہے۔

مزید تفصیل "استجرار" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۱)

---

(۱) بیع تعاطی کا مفہوم سمجھنے کے لیے بیع تعاطی عنوان دیکھیں۔

(۲) خیار رؤیت کا مفہوم سمجھنے کے لیے خیار رؤیت عنوان دیکھیں۔

(۳) ولو أعطاه الدارهم وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة امناء ولم يقل في الابتداء اشتريت منك يجوز وهذا حلال وان كان نيته وقت الشراء لانه بمجرد النية لاينعقد وانما ينعقد البيع الآن بالتعاطي والان المبيع معلوم ينعقد البيع صحيحاً۔ (شامي: (۵۱٦/۳) كتاب البيوع مطلب البيع بالتعاطي، ط:سعيد)

ويصح البيع بالتعاطي ...... وصورته: أن يتفق على الثمن ثم ياخذ المشترى المتاع ويذهب برضا صاحبه من غير ان يدفع الثمن او ان يدفع المشترى الثمن للبائع ويذهب بدون قبض المبيع فان البيع لازم على الصحيح۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (٦۵/۱) [المادة:۱۷۵] الكتاب الأول: في البيوع، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلة لخالد الاتاسي: (۳٦/۲) [المادة:۱۷۵] ط: رشيديه۔

مزید تخریج "استجرار" عنوان کے تحت حاشیے میں دیکھیں۔

پیشہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیشہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۲/۳)

پیشہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

''حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیشہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۵/۳)

پیکٹ میں مال کم ڈالنا

''اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۴/۱)

پیک شدہ اشیاء خریدنا

☆......آج کل بازاروں اور دکانوں میں بہت سی اشیاء مثلاً چینی، دال، چائے پتی، وغیرہ کلو دو کلو وغیرہ کی پیکنگ میں بکتی ہیں، گاہک کو دیتے وقت دکان دار دوبارہ تولتا نہیں اور خریدار بھی اسی طرح خرید کر لے آتا ہے، حالانکہ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق گاہک کے سامنے بھی تول کر دینا چاہیے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی چیز مخصوص وزن یا مخصوص شمار یا مخصوص ناپ کی شرط پر خریدی جائے تو اس وقت خریدار کے لیے بھی تصرف اور استعمال کرنے سے پہلے وزن کرنا یا ناپ یا شمار کرنا ضروری ہوتا ہے، وزن وغیرہ کرنے سے پہلے اس چیز کو استعمال کرنا یا آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوتا، البتہ اگر بیچنے والا خریدار کے سامنے چیز کا وزن وغیرہ کر دے تو یہ کافی ہوتا ہے اس کے بعد خریدار کے لیے دوبارہ وزن وغیرہ کرنا ضروری نہیں ہوتا اور اس وزن کرنے کا مقصد خریدار کے حق کو فروخت

کرنے والے کے حق سے ممتاز اور علیحدہ کرنا ہے تا کہ خریدار کے پاس مقررہ مقدار سے زیادہ چیز نہ آئے کیوں کہ اضافہ فروخت کرنے والے کی ملکیت ہے جس کا استعمال خریدار کے لیے حرام ہے، نیز خریدار کو بھی اس کا پورا حق مل جائے اور اس میں کمی نہ ہو کیوں کہ جو کمی بائع (بیچنے والے) کے پاس رہ جائے گی تو بائع کے ذمہ خریدار کا حق رہ جائے گا اور اس کی ادیگی اس کے ذمہ باقی رہے گی، لہٰذا چیز کا وزن ہوتے وقت جب بائع اور خریدار دونوں اس کو دیکھ لیں گے تو کمی وبیشی دور کردی جائے گی اور دونوں اپنی اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہو جائیں گے۔

☆...... اور اگر چیزوں کے وزن وغیرہ کی قید کے بغیر اشارہ کرکے خریدا جائے تو پھر خریدار کے لیے اس کا وزن وغیرہ کرنا ضروری نہیں ہوتا، وزن کیے بغیر اس کو استعمال کرنا جائز ہوتا ہے، کیوں کہ اس صورت میں جو کچھ بائع کی طرف سے دیا جاتا ہے وہ سب خریدار کی ملکیت ہوتا ہے۔

☆...... خلاصہ یہ کہ ایسی چیزوں کو خریدتے وقت وزن کی شرط کہہ کر نہ خریدیں بلکہ اشارہ سے خریدیں یا بڑا ڈبہ یا چھوٹا ڈبہ یا درمیانی ڈبہ کہیں یا بڑا پیکٹ، درمیانہ پیکٹ اور چھوٹا پیکٹ کہیں یا اشارہ سے یہ کہیں: یہ دے دیں، تو ان صورتوں میں بیع صحیح ہو جائے گی اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا۔ [1]

---

(۱) قوله: ولو اشترى مكيلا كيلاً حرم بيعه وأكله حتى يكيله) أي حتى يعيد كيله، لنهيه صلى الله عليه وسلم عن بيع الطعام حتى يجري فيه صاعان صاع البائع وصاع المشتري، ولأنه يحتمل أن يزيد على المشروط، وذلك للبائع، والتصرف في مال الغير حرام، فيجب التحرز عنه، قيد بقوله كيلاً أي بشرط الكيل؛ لأنه لو اشتراه مجازفةً لايحرم البيع والأكل قبل الكيل؛ لأن الكل له... وإنما يحتاج إلى كيل البائع إذا كان البائع اشتراه مكايلة، وظاهر كلام المصنف يدلّ على أن كيل البائع لايكفى عن كيل المشتري وهو محمول على ما إذا كاله البائع قبل البيع مطلقًا أو بعده في غيبة المشتري أمّا إذا كاله في حضرته فإنه يغني عن كيله وهو الصحيح؛ لأن المبيع صار معلومًا بكيل واحد وتحقق معنى التسليم... ومثله الموزون والمعدوم۔ (البحر الرائق: (۱۱۷/۶، ۱۱۸) كتاب البيوع، فصل: في بيان التصرف في المبيع والثمن... الخ، ط: سعيد)=

پیکنگ

(۳۳۱) بسا اوقات تھوک فروش صنعتی ادارے سے کھلا سامان بڑی مقدار میں خرید لیتے ہیں، پھر اس کی پیکنگ کر کے آگے فروخت کرتے ہیں، تھوک فروش کا یہ عمل جائز ہے[1] بشرطیکہ اس میں کسی قسم کا جھوٹ، دھوکا یا ملاوٹ وغیرہ نہ ہو۔[2]

= اشترى مكيلا بشرط الكيل حرم... بيعه وأكله حتى يكيله... ومثله الموزون والمعدود) بشرط الوزن والعدد لاحتمال الزيادة وهو للبائع بخلافه مجازفة لأن الكل للمشتري... (وكفى كيله من البائع بحضرته) أي المشتري (بعد البيع) لا قبله أصلاً أو بعده بغيبته. (قوله: بخلافه مجازفة) محترز قوله بشرط الكيل، وقوله بشرط الوزن والعدد، أي لو اشترى مجازفة له أن يتصرف فيه قبل الكيل والوزن؛ لأن المشار إليه له: أي الأصل والزيادة أي الزيادة ما كان يظنه. (الدر مع الرد: (۱۵۰/۵، ۱۵۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تصرف البائع في المبيع قبل القبض، ط: سعيد)

فتح القدير: (۴۷۵/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) قال الله تعالى: {أحلّ الله البيع وحرّم البيع}. (سورة البقرة: ۲۷۵)

عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: قيل: يا رسول الله! أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

بلوغ المرام من أدلّة الأحكام: (ص: ۱۷۷) كتاب البيوع، باب شروطه وما نهى عنه، ط: قديمي.

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم باع حلسا وقدحا... الحديث. (جامع الترمذي: (۲۳۱/۱) أبواب البيوع، في بيع من يزيد، ط: سعيد)

إنما العمل الصالح هو الّذي له منفعة ومصلحة للامة وللمجتمع فالكاسب والكاد على عياله الّذي يذهب إلى السوق ويحترف التجارة ويحصل على المال الحلال فإنه يعمل عملاً صالحًا، فكسب المال إذا كان الهدف منه إشباع العيال وخدمة المجتمع، فهو عمل صالح ويؤجر المرء عليه لما يقدم خدمة للمجتمع وللآخرين. (الحضارة الإسلامية بين أصالة الماضي وآمال المستقبل لعلي بن نايف الشحود: (۵/۳) الإيمان والبواعث الحضارية)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله!، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: من غش فليس منا. (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير للمناوي: (۵۹۲۴/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض.=

پیکنگ غیر ملکی ہے

''ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکا کے ساتھ بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیکنگ میں خراب چیز نیچے اور صحیح اوپر رکھنا

''ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(ر)

پیکنگ میں ملاوٹ کرنا

''پھلوں کی پیکنگ میں ملاوٹ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۸/۲)

پیمانہ میں پیمائش کر کے گندم کو آٹے سے بدلنا

پیمانہ میں پیمائش کر کے گندم کو آٹے سے بدلنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے چاہے پیمانہ کی پیمائش میں دونوں جانب برابر ہوں یا ایک جانب کم یا ایک جانب زیادہ بہر حال ناجائز ہوگا کیوں کہ پیمانہ میں آٹے کو دبا کر بھرنے سے زیادہ آجاتا ہے البتہ اگر گندم دے کر گندم کا آٹا نہیں لیا بلکہ چنے وغیرہ کسی اور چیز کا آٹا لیا تو جائز ہوگا مگر ہاتھ در ہاتھ لین دین ہونا لازم ہوگا۔[1]

= وأما بیان نفس العیب فواجب؛ لأن الغش حرام۔ (الشامية: (۱۳۰/۵) کتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

(۱) لا بيع البر بالدقيق أو بالسويق) أي لا يجوز بيع الحنطة بأحدهما متفاضلاً ولا متساويا؛ لأنه جنس من وجه، وإن خص باسم آخر، فيحرم لشبهة الربا، والمعيار فيهما الكيل وهو غير مسوّ لهما۔ (البحر الرائق: (۱۳۴/۶، ۱۳۵) کتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

لا يجوز بيع البر بدقيق أو سويق... مطلقا) ولو متساويا لعدم المسوي، فيحرم لشبهة الربا۔ وفي الرد: قوله: بدقيق أو سويق) أي دقيق البر أو سويقه بخلاف دقيق الشعير، أو سويقه فإنه يجوز لاختلاف الجنس أفاده في الفتح۔ (الدر مع الرد: (۱۸۴/۵) کتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)=

اور اگر وزن کرکے ایک کلو گندم کو ایک کلو آٹے سے بدلیں تو جائز ہے۔ (۱)

☆ ''تول کر بکنے والی چیز دونوں طرف ایک طرح کی نہ ہو'' عنوان کے تحت تفصیل بھی ملاحظہ کریں۔

فتح القدير: (۲۳/۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

(وإن وجد أحدهما) أي القدر وحده أو الجنس (حل الفضل و حرم النساء) ولو مع التساوي۔
(قوله: القدر وحده) كالحنطة بالشعير۔ (الدر مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد)

الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

(۱) (ومانص) الشارع (على كونه كيليا) كبر و شعير و تمر و ملح (أو وزنيا) كذهب و فضة (فهو كذلك) لايتغير (أبدًا فلم يصح بيع حنطة بحنطة وزنًا ... ولو مع التساوي)؛ لأن النص أقوى من العرف فلايترك الأقوى بالأدنى ... وعن الثاني اعتبار العرف مطلقًا ورجحه الكمال۔

وفي الرد: وملخصه: أن النص معلول بالعرف فيكون المعتبر هو العرف في أي زمان كان ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف فافهم۔ (الدر مع الرد: (۱۷۶/۵، ۱۷۷) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في أن النص أقوى من العرف، ط: سعيد)

وعلى قول أبي يوسف رحمه الله تعالى: أفتى كثير من متأخري الحنفية، وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف، وقال رحمه الله تعالى: في نشر العرف: وعلى هذا، فلو تعارف الناس بيع الدراهم بالدراهم أو استقراضها بالعدد، كما في زماننا، لايكون مخالفًا للنص، فالله تعالى يجزي الإمام أبا يوسف عن أهل هذا الزمان خير الجزاء فلقد سد عنهم بابا عظيمًا من الربا۔
(فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۶۷۴/۲، ۶۷۵) المبحث السابع: تقسيم البيع من حيث نوعية البدلين، التقسيم الثالث، الباب الثاني في الربا في البيوع، تاثير العرف في الكيل والوزن، ط: مكتبة معارف القرآن)

رسائل ابن عابدين: (۱۱۸/۲، ۱۱۹) الرسالة: نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف، ط: سهيل اكيڈمی لاهور۔

(۳۳۴)

تابوت(Coffin)

تابوت عام حالات میں مسلمان میت کے لیے استعمال کرنا مکروہ اور نامناسب ہے البتہ زمین نرم ہونے کی صورت میں یا کسی اور وجہ سے ضرورت کے وقت استعمال کرنا جائز اور درست ہے اس لیے اس کی تجارت جائز اور درست ہے، اور یہ جس طرح مسلمانوں کے لیے بیچنا جائز ہے اسی طرح غیر مسلموں کے لیے بھی فروخت کرنے کی گنجائش ہے کیوں کہ کفار فروعی احکامات کے مکلف نہیں ہیں۔[1]

---

(۱) وکان الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل یقول: لابأس به فی دیارنا لرخاوة الارض وکان یجوز استعمال رفوف الخشب واتخاذ التابوت للمیت حتی قالوا: لو اتخذوا تابوتًا من حدید لم أربه باسًا فی هذه الدیار۔ (المبسوط للسرخسي: (۶۲/۲) باب غسل المیت، ط: دار المعرفة)

بدائع الصنائع: (۳۱۸/۱) فصل فی الدفن، ط: سعید۔

واذا كانت الارض رخوة فلابأس بالشق واتخاذ التابوت من حجر او حديد يفرش فيه التراب۔ (تبیین الحقائق: (۲۴۵/۱) باب الجنائز، ط: امدادیہ ملتان)

ولابأس باتخاذ التابوت ولو من حجر او حدید له عند الحاجة کرخاوة الارض۔ وفی الشامية: قال فی الحلية عن الغاية: ویکون التابوت من رأس المال اذا كانت الارض رخوة او ندية مع كون التابوت فی غیرها مکروها فی قول العلماء قاطبة... (قوله: له) ای للمیت کما فی البحر او للرجل ومفهومه انه لاباس به للمرأة مطلقا وبه صرح فی شرح المنية فقال: وفی المحیط: واستحسن مشایخنا اتخاذ التابوت للنساء یعنی ولو لم تکن الارض رخوة فانه اقرب الی الستر والتحرز عن مسها عند الوضع فی القبر۔ (الدر مع الرد: (۲۳۴/۲) مطلب فی دفن المیت، ط: سعید)

والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی بیع دودة القز، ط: سعید)

ولا بأس ببيع العصير ممن يعلم أنه يتخذه خمرا) يعنى لابأس ببيعه من المجوس وأهل الذمة؛ لأنّ المعصية لاتقام بعین العصیر بل بعد تغیره۔ (الجوهرة النيرة: (۳۸۸/۲) کتاب الحظر والإباحة، ط: حقانیه)

الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل في البیع، ط: سعید۔

تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے

مسلمان جس شعبہ سے تعلق رکھے اس کے مسائل کو سیکھنا فرض ہے تاجر پر تجارت، وکیل پر وکالت، ڈاکٹر پر ڈاکٹری، سیاست دان پر سیاست صاحب نصاب پر زکوۃ اور حج اور امام کے لئے امامت کے مسائل سیکھنا فرض ہے، اس لئے تاجر پر بھی اسلام کی بنیادی چیزیں سیکھنے کے بعد تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے، جب تک تجارت کے ضروری مسائل سے واقف نہیں ہوگا حرام حلال کے درمیان امتیاز کرنا اور حرام سے بچنا ممکن نہیں ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجارت کے مسائل سیکھ کر تجارت کرتے تھے۔ اس لئے وہ تجارت میں کامیاب ہوئے تھے۔ نقصان نہیں اٹھاتے تھے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ مشہور تاجر صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات کوئی خریدار مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہتا جو میرے پاس نہیں ہوتی، میں بازار سے خرید کر اسے دے دیتا میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اس کو فروخت مت کرو۔[1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے شہر میں صرف وہ آدمی تجارت کرسکتا ہے جسے دین کی سمجھ اور مسائل کا بصیرت کے ساتھ علم ہو۔[2]

---

(۱) عن حکیم بن حزام قال نهاني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابيع ماليس عندي، (ترمذي: (۱/ ۲۳۳) ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ط: سعيد).
☜ وفي رواية له ولابي داؤد والنسائي قال: قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم: يأتيني الرجل فيريد مني البيع وليس عندي، فأبتاع له من السوق قال: لا تبع ماليس عندك. (مشكاة المصابيح: (۱/ ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط قديمي.

(۲) عن مالک بن انس عن العلاء... قال قال عمر بن الخطاب: لا يبع في سوقنا الا من تفقه في الدين. (ترمذي: (۱/ ۲۲۲) قبيل ابواب الجمعة، ط: سعيد)=

علامہ کتانی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں نگران مقرر فرمائے تھے جو اس بات کی نگرانی کرتے تھے کہ مسائل سے ناواقف شخص تجارت نہ کرے۔[1]

مزید ''عمر رضی اللہ عنہ بازار کا چکر لگاتے تھے'' عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

تاجر تھے حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ

''حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۳/۳)

تاجر صادق

''سچا تاجر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۴)

''تاجر کا نام''

کاروباری حضرات کے لئے ''تاجر'' کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ورنہ پہلے تاجروں کو ''سماسرہ'' یعنی بروکرز کہا جاتا تھا۔

تفصیل کے لئے ''سمسار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۷/۴)

تاجر کی اچھی صفات

تاجروں کی اچھی صفات کے بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کمائیوں میں سب سے

= کنز العمال: (۱۲۵/٤) رقم الحدیث: ۹۸٦٤، کتاب البیوع من قسم الأفعال، باب في الکسب، ط: مؤسسة الرسالة.

(۱) وبعث عمر من یقیم من الأسواق من لیس بفقیه. (التراتیب الإداریة: (۱۷/۲) القسم التاسع، باب کون الناس کانوا أول الإسلام لایتعاطون البیع والشراء حتی یتعلموا أحکامه. الخ، ط: دار القلم.

پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے، اور جب ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت نہیں کرتے، اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے، اور جب مال خریدتے ہیں تو بلا وجہ مال کی مذمت نہیں کرتے، اور جب مال بیچتے ہیں تو بے جا مال کی تعریف نہیں کرتے، اور جب ان پر قرض ہو تو ادا کرنے میں ٹال مٹول نہیں کرتے اور اگر ان کا کسی پر قرض ہو تو ان پر تنگی نہیں کرتے۔ (۱)

تاجر کے لئے شرط

''تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۲)

تاجر کے لئے ہدایات

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو تاجر یہ چاہتا ہے کہ اس کی کمائی پاکیزہ، حلال اور برکت والی ہو، اسے پانچ چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:

❶ کمائی کی خاطر اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض کو وقت سے مؤخر

---

(۱) عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان أطيب الكسب كسب التجار الذين اذا حدثوا لم يكذبوا، واذا ائتمنوا لم يخونوا، واذا وعدوا لم يخلفوا، واذا اشتروا لم يذموا، واذا باعوا لم يمدحوا، واذا كان عليهم لم يمطلوا، واذا كان لهم لم يعسروا. رواه الاصبهاني والبيهقي، (الترغيب والترهيب: (۳۵۳/۲) رقم الحديث: ۲۷۷۱، كتاب البيوع وغيرها، ترغيب التجار في الصدق. الخ) ط: دار الكتب العلمية).

الآداب للبيهقي: (ص: ۳۱۸) باب مايكره من التجارة، ط: مؤسسة الكتب الثقافية.

كنز العمال: (۳۰/٤) رقم الحديث: ۹۳٤۰، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول، الفصل الثالث في أنواع الكسب، ط: مؤسسة الرسالة.

نہ کرے اور اس میں نقص اور کمی بھی پیدا نہ کرے۔

❷ کمانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو تکلیف نہ دے۔

❸ تجارت اور کاروبار کا مقصد اپنے اور اہل وعیال کے لئے حلال روزی حاصل کرنا ہو۔ تاکہ کسی سے مانگنے کی نوبت نہ آئے، مال زیادہ کرنا اور خزانہ بھرنا مقصد نہ ہو۔

❹ کمانے میں اپنی طاقت سے زیادہ مشقت نہ اٹھائے۔

❺ یہ عقیدہ رکھے کہ رزق صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے، تجارت وکاروبار کو رزق دینے والا نہ سمجھے بلکہ اسے صرف ظاہری اسباب سمجھے۔[1]

تاجر لوگ سفر میں عام فقیہ کو ساتھ رکھتے تھے

"پہلے زمانہ کے مسلمان تاجر" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۲)

تاجر میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں

فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بعض حکماء نے فرمایا کہ اگر تاجر میں تین خصلتیں نہ ہوں تو وہ دنیا اور آخرت میں فقیر اور محتاج رہے گا۔

❶ ایسی زبان جو تین کاموں سے بچتی ہو: جھوٹ سے، لغو سے اور فضول بات پر قسم اٹھانے سے۔

❷ ایسا دل جو تین چیزوں سے صاف اور خالی ہو: دھوکہ دینے سے، خیانت

---

(۱) قال الفقیہ رحمہ اللہ: من اراد ان یکون کسبہ طیباً، فعلیہ ان یحفظ خمسة اشیاء، اولها: ان لایؤخر شیئاً من فرائض اللہ تعالیٰ لأجل الکسب ولا یدخل النقص فیها. الثاني: لایؤذي احداً من خلق اللہ تعالیٰ لأجل الکسب. الثالث: ان یقصد بکسبه استعفافا لنفسه ولعیاله ولا یقصد به الجمع والکثرة. والرابع: ان لا یجهد نفسه في الکسب جداً والخامس: ان لایری رزقه من الکسب، ویری الرزق من اللہ تعالیٰ، والکسب سبباً. (تنبیه الغافلین: (ص:۲۴۸) ۶۲. باب آفة الکسب والحذر عن الحرام، ط: مکتبه رشیدیة)

کرنے سے، اور حسد کرنے سے۔

۳ ایسا نفس جو تین چیزوں کی پابندی کرتا ہو: جمعہ اور پانچ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنے کی، بعض اوقات طلبِ علم کی، اور اللہ کی رضا کو غیر پر ترجیح دینے کی۔ (۱)

تاجروں کی مہارت

اللہ تعالیٰ نے بڑے تاجر کو تجارت میں مہارت اور ہنر مندی اس لیے سکھائی کہ وہ اس سے انسانیت کی خدمت کرے، چناں چہ اسلامی معاشرے کے مسلمان تاجر اور تابعین تبع تابعین کے دور کے تاجروں کی مثالیں ملتی ہیں کہ وہ ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کے بجائے ایک دوسرے کا تعاون کرتے تھے ورنہ مقابلہ کی صورت میں تاجروں کی توانائیاں غیر اخلاقی اور ناجائز کاموں میں صرف ہوجاتی ہیں اپنے کام کی ترقی کرنے میں خرچ نہیں ہوتیں۔

مثلاً ایک بازار میں ایک ہی طرح کے کاروبار کے سو تاجر ہیں تو ننانوے تاجر آپ کو نقصان دینے میں لگے ہوں اور آپ اس نقصان سے بچنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ ان کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہوں تو اس طرح تاجروں کی کتنی توانائیاں ضائع ہوں گی لیکن اسلامی تعلیمات کے مطابق تجارت کرنے سے ننانوے کے ننانوے تاجر آپ کے ساتھ تعاون کرنے میں لگے ہوں گے اور آپ ان کے ساتھ تعاون کرنے میں لگے ہوں گے، اس وجہ سے صحابہ کرام، تابعین اور تبع

(۱) قال بعض الحكماء: اذا لم يكن في التاجر ثلاث خصال افتقر في الدارين جميعا، أولها: لسان نقي من ثلاث: من الكذب واللغو والحلف، والثاني: قلب صاف من ثلاث: من الغش والخيانة والحسد، والثالث: نفس محافظة لثلاث: الجمعة والجماعات، وطلب العلم في بعض الساعات وايثار مرضاة الله تعالى عن غيره. (تنبيه الغافلين: (ص: ۲۳۷) ۶۲. باب آفة الكسب والحذر عن الحرام، ط: مكتبة رشيديه)

تابعین کی تجارت کو دیکھ کر کافر بھی مسلمان ہو جاتے تھے۔ (۱)

(۱) قال بعضهم: التاجر الصدوق أفضل عند الله من المتعبد وقد كان السلف يحتاطون في مثل ذلک حتى روى عن بعض الغزاة في سبيل الله أنه قال: حملت على فرسي لأقتل علجا فقصر بي فرسي فرجعت ثم دنا مني العلج فحملت ثانية فقصر بي فرسي فرجعت ثم حملت الثالثة فنفر مني فرسي وكنت لا أعتاد ذلک منه فرجعت حزينا، وجلست منكس الرأس منكسر القلب لما فاتني من العلج وما ظهر لي من خلق الفرس فوضعت رأسي على عمود الفسطاط وفرسي قائم فرأيت في النوم كأن الفرس يخاطبني ويقول لي: بالله عليک أردت أن تأخذ على العلج ثلاث مرات وأنت بالأمس اشتريت لي علفا ودفعت في ثمنه درهما زائفا لا يكون هذا أبدا۔ قال: فانتبهت فزعا فذهبت إلى العلاف وأبدلت ذلک الدرهم فهذا مثال ما يعم ضرره وليقس عليه أمثاله۔ القسم الثاني: ما يخص ضرره المعامل فكل ما يستضر به المعامل فهو ظلم وإنما العدل لا يضر بأخيه المسلم، والضابط الكلي فيه أن لا يحب لأخيه إلا ما يحب لنفسه، فكل مالو عومل به شق عليه وثقل على قلبه فينبغي أن لا يعامل غيره به بل ينبغي أن يستوي عنده درهمه ودرهم غيره۔ قال بعضهم: من باع أخاه شيئا بدرهم وليس يصلح له لو اشتراه لنفسه إلا بخمسة دوانق فإنه قد ترک النصح المأمور به في المعاملة ولم يحب لأخيه ما يحب لنفسه، هذه جملته، فأما تفصيله ففي أربعة أمور أن لا يثني على السلعة بما ليس فيها وأن لا يكتم من سعرها وخفايا صفاتها شيئا أصلا وأن لا يكتم في وزنها ومقدارها شيئا وأن لا يكتم من سعرها مالو عرفه لامتنع عنه، أما الأول فهو ترک الثناء فإن وصفه للسلعة إن كان بما ليس فيها فهو كذب فإن قبل المشتري ذلک فهو تلبيس وظلم مع كونه كذبا وإن لم يقبل فهو كذب وإسقاط مروءة إذ الكذب الذي لا يروج قد لا يقدح في ظاهر المروءة۔ (إحياء علوم الدين: (۲/ ۷۴) كتاب آداب المعاش، الباب الثالث في بيان العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

☜ دخل الإسلام معظم أنحاء آسيا وأفريقيا عن طريق التجار المسلمين العزل من أي سلاح سوى العقيدة الراسخة الذين جذبوا أنظار السكان الأصليين بالأمانة والصدق ومكارم الأخلاق ونجحوا في دعوتهم إلى الإسلام بالقدرة الحسنة۔ (الحضارة الإسلامية بين أصالة الماضي وآمال المستقبل: (۱۱/ ۳۵۹) الشاملة)

☜ إذن فكل مسلم يمثل وحدة إيمانية مستقلة، وواجب كل مسلم أن يعرف أن الإسلام قد انتشر بالأسوة الحسنة، وأنه كمؤمن بالله وبدين الله، قد اصطفاه الله ليطبق السلوک الإيماني، فقد مكن الله للإسلام في الأرض بالسلوک والقدوة۔ إن كل مسلم عليه واجب ألا يترک في سلوكه ثغرة ينفذ منها خصوم الإسلام، ذلک أن اختلال توازن سلوک المسلم بالنسبة لمنهج الله هو ثغرة ينفذ منها خصوم الإسلام، ولذلک فالمفكرون في الأديان الأخرى حينما يذهبون إلى الإسلام، ويقتنعون به، إنما يقتنعون بالإسلام؛ لأنه منهج حق۔ إنهم يمحصونه بالعقل، ويهتدون إليه بالفطرة الإيمانية۔ أما الذين يريدون الطعن في الإسلام فهم ينظرون إلى سلوک بعض المسلمين، فيجدون فيه من الثغرات ما يتهمون به الإسلام۔ إن المفكرين المنصفين يفرقون دائما بين العقيدة ومتبع العقيدة، ولذلک =

تاجروں کو نصیحت

تاجروں کو چاہیے کہ وہ ظاہر وباطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں، ہر معاملے اور معاہدات میں اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا خیال رکھیں، اپنی بیع وشراء (خرید وفروخت) میں سچائی، اور دیانتداری کا بھرپور خیال رکھیں، اور جھوٹ، خیانت اور شریعت کے خلاف ہر قسم کے معاملات اور تجارتی معاہدوں سے اجتناب کریں، اور اپنے ساتھ معاملات کرنے والے افراد کے بارے میں بھی اللہ سے ڈریں، اور جو اِن سے ادھار سودا کرنے کے محتاج ہیں ان کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے نرمی اختیار کریں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید وفروخت، ادائیگی، وصولی اور تقاضا کرتے

=فأغلب المفكرين الّذين يتبعون هذا التجاه، يلجأون إلى الإسلام ويؤمنون به. ولكن الّذين يذهبون إلى الإسلام من جهة اتباعه، فإن صادفوا تابعًا للإسلام ملتزمًا دعاهم ذلك إلى أن يؤمنوا بالإسلام، ولذلك كانت الجمهرة الكثيرة الوفيرة في البلاد الإسلامية المعاصرة في بلاد لم يدخلها فتح إسلامي، وإنّما دخلتها الأسوة الحسنة الإسلامية في أفراد تابعين ملتزمين، فراق النّاس ما عليه هؤلاء المسلمون من حياة ورعة، ومن تصرفات مستقلّة جميلة، ومن أسلوب تعامل سمح أمين، نزيه نظيف كل ذلك لفت جمهرة النّاس إلى الإسلام، وجعلهم يتساءلون: ما الّذي جعلكم على هذا السلوك الطيب؟ قالوا: لأنّنا مسلمون. وتساءل النّاس في تلك المجتمعات: وما معنى الإسلام؟ وبدأ المسلمون يشرحون لهم الإسلام. إذن فالّذين لفت إلى الإسلام هو السلوك المنهجي الملتزم، ولذلك فالحق سبحانه وتعالى حين يعرض منهج الدعوة الناجحة يقول: {ومن أحسن قولاً ممّن دعا إلى الله وعمل صالحًا وقال إنّني من المسلمين} [فصلت: ٣٣] والدعوة إلى الله تكون باللسان والعمل الصالح، ليدلّ المؤمن على أن ما يدعو إليه غيره قد وجده مفيدًا فالتزمه هو، فالعمل الصالح هو شهادة للدعوة باللّسان، ولا يكتفي المؤمن بذلك، إنّما يعلن ويقول: "إنّني من المسلمين" يقول ذلك لمن؟ يقوله لمن يرونه على السلوك السمح الرضي الطيب. إنّها لفتة من ذاته إلى دينه.

إنّ هذا يفسر لنا كيف انتشر الإسلام بوساطة جماعة من التجار الّذين كانوا يذهبون إلى كثير من البلاد، وتعاملوا النّاس بأدب الإسلام، وبوقار الإسلام، وبورع الإسلام فصار سلوكهم الملتزم لافتًا، وعندما يسألهم القوم عن السر في سلوكهم الملتزم، ويقول الإنسان منهم: أنا لم أجيئ بذلك من عندي ولكن من اتباعي لدين الله الإسلام. (تفسير الشعراوي: (١٣٩٧/٣، ١٣٩٨) ال عمران: ٥٢، ط: مطبع أخبار اليوم)

وقت رواداری سے کام لینے کی ترغیب دی ہے۔ [1]

(۳۴۲) تاجروں کی گاڑیوں سے کوئی چیز گر جائے

تجارت کے سامان لے جانے والے تاجروں کی گاڑیوں سے راستے میں کبھی کوئی سامان گر جاتا ہے، مثلاً برتنوں کا کارٹن، یا پھلوں کا کریٹ یا اس طرح کی کوئی چیز گر جاتی ہے، تو اگر انسان کو ایسی کوئی چیز ملے تو یہ لقطہ شمار ہوگی کیونکہ یہ مالک سے گم ہونے والا مال ہے اور یہ لقطہ ہوتا ہے، اگر اٹھانے والا یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کا اعلان کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو اسے اٹھالے اور اعلان کرے، اور اگر وہ خراب ہونے والی چیز ہے تو اسے بیچ دے اور اس کی قیمت اپنے پاس محفوظ رکھے۔ اگر اس کے بعد اس کا مالک آجائے تو وہ قیمت اس کو دے دے، اور اگر اٹھانے والے کو اپنی ذات پر اعتماد نہ ہو کہ وہ اعلان کر سکے گا تو وہ اس چیز کو اٹھائے نہیں بلکہ اس جگہ پر چھوڑ دے۔ [2]

---

(۱) عن أبي رافع قال: استسلف رسول الله صلى الله عليه وسلم بكراً، فجائته إبل من الصدقة فأمرني أن أقضي الرجل بكرة، فقلت: لم أجد في الإبل إلا جملاً خياراً رباعياً، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "أعطه إياه فإن خيار الناس أحسنهم قضاءً". (سنن ابي داؤد: (۱۲۰/۲) كتاب البيوع، باب في حسن القضاء، ط: رحمانيه)

الترغيب والترهيب: (۴۴۷/۲) رقم الحديث: ۲۷۲۶، كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي، والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

جامع الترمذي: (۲۴۵/۱، ۲۴۶) أبواب البيوع، باب ماجاء في استقراض البعير أو الشيء من الحيوان، ط: سعيد)

(۲) (ندب رفعها لصاحبها) إن أمن على نفسه تعريفها وإلا فالترك أولى. وفي الرد: وله إمساكها لصاحبها، وفي الخلاصة: له بيعها ايضاً وإمساك ثمنها. (الدر المختار مع الرد: (۲۷۶/۴، ۲۷۹) كتاب اللقطة، ط: سعيد)

وأما مالا يبقى فإنه يعرف إلى أن يخاف فساده... وفي القهستاني عن النظم لو كانت مما لا يبقى باعها بأمر القاضي، ثم حفظ ثمنها انتهى... فإن جاء ربها بعده... يأخذها منه إن كانت باقية. (الدر المنتقي مع مجمع الأنهر: (۵۲۶/۲، ۵۲۷) كتاب اللقطة، ط: دار الكتب العلمية).

مجمع الأنهر: (۵۲۶/۲) كتاب اللقطة، ط: دار الكتب العلمية.

الفتاوىٰ الهندية: (۲۹۰/۲) كتاب اللقطة، رشيديه)

تاجروں کے مراتب

ایک حکیم اور دانا فرماتے ہیں کہ تاجروں کے کئی مراتب ہیں:

1. جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ بھی دیتے ہیں اور تجارت بھی رزق دیتی ہے تو وہ شرک ہے۔
2. جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق دینے والا اللہ ہی ہے مگر اسے یہ پتہ نہیں کہ اللہ اسے رزق دیں گے بھی یا نہیں اس طرح شک کرتا ہے تو وہ شک کرنے والا منافق ہے۔
3. جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ ہی دیتے ہیں، مگر وہ حقوق اللہ کی ادائیگی نہیں کرتا اور اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے۔
4. جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ ہی دیتے ہیں، اور تجارت محض سبب ہے، اور وہ تجارت اور کمانے کی خاطر اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا، بلکہ اس کا حق ادا کرتا ہے تو وہ خالص مومن ہے۔[1]

تاجروں پر ٹیکس لگانا

''کسٹم ڈیوٹیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۸/۵)

تاخیر کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا

''قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۸/۵)

---

(۱) وقال الحكم: الناس في الكسب على خمس مراتب:
منهم من يرى الرزق من الله تعالى ومن الكسب فهو مشرك.
ومنهم من يرى الرزق من الله تعالى ولا يدري أيعطيه أم لا فهو منافق شاك.
ومنهم من يرى الرزق من الله تعالى ولا يؤدي حقه ويعصي الله تعالى فهو فاسق.
ومنهم من يرى الرزق من الله تعالى ويرى الكسب سبباً واخرج حقه ولا يعصي الله تعالى لاجل الكسب فهو مومن مخلص. تنبيه الغافلين: (ص: ۳۲۸) ۶۲، باب آفة الكسب والحذر عن الحرام ط: مكتبه رشيدية.

تازہ اور پرانی چیز ملا کر فروخت کرنا

(۳۴۴) اگر تازہ اور پرانی چیز ملا کر فروخت کرنے کی صورت میں خریدار کو دھوکا نہیں ہوتا ہے یا خریدار کو خود چھانٹ کر کے لینے کی اجازت ہوتی ہے تو ان صورتوں میں تازہ اور پرانی چیز کو ملا کر فروخت کرنا جائز ہے۔

اور اگر تازہ اور پرانی چیز کو ملا کر فروخت کرنے کی صورت میں خریدار کو دھوکا ہوتا ہو یا چھانٹ کر کے لینے کی اجازت نہیں ہوتی تو ان صورتوں میں دھوکا دینے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، ایسی صورت میں تازہ اور پرانی چیز کو الگ الگ کر کے فروخت کرے یا گاہک پر یہ بات واضح کردے کہ تازہ اور پرانی چیز ملی ہوئی ہے تاکہ گاہک پر عیب ظاہر ہوجائے، لینا چاہے تو لے ورنہ چھوڑ دے۔ (۱)

---

(۱) عن حكيم بن حزام رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فإن صدقا وبينا بورك ... الحديث۔ قال النووي: أي بين كل واحد لصاحبه مايحتاج إلى بيانه من عيب ونحوه في السلعة والثمن وصدقه في ذلك۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: قديمى)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، فإن صدقا، أي في صفة المبيع والثمن ومايتعلق بهما، وبينا، أي عيب الثمن والمبيع "بورك" أي أكثر النفع "لهما في بيعهما" أي شرائهما، والمراد في عقدهما وإن كتما وكذبا، محقت بركة بيعهما۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۶/۶) كتاب البيوع، باب الخيار، الفصل الأول، ط: رشيديه)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ماهذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير: (۵۹۲۴/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

وأما بيان نفس العيب فواجب) لأن الغش حرام۔ (الشامية: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

عن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم أخو المسلم ولا يحل لمسلم باع من أخيه بيعا فيه عيب، إلا بينه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمى)

تاش

''تاش'' ایک لغو کھیل ہے، اس میں مشغول ہونے سے قیمتی وقت ضائع ہوجاتا ہے اور اللہ کی یاد سے انسان غافل ہوجاتا ہے اور ہار جیت کی صورت میں مالی جرمانے کا معاملہ کرنے کی وجہ سے ''جوے'' کا ذریعہ بنتا ہے، اس لیے یہ کھیل کھیلنا ناجائز ہے اور اس کی تجارت بھی ناجائز اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۱)

تاش کی خرید وفروخت

تاش کسی جائز کام میں استعمال نہیں ہوتا اور جوے کے ساتھ بھی حرام ہے اور جوے کے بغیر بھی وقت کو ضائع کرنا ہے اور عام طور پر ایسے لوگ تاش کھیلتے ہیں جو دین ومذہب سے عاری اور دور ہوتے ہیں اس لیے اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اور منافع حلال نہیں اور اس کا استعمال بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) کل لهو المسلم حرام الا ثلاثة ملاعبته اهله وتاديبه لفرسه ومناضلته بقوسه۔ (شامی: (۳۹۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

▭ وكره تحريمًا اللعب بالنرد، وكذا الشطرنج۔ وفي الرد: وإنما كره؛ لأنّ من اشتغل به ذهب عناه الدنيوي وجاءه العناء الأخروي فهو حرام وكبيرة عندنا۔ (الدر مع الرد: (۳۹۴/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

▭ مجمع الأنهر: (۲۲۲/۴) كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات، ط: دار الكتب العلمية۔

▭ تكملة فتح الملهم: (۴۳۵/۴) قبيل كتاب الرؤيا، ط: دار العلوم كراچی۔

▭ فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها، وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في اللبس، ط: سعيد)

▭ انظر أيضًا الحاشية الآتية۔

(۲) قال في البدائع: ومنها أن تكون المنافع مباحة الاستيفاء فإن كانت محظورة الاستيفاء لم تجز الإجارة۔ وقال في الملتقى بعد ذكر كسر آلة اللهو۔ ويصح بيع هذه الأشياء، وقالا لا يضمن ولا يجوز بيعها وعليه الفتاوى اهـ۔ قال في الكافي: لهما أن هذه الأشياء أعدت للمعصية فبطل تقومها كالخمر والفتوى على قولهما لكثرة الفساد فيما بين الناس۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۳۵۴/۲) =

تالاب کا پانی اور مچھلی

☆...... زمین دار کی عام کھلی زمین میں جو تالاب ہوتا ہے اس کا پانی اور مچھلیاں زمین دار کی مملوک نہیں ہیں، ایسے تالاب سے لوگوں کو پانی لینے اور مچھلیاں پکڑنے سے روکنا درست نہیں ہے۔(۱)

=مسائل و فوائد شتی من الحظر و الإباحة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۲۴/۸) كتاب الغصب، قبيل: كتاب الشفعة، ط: سعيد۔

الفتاوىٰ الهندية: (۱۱٦/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه و ما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد و في بيع المحرمات، ط: رشيديه۔

وما كان الغالب عليه الحرام لم يجز بيعه ولا هبته۔ (الفتاوىٰ الهندية: (۱۱٦/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

ما وضع لغرض محظور، ومادته مباحة، فلا يستعمل في مباح إلاّ بتكلّف، أو إحداث تغيير فيه۔ وذكر فيه الفقهاء آلات الملاهي المحظورة، ويقصدون بها آلات الموسيقي الممنوعة في المذاهب الأربعة۔ فالمختار من مذهب الحنابلة أنّها غير متقوّمة شرعًا، فلا يصحّ بيعها۔ ومعناه أن بيعها باطل لا ينعقد عندهم مثل الخنزير وهو قول في مذهب المالكية... أمّا الحنفية والشافعية: فبيع هذه الآلات صحيح منعقد عندهم؛ لأنّه يمكن استعمالها في مباح، ولو بعد تغييرها، ولكن يكره البيع في حالتها الموجودة۔ قال الكاساني رحمه الله تعالى:

"ويجوز بيع آلات الملاهي من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلك عند أبي حنيفة، لكنه يكره۔ وعند أبي يوسف ومحمد لا ينعقد بيع هذه الأشياء؛ لأنّها آلات معدة للتلهي بها موضوعة للفسق والفساد، فلا تكون أموالاً، فلا يجوز بيعها۔ ولأبي حنيفة رحمه الله أنّه يمكن الانتفاع بها شرعًا من جهة أخرى بأن تجعل ظروفًا لأشياء، ونحو ذلك من المصالح، فلا تخرج عن كونها أموالاً اهـ۔

والظاهر أن الكراهة الّتي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريميه، لما قال ابن الهمام في أوّل شرحه لـ "فصل فيما يكره" من الهداية:

"لما كان دون الفاسد، أخّر عنه۔ وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي، بل في عدم فساد العقد، وإلاّ فهذه الكراهات كلّها تحريمية لا نعلم خلافًا في الإثم اهـ۔" ومقتضاه أن لا يطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱٦/۱۔۳۱۸) الشرط الثاني: كون المبيع متقوّمًا، القسم الأوّل: ما وضع لمحظور، ط: مكتبة معارف القرآن)

(۱) قال الأتقاني ونقل الفقيه أبو الليث عن الرقيات مسائل نحو هذا قال: قال محمد: لو أنّ رجلاً اتّخذه حظيرة في أرضه فدخل الماء واجتمع فيه السمك فقد ملك السمك وليس لأحد أن يأخذه، =

ہاں پانی تالاب میں سے کسی برتن وغیرہ میں لینے کے بعد اور مچھلیاں پکڑ لینے کے بعد زمین دار کی ملک ہوجاتی ہیں پھر اس کے بعد ان کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔

☆......اور اگر تالاب کے چاروں طرف باڑ یا جالی وغیرہ لگا کر محفوظ کرلیا ہے تو اس صورت میں دوسرے لوگوں کے لیے زمین دار کی اجازت کے بغیر پانی لینے اور مچھلیاں پکڑنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆......جن ممالک میں پانی کی فراوانی ہے اور وہاں بجلی کا انتظام نہیں ہے تو وہاں کے لوگ ہر گھر کے احاطے کے اندر ایک ایک تالاب بنالیتے ہیں تاکہ پانی کی ضرورت پورے سال اس سے پوری ہوجائے ایسے تالاب کا پانی دوسرے آدمی کے لیے اجازت کے بغیر لینا اور مچھلیاں پکڑنا جائز نہیں ہوگا لیکن ایسے تالابوں کا پانی بھی برتن وغیرہ میں لینے سے پہلے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہوگا اسی طرح مچھلیوں کو پکڑنے سے پہلے ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

=ولو اتخذه لحاجة أخرى، فمن أخذ السمک فهو له۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۱۳۰/۴) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: مكتبه امداديه ملتان)

البناية في شرح الهداية: (۲۲۳/۱۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبه حقانيه پشاور۔

شامي: (۶۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱) (ولا يجوز بيع السمک في الماء) بيع السمک في البحر أو النهر لا يجوز، فإن كانت له حظيرة فدخلها السمک فإما أن يكون أعدها لذلک أو لا، فإن كان أعدها لذلک فما دخلها ملكه وليس لأحد أن يأخذه، ثم إن كان يؤخذ بغير حيلة اصطياد جاز بيعه؛ لأنه مملوک مقدور التسليم مثل السمكة في حب، وإن لم يكن يؤخذ إلا بحيلة لا يجوز بيعه لعدم القدرة على التسليم عقيب البيع، وإن لم يكن أعدها لذلک لا يملک ما يدخل فيها فلا يجوز بيعه لعدم الملک إلا أن يسد الحظيرة إذا دخل فحينئذ يملكه۔ (فتح القدير: (۳۷۴/۶، ۳۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الشامية: (۶۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(و) فسد (بيع سمک لم يصد) لو بالعرض والا فباطل لعدم الملک قوله: (وفسد بيع سمک لم يصد لو بالعرض... الخ) ظاهره ان الفاسد بيع السمک وانه يملک بالقبض، وفيه: ان بيع ما ليس في=

تالاب میں مچھلی فروخت کرنا

واضح رہے کہ کسی چیز کوفروخت کرنا جائز ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں:

اول یہ کہ جو چیز بیچی جارہی ہو وہ بیچنے والے کی ملکیت ہو۔

دوسرے یہ کہ اس کی حوالگی اور سپردگی ممکن ہو، اگر وہ فی الحال اس کے حوالے کرنے پر قادر نہ ہو تو بیع درست نہیں ہوگی مثلا بھاگے ہوئے جانور یا کسی گم شدہ چیز کو

=ملکه باطل کما تقدم؛ لانه بیع المعدوم، والمعدوم لیس بمال... الخ (الدر مع الرد: (۵/۶۰) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

قال: ولا یجوز بیع السمک قبل أن یصطاد لانه باع مالایملکه، ولا فی حظیرة اذا کان لایوخذ الا بصید لانه غیر مقدور التسلیم ومعناه: إذا أخذه ثم ألقاه فیها، لو کان یوخذ من غیر حیلة جاز۔ (الهدایة: (۳/۵۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:شرکة علمیة ملتان)

ومنها فی المبیع وهو ان یکون موجودا فلاینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم ... وان یکون مملوکا فی نفسه وان یکون ملک البائع فی مایبیعه۔ (هندیه: (۳/۲، ۳) کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ط:رشیدیه کوئٹه)

وفي الدر المختار: (والمراعي) أي الكلأ (وإجارتها) أما بطلان بيعها فلعدم الملك لحديث: "الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار"۔

وفي الرد: وقال الرملي: إن صاحب البئر لايملك الماء ... وهذا مادام في البئر أما إذا أخرجه منها بالاحتيال كما في السواني فلا شك في ملكه له لحيازته له في الكيزان ثم صبه في البرك بعد حيازته تأمل، ثم حرر الفرق بين ما في البئر وما في الحباب والصهاريج الموضوعة في البيوت لجمع ماء الشتاء بأنها أعدّت لإحراز الماء فيملك ما فيها، فلو آجر الدار لايباح للمستأجر ماؤها إلا بإباحة المؤجر اهـ ملخصًا۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۶، ۶۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: صاحب البئر لايملك الماء، ط:سعيد)

كل من يحرز شيئا مباحًا يملكه مستقلاً۔ مثلاً لو أخذ أحد من نهر ماء بوعاء كالجرة والبرميل فبإحرازه وحفظه في ذلك الوعاء صار ملكه فليس لغيره صلاحية الانتفاع به۔ وإذا أخذه آخر بدون إذنه واستهلكه يكون ضامنًا۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۵۳۶) المادة: ۱۲۴۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الرابع في شركة الإباحة، الفصل الثاني في كيفية استملاك الأشياء المباحة، ط:دار الكتب العلمية)

فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ بائع بروقت حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔

لہٰذا اگر مچھلی بائع کی ملک میں داخل ہے اور وہ آسانی کے ساتھ حوالہ کرنے پر قادر ہے تو اس کی خرید وفروخت درست ہوگی اور اگر وہ مچھلی کو حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی خرید وفروخت کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔

آسانی کے ساتھ مچھلی کو حوالہ کرنے کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ شکار کے بعد وہ کسی برتن میں محفوظ کرلے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے۔ یا مچھلی کو کسی ایسے چھوٹے گڑھے میں رکھے جس سے نکالنا آسان اور سہل ہو۔[1]

تالاب میں مچھلی فروخت کرنے کی جائز صورت

موجودہ دور میں بعض علاقوں میں مچھلی پکڑے بغیر تالاب یا پروجیکٹ وغیرہ

---

(۱) (یلزم أن یکون المبیع مقدور التسلیم) فبیع غیر مقدور التسلیم باطل... یلزم أن یکون المبیع مالاً متقوما... وکذا یشترط في المبیع أن یکون مملوکا فلا یصح بیع الکلأ قبل إحرازه وإن نبت في ملک البائع۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۸، ۱۹۹، الکتاب الأول في البیوع، الفصل الأول في شروط المبیع وأوصافه، ط: دار الکتب العلمیة)

(ولا یجوز بیع السمک في الماء) بیع السمک في البحر أو النهر لا یجوز، فإن کانت له حظیرة لدخلها السمک فإما أن یکون أعدها لذلک أو لا، فإن کان أعدها لذلک فما دخلها ملکه ولیس لأحد أن یأخذه، ثم إن کان یؤخذ بغیر حیلة اصطیاد جاز بیعه؛ لأنه مملوک مقدور التسلیم مثل السمکة في حب، وإن لم یکن یؤخذ إلا بحیلة لا یجوز بیعه لعدم القدرة علی التسلیم عقیب البیع، وإن لم یکن أعدها لذلک لا یملک ما یدخل فیها فلا یجوز بیعه لعدم الملک إلا أن یسد الحظیرة إذا دخل فحینئذ یملکه۔ (فتح القدیر: (۳۷۴/۶، ۳۷۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

ومنها في المبیع وهو ان یکون موجودا فلا ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم ... وان یکون مملوکا في نفسه وان یکون ملک البائع فی مایبیعه۔ (هندیه: (۲/۳، ۳) کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ط: رشیدیه کوئٹه)

(و) فسد (بیع سمک لم یصد) لو بالعرض والا فباطل لعدم الملک قوله: (وفسد بیع سمک لم یصد لو بالعرض ....الخ) ظاهره ان الفاسد بیع السمک وانه یملک بالقبض، وفیه: ان بیع مالیس فی ملکه باطل کما تقدم؛ لانه بیع المعدوم، والمعدوم لیس بمال ...الخ (الدر مع الرد: (۶۰/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

میں رہتے ہوئے فروخت کرنے کا رواج ہے اور لوگ اس میں بہت مبتلا ہیں اس کے جواز کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ تالاب اور پروجیکٹ وغیرہ کو پانی سمیت کسی متعین مدت کے لیے اجارہ پر دے دے تو یہ جائز ہے یعنی مچھلیوں سے قطع نظر کر کے اگر کوئی شخص صرف اپنا مملوک تالاب وغیرہ کسی شخص کو کسی معینہ مدت کے لیے اجارہ پر دے دے پھر اجارہ پر لینے والے کو اس تالاب سے ہر قسم کا فائدہ اٹھانے کا اختیار ہو اور وہ اس سے ہر طرح کا فائدہ اٹھائے اور اپنی مرضی سے اس تالاب وغیرہ سے مچھلی بھی پکڑے تو اس کی گنجائش ہے۔

واضح رہے کہ صرف مچھلی پکڑنے کے لیے تالاب وغیرہ کو اجارہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

تالے کے ساتھ چابی داخل ہے

تالا فروخت کرنے کی صورت میں چابی بھی بیع (بیچنے) میں داخل ہو جائے گی اور خریدار اس کا مالک ہو جائے گا اور چابی کی قیمت الگ لینے کا حق نہیں ہوگا اور

---

(۱) ولایجوز إجارة ماء فی نهر او قناة...... والفتوی علی الجواز لعموم البلوی ولو استأجر أرضامن الماء تجوز تبعا کذا فی التهذیب... والحیلة فی جوازها ان استأجر موضعا من الارض لیضرب به فسطاطا او لیجعله حظیرة لغنمه فتصح الاجارة ویبیح صاحب المرعی له الانتفاع بالمرعی کذا فی المحیط۔ (هندیه: (۴/۴۴۱، ۴۴۲) کتاب الإجارة، الباب الرابع عشر في تجدید الإجارة بعد صحتها... الخ، ط: رشیدیه)

وجاز اجارة القناة والنهر مع الماء به یفتی لعموم البلوی، مضمرات۔

وفی الشامیة تحته: وذکر هنا الاجارة اذا وقعت علی العین لاتصح فلاتجوز استیجار الآجام والانهار والحیاض لصید السمک... والحیلة فی الکل ان یستاجر موضعا معلوما لعطن الماشیة ویبیح الماء والمرعی۔ (الدر مع الرد: (۶/۶۳) کتاب الإجارة، باب إجارة الفاسدة، مطلب: إذا وقعت علی العین لاتصح والحیلة فیه، ط: سعید)

المحیط البرهاني: (۱۱/۳۵۶) کتاب الإجارة، الفصل الخامس فیما یجوز من الإجارات ومالایجوز، نوع آخر في المتفرقات، ط: إدارة القرآن۔

تالا بیچنے والے کو چابی اپنے پاس رکھنے کا حق نہیں ہوگا۔ [1]

تاوان دلال پر ہے یا نہیں؟

''کمیشن ایجنٹ پر تاوان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۵/۵)

تاوان کمیشن ایجنٹ پر ہے یا نہیں؟

''کمیشن ایجنٹ پر تاوان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۵/۵)

تاوان لینا

☆......رنگریز، دھوبی، درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اس کے پاس امانت ہے، اگر حفاظت کے باوجود چوری ہوجائے یا کسی اور قدرتی آفت سے ضائع ہوجائے تو ان سے تاوان لینا درست نہیں ہے، البتہ اگر اس کی غفلت اور سستی سے کپڑے پھٹ گئے یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھا دیا اور وہ خراب ہوگیا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے، اسی طرح جو کپڑا بدل دیا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر کپڑا گم ہوگیا اور وہ کہتا ہے کہ: معلوم نہیں کہ وہ

---

(۱) توابع المبيع المتصلة المستقرة تدخل في البيع تبعًا بدون ذكر، مثلاً إذا بيعت دار دخل في البيع الأقفال المسمرة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۹۲/۱) المادة: ۲۳۲، الكتاب الأول في البيوع، الفصل الرابع في بيان مايدخل في البيع بدون ذكر صريح ومالايدخل، ط: دار الكتب العلمية)

والمفتاح يدخل في بيع الغلق من غير تسمية؛ لأنه بمنزلة بعض منه إذ لا ينتفع به بدونه۔ (الهداية: (۹۲/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

الجوهرة النيرة: (۲۳۲/۱) كتاب البيوع، ط: حقانيه۔

وفي النهر: كل مايدخل تبعًا لايقابله شيئ من الثمن۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۵۲/۴) كتاب البيوع، مطلب: كل مادخل تبعًا لايقابله شيئ من الثمن، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۹۶/۵) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء ولا مفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

منحة الخالق على البحر: (۲۹۶/۵) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

کہاں گیا اور کیا ہوا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے اور اگر وہ کہے کہ: میرے یہاں چوری ہوگئی اس میں چلا گیا تو تاوان لینا درست نہیں ہے۔ (۱)

☆......اور جو پیشہ ور نہیں بلکہ خاص آپ ہی کے کام کے لیے مخصوص ہے مثلاً نوکر چاکر، ملازم، مزدور وغیرہ جس کو آپ نے ایک دن یا دو دن چار دن ایک ہفتہ یا ایک ماہ وغیرہ خاص مدت کے لیے رکھا ہے اس کے ہاتھ جو کچھ نقصان ہوگا اس کا تاوان لینا جائز نہیں ہے البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کر دے تو تاوان لینا درست ہے۔ (۲)

---

(۱) والمتاع في يده غير مضمون بالهلاک يعني لايضمن ماذكر يعني لايضمن ماذكره، سواء هلک بسبب يمكن الاحتراز عنه كالسرقة أو بمالايمكن كالحريق الغالب والغارة المكابرة۔ (البحر الرائق: (۴۷/۸) كتاب الإجارة، ط:سعيد)

ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۵۴۴/۳) كتاب الإجارة، ط:دار الكتب العلمية۔

والأجير المشترک من يعمل لغير واحد، والمتاع في يده غير مضمون بالهلاک وماتلف بعمله كتخريق الثوب من دقه وزلق الحمال وانقطاع الحبل الّذي يشدّ به الحمل وغرق السفينة من مدّها مضمون۔ (تبيين الحقائق: (۱۳۵/۵) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط:إمداديه ملتان)

الشامية: (۶۶/۶) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط:سعيد۔

(۲) الأجير الخاص أمين حتى أنّه لايضمن المال الّذي تلف في يده بغير صنعه، ولذا لايضمن المال الّذي تلف بعمله بلا تعد أيضًا۔ (شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۷۱۷/۲) المادة: ۶۱۰، الكتاب الثاني: في الإجارات، الباب الثامن، الفصل الثالث: في ضمان الأجير، ط:رشيديه)

(ولايضمن ماهلک في يده أو بعمله) كتخريق الثوب من دقه إلاّ إذا تعمد الفساد فيضمن كالمودع۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۷۰/۶، ۷۱) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

والأجير الخاص هو الّذي يستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وإن لم يعمل ... (ولايضمن) الأجير الخاص (ماتلف في يده) بأن يسرق منه أو غاب أو غصب (أو بعمله)؛ لأنّ العين أمانة في يده بالاتفاق ... كانكسار القدوم أو تخرق الثوب عند العمل إذا لم يتعمد الفساد۔ (مجمع الأنهر: (۵۴۴/۳، ۵۴۸) كتاب الإجارة، ط:دار الكتب العلمية)

ولايضمن ماتلف في يده بأن سرق منه أو غاب (ولا ماتلف من عمله) بأن انكسر القدوم في عمله أو تخرق الثوب من دقه إذا لم يتعمد الفساد، فإن تعمد ذلک ضمن كالمودع إذا تعدى۔ (العناية مع فتح القدير: (۱۲۹/۹) كتاب الإجارة، ط:دار الفكر)

☆...... درزی سے کہا کہ اس ناپ کا کرتہ سی دو اس نے چھوٹا سی دیا اگر بہت معمولی فرق ہے جو برداشت کیا جا سکتا ہے تب تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر زیادہ ہو تو درزی پر تاوان آئے گا۔ (۱)

تاوان لینا آرڈر کینسل کرنے پر

''آرڈر کینسل کرنے پر تاوان وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۸/۱)

تبادلہ میں حرام مال حاصل ہوا

''حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۳)

تباہی ہے مال کی محبت

''مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۸/۶)

تبدیل کرنا کاروبار

''کاروبار تبدیل کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۹/۵)

تبدیل نہیں ہوگا

''خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۷/۳)

---

(۱) فروع: قال للخياط: اقطع طوله وعرضه وكمه كذا فجاء ناقصا، إن قدر أصبع ونحوه عفو، وإن كثر ضمنه۔ وفي الرد: لأنه مما يخلّ بالمقصود فيعدّ إتلافًا ط۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴۲/۶) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة ومايكون خلافًا فيه، قبيل: مطلب: خوفوه من اللصوص ولم يرجع، ط: سعيد)

طحطاوي على الدر: (۲۱/۴) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة ومالايجوز، ط: المكتبة العربية۔

الهندية: (۴۹۶/۴) كتاب الإجارة، الباب السابع والعشرون في مسائل الضمان... الخ، ط: رشيديه)

تبدیل ہو جائے

٣٥٤

''سامان تبدیل ہو جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۱/۴)

تجارت آزادانہ ہو

اسلام کی نگاہ میں تمام دنیا ایک گھر کی مانند ہے اور تمام انسان ایک گھر کے افراد کی طرح ہیں، اسلام چاہتا ہے کہ تمام دنیا کی پیداوار جو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور برکات پر مشتمل ہے، تمام انسانوں کے لیے مشترک اور عام ہو، البتہ موجودہ حالات میں غیر مسلموں کی سازش کی وجہ سے اسلام کی عالمی برادری کے علم بردار اور اس کو عملی جامہ پہنانے والے ہی اپنے اپنے دائرہ میں سمٹ چکے ہیں اور زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر قناعت کر کے بیٹھ گئے ہیں، جنہیں چمن عالم کا مالی اور نگہبان بنایا گیا تھا وہ صرف اپنے آشیاں کے غم میں مبتلا ہیں ان کے بغیر چاہے چمن برباد ہو یا غیروں کی ملکیت میں چلا جائے انہیں اس کی کوئی فکر نہیں۔

ان حالات میں مسلمانوں پر لازم ہے کی عالم اسلام میں مکمل تجارتی اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کریں، اور دیگر اقوام کے ساتھ مسلمان ممالک یا مسلمان تاجروں کا تجارتی لین دین اور پیداواری منافع جات اور علمی اور فنی کمالات کا تبادلہ برابری کی بنیاد پر ہو۔ (۱)

---

(۱) قال الله تعالى: {إن هذه أمتكم أمة واحدة... الآية} (الأنبياء: ۹۲)
وقال صلى الله عليه وسلم: "المؤمنون كالبنيان يشد بعضه بعضا" ثم اختلف مشائخنا رحمهم الله في التجارة والزراعة، فقال بعضهم: التجارة أفضل لقوله تعالى: {وآخرون يضربون في الأرض} الآية، والمراد بالضرب في الأرض التجارة فقدمه في الذكر على الجهاد الذي هو سنام الدين وسنة المرسلين ولهذا قال عمر رضي الله عنه: لأن أموت بين شعبتي رحلي أضرب في الأرض ابتغي من فضل الله أحب إلي من أن أقتل مجاهدا في سبيل الله۔ وقال عليه السلام: التاجر الأمين مع الكرام البررة يوم القيامة۔ وأكثر مشائخنا رحمهم الله على أن الزراعة أفضل من التجارة؛ لأنها أعم نفعا فبعمل الزراعة تحصيل ما يقيم به =

تجارت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۷/۶)

تجارت بعض انبیاء کا پیشہ تھا

تجارت اور کاروبار گزر بسر کے لئے روزی کمانے کا بہترین ذریعہ ہے، بعض انبیاء کرام علیہم السلام نے تجارت کے پیشے کو اختیار کیا ہے، انبیاء کرام بازاروں میں جاتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ۔ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تجارت بعض انبیاء کرام کا پیشہ رہا ہے۔ مثلاً حضرت صالح علیہ السلام تاجر تھے، حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے۔ حضرت

=المرء صلبه ويتقوى به على الطاعة وبالتجارة لا يحصل ذلك ولكن ينمو المال۔ وقال عليه السلام: خير الناس من هو أنفع للناس ۔ فالاشتغال بما يكون أعم يكون أفضل ۔ (المبسوط للسرخسي: ۲۵۹/۳۰) كتاب الكسب، ط: دار المعرفة)

الموسوعة الفقهية الكويتية: (۲۳۹/۳۴) أنواع الكسب، ط: دار الصفوة۔

وعن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه۔ ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمی)

عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (ترى المؤمنين في تراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضوًا تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمي" ۔ متفق عليه (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمی)

وعن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضًا ۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمی)

(۱) (سورة الفرقان: آیت: ۲۰)

سلیمان علیہ السلام کھجور کے پتوں کی تجارت کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبوت سے پہلے تجارت کرتے تھے۔ (۱)

(۳۵۶)

تجارت سے گناہ معاف ہوتا ہے

معیشت کی طلب میں جس قدر فکر وغم تجارت اور کاروبار میں ہوتا ہے اتنی فکر ملازمت، زراعت اور صنعت وحرفت میں نہیں ہوتی، اس لئے بہت سارے گناہ ایسے ہیں جو معاش کی طلب اور اس کی فکر اور غم کی وجہ سے معاف ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نماز، روزہ، حج اور عمرہ نہیں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''طلب معاش کی فکر اور غم''۔ (۲)

---

(۱) وكان آدم حراثاً أي: زراعاً ونوح نجاراً... وصالح تاجراً وداود زراداً وسليمان كان يعمل الزنبيل في سلطنته ويأكل من ثمنه... وكان موسىٰ وشعيب ومحمد رعاة. (تفسير روح البيان: (۱/۳۰) سورة البقرة:۳۶، ط: دار الكفر بيروت)

وقد ذكر في الاختيار: أن الرسل عليهم السلام كانوا يكتسبون ويأكلون من كسبهم فأدم عليه السلام زرع الحنطة... ونوح النبي عليه السلام كان نجاراً... وداود النبي عليه السلام كان يصنع الدرع، وسليمان النبي عليه السلام كان يصنع المكتل من الخوص، ونبينا محمد عليه السلام رعي الغنم. (مجالس الأبرار: (ص:۵٤۱، ۵٤۲) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، وأي أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمي)

المبسوط للسرخسي: (۲٤٦/۳۰) كتاب الكسب، ط: دار المعرفة.

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من الذنوب ذنوباً لاتكفرها الصلاة، ولا الصيام ولا الحج، ولا العمرة، قالوا فما يكفرها يارسول الله؟ قال: الهموم في طلب المعيشة (مجمع الزوائد: (٦٣/٢) رقم الحديث: ٦٢٣٩، كتاب البيوع، باب الكسب والتجارة ومحبتها والحث على طلب الرزق، ط: مكتبة القدس، القاهرة)

المعجم الأوسط: (٣٨/١) رقم الحديث: ١٠٢، باب الألف من اسمه: أحمد، ط: دار الحرمين.

كنز العمال: (٤٨٢/٦) رقم الحديث: ١٦٦٤٠، حرف الزاء، كتاب الزكاة، الباب الثالث، الفصل الأول في فضل الفقر والفقراء، ط: مؤسسة الرسالة.

ایک اور حدیث میں ہے کہ یقیناً لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں درہم، دینار (یعنی مال و دولت) کے سوا اسے اور کوئی چیز فائدہ نہیں دے گی۔ (۱)

تجارت صنعت سے بہتر ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رزق کے بیس دروازے ہیں، انیس اس میں سے تجارت کے لئے ہیں اور ایک اس میں سے زرگری (سنار کا پیشہ) کے لئے ہے۔ (۲)

تجارت کا اشتہار سینما کے ذریعے

اپنی تجارتی چیز کو مشہور کرنے کے لیے شیطانی گھر سینما میں سلائڈ دینا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ سینما کی مدد ہے اور سینما کی مدد کرنا درست نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) ليأتين على الناس زمان لا ينفع فيه الا الدينار والدرهم. (مجمع الزوائد: (٤/ ٦٥) رقم الحديث: ٦٢٢٢، كتاب البيوع، باب فيما يتخذ من الدواب، ط: مكتبة القدس القاهرة)
المعجم الكبير: (٢٠/ ٢٧٩) رقم الحديث: ٦٦٠، حرف الميم، المقدام بن معدي كرب الكندي، حبيب بن عبيد الرحبي عن المقدام، ط: مكتبه ابن تيمية)
المسند الجامع: (١٥/ ٤٤٧) رقم الحديث: ١١٨٠٥، حرف الميم المقدام بن معدى كرب الكندي، ط: دار الجيل بيروت.

(۲) يا معشر قريش لا يغلبنكم الموالي على التجارة، فإن الرزق عشرون باباً تسعة عشر منها للتاجر، وباب واحد منها للصائغ... الديلمي وابن النجار عن ابن عباس. (كنز العمال: (٤/ ٣٣) رقم الحديث: ٩٣٥١، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الثالث في أنواع الكسب، ط: مؤسسة الرسالة)
جامع الأحاديث للسيوطي: (٩/ ٢٦٥) رقم الحديث: ٢٨٩٩١، حرف الياء ط: دار الفكر.
مسند الفردوس للديلمي: (٥/ ٢٨٧) رقم الحديث: ٨٢٣٥، باب الياء، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(۳) قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ٢)
ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم... الخ۔ (أحكام القرآن للقرطبي: (٣/ ١٨) ط: دار الفكر)=

خاص طور پر دین داروں اور دینی منصب والوں کے لیے یہ زیادہ برا ہے اور بدنامی کی چیز ہے۔[1]

(قال علی رضی اللہ عنہ: ایاک ومایسبق الی العقول انکارہ وان کان عندک اعتذارہ)

تجارت کا ایک سودی طریقہ

''تجارت کا ایک نیا طریقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۸/۲)

تجارت کا ایک نیا طریقہ

آج کل تجارت کا ایک طریقہ بہت چل رہا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی کمپنی یا پارٹی یا دکان دار کسی تجارتی چیز کی اسکیم چلاتی ہے مثلاً کوئی ہنڈا موٹر سائیکل کی اسکیم چلاتا ہے اس کی قیمت پچاس ہزار روپے ہے ایک ہزار روپے ماہانہ کے تین سو ممبر بنائے جاتے ہیں اور ایک ماہ میں ایک بار قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس ممبر کا نام پہلی دفعہ قرعہ اندازی میں نکل آتا ہے اس کو صرف ایک ہزار روپے میں

= قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۴۳/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، تحت رقم الحديث: ۲۸۰۷، ط: رشيديه)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

(۱) اتقوا مواضع التهمة۔ (كشف الخفاء: (۵۳/۱) رقم الحديث: ۸۸، حرف الهمزة، ط: المكتبة العصرية)

إحياء علوم الدين: (۳۶/۳) كتاب شرح عجائب القلب، بيان معنى النفس والروح والقلب وما هو المراد بهذه الأسامي، ط: دار المعرفة۔

الفوائد المجموعة: (۲۵۱/۱) رقم الحديث: ۹۳، كتاب الأدب والزهد والطب وعيادة المريض، ط: دار الكتب العلمية۔

پچاس ہزار کی چیز مل جاتی ہے، پینتالیس مہینے کی اسکیم ہے اس میں کمپنی یا پارٹی یا دکان دار جو اس اسکیم کو چلاتا ہے اس کا فائدہ تو یہ ہے کہ تین لاکھ روپے ماہانہ جمع ہو جاتے ہیں اور صرف پچاس ہزار کی چیز جاتی ہے اس طرح سے تجارت کے لیے اس کو اڑھائی لاکھ روپے مل جاتے ہیں اور پینتالیس ماہ پورے ہونے کے بعد ہر ممبر کو ہنڈا موٹر سائیکل یا پچاس ہزار روپے واپس مل جائیں گے ممبر کا اس میں فائدہ یہ ہے کہ پہلے ماہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے والے کو صرف ایک ہزار روپے میں اور دوسرے ماہ والے کو صرف دو ہزار روپے اور تیسرے ماہ والے کو صرف تین ہزار روپے کی چیز مل جاتی ہے، قرعہ میں نام نکلنے کے بعد اس ممبر کو پیسے نہیں بھرنے پڑتے۔

اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ یہ اسکیم اور معاملہ سود اور قمار پر مشتمل ہے اور قیمت بھی مجہول ہے لہٰذا یہ حرام ہے اس قسم کی اسکیم چلانا اور اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

---

(۱) {یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما إثم کبیر ومنافع للناس وإثمهما أکبر من نفعهما}۔ (البقرة: ۲۱۹)

{یأیها الذین اٰمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوه لعلکم تفلحون إنما یرید الشیطٰن أن یوقع بینکم العداوة والبغضاء في الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوٰة فهل أنتم منتهون}۔ (المائدة: ۹۰)

وسمي القمار قمارًا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (الشامیة: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل: في البیع، ط: سعید)

ولا خلاف بین أهل العلم في تحریم القمار۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۳۵۰/۱) البقرة: ۲۱۹، باب تحریم المیسر، ط: قدیمی)

{یأیها الذین اٰمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربٰوا إن کنتم مؤمنین فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله}۔ (البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹)

عن جابر رضي الله تعالیٰ عنه قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم اٰکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال: هم سواء۔ (الصحیح لمسلم: (۲۷/۲) کتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی)=

تجارت کا معنی

(۳٦٠) تجارت کا معنی نفع حاصل کرنے کے لئے لین دین کرنا، اسی کو بیع وشراء اور خرید وفروخت کہا جاتا ہے۔[1]

تجارت کرنا امانت ہے

''امانت سے سرمایہ کاری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲٦/۱)

تجارت کرنا حج کے موقع پر

''حج کے موقع پر تجارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۷/۳)

تجارت کو دیکھ کر کافر مسلمان ہو جاتے

''تاجر کی مہارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۹/۲)

تجارت کو فروغ دینے کے لیے قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دینا

''انعامی کوپن پر چیزیں خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۸/۱)

تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اس سے معلوم ہوا کہ خرید وفروخت اور تجارت کرنے والے پر تجارت کے مسائل

= عن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم، أشد من ستة وثلاثين زنية. (مسند أحمد: (۲۹٦/٦) رقم الحديث: ۲۲۰۰۷، مسند عبد الله بن حنظلة، ط: دار إحياء التراث العربي)

(۱) التجارة: عبارة عن شراء شيء ليباع بالربح. (التعريفات: (ص:۳۹) باب التاء، ط: مكتبة حقانيه)

التجارة: ما يتجر فيه وتقليب المال لغرض الربح وحرفة التاجر. (المعجم الوسيط: (ص:۸۳) باب التاء، ط: دار الدعوة)

تاج العروس: (۳۰۹/۱۰) باب الراء فصل: التاء الفوقانية مع الراء، ط: دار الهداية.

سیکھنا فرض ہے۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں صرف ان لوگوں کو تجارت کی اجازت دیتے تھے جو تجارت کے مسائل سے واقف ہوتے تھے، اور جو تجارت کے مسائل کو بصیرت کے ساتھ نہیں جانتے تھے ان کو بازار میں تجارت کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے شہر میں صرف وہ آدمی تجارت کرسکتا ہے جسے دین کی سمجھ اور مسائل کا بصیرت کے ساتھ علم ہو۔ [2]

علامہ کتانیؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازاروں میں نگران مقرر فرماتے تھے جو اس بات کی نگرانی کرتے تھے کہ مسائل سے ناواقف لوگ تجارت تو نہیں کر رہا ہے۔ [3]

تجارت کی بنیاد آخرت کے تصور پر ہو

انسان کی پیدائش آخرت کے لیے ہے تاکہ وہ آخرت میں کام یاب ہونے والے اعمال اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کی رضامندی حاصل

---

(۱) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم. (مشكاة المصابيح: (۳۴/۱) كتاب العلم، الفصل الثاني، ط: قديمي)
☜ سنن ابن ماجه: (ص: ۲۰) المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ط: قديمي.
☜ مجمع الزوائد: (۱/ ۱۱۹) رقم الحديث: ۴۷۲، كتاب العلم، باب في طلب العلم، ط: مكتبة القدس القاهرة.

(۲) عن مالك بن انس عن العلاء... قال قال عمر بن الخطاب: لا يبع في سوقنا الامن تفقه في الدين. (ترمذي: (۱/ ۱۲۲) قبيل ابواب الجمعة، ط: سعيد)

(۳) وبعث عمر من يقيم من الأسواق من ليس بفقيه. (التراتيب الادارية: (۲/ ۱۷) القسم التاسع، باب كون الناس كانوا أول الإسلام لايتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه، ط: دار القلم.

کرتا ہے اس لیے مال کماتے ہوئے آخرت کی فکر دامن گیر رہنی چاہیے، مال کمانا
اور خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہونا چاہیے کیوں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا
بندہ ہے جیسا کہ غلام کو اپنے آقا کے پاس جا کر اپنی کارکردگی کا حساب دینا پڑتا ہے
اسی طرح ہر انسان کو اپنی کسب و کمائی پھر اس کے خرچ کے بارے میں اللہ کے پاس
جا کر قیامت کے دن حساب دینا پڑے گا، ہر انسان سے کسب و کمائی کے ذرائع اور
خرچ اور صرف کے مواقع کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب حساب کتاب کے لیے اللہ رب
العالمین کے دربار میں پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہیں سکیں گے
جب تک پانچ چیزوں کے بارے میں سوالوں کے جوابات نہیں دے گا۔

الف: ایک سوال یہ ہوگا کہ پوری زندگی کو کہاں پر کس کام میں اور کس
مشغلے میں خرچ کیا؟

ب: دوسرا سوال خاص جوانی کے بارے میں ہوگا کہ اپنی جوانی کہاں
گزاری؟

ج: تیسرا سوال یہ ہوگا مال و دولت کہاں سے اور کن ذرائع سے
حاصل کیا؟

د: چوتھا سوال یہ ہوگا کہ کمایا ہوا مال کہاں کہاں خرچ کیا یعنی کن
کاموں میں خرچ کیا؟

ہ: پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جتنی مقدار دین کا علم تھا اس کے موافق کتنا
عمل کیا؟

ان میں سے تیسرا سوال مال و دولت کے بارے میں ہوگا، جیسا کہ قرآن و

حدیث کی رو سے واضح ہے کہ ہر انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال روزی کھانے اور کمانے کی ہدایت تھی، حرام کمائی سے بچنے اور دور رہنے کا حکم تھا، اس نے کہاں تک ان احکام پر عمل کیا ہے؟ کسب وکمائی میں حرام ذرائع استعمال کیے تھے یا حلال ذرائع؟ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی تھی یا اس کی خلاف ورزی کی؟ اگر کمائی میں حلال ذرائع استعمال کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں صحیح جواب دے گا اور اس کی گرفت اور پکڑ سے بچ جائے گا، لیکن اگر کسب وکمائی میں حلال ذرائع اختیار نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے احکام مثلاً حلال روزی کمانے اور کھانے پر عمل نہیں کرتا تھا اور ناجائز ذرائع آمدنی اور حرام خوری سے نہیں بچتا تھا تو قیامت کے دن وہ جوابدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے نہیں بچ سکے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آجاتا ہے اس کو ساری دنیا مل کر بھی بچا نہیں سکتی۔

جس طرح ذرائع آمدن اور کمائی کے طریقوں سے سوال ہوگا اسی طرح کمائے ہوئے مال کے خرچ اور صرف کے بارے میں سوال ہوگا (جو چوتھا سوال ہوگا) کہ اس نے مال کو قرآن وحدیث کے مطابق اپنی ذات پر، اپنے ماں باپ اور اہل وعیال پر، یتیم ومسکین پر، پڑوسیوں پر، مسافروں پر خرچ کیا اور اللہ کے راستے میں خرچ کیا، یا ناجائز اور حرام کاموں میں خرچ کیا؟ فضول خرچی میں اڑایا یا غیر شرعی اشتہارات یا ناچ گانے میں لگایا؟[1]

---

(۱) عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تزول قدما ابن آدم يوم القيامة من عند ربه حتى يسأل عن خمس: عن عمره فيما أفناه، وعن شبابه فيما أبلاه، وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه وماذا عمل فيما علم۔ (جامع الترمذي: (۶۷/۲) أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في شان الحساب والقصاص، ط: سعيد)

◻ مشكاة المصابيح: (ص: ۴۴۳) كتاب الرقاق، الفصل الثاني، ط: قديمی

◻ كنز العمال: (۱۴/ ۲۷۲) رقم الحديث: ۳۸۹۸۳، حرف القاف، الباب الأول، الفصل الرابع: الحساب، ط: إدارة تأليفات اشرفيه۔

اس لیے تجارت کرتے وقت آخرت کے حساب وکتاب کا ڈر ہمیشہ دل میں ہونا چاہیے اور امانت دیانت اور صداقت سے کاروبار کرنا چاہیے جھوٹ دھوکا اور فریب سے مکمل طور پر بچنا چاہیے۔[1]

تجارت کے اصول

''مالدار بننے کا راز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۶۱)

تجارت کے ٹیکس کے بارے میں مشہور عالم کی رائے

''تجارت کے محصولات کے بارے میں مشہور عالم کی رائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۳۶۵)

تجارت کے دوران نماز کا اہتمام

''نماز کا اہتمام تجارت کے دوران'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۳۸۷)

---

(۱) وعن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: لاتزول قدما ابن آدم يوم القيامة حتى يسأل عن خمس أي خمسة أحوال: "وعن ماله مم اكتسبه، أي من حلال أو حرام، وفيما أنفقه، في طاعة أو معصية۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/۳۹۲) رقم الحديث: ۵۱۹۷، كتاب الرقاق، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

☜ تحفة الأحوذي: (۷/۱۲۵) أبواب صفة القيامة، ط: قديمي۔

☜ وفي الحديث المعروف أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاتزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع عن عمره فيما أفناه وعن شبابه فيما أبلاه وعن ماله من أين اكتسبه وإلى أي محل صرفه، فإذا صرف المال إلى ما فيه ابتغاء مرضاة الله تعالى كان الحساب في السؤال أهون عليه منه، إذا صرفه إلى شهوات بدنيه۔ قال: والّذي على المرء أن يتمسك به من الخصال الّتي يحمد على ذلك أشياء: منها: التحرز عن ارتكاب الفواحش ما ظهر منها وما بطن، ومنها: المحافظة على أداء الفرائض والمداومة على ذلك في أوقاته، ومنها: التحرز عن السحت واكتساب المال في غير حلة، ومنها: التحرز عن ظلم كل أحد من مسلم أو معاهد، فأمّا فيما وراء ذلك فقد وسع الله تعالى الأمر علينا فلانضيقه على أنفسنا ولا على أحد من المؤمنين۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۰/۲۸۶) كتاب الكسب، ط: دار المعرفة بيروت)

تجارت کے محصولات کے بارے میں مشہور عالم کی رائے

مشہور عالم دین اور اسلامی اقتصادیات کے ایک ماہر مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی رحمہ اللہ نے اسلام کی خارجی تجارت کے مسلک پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اسلام عالم گیر مذہب اور اخوت عالم کا سب سے بڑا علم بردار ہے اس لیے وہ اس معاملے میں ایسے ترجیحی سلوک کا قائل نہیں ہے جس سے ملکوں اور قوموں کے درمیان تجارت کے نام سے معاشی دست برداری اور تجارتی حسد و بغض پیدا ہو اور نتیجے میں ایک کی غلامی اور دوسرے کی آقائی یا ایک کی خوش حالی اور دوسرے کی تباہی ظاہر ہو، اس لیے اس نے تجارت کے محصولات کے بارے میں کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں کیا جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے اور درآمد و برآمد پر اس قسم کی پابندیاں نہیں عائد کیں جو اس مہذب دور کی حکومتوں نے استحصال بالجبر (زبردستی حق مارنے) کے لیے استعمال کی ہیں، اس نے تو فطرتی تقاضے کے مطابق یہی فیصلہ دیا ہے کہ تجارت معاشی ذرائع میں سے ایک بہترین ذریعہ ہے لہٰذا اس کو اپنے پرائے کا فرق کیے بغیر ٹیکسوں اور محاصل سے معاف رکھا جائے گا تاکہ خدا کی کائنات کے مختلف حصوں میں اشیائے ضرورت آسانی کے ساتھ لی دی جاسکیں اور خدا کی مخلوق محبت اور پریم کے ساتھ ایک دوسرے کا تعاون حاصل کرسکے اور خالق کائنات کی یہ ساری کائنات ایک برادری اور ایک ہی کنبہ بن جائے۔''(۱)

تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے تاجر پر

''تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) اسلام کا اقتصادی نظام: (ص: ۳۶۳، ۳۶۵) باب: ۹، تجارت، صنعت و حرفت، عنوان: محصولات درآمد برآمد، ط: ندوۃ المصنفین اکیڈمی کراچی۔

تجارت کے مسائل سے واقف نہ ہوتو

”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تاجر کو مسائل کا پتہ نہ ہو تو وہ سود میں ڈوب جاتا ہے، پھر ڈوب جاتا ہے، پھر ڈوب جاتا ہے۔[1]

اس لئے تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو اچھی طرح جاننا ضروری ہے ورنہ حرام حلال، جائز ناجائز، صحیح غیر صحیح اور سود اور نفع میں امتیاز نہیں کر سکے گا اور سود اور ناجائز کام میں ڈوب کر دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ و برباد کرے گا۔

تجارت میں امانت کی رقم لگانا

”امانت کی رقم تجارت میں لگانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۱)

تجارت میں برکت

”کاروبار میں برکت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۱/۵)

تجارت میں منافع کا تعین نہیں

”منافع کا تعین“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۳/۶)

تجارت میں نفع کی حد

”نفع کی حد“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۵/۶)

---

(۱) عن علي بن ابي طالب كرم الله وجهه انه قال: التاجر اذا لم يكن فقيها ارتطم في الربا يعني غرق في الربا ثم ارتطم ثم ارتطم. تنبيه الغافلين: (ص: ۲٤۷) ٦٢. باب آفة الكسب والحذر عن الحرام، ط: رشيدية.

التراتيب الإدارية: (۲/ ۱۷) القسم التاسع، باب كون الناس كونوا أول الإسلام لايتعالمون البيع والشراء حتي يتعلموا أحكامه، ط: دار القلم.

الموسوعة الفقهية: (۲۲/ ۵۳) حرف الراء (ربا)، ط: دار السلاسل.

تجارت میں نفع لینا

(۳۶۷) تجارت میں نفع لینا جائز ہے، قرآن مجید میں تجارتی نفع کو فضل خداوندی کے نام سے ذکر کیا ہے جیسا کہ جمعے کی نماز کے بعد تجارت کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ [1]

ترجمہ: پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری ہوجائے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ [2]

ترجمہ: اور بعض اللہ کے فضل کی طلب میں ملک میں سفر کریں گے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث میں تجارتی نفع کے جائز ہونے کا ذکر ہے۔ [3]

---

(۱) [الجمعة: ۱۰]

(۲) [المزمل: ۲۰]

(۳) عن أبي لبيد عن عروة البارقي، قال: دفع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم دينارا لأشتري له شاة، فاشتريت له شاتين، فبعت إحداهما بدينار، وجئت بالشاة والدينار إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فذكرت له ما كان من امره، فقال له: بارك الله لك في صفقة يمينك، فكان يخرج بعد ذلك إلى كناسة الكوفة فيربح الربح العظيم، فكان من أكثر أهل الكوفة مالاً۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۳۸) أبواب البيوع، باب بعد باب ماجاء في اشتراط الولاء والزجر عن ذلك، ط: قديمي)

شرح السنة للبغوي: (۸/۱۴۱) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع ما ليس عنده، ط: المكتب الإسلامي۔

وعن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: طلب الحلال واجب على كل مسلم۔ (مجمع الزوائد: (۱۰/۲۹۱) رقم الحديث: ۱۸۰۹۹، كتاب الزهد، باب طلب الحلال والبحث عنه، ط: مكتبة القدسي القاهرة۔

تجارتی اعلان

تجارتی اعلان سے مراد یہ ہے کہ اپنی مصنوعات یا خدمات کو ذرائع ابلاغ مثلاً اخبار رسائل میگزین یا ریڈیو یا انٹرنیٹ یا گوگل یا پوسٹر یا مخصوص مطبوعات یا اس کے علاوہ دیگر ذرائع سے لوگوں کو متعارف کرانا تاکہ لوگ ان مصنوعات یا خدمات سے باخبر ہوں اور ان سے مستفید ہوں۔

شرعی نقطہ نظر سے تجارتی اعلان جائز ہے کیوں کہ آج کل خریداروں کو اشیاء اور خدمات کے اوصاف، خصوصیات اور منافع بتانا اور ان کی امتیازی صفات ظاہر کرنا، ان مقامات کی نشان دہی کرنا جہاں یہ اشیاء و خدمات دست یاب ہوں نیز ان کے مالکان اور مارکا وغیرہ کا تعارف کرانا یہ تجارتی ادارے اور خریدار دونوں کی ضرورت ہے اس لیے یہ عمل جائز ہے۔[1] البتہ اس میں چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ورنہ شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا اور برکت ختم ہوجائے گی اور کاروبار ایک نہ ایک دن تباہ و برباد ہوجائے گا اور وہ اہم باتیں یہ ہیں:

❶ سچائی: تجارتی اعلانات اور تشہیر میں کسی قسم کا جھوٹ نہ بولا جائے،

---

(۱) قوله: وإذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا إليها۔ روى مسلم عن جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يخطب قائما يوم الجمعة فجاءت عير من الشام فانفتل الناس إليها . . . فنزلت هذه الآية: {وإذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا إليها وتركوك قائما} وذكر الكلبي: أن الذي قدم بها دحية بن خليفة الكلبي من الشام في مجاعة و غلاء سعر و كان معه جميع ما يحتاج إليه الناس من بز و دقيق وغيره فنزلت عند أحجار الزيت و ضرب بالطبل ليعلم الناس بقدومه۔ (اللباب في علوم القرآن: (۱۹/۹۳) سورة الجمعة: ۱۱، ط: دار الكتب العلمية)

☜ فإن الطبل إنما لإعلام مجيء أسباب التجارة و كانوا إذا أقبلت العير استقبلوها بالتصفيق۔ (مرقاة المفاتيح: (۳/۲۶۰) كتاب الصلوة، باب الخطبة والصلاة، الفصل الثالث، تحت رقم الحديث: ۱۴۱۲، ط: رشيديه)

☜ عمدة القاري: (۶/۳۵۸) كتاب الجمعة، باب إذا نفر الناس عن الإمام في صلاة الجمعة فصلاة الإمام ومن بقي جائزة، ط: دار الكتب العلمية۔

سچائی، امانت اور دیانت داری سے کام لیا جائے اور سامان کے بارے میں سچی وضاحت کی جائے ورنہ عیب چھپانے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے سودے کی برکت ختم ہو جائے گی۔ (۱)

❷ حرام چیزوں کے اعلان سے بچنا: قرآن وحدیث کی رو سے ایسے تجارتی اعلانات تیار کرنا یا کرانا جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو ناجائز اور گناہ ہے اس سے بچنا بھی ضروری ہے مثلاً ایسے اعلانات جن میں شراب اور نشہ آور چیزیں اور دیگر حرام چیزوں کو رائج کرنے کی کوشش کی گئی ہو ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی

---

(۱) عن حکیم بن حزام رضي اللہ عنہ عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار ما لم یتفرقا فإن صدقا وبینا بورک... الحدیث۔ قال النووي رحمہ اللہ تعالیٰ: أي بین کل واحد لصاحبہ ما یحتاج إلی بیانہ من عیب ونحوہ في السلعۃ والثمن وصدقہ في ذلک۔ (شرح النووي علی الصحیح لمسلم: (۶/۲) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین، ط: قدیمی)

☐ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار ما لم یتفرقا، فإن صدقا أي في صفۃ المبیع والثمن وما یتعلق بہما (وبینا) أي عیب الثمن والمبیع (بورک) أي أکثر النفع (لہما في بیعہما) أي شرائہما، والمراد في عقدہما (وإن کتما وکذبا، محقت برکۃ بیعہما)۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۳۸/۶) کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۲۸۰۲، ط: رشیدیہ)

☐ قال بعضہم: التاجر الصدوق الأمین أفضل عند اللہ من المتعبد... القسم الثاني: ما یخص ضررہ المعامل فکل ما یستضر بہ المعامل فہو ظلم وإنما العدل لا یضر بأخیہ المسلم، والضابط الکلي فیہ أن لا یحب لأخیہ إلا ما یحب لنفسہ، فکل ما لو عومل بہ شق علیہ، وثقل علی قلبہ فینبغي أن لا یعامل غیرہ بہ بل ینبغي أن یستوي عندہ درہمہ ودرہم غیرہ۔ قال بعضہم: من باع أخاہ شیئا بدرہم ولیس یصلح لہ لو اشتراہ لنفسہ إلا بخمسۃ دوانق فإنہ قد ترک النصح المأمور بہ في المعاملۃ ولم یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ، ہذہ جملتہ، فأما تفصیلہ ففي أربعۃ أمور: أن لا یثني علی السلعۃ بما لیس فیہا وأن لا یکتم من عیوبہا وخفایا صفاتہا شیئا أصلاً، وأن لا یکتم في وزنہا ومقدارہا شیئا وأن لا یکتم من سعرہا ما لو عرفہ لامتنع عنہ أما الأول فہو ترک الثناء فإن وصفہ لسلعۃ إن کان بما لیس فیہا فہو کذب فإن قبل المشتري ذلک فہو تلبیس وظلم مع کونہ کذبا وإن لم یقبل فہو کذب وإسقاط مروءۃ إذ الکذب الذي لا یروج قد لا یقدح في ظاہر المروءۃ۔ (إحیاء علوم الدین: (۷۳/۲) کتاب آداب المعاش، الباب الثالث: في بیان العدل واجتناب الظلم في المعاملۃ، ط: دار المعرفۃ)

حرام ہوگی۔ [1]

☆......بینکوں کی مشہوری کی اعلانات سے بھی بچنا ضروری ہے کیوں کہ وہ سودی معاملات کرتے ہیں۔

☆...... برقی جال (انٹرنیٹ) پر حرام کاموں کی ویب سائٹوں کے تشہیری اعلانات بنانا یا ان کے رکھنے کی جگہ دینا یا ان کی تشہیر کرنا جائز نہیں ہے۔

☆......شریعت کے خلاف کام کرنے والے اداروں کے اعلانات بنا کر، چلا کر معاونت کرنا ناجائز ہے۔

☆......موسیقی وناچ گانے کی مشہوری کے اعلانات اور ان کے دعوتی کارڈ وغیرہ تیار کرنا اور رائج کرنا ناجائز ہے۔ [2]

تجارتی اعلانات اسلامی تعلیمات سے دور ہیں

☆......موجودہ دور میں تجارتی اعلانات اسلامی تعلیمات سے دور ہوگئے ہیں اور تاجر اپنے اعلانوں میں یہ دعوی کرتا ہے کہ اس کی چیز ایسی خصوصیات پر مشتمل

---

(۱) {ویحل لکم الطیبات ویحرم علیکم الخبائث... الخ} (الأعراف:۱۵۷)

{وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان} (المائدة:۲)

وانظر الحاشیة الآتیة أیضا۔

(۲) قال اللہ تعالی: {وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان}۔ (المائدة:۲)

ولا تعاونوا علی ارتکاب المنہیات ولا علی الظلم... الخ۔ (أحکام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳) ط: دار الفکر)

قال النووي: (فیہ تصریح بتحریم کتابة المترابیین والشہادة علیہا وبتحریم الإعانة علی الباطل۔ (مرقاة المفاتیح: (۴۳/۶) کتاب البیوع، باب الربا، تحت رقم الحدیث: ۲۸۰۷، ط: رشیدیہ)

وما کان سببا لمحظور فہو محظور۔ (الشامیة: (۳۵۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل في اللبس، ط: سعید۔

أقول: الإعانة علی المعصیة وترویجہا وتقریب الناس إلیہا معصیة وفساد في الأرض۔ (حجة اللہ البالغة: (۱۹۲/۲) البیوع المنہي عنہا، ط: قدیمي)

ہے، جو دوسرے تاجروں کی چیزوں میں نہیں ہیں جس سے وہ تاجر اپنی چیز کو دوسروں کی چیزوں سے افضل اور بہتر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے یہ طریقہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

مثلاً کپڑے دھونے والے سرف مشہوری میں ڈبے پر دو رنگ کے کپڑے دکھائے جاتے ہیں ایک سفید رنگ کا جو اس کے سرف سے دھلا ہو اور دوسرا ذرا گدلے رنگ کا دھبے دار جو دوسروں کے سرف وغیرہ سے دھلا ہوا اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کا سرف زیادہ بہتر ہے کہ کم خرچ میں زیادہ کپڑے صاف کرتا ہے جب کہ دوسروں کا سرف اس طرح کام نہیں کرتا تو اس تاجر کا یہ عمل دوسرے تاجروں کے ساتھ ایثار، ہمدردی اور خیر خواہی کے منافی ہے، اس طرح کی مثالیں بے شمار ہیں جو جیلی، شامپو، صابن، کاکروچ، چوہا اور مکھی مار ادویات یہاں تک کہ جوتوں کی تشہیر اور دوسری چیزوں کی تشہیر میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں، یہ طریقہ شریعت کے خلاف ہے؛ کیوں کہ اس میں ایثار، ہمدردی اور دوسروں کی خیر خواہی کا فقدان ہے اور دوسرے تاجروں کو نقصان اور ضرر پہنچانے کی کوشش ہے۔

☆...... مسلمان تاجر تجارتی اعلانات تیار کرتے وقت اپنی چیز کی اچھائیاں وخصوصیات بیان کردے لیکن دوسروں سے موازنہ کرکے اپنی چیز کو ان کی چیزوں سے اچھی ثابت کرنے کی کوشش نہ کرے۔ (۱)

---

(۱) باب لايبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترک۔ ففي الجملة الأولى إرشاد للبائع، وفي الثانية للمشتري، نحو: إن كان رجلان يساومان، فدخل بينهما ثالث فقال: لاتشتر منه، بل أنا أبيع منک، فهذا إضرار للبائع۔ وإن قال الثالث للبائع: لاتبعه منه، بل بعه مني، فهذا إضرار للمشتري لنهاهما من يضار أحدهما الآخر۔ (فيض الباري: (۲۲۴/۳) كتاب البيوع، باب لا بيع على بيع أخيه... الخ، ط: رشيديه).

عن عمرو بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار۔ (موطأ مالک: (ص: ۶۲۳) كتاب الأقضية، باب القضاء في المرفق، ط: قديمي) =

تجارتی اعلانات زیادہ لاگت کے حامل نہ ہوں

(۳۷۲) تجارتی اعلانات اور تشہیر میں ایسے طریقے اور ذرائع اختیار کرنا درست نہیں ہے جن کی قیمت بہت ہی زیادہ ہو ورنہ مال کا بہت زیادہ اسراف ہوگا، اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے:

وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۔ (۱)

ترجمہ: حد (شرعی) سے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکل جانے والوں کو۔ (بیان القرآن)

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا۔ (۲)

ترجمہ: اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند (یعنی ان کے مشابہ ہوتے) ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرہ ہے۔ (بیان القرآن)

= (قوله: لاضرر ولا ضرار) هذا فيه دليل على تحريم الضرار على أي صفة كان من غير فرق بين الجار وغيره فلايجوز في صورة من الصور... وجهه فإنه قاعدة من قواعد الدين تشهد له كليات و جزئيات۔ وقد ورد الوعيد لمن ضار غيره فأخرج أبو داود والنسائي والترمذي وحسنه من حديث أبي صرمة (بكسر الصاد المهملة) مالك بن قيس الأنصاري وهو ممن شهد بدرًا و مابعدها من المشاهد قال ابن عبد البر بلاخلاف قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ضار أضر الله به ومن شاق شاق الله عليه۔ (نيل الأوطار: (۲٦٨/٥) كتاب الصلح وأحكام الجوار، باب ماجاء في وضع الخشب في جدار الجار وإن كره، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمنًا أو مكر به۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٢٨) كتاب الآداب، باب ماينهى من التهاجر والتقاطع، الفصل الثاني، ط: قديمي)

والأظهر أن الضرر يشمل البدني والمالي والدنيوي والأخروي۔ (مرقاة المفاتيح: (٧٤٣/٨) تحت رقم الحديث: ٥٠٤٢، كتاب الآداب، باب ماينهى من التهاجر والتقاطع، ط: رشيديه)

(۱) [الاعراف: ۳۱]

(۲) [الاسراء: ۲۷،۲٦]

☆…… مزید یہ کہ تاجر اپنے تجارتی اعلانات پر جو خرچ کرتا ہے اسے اپنی چیز کی فروخت اور نفع سے پورا کر لیتا ہے اور تاجر جو لمبا چوڑا سرمایہ اعلانات کے اسراف پر خرچ کرتا ہے اس کا بوجھ قیمت میں اضافے سے خریدار پر ہی ڈالا جاتا ہے اور یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے اور یہ معاشی ترقی کے لیے رکاوٹ ہے۔[۱]

تجارتی انشورنس کا حکم

تجارتی اور کاروباری انشورنس کی تمام شکلیں حرام اور ناجائز ہیں کیونکہ ان میں سود، دھوکہ، جہالت، جوا اور ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کی بہت ساری ناجائز چیزیں شامل ہیں۔[۲]

تجارتی بائیکاٹ

اگر کفار، اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کاموں میں لگے رہیں تو ان کے خلاف تجارتی بائیکاٹ کرنا جائز ہے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش وغیرہ کرنے سے باز آجائیں۔

---

(۱) لايضم أجر الطبيب . . . ولا نفقة نفسه ولا أجر عمل بنفسه أو تطوع به متطوع۔ (قوله: ولا نفقة نفسه) أي في سفره لكسوته وطعامه ومركبه ودهنه وغسل ثيابه۔ (الدر مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

☐ الفتاوى الهندية: (۱۶۲/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

☐ تبيين الحقائق: (۷۵/۴) كتاب البيوع، باب التولية، ط: امداديه ملتان۔

(۲) (يأيها الذين آمنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل) بالحرام، يعني بالربا والقمار والغصب والسرقة والخيانة ونحوها۔ (تفسير البغوى (۱۹۹/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: دار طيبة)۔

☐ والباطل اسم جامع لكل ما لا يحل في الشرع: كالربا والغصب والسرقة والخيانة وكل محرم ورد الشرع به۔ (عمدة القارى: (۲۲۹/۱۱)، كتاب البيوع، باب ماجاء في قوله تعالى: "فإذا قضيت الصلوة فانتشروا في الأرض … إلخ، ط: دار الكتب العلمية۔

(ما حرم أخذه حرم اعطاؤه) فأخذ الرشوة ممنوع كإعطائها، ومثل ذلك الربا۔ (شرح المجلة لرستم باز (۲۷/۱)، المادة: ۳۴، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه)۔

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ یمامہ کے سردار تھے، جب مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ سے واپس ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ سے گزرے تو مکہ والوں نے ان پر آوازیں کسیں اور اسلام قبول کرنے پر دل خراش طعنے دیے اس پر انہوں نے جوش میں آکر کہا:

''اب جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہیں فرمائیں گے یمامہ کی گندم تمہارے مکہ شہر میں درآمد نہیں ہو سکے گی''۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ مکرمہ میں قحط کے حالات پیدا ہو گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو گندم برآمد کرنے کا حکم دیا۔ (۱)

---

(۱) بعث النبي صلی اللہ علیہ وسلم خیلاً قبل نجد، فجاءت برجل من بني حنیفة یقال لہ: ثمامة بن أثال، فربطوہ بساریة من سواري المسجد، فخرج إلیہ النبي صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: ماعندک یا ثمامة؟ فقال: عندي خیر یا محمد إن تقتلني تقتل ذا دم، وإن تنعم تنعم علی شاکر، وإن کنت ترید المال فسل منہ ماشئت۔ فترک حتی کان الغد، فقال: یا ثمامة؟ فقال: ما عندک ماقلت لک: إن تنعم تنعم علی شاکر فترکہ حتی کان بعد الغد، فقال: ماعندک یاثمامة؟ فقال: عندي ماقلت لک، فقال: أطلقوا ثمامة، فانطلق إلی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد، فقال أشھد أن لا إلہ إلا اللہ وأشھد أن محمدًا رسول اللہ یا محمد! واللہ ما کان علی الأرض وجہ أبغض من وجھک فقد أصبح وجھک أحب الوجوہ إليّ واللہ ما کان دین أبغض من دینک، فأصبح دینک أحب دین إليّ واللہ ما کان من بلد أبغض من بلدک فأصبح بلدک أحب البلاد إليّ وإن خیلک أخذتني وأنا أرید العمرة فماذا تری؟ فبشرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأمرہ أن یعتمر فلما قدم مکة قال لہ قائل: صبوت؟ قال: لا، ولکن أسلمت مع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا واللہ لا یأتیکم من الیمامة حبة حنطة حتی یأذن فیھا النبي صلی اللہ علیہ وسلم۔ (صحیح البخاري: (۲/۶۲۷) کتاب المغازي، باب وفد بني حنیفة وحدیث ثمامة بن أثال، ط: قدیمی)

الصحیح لمسلم: (۲/۹۳، ۹۴) کتاب الجھاد والسیر، باب ربط الأسیر وحبسہ وجواز المن علیہ، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۳۴۴، ۳۴۵) کتاب الجھاد، باب حکم الأسراء، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

قال القاري تحت ھذا الحدیث: فانصرف إلی بلدہ ومنع الحمل إلی مکة حتی جھدت قریش فکتبوا إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسألونہ بأرحامھم أن یکتب إلی ثمامة یحمل إلیھم الطعام =

تجارتی پابندی

عالم اسلام کے تمام ممالک اور شہر اپنی تمام تر جغرافیائی حدود اور فاصلوں کے باوجود ایک امت ایک قوم اور ایک جماعت ہیں، یہ سمندروں کے فاصلے، کوہستانی اور کوہ ساروں کے سلسلے اور زمین کی دوریاں انہیں ایک وحدت سے تعدد میں نہیں بدل سکتیں، اسلام کا تجارتی نظریہ ہے کہ مسلم ممالک کے درمیان کسی قسم کی تجارتی پابندیاں نہ ہوں، ان کی پیداوار اور اشیاء بلا روک ٹوک عالم اسلام کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لائی اور لے جائی جا سکیں یہ تمام لوگ ایک ہی کنبہ اور افراد ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کی کفایت کرنی ہے۔

اس طرح اسلامی ممالک آپس میں فنی اور تکنیکی تعاون بڑھا سکیں گے، پھر وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ سرمایہ دار مغرب اور اشتراکی مشرق سے بے نیاز ہو جائیں اور ضروریات کے سامان خود تیار کریں اور اپنے زیر زمین خزانے خود نکالیں اور ان سے خود ہی مستفید ہوں، اپنے سمندروں کو اپنے ہی وسائل سے عبور کریں، یوں ہی اس قیادت اور سرفرازی کو واپس لایا جا سکتا ہے جسے عالم اسلام مدت سے کھو چکا ہے۔ (۱)

=فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ (مرقاة المصابيح: (۴۷۰/۷) رقم الحديث: ۳۹۶۴، كتاب الجهاد، باب حكم الأسراء، الفصل الأول، ط: رشيديه)

(۱) {وان هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاتقون} [المؤمنون: ۵۲]

{انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون} [الحجرات: ۱۰]

المسلم اخو المسلم لايظلمه ولايسلمه ومن كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۳۳۰/۱) أبواب المظالم والقصاص، باب لايظلم المسلم المسلم ولايسلمه، ط: قديمي۔

جامع الترمذي: (۲۶۳/۱) أبواب الحدود، باب ماجاء في الستر على المسلم، ط: سعيد۔

المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمي)=

تجارتی علامت

''ٹریڈ مارک کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۹/۳)

تجارتی کمپنیوں میں شراکت

معاملات میں اصل حلال اور جائز ہونا ہے، اس لئے جب تک کسی قسم کا فراڈ، دھوکہ، سود یا پھر ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کا کوئی راستہ دلیل سے معلوم نہ ہو، تب تک کسی معاملہ کو حرام نہیں کہا جائے گا۔

کسی بھی تجارتی کمپنی میں شراکت کرنے کے جائز یا ناجائز ہونے کا مدار اس کے نظام اور لوگوں کے ساتھ معاملات کے طریقہ اور برتاؤ پر ہے، اگر اس کے لین دین میں کوئی حرام اور ناجائز چیز شامل ہے تو اس میں شراکت بھی ناجائز اور حرام ہے اور اگر اس کے نظام اور لین دین میں کوئی حرام چیز شامل نہیں ہے تو اس میں شراکت کرنا جائز ہے۔(۱)

= ترى المؤمنين فى تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضو منه تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمى)

(۱) والأصل في البيع مطلقاً الإباحة إلا ما أخرجه دليل من أصنافه. (فتح القدير (۱۵۳/۶)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)۔

والأصل فى الاشياء الإباحة حتى يقرع السمع ما يوجب الحظر۔ (الاستذكار: (۳۹۴/۳) كتاب الإعتكاف، باب خروج المعتكف للعيد، ط: دار الكتب العلمية)

الدر المختار مع رد المحتار: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الرباء ط: سعيد)

ولكن يشترط في شركة الأعمال أن يجوز العمل شرطين: الشرط الأول: أن يكون العمل حلالاً فلا تصح الشركة في العمل الحرام كالاشتراك في السرقة والغصب والإرتشاء. والشرط الثاني: أن يكون مما يجوز التوكيل فيه وأن يكون العمل إذا قام به العامل يستحق الأجرة عليه... ولا يجوز الاشتراك في الاعمال التي لا يجوز التوكيل بها فلذلك لو اشترك اثنان على أن يستعصيا ويسألا الناس وأن يقتسما =

تجارتی لائسنس

☆......تجارتی لائسنس مادی چیز نہیں ہے اس لیے تنہا اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے البتہ اگر تجارتی لائسنس دوسرے کے نام منتقل کرنا قانونی طور پر منع نہ ہو تو دوسری مادی چیزوں کے ساتھ قیمت بڑھا کر فروخت کرنا جائز ہوگا۔

☆......موجودہ دور میں اکثر ممالک نے تاجروں پر لائسنس کے بغیر درآمد اور برآمد پر پابندی لگائی ہوئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ لائسنس مادی چیز نہیں بلکہ دوسرے ممالک سے مال منگوانے اور دوسرے ممالک میں مال بھیجنے کی اجازت کا دوسرا نام ہے اور اس لائسنس کو حاصل کرنے کے لیے وقت، کوشش اور پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر تحریری سرٹیفکیٹ کی صورت میں لائسنس ملتا ہے اور لائسنس یافتہ شخص قانونی طور پر درآمد اور برآمد کی سہولیات کا حق دار ہوتا ہے اور لائسنس کے بغیر مال درآمد اور برآمد کرنا قانونی طور پر جرم ہوتا ہے اور ایسے آدمی کو گرفتار کیا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے اس لیے تجارتی لائسنس بڑی اہم چیز ہوتی ہے اور اس کے ذریعے کروڑوں روپے کی تجارت کرنا ممکن ہوتا ہے لیکن یہ مال نہیں اس لیے تجارتی لائسنس کے ساتھ اموال والا معاملہ کرنا درست نہیں، اگر ایسے لائسنس کو کسی دوسرے کے نام منتقل کرنے کی قانونی طور پر اجازت ہے تو اس کو حاصل کرنے میں جتنی رقم خرچ ہوئی ہے اتنی رقم لے کر کسی اور کے نام منتقل کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر یہ لائسنس کسی مخصوص فرد یا کسی مخصوص کمپنی کے نام پر ہو اور اس کو دوسرے فرد یا دوسری کمپنی کے نام پر منتقل کرنے کی قانونی طور پر اجازت نہ ہو تو ایسی صورت میں جھوٹ دھوکا اور

=ما یکسبانه من الإستعصاء والسؤال مناصفة بینهما فلا یجوز. (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۳/ ۴۰۲،۴۰۱) شرح المادة: ۱۳۵۹، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الخامس، ط: دار الكتب العلمية)

فریب ہونے کی وجہ سے کسی اور کے نام منتقل کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

۳۷۸ تجارتی محصولات

تجارتی محصولات (کسٹم ڈیوٹی) تجارت کے سامان پر لگائے جاتے ہیں، اگر تاجر اسلامی ریاست کا شہری ہو، مسلمان ہو یا ذمی اسے کسی درآمدی محصول (ایکسپورٹ اور امپورٹ ڈیوٹی) کی ادائیگی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، اس قانون کے بارے میں ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے ایک نظیر نقل کی ہے:

''ابراہیم بن مہاجر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے زیاد بن حدیر کو فرماتے ہوئے سنا میں پہلا شخص ہوں جس نے اسلامی دور میں محصول (درآمد برآمد) لگایا میں نے دریافت کیا آپ کن تاجروں پر یہ محصول لگاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم مسلمان اور ذمی تاجروں پر محصول نہیں لگاتے تھے، صرف بنوتغلب کے عیسائی تاجروں پر محصول لگاتے تھے۔'' (۲)

---

(۱) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة وعلی هذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف۔

وفیها فی آخر بحث تعارض العرف مع اللغة: المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لکن افتی کثیر باعتباره وعلیه فیفتی بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر مع الرد: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، ط: سعید)

منحة الخالق علی البحر الرائق: (۲۳۴/۵) کتاب الوقف، ط: سعید۔

اقول: وعلی ماذکروه من جواز الاعتیاض عن الحقوق المجردة بمال ینبغی ان یجوز الاعتیاض عن التعلی وعن حق الشرب وعن حق المسیل بمال... کما جاز النزول عن الوظائف ونحوها لاسیما اذا کان صاحب العلو فقیرا قدعجز عن اعادة علوه فلولم یجز ذلک له علی الوجه الذی ذکرناه یتضرر فلیتامل ولیحرر۔ (شرح مجلة الاحکام لخالد: (۱۲۱/۱) [شرح المادة: ۲۱۶] الکتاب الأول: في البیوع، الباب الثاني، الفصل الثاني فی بیع مایجوز ومالایجوز، ط: رشیدیه)

(۲) عن إبراهیم بن مهاجر، قال: سمعت زیاد بن حریر، یقول: أنا أوّل عاشر عشر في الإسلام، قلت: من کنتم تعشرون؟ قال: ما کنا نعشر مسلمًا ولا معاهدًا، کنا نعشر نصاری بنی تغلب۔ (الأموال للقاسم بن سلام: (۶۳۵/۱) رقم الحدیث: ۱۱۲۷، جماع أبواب الأموال التي یمر بها علی العاشر من أهل =

البتہ مسلمان تاجروں سے ان کی تجارت کے اموال سے زکاۃ کے طور پر چالیسواں حصہ (اڑھائی فی صد) اور ذمی تاجروں سے جزیہ کے طور پر بیسواں حصہ (پانچ فی صد) لیا جائے گا اور یہ سال میں ایک ہی بار ہوگا۔ (۱)

تجارتی معاہدات

تمام تجارتی معاہدات جو شرعا درست ہوں گے اور غیر مسلم ممالک سے کیے جائیں گے انہیں ضرور پورا کیا جائے گا۔ (۲)

=الإسلام والذمة والحرب، باب ذکر العاشر وصاحب المکس، وما فیه من الشدة والتغلیط، ط: دار الفکر، بیروت)

أحکام أهل الذمة: (۱/۱۷۶) فصل: أموال أهل الذمة وأهل الهدنة التي یتجرون بها من بلد إلی، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) یوخذ من المسلم ربع العشر ومن الذمی نصف العشر ومن الحربی العشر۔ (هدایة: (۱/۲۱۴) کتاب الزکاة، باب في من یمر علی العاشر، ط: رحمانیه)

مجمع الأنهر: (۱/۳۰۹) کتاب الزکاة، باب العاشر، ط: دار الکتب العلمیة۔

تبیین الحقائق: (۱/۲۸۵) کتاب الزکاة، باب العاشر، ط: امدادیه ملتان۔

بدائع الصنائع: (۲/۳۸) کتاب الزکاة، فصل: وأما القدر المأخوذ مما یمر به التاجر علی العاشر، ط: سعید۔

(۲) {یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود} [المائدة: ۱]

{واوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا} [بنی اسرائیل: ۳۴]

وعن سلیم بن عامر قال: کان بین معاویة وبین الروم عهد وکان یسیر نحو بلادهم حتی إذا انقضی العهد أغار علیهم فجاء رجل علی فرس أو برذون وهو یقول: الله أکبر الله أکبر وفاء لا غدر فنظر فإذا هو عمرو ابن عنبسة فسأله معاویة عن ذلک، فقال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من کان بینه وبین قوم عهد فلا یحلن عهدا ولا یشدنه حتی یمضي أمده أو ینبذ إلیهم علی سواء، قال: فرجع معاویة بالناس۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۳۴۷) کتاب الجهاد، باب الأمان، الفصل الثاني، ط: قدیمی)

جامع الترمذي: (۱/۲۸۷) أبواب السیر، باب ماجاء في الغدر، ط: سعید۔

سنن أبي داود: (۲/۳۱) کتاب الجهاد، باب في الإمام یکون بینه وبین العدو عهد، ط: رحمانیه

تجارتی منافع اور سود میں فرق

(۳۸۰) اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ کے سودخوروں کا یہی نظریہ تھا کہ تجارتی منافع اور سود میں کوئی فرق نہیں ہے، لہٰذا سود کھانا، لینا دینا سب جائز ہیں، اور دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ جب دوسری اجناس کے لین دین پر نفع لیا جاسکتا ہے تو دینار، درہم اور روپیہ بھی ایک ایک جنس ہے لہٰذا اس کے لین دین میں بھی نفع لینا جائز ہوگا اور یہ لوگ بیع اور سود میں فرق کے قائل نہیں تھے۔ (۱)

حالانکہ دونوں میں واضح فرق ہے، اور وہ فرق یہ ہے:

❶ بیع میں فروخت کرنے والا کسی ایسی چیز پر نفع لیتا ہے جو اس نے اپنا سرمایہ اور محنت خطرے میں ڈال کر حاصل یا پیدا کی ہوتی ہے جب کہ سود میں سودخور صرف اپنا پیسہ (جو صرف تبادلہ کا ذریعہ ہے) قرض دے کر کسی قسم کی محنت ومشقت اور نقصان کی ذمہ داری اٹھائے بغیر اس پر طے شدہ منافع لیتا ہے۔ (۲)

❷ بیع میں بیچی گئی چیز کی سپردگی اور قیمت کی ادائیگی کے بعد دونوں فریق کے درمیان معاملہ ختم ہوجاتا ہے اور ان کے درمیان کوئی لین دین باقی نہیں رہتا جب کہ سود میں قرض کے طور پر لی گئی رقم کی واپسی لازم ہوتی ہے۔ (۳)

---

(۱) قال الله تعالى: الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلك بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا. (البقرة: ۲۷۵)

(۲) وكذلك اختلاف حالي المسلف والبائع، فحال باذل ماله للمحتاجين ينتفع بما يدفعونه من الربا فيزيدهم ضيقاً، لأن المتسلف مظنة الحاجة، ألا تراه ليس بيده مال. وحال بائع السلعة تجارة حال من تجشم مشقة لجلب مايحتاجه المتفضلون وإعداده لهم عند دعاء حاجتهم إليه مع بذلهم له مابيدهم من المال. (التحرير والتنوير لابن عاشور: (۳/۸۵) سورة البقرة: ۲۷۵، ط: الدار التونسية، تونس)

(۳) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما۔ (الهدايه: (۳/۲۰) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

الدين الصحيح مالا يسقط إلا بالأداء أو الإبراء. (البحر الرائق: (۶/۳۶۲) كتاب الكفالة، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر: (۳/۱۸۱) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية.

⓯ بیع میں خریدار کا فائدہ یقینی اور متعین ہوتا ہے کہ اس نے خریدی گئی چیز سے کسی نہ کسی صورت میں فائدہ اٹھانا ہوتا ہے لیکن قرض پر سود دینے والے کا فائدہ یقینی نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس نے قرض کی رقم کاروبار میں لگائی ہو تو اس میں نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے، جب کہ سود میں صرف قرض دینے کا فائدہ ہوتا ہے۔[1]

⓰ بیع میں صرف اور صرف ایک ہی مرتبہ منافع لیا جاتا ہے، اور سود میں جب تک قرض کی رقم واپس نہ کر دی جائے منافع کی وصولی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔[2]

''سود اور تجارتی منافع میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٥٤/٤)

تجارتی مہارت استعمال کرنا

آج کل خرید و فروخت میں دھوکا دینے کی بہت سی شکلیں رائج ہیں جنھیں تجارتی مہارت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے، کیوں کہ شریعت نے دھوکا دینے سے منع فرمایا ہے اس لیے مسلمان تاجر پر ضروری ہے کہ وہ اپنی تجارت میں عام طور پر اور فروخت میں خاص طور پر ہر قسم کے دھوکے سے بچے اور کوشش کرے کہ اس سے فروخت میں کوئی ایسی صورت حال نہ بنے کہ اس سے دھوکے کا

---

(١) وأشار الفخر في اثناء تقرير حكمة تحريم الربا إلى تفرقة أخرى زادها البيضاوي تحريراً: حاصلها أن الذي يبيع الشيء المساوي عشرة بأحد عشر يكون قد مكّن المشتري من الانتفاع بالمبيع إما بذاته وإما التجارة به، فلذلك الزائد لأجل تلك المنفعة وهي مسبس الحاجة أو توقع الرواج والربح، وأما الذي دفع درهماً لأجل السلف فانه لم يحصل منفعة أكثر من مقدار المال الذي أخذه، ولا يقال: إنه يستطيع أن يتجر به فيربح لأن هذه منفعة موهومة غير محققة الحصول، مع أخذ الزائد أمر محقق على كل تقدير. (التحرير والتنوير: (٣/٨٥) سورة البقرة: ٢٧٥، ط: الدار التونسية، تونس)

تفسير الرازي: (٧/٩٤)، سورة البقرة: ٢٧٥، ط: دار الفكر)

(٢) وكذلك الربا، وهو القرض على أن يؤدي إليه اكثر أو أفضل مما أخذ، سحت باطل، فإن عامة المقترضين بهذا النوع هم المفاليس المضطرون، وكثيراً ما لا يجدون الوفاء عند الأجل فيصير أضعافاً مضاعفة لا يمكن التخلص عنه أبداً. (حجة الله البالغة: (٢/١٦٤) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

شائبہ بھی ہوتا ہو۔[1]

تجارتی مَیلوں کے مقاصد

کاروباری اداروں کے تجارتی میلوں پر نمائش کرنے کے مقاصد یہ ہیں:

❶ فروخت کی فرمائش لینا۔

❷ تاجروں کے متعلق تحقیق کرنا۔

❸ رجحانات کا اندازہ لگانا۔

❹ مستقبل کی فروخت کے لیے مواقع پیدا کرنا۔

❺ اپنے گاہکوں کی فہرست میں بڑے ناموں کا اضافہ کرنا۔

❻ بہتر یا سستے سپلائر تلاش کرنا۔

❼ موجودہ گاہکوں کے ساتھ اچھے تعلقات بنانا۔

❽ اخبارات میں جگہ حاصل کرنا۔

❾ نئی چیزوں کے لیے جوش وخروش پیدا کرنا۔

❿ اپنی متعلقہ صنعت میں اپنی کمپنی کے وجود کو نمایاں کرنا۔

تجارتی میلے کے بارے میں جائزہ لینا

☆......تاجر جس تجارتی میلے میں شریک ہونا چاہتا ہے اس کے بارے میں

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة طعام، فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه النّاس؟، ثم قال: من غش فليس منّا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير: (۵۹۲۴/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

وأمّا بيان نفس العيب فواجب) لأنّ الغش حرام۔ (الشامية: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

شرکت سے پہلے یہ معلومات کرے کہ کیا یہ میلہ اتنا بڑا ہے کہ متوقع گاہکوں اور صنعت کاروں کو اپنی طرف متوجہ کر سکے گا؟ کیا یہ مقامی، علاقائی، قومی اور عالمی خریداروں کو متوجہ کرنے کے لیے جغرافیائی لحاظ سے مناسب جگہ پر ہے؟

☆......کیا یہ میلہ اس وقت ہو رہا ہے جب تاجر اپنے نئے خریداروں کے لیے خدمات مہیا کر سکتا ہے اور بعد میں ان سے رابطہ کر سکتا ہے؟

☆......کیا تجارتی میلے کو فروغ دینے والے لوگ بھروسہ کے قابل ہیں اور کیا اس انتظامیہ نے پہلے بھی کام یاب میلوں کا انعقاد کیا ہے؟

اگر جائزہ لینے کے بعد یہ تمام باتیں درست ثابت ہو جائیں تو اس میں شرکت کرے ورنہ نہیں۔[1]

تجارتی میلے میں شرکت کرنا

''ایگزیبیشن میں شرکت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۰/۱)

تجارتی نام

تجارتی نام مادی چیز نہیں ہے اس لیے تنہا اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے مثلاً ''لپٹن'' چائے کا نام ہے، صرف لپٹن نام کو بیچنا جائز نہیں ہے، البتہ دکان یا چیز کے ساتھ قیمت بڑھا کر خرید و فروخت کرنا جائز ہے، مثلاً دکان کو دکان کے نام

---

(۱) المؤمن كيس فطن حذر۔ (الحديث)

(المؤمن كيس) أي عاقل والكيس العقل (فطن) حاذق والفطنة حدة البصيرة في بذل الأمور، (حذر) أي مستعد متأهب لما بين يديه متيقظ لما يهجم عليه۔ (فيض القدير: (۲۵۶/۶) رقم الحديث: ۹۲۶۷، حرف الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

فتح الباري: (۵۳۰/۱۰) كتاب الأدب، باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ط: دار المعرفة۔

كنز العمال: (۱۴۳/۱) رقم الحديث: ۶۸۹، حرف الهمزة، الكتاب الأول، الفصل السابع في صفات المؤمنين، ط: مؤسسة الرسالة۔

کے ساتھ قیمت بڑھا کر بیچنا جائز ہے۔ [۱]

تجارتی نام چرانا

(۳۸۴)

دوسرے کے تجارتی نام اور گڈول کو چرانا، اور اس نام سے اپنی مصنوعات تیار کر کے بیچنا ناجائز اور حرام ہے، قانونی اور اخلاقی اعتبار سے بھی بڑا جرم ہے، اس میں جہاں گڈول اور تجارتی نام والی کمپنی کا نقصان ہے وہاں خریداروں کے ساتھ دھوکہ بھی ہے۔ [۲]

---

(۱) لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، ط:سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط:قدیمی۔

منحة الخالق علی البحر الرائق: (۲۳۳/۵) کتاب الوقف، ط:سعید۔

ویؤخذ من کلام صاحب الهدایة هذا أن الحق إذا کان متعلقًا بعین تبقی یجوز بیعه۔ (تکملة فتح الملهم:: (۳۶۴/۱) کتاب البیوع، باب بطلان المبیع قبل القبض، حکم الکمبیالات، ط:دارالعلوم)

من اشتری شیئا وأغلی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولیة والوضیعة، ط:رشیدیه)

فالبیع ما شرع إلاّ لطلب الربح والفضل الّذي یقابله العوض حلال۔ (المبسوط: (۱۱۹/۱۱) کتاب البیوع، ط:دار الفکر بیروت)

لأن الثمن حق العاقد فإلیه تقدیره۔ (الجوهرة النیرة: (۳۸۷/۲) کتاب الحظر والإباحة، ط: حقانیه)

وللبائع أن یبیع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا یجب علیه أن یبیعها بسعر السوق دائما، وللتجار ملاحظ مختلفة في تعیین الأثمان وتقدیرها۔ (بحوث في قضایا فقهیة معاصرة: (۸/۱) أحکام البیع بالتقسیط، زیادة الثمن من أجل التأجیل، ط:دار العلوم کراچی)

(۲) وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا ضرر ولا ضرار۔ (موطأ الإمام مالك: (ص: ۵۶۰) کتاب المکاتب، مالا یجوز من عتق المکاتب، ط:قدیمي)

قوله: لا ضرر ولا ضرار في الإسلام. الضرر ضد النفع... قوله: لا ضرر أي لا یضر الرجل أخاه فینقصه شیئا من حقه. کشف المغطأ عن وجه الموطأ: (ص:۵۶۰) رقم الحاشیة:۲، کتاب المکاتب، مالا یجوز من عتق المکاتب، ط:قدیمي)=

تجارتی ناموں کی رجسٹریشن

’’ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۹/۳)

تجارتی وکیل کا خریداروں کے ساتھ تعلق

تجارتی ادارے کے وکیل کا تھوک فروشوں، خوردہ فروشوں یا عام خریداروں کے ساتھ تعلق بائع اور مشتری کا ہوتا ہے یعنی وکیل متعلقہ ادارے کی مصنوعات یا دکان دار کے سامان کو اصل مالک کی طرح دوسرے لوگوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے، موکل یا تجارتی ادارے کا اس عقد میں کوئی دخل نہیں ہوتا اور یہ لوگ خریدار سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتے اور اس عقد کی ساری ذمہ داریاں وکیل پر ہوتی ہیں۔ [1]

تجاوزات سے ضبط کیا ہوا مال

جو لوگ تجاوزات کے مرتکب ہوتے ہیں، حکومتی کمیٹی ان سے جگہ کو خالی

= عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به. (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٢٨) كتاب الآداب، باب ماينهي عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الثاني، ط: قديمي)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داود في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر، والخديعة، والخيانة في النار. (الترغيب والترهيب: (٢/ ٤٠٥) رقم الحديث: ٢٧٤٣، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

(١) والحقوق فيما يضيفه الوكيل إلى نفسه كالبيع والإجارة والصلح عن إقرار تتعلق بالوكيل... كتسليم المبيع وقبضه وقبض الثمن والرجوع عند الاستحقاق والخصومة في العيب... وللمشتري منع المؤكل عن الثمن) يعني إذا وكل رجل رجلا ببيع شيء فباعه ثم إن المؤكل طالب المشتري بالثمن له منعه؛ لأن المؤكل أجنبي عن العقد وحقوقه؛ لأنها تتعلق بالعاقد على ما بينا. (تبيين الحقائق: (٤/ ٢٥٦، ٢٥٧) كتاب الوكالة، ط: امداديه ملتان)

مجمع الأنهر: (٣/ ٣١٠، ٣١٢) كتاب الوكالة، ط: دار الكتب العلمية.

الجوهرة النيرة: (١/ ٣٦٠) كتاب الوكالة، ط: حقانيه

کرالیتی ہے، اور ان کے سامان کو ضبط کرلیتی ہے، پھر اسے نیلام کرتی ہے تو حکومت کے لئے جگہ خالی کرانا صحیح ہے لیکن انکے مال کو ضبط کر کے آگے فروخت کرنا اور نیلام کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

تحائفِ کفار

''غیر مسلموں کے تحائف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۵)

تحریر سے سودا کرنا

جس طرح زبان سے یا صرف لین دین سے سودا ہوجاتا ہے اسی طرح تحریر کے ذریعے دونوں فریق خرید وفروخت کا کوئی معاملہ کرلیں تو اس سے بھی سودا

---

(۱) وليس للإمام أن يخرج شيئا من يد أحد إلا بحق ثابت معروف. (شامي: (۱۸۰/٤) كتاب الجهاد، باب العشر والخراج والجزية، مطلب: القول لذي اليد أن الأرض ملكه وإن كانت خراجية، ط: سعيد)

عن سعيد بن زيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ شبراً من الارض ظلماً فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين متفق عليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲٥٤) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمي)

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك أحد بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه. (شرح المجله لرستم باز: (۵۱/۱) المادة: ۹٦، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقيه)۔

وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة بنزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (الدر المختار مع الرد (٤/٦١، ٦۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق (٥/٤١)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية (۲/١٦٧)، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه۔

ہو جاتا ہے۔ [1]

(۳۸۷) تحریر کے ذریعہ ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط

"بات چیت سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰/۲)

تحریر کے ذریعے خرید وفروخت کرنا

"تحریر سے سودا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۶/۲)

تحریری پیغام سے ایجاب وقبول

ایجاب (آفر) وقبول میں تحریری پیغام آمنے سامنے بات چیت کے حکم میں ہے، اگر کسی شخص نے دوسرے کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اسے اپنا گھر فروخت کر رہا ہے اور اس کی اتنی قیمت ہے، جب خریدار کو اس کا پیغام پہنچا اور اس نے اس ایجاب کو قبول کر لیا تو عقد صحیح ہو گیا کیوں کہ خریدار کا اس پیغام کو پڑھنا یا قاصد کی بات کو سننا یہ بھیجنے والے کی طرف سے ایجاب ہے، جب خریدار نے اس ایجاب کو قبول کر لیا تو گویا ایک ہی مجلس میں ایجاب وقبول صادر ہوئے اور یہی مجلس ایجاب پہنچنے کا محل ہے۔ [2]

---

(۱) وفي غاية البيان و قال شمس الأئمة السرخسي في كتاب النكاح من مبسوطه: كما ينعقد النكاح بالكتابة ينعقد البيع وسائر التصرفات بالكتابة أيضا۔ (الشامية: (۵۱۲/۴) كتاب البيوع، مطلب: في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۶۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد۔

(۲) وأما الكتابة فهي أن يكتب الرجل إلى رجل أما بعد فقد بعت عبدي فلانا منک بكذا فبلغه الكتاب فقال في مجلسه: اشتريت لأن خطاب الغائب كتابه فكأنه حضر بنفسه و خاطب الإيجاب، وقبل الآخر في المجلس۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد)=

تحفے تحائف

''گفٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۱/۵)

(۳۸۸)

تحفہ دے کر اس سے خرید لینا

مثلاً زید نے بکر کو کوئی چیز تحفہ میں دی، تو زید کے لئے بکر سے وہ تحفہ خریدنا مکروہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے کسی آدمی کو اللہ کی راہ میں ایک گھوڑے پر سوار کیا، لیکن اس نے اسے ضائع کر دیا، میں نے سمجھا وہ اسے اونے پونے دام میں بیچ دے گا، اس لیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس سے نہیں خریدنا، خواہ وہ تجھے ایک درہم ہی میں کیوں نہ دے دے، یقیناً اپنے صدقے کی طرف لوٹنے والا اس کتے کے مانند ہے جو اپنی قے کی طرف لوٹتا ہے۔''(۱)

= البحر الرائق: (۲۶۹/۵) ط: سعید۔

الشامیة: (۵۱۲/۴) کتاب البیوع، مطلب: في حکم البیع مع الهزل، ط: سعید۔

(۱) عن زید بن أسلم عن أبیه: قال: سمعت عمر رضي الله عنه، یقول: حملت علی فرس في سبیل الله، فأضاعه الذي كان عنده، فأردت أن أشتریه وظننت أنه یبیعه برخص، فسألت النبي صلی الله علیه وسلم، فقال: لاتشتري ولا تعد في صدقتك، وإن أعطاكه بدرهم، فإن العائد في صدقته كالعائد في قیئه. (صحیح البخاري: (۲۰۲/۱) کتاب الزکاة، باب هل یشتري صدقته، ط: قدیمي)

صحیح المسلم: (۳۶/۲) کتاب الهبات، باب کراهیة شراء الانسان ماتصدق به ممن تصدق علیه، ط: قدیمی)

ذکر مایستفاد منه: فیه: کراهة شراء الرجل صدقته، وقال ابن بطال: کره أکثر العلماء شراء الرجل صدقته لحدیث عمر۔ (عمدة القاري: (۱۳۲/۹) کتاب الزکاة، باب هل یشتري صدقته، ط: دار الکتب العلمیة)

هذا نهي تنزیه لا تحریم، فیکره لمن تصدق بشيء... أن یشتریه ممن دفعه هو إلیه (شرح أبي داؤد للعیني: (۳۹۴/۶) کتاب الزکاة، باب الرجل یبتاع صدقته، ط: مکتبة الرشد)

تحفہ دینا خریدار کو

''خریدار کو تحفہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۹/۳)

تحفہ دینا غیر مسلم کو

''غیر مسلم کو تحفہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۲/۵)

تحفہ قبول کرنا کافر سے

''کافر سے تحفہ قبول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۵/۵)

تحفہ میں دی ہوئی چیز کسی اور سے خرید لینا

مثلاً زید نے اپنی گاڑی بکر کو بلاعوض ہبہ کر کے قبضہ دے دیا، اور بکر نے وہ گاڑی خالد کو فروخت کر دی، اب اگر زید وہ گاڑی خالد سے خریدنا چاہتا ہے تو خرید سکتا ہے اس میں کوئی کراہت یا قباحت نہیں ہے۔[1]

تخلیہ

قبضہ کے لیے تخلیہ کے معنی یہ ہیں کہ سودا ہونے کے بعد مشتری کو اس بات پر قدرت دے دی جائے کہ وہ جب چاہے آ کر مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کر لے، جب قبضہ کرنے میں کوئی مانع باقی نہیں رہے تو تخلیہ ہو جائے گا مثلاً کوئی بکس ہے اس کے اندر کئی چیزیں رکھی ہوئی ہیں، اس کی چابی اس کے حوالہ کر دی تو جب چابی حوالے

---

(۱) فيكره لمن تصدق بشيء... أن يشتريه ممن دفعه هو إليه، أو يهبه أو يتملكه باختياره منه فأما إذا ورثه منه فلا كراهة فيه... وكذا لو انتقل إلى ثالث ثم اشتراه منه المتصدق فلا كراهة هذا مذهبنا ومذهب الجمهور. (شرح النووي على صحيح المسلم: (۳۶/۲) كتاب الهبات، باب كراهية شراء الإنسان ماتصدق به ممن تصدق عليه، ط: قديمي)

شرح أبي داؤد للعيني: (۳۹٤/٦) كتاب الزكاة، باب الرجل يبتاع صدقته، ط: مكتبة الرشد.

کردی اب چاہے وہ اٹھائے یا نہ اٹھائے قبضہ ثابت ہو جائے گا۔ [1]

تخلیہ کر دیا

اگر بیع ہونے کے بعد بائع نے تخلیہ کر دیا ہے اور مشتری سے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ اب آپ کی چیز ہے، میرے گودام میں رکھی ہے آپ جب چاہیں اس کو اٹھا کر لے جائیں، آج کے بعد میں اس کا ذمہ دار نہیں، اگر یہ مبیع (بیچی گئی چیز) تباہ ہو جائے یا خراب ہو جائے یا چوری ہو جائے تو آپ کی ذمہ داری ہے، اس صورت میں اگرچہ مشتری نے ظاہری طور پر قبضہ نہیں کیا لیکن چوں کہ وہ چیز مشتری کے ضمان میں آگئی ہے اس لیے اب اس کا نقصان مشتری کے ذمہ ہوگا اور اس کو بھی قبضہ کہا جائے گا۔ [2]

---

(۱) وأما تفسير التسليم والقبض فالتسليم والقبض عندنا هو التخلية والتخلي وهو أن يخلي البائع بين المبيع وبين المشتري برفع الحائل بينهما على وجه يتمكن المشتري من التصرف فيه فيجعل البائع مسلمًا للمبيع والمشتري قابضًا له۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

لأن معنى القبض هو التمكن والتخلي وارتفاع الموانع عرفًا وعادةً وحقيقةً۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۸/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

(إعطاء مفتاح العقار الذي له قفل للمشتري يكون تسليمًا) إذا أمكنه فتحه بلا كلفة۔ قال في الهندية قبض المفتاح قبض للدار إذا تهيأ له فتحها بلا كلفة وإلا فليس بقبض۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۱۲/۱) المادة: ۲۷۱، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار الكتب العلمية)

الأشياء التي بيعت جملة وهي داخل صندوق أو أنبار أو ماشابهه من المحلات التي تقفل يكون إعطاء مفتاح ذلك المحل للمشتري والإذن له بالقبض تسليمًا مثلًا لو بيع أنبار حنطة أو صندوق كتب جملة يكون إعطاء مفتاح الأنبار أو الصندوق للمشتري تسليمًا۔ (شرح المجلة: (۱۱۳/۱) المادة: ۲۷۵) الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار الكتب العلمية)

الهندية: (۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع، الفصل الثاني في تسليم المبيع... الخ، ط: رشيديه۔

(۲) وإن باع مكايلة أو موازنة في المكيل والموزون، وخلى فلا خلاف في أن المبيع يخرج عن ضمان البائع، ويدخل في ضمان المشتري حتى لو هلك بعد التخلية قبل الكيل والوزن يهلك على المشتري۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: أما حكم البيع، ط: سعيد)=

ترغیبی انعام

موجودہ دور میں بعض دکان دار گاہکوں کو ترغیب دینے کے لیے ایک مخصوص مقدار تک سامان خریدنے پر انعامات کا اعلان کرتے ہیں اور اس وجہ سے سامان کی قیمت میں اضافہ نہیں کرتے تو یہ صورت جائز ہے کیوں کہ اس میں خریدی جانے والی چیز اور اس کی قیمت دونوں متعین ہیں اور ہر خریدار کو اپنی خریدی ہوئی چیز مل جاتی ہے اور انعام کمپنی اپنے منافع میں سے دیتی ہے۔(۱)

= والتخلية في بيت البائع صحيحة عند محمد رحمه الله تعالى خلافًا لأبي يوسف رحمه الله تعالى، رجل باع خلاً في دنٍ في بيته، فخلى بينه و بين المشتري، فختم المشتري على الدن وتركه في بيت البائع، فهلك بعد ذلك فإنه يهلك من مال المشتري في قول محمد وعليه الفتوى هكذا في الصغرى۔ رجل باع مكيلاً في بيت مكايلة أو موزونًا موازنة، وقال: خليت بينك وبينه ودفع إليه المفتاح ولم يكله ولم يزنه صار المشتري قابضًا، ولو أنه دفع إلى المشتري المفتاح ولم يقل خليت بينك و بينه لا يكون قابضًا كذا في الظهيرية۔ (الفتاوىٰ الهندية: (۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع، الفصل الثاني في تسليم المبيع... الخ، ط: رشيديه)

وأشار بهذا إلى ما في البحر عن الذخيرة: إذا اشترى ما هو أمانة في يده من وديعة أو عارية لا يكون قابضًا إلا إذا ذهب إلى مكان يتمكن من قبضها فيصير الآن قابضًا بالتخلية فإذا هلك بعده هلك من ماله۔ (الشامية: (۷۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع دودة القرمز، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸۰/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱) الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامها سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه۔ (الهندية: (۱۷۱/۳) كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشيديه)

ويجوز للبائع أن يزيد للمشتري في المبيع۔ (الهداية: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

باع عينًا بمائة ثم زاد على المبيع شيئًا أو حط بعض الثمن جاز۔ (العناية في شرح الهداية مع فتح القدير: (۳۸۱/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: ومن اشترى شيئًا مما ينقل ويحول... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

ترقی کا راز

عباسی دور میں تیزی سے مسلمانوں کی ترقی کا راز معلوم کرنے کے لیے یورپ کے کچھ لوگ بغداد آئے اور ان لوگوں نے ایک جگہ پر کھانا کھایا، کھانا کھانے کے بعد جب اس کا معاوضہ دینے لگے تو کھلانے والے نے کہا کہ آپ لوگ مسافر ہیں اور یہاں کا ہمارا معمول اور رواج یہ ہے کہ ہم مہمانوں کی کم از کم تین دن تک اپنے کھانے سے تواضع کرتے ہیں۔

اس کے بعد سامان خریدنے کے لیے بازار گئے اور ایک دکان میں جا کر سامان خریدنے لگے تو دکان دار نے کہا کہ آپ یہی سامان ساتھ والی دکان سے خرید لیں مجھ سے نہ خریدیں تو انہوں نے پوچھا کہ آپ ہمیں اپنا سامان کیوں فروخت نہیں کر رہے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا آج کی ضرورت کا سامان فروخت ہو گیا ہے، ساتھ والے دکان دار کا ضرورت کے بقدر سامان فروخت نہیں ہوا اس لیے آپ اس سے خرید لیں، وہ اس اچھے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اور واپس جاتے ہوئے یہ کہہ کر گئے کہ: جن لوگوں کے اخلاق اتنے اچھے ہوں ان پر کوئی قوم غالب نہیں آسکتی۔ (۱)

ترکہ میں ایک وارث کی تجارت کا حکم

ایک شخص کا انتقال ہو گیا، ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ مرحوم کے ایک بیٹے نے والد کے کاروبار کو جاری رکھا اور خوب نفع کمایا، اب مثلاً دس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد ترکہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو تمام ورثا اصل اور نفع دونوں میں شریک ہوں گے اگرچہ باقی ورثا ترکہ کے مال کی تجارت میں شریک نہیں تھے لیکن نفع میں سب

---

(۱) ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

شریک ہوں گے اور کل نفع اصل ترکہ کے ساتھ تمام وارثوں کے درمیان شریعت کے قانون کے مطابق تقسیم ہوگا، ہاں اگر کام کرنے والے کو اس کے حصے سے کچھ زیادہ دے دیا جائے تو مناسب ہوگا لیکن شرعاً زیادہ دینا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) اذا عمل احد الشریکین دون الآخر بعذر او بغیرہ فالربح بینھما قولہ: اذا عمل احد الشریکین... الخ انما کان الربح بینھما؛ لان استحقاق الربح بحکم الشرط فی العقد لا العمل کما فی البزازیۃ فی آخر فصل مایکون للشریک، وقولہ: "بعذر" لایصح تعلقہ بالفعل المذکور کما ھو ظاھر ولیس ثم غیرہ یصح تعلقہ بہ وحینئذ فالصواب ان یقول کما فی البزازیۃ: ویستوی ان یمتنع الآخر بعذر او بغیر عذر لان العقد لایرتفع بمجرد امتناعہ۔ (الاشباہ والنظائر مع غمز عیون البصائر: (۹۷/۲) کتاب الشرکۃ، ط: إدارۃ القرآن)

المجلۃ وشرحھا لمحمد خالد الاتاسی، المادۃ: ۱۳۹۲)، (۳۱۵/۴) الباب السادس، الفصل السادس، البحث الثاني في بیان مسائل عائدۃ الی شرکۃ العنان، ط: رشیدیہ)

شرکۃ الملک ان یملک اثنان عینا ارثا او شراء... وکل اجنبی فی قسط صاحبہ ای کل واحد منھما اجنبی فی نصیب صاحبہ حتی لایجوز لہ ان یتصرف فیہ الا باذنہ کمال غیرہ من الاجانب۔ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: (۳۱۳/۳) کتاب الشرکۃ، ط: امدادیہ ملتان)

فشرکۃ الملک أن یشترک رجلان فی ملک مال وذلک نوعان ثابت بغیر فعلھما کالمیراث وثابت بفعلھما وذلک بقبول الشراء او الصدقۃ او الوصیۃ والحکم واحد، وھو ان مایتولد من الزیادۃ یکون مشترکا بینھما بقدر الملک وکل واحد منھما بمنزلۃ الاجنبی فی التصرف فی نصیب صاحبہ۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۵۱/۱۱) کتاب الشرکۃ، ط: دار المعرفۃ)

وفی الفتاوی الھندیۃ: جزئیۃ معارضہ لھذہ الجزئیات وھی ھذہ: لوتصرف احد الورثۃ فی الترکۃ المشترکۃ وربح فالربح للمتصرف وحدہ کذا فی الفتاوی الغیاثیۃ۔ (الفتاوی الھندیۃ: (۳۴۶/۲) کتاب الشرکۃ، الباب السادس في المتفرقات، ط: رشیدیہ)

فتاویٰ ہندیہ کا یہ جزئیہ دیگر کتبِ فقہیہ کی عبارات کے خلاف ہے اس لیے ہمارے اکابر اور مفتیانِ کرام نے اس جزئیہ کے مطابق فتویٰ نہیں دیا۔ مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"عمرو نے مالِ مشترک میں تجارت وغیرہ کر کے جو نفع حاصل کیا ہے اور مال بڑھایا ہے وہ سب ورثا پر بھی تقسیم کیا جائے گا صرف عمرو کا ترکہ نہیں سمجھا جائے گا"۔

وعملہ وتصرفہ یکون تبرعا وجھہ انہ شریک فی بعضہ وعامل بنت اخیہ فی بعضہ وھی فی عیالہ ولیس ھھنا عقد ولا غصب۔ (کفایت المفتی: (۲۶۹/۸ و ۲۷۴) کتاب الفرائض، عنوان: "مشترکہ مال میں کسی ایک شریک کی محنت سے ہونے والی زیادتی سب شرکا کو ملے گی"، ط: دار الاشاعت)

امداد الاحکام: (۳۱۹/۳) کتاب الشرکۃ والمضاربۃ، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

فتاوی دار العلوم دیوبند: (۵۹۷) کتاب الشرکۃ، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔=

= الأموال المشتركة شركة الملك تقسم حاصلاتها بين أصحابها على قدر حصصهم۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱۴/۴) مادة: ۱۰۷۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الفصل الثاني في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيديه)

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام لعلي حيدر: (۲۶/۳) الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول في بيان شركة الملك، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في أعيان المشتركة، المادة: ۱۰۷۳، ط: دار الجيل۔

لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل والرأي الخ۔ (فتاویٰ شامی: (۳۲۵/۴) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد)

[تنبيه] يقع كثير في الفلاحين ونحوهم أن أحدهم يموت فتقوم أولاده على تركه بلا قسمة ويعملون فيها من حرث وزراعة وبيع وشراء واستدانة ونحو ذلك، وتارة يكون كبيرهم هو الذي يتولى مهماتهم ويعملون عنده بأمره وكل ذلك على وجه الاطلاق والتفويض، لكن بلا تصريح بلفظ المفاوضة ولا بيان جميع مقتضياتها مع كون التركة أغلبها أو كلها عروض لا تصح فيها شركة العقد، ولا شك أن هذه ليست شركة مفاوضة، خلافا لما أفتى به في زماننا من لا خبرة له بل هي شركة ملك كما حررته في تنقيح الحامدية۔

ثم رأيت التصريح به بعينه في فتاوى الحانوتي، فإذا كان سعيهم واحدًا ولم يتميز ما حصله كل واحد منهم بعمله يكون ما جمعوه مشتركًا بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأي كثرة وصوابًا كما أفتى به في الخيرية، وما اشتراه أحدهم لنفسه يكون له ويضمن حصة شركائه من ثمنه إذا دفعه من المال المشترك، وكل ما استدانه أحدهم يطالب به وحده۔ (فتاویٰ شامی: (۳۰۷/۴) كتاب الشركة، مطلب فيما يقع كثيرا في الفلاحين مما صورته شركة مفاوضة، ط: سعيد)

(سئل) في إخوة خمسة تلقوا تركة عن أبيهم فأخذوا في الاكتساب والعمل فيها جملة كل على قدر استطاعته في مدة معلومة وحصل ربح في المدة وورد على الشركة غرامة دفعوها من المال فهل تكون الشركة وما حصلوا بالاكتساب بينهم سوية وإن اختلفوا في العمل والرأي كثرة وصوابا؟

(الجواب): نعم إذ كل واحد منهم يعمل لنفسه وإخوته على وجه الشركة وأجاب الخير الرملي بقوله هو بينهما سوية حيث لا يميز كسب هذا من كسب هذا ولا يختص أحدهما به ولا بزيادة على الآخر... (إلى أن قال)

هذا إنما يجري في شركة العقد، والواقع في السؤال شركة ملك فيما يظهر إذ لم يذكر فيه أنهم عقدوا شركة فيما بينهم ولا أن التركة نقود أو عروض بيع بعضها ببعض، فالظاهر أنها شركة ملك لا يجري فيها تفاوت في الربح بل يكون ما في أيديهم بينهم سوية كما مر وهذه المسألة تقع كثيرا خصوصا في أهل القرى حيث يموت الميت منهم وتبقى تركته بين أيدي ورثته بلا قسمة يعملون فيها=

تسعیر

''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴/۴)

تسویق

''مارکیٹنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۰/۶)

تشہیر

''ایڈورٹائزنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۶/۱)

تصاویر کی خرید وفروخت کرنا

☆......کسی بھی جان دار کی فوٹو اور تصاویر بنانا اور ان کی خرید وفروخت کرنا

=وربما تعددت الأموات وهم على ذلك وقد يتوهم أنها شركة مفاوضة، وذلك باطل؛ لأن شركة المفاوضة لها شروط منها العقد بلفظ المفاوضة، فإن لم يذكر لفظها فلا بد من أن يذكر تمام معناها بأن يقول أحدهما للآخر وهما حران بالغان مسلمان أو ذميان شاركتك في جميع ما أملك من نقد وقدر ما تملك على وجه التفويض العام من كل منا للآخر في التجارات والنقد والنسيئة وعلى أن كلاً ضامن عن الآخر ما يلزمه من أمر كل بيع كما في البحر ومنها أنها لاتكون بين صبي وبالغ وأنها لاتصح بالعروض وأنها تبطل بالموت ولا يخفى أن الواقع في زماننا ليس فيه شيئ من ذلك فليس للمفتي أن يفتي بأنها مفاوضة ويلزمهم بأحكامها بأن يلزمهم مثلاً بأن ما لزم أحدهم من دين يلزم الآخر، نعم إن صرحوا له بأنهم شركاء مفاوضة يفتيهم بأحكامها وليس عليه أن يسألهم عن استيفاء شرائط العقد كما لو سئل عن غيرها من العقود كما صرح به في البزازية ومما يناسب هذا المقام ما كتبه في حاشيتي رد المحتار على الدر المختار في آخر كتاب المزارعة نقلاً عن التتارخانية وغيرها مات رجل وترك أولاداً صغاراً وكباراً وامرأة، والكبار منها أو من امرأة غيرها فحرث الكبار وزرعوا في أرض مشتركة أو في أرض الغير كما هو المعتاد والأولاد كلهم في عيال المرأة تتعاهدهم وهم يزرعون ويجمعون الغلات في بيت واحد وينفقون من ذلك جملة قال صارت هذه واقعة الفتوى واتفقت الأجوبة أنهم إن زرعوا من بذر مشترك بينهم بإذن الباقين لو كباراً أو إذن الوصي لو صغاراً فالغلة مشتركة وإن من بذر أنفسهم أو بذر مشترك بلا إذن فالغلة للزارعين اهـ ـ فاغتنم هذا الفائدة ـ (العقود الدرية في تنقيح الحامدية: (۹۲/۱) كتاب الشركة، شركة العنان، ط: دار المعرفة)

ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی ناجائز اور حرام ہے۔[1]

☆...... غیر جان دار مثلا درخت، پہاڑ، سمندر، پھول، پتے، مکانات اور پارک وغیرہ کی فوٹو اور تصاویر بنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔[2]

تصاویر والی چیزوں کی بیع

آج کل استعمال کی بہت ساری چیزوں میں جان دار کی تصاویر ہوتی ہیں مختلف کھلونوں میں مختلف جانوروں اور انسانی شکلوں کی مبہم اور غیر واضح صورتیں

---

(۱) عن عون ابن ابی جحیفة عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن ثمن الدم وثمن الکلب وکسب البغی ولعن آکل الربوا وموکله والواشمة والمستوشمة والمصور۔ (صحیح البخاری: (۲/ ۸۸۱) کتاب اللباس، باب من لعن المصور، ط: قدیمی)

ولایجوز علی الغناء والنوح والملاهی لان المعصیة لایتصور استحقاقها بالعقد فلایجب علیه الاجر من غیر ان یستحق علیه لان المبادلة لاتکون الا عند الاستحقاق۔ (البحر الرائق: (۸/ ۲۰) باب الاجارة الفاسدة، ط: سعید)

ولهذه العناية الإلٰهية جاءت في شريعتنا السمحة البيضاء أحكام لسد الذرائع فيما جرب عظيم فساده من المعاص، كما ترى أنه لما حرمت الخمر حرم بيعها و شرائها الذي هو ذريعة إلى هذه المعصية، وكذلک لما كان الشرک ظلما عظيما وإثما غير مغفور حرمت ما كان ذريعة إلى الشرک، منها التصوير صنعته واستعماله۔ (أحكام القرآن للتهانوي: (۳/ ۴۷۸) ط: إدارة القرآن)

وفی التوضیح: قال اصحابنا وغیرهم: تصویر صورة الحیوان حرام اشد التحریم وهو من الکبائر وسواء صنعه لمایمتهن او لغیره فحرام بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق الله وسواء کان فی ثوب او بساط او دینار او درهم او فلس او اناء او حائط واما مالیس فیه صورة حیوان کالشجر ونحوه فلیس بحرام وسواء کان فی هذا کله ماله ظل ومالا ظل له وبمعناه قال جماعة العلماء مالک والثوری وابو حنیفة وغیرهم۔ (عمدة القاری: (۲۲/ ۱۱۰) کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامة، ط: دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

شرح النووی علی صحیح مسلم: (۲/ ۱۹۹) کتاب اللباس والزینة، باب تحریم صورة الحیوان، ط: قدیمی

شامی: (۱/ ۶۴۷) کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید۔

(۲) انظر الحاشیة السابقة، رقم: ۱، علی نفس الصفحة۔

ہوتی ہیں، اسی طرح برتن، بیگ اور بچوں کے کپڑوں وغیرہ میں بھی مختلف جانوروں اور انسانوں کی صورتیں ہوتی ہیں ان چیزوں کی خرید وفروخت کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیزوں میں جان دار کی شکل وصورت اور اس کے نمونے واضح طور پر معلوم ہوں تو ان کو بنانا اور گھر میں رکھنا جائز نہیں۔

اور جب خود ان تصاویر ہی کی خرید وفروخت مقصود ہو تو ان کو خریدنا اور فروخت کرنا دونوں ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدن بھی حلال نہیں ہے۔ (۱)

اور اگر خرید وفروخت میں تصاویر خود مقصود نہ ہوں بلکہ دوسری چیزوں کے تابع ہو کر آجائیں جیسے کپڑوں، برتنوں، کپ اور دوسری جدید مصنوعات میں اس کا رواج عام ہے تو اس کی خرید وفروخت تبعاً جائز ہے اور آمدنی بھی حرام نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) قال النبي صلى الله عليه وسلم: لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمي)

🗀 لايحل عمل شيئ من هذه الصور ولايجوز بيعها ولا التجارة لها والواجب أن يمنعوا من ذلك۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، "تصاویر کی تجارت"، (ص: ۸۹) ط: إدارة المعارف)

🗀 جواہر الفقہ: (۷/ ۲۶۴) تصاویر کی تجارت، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۲) من القواعد المسلمة من فقه الأحناف إن كثيرا من الأفعال لايجوز قصداً ويجوز تبعا كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعا للدار ولا إصالة و قصدا۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۱۸) بحوالہ تصویر کے شرعی أحکام، ص: ۸۸، ط: إدارة المعارف)

🗀 قد يثبت من الحكم تبعا مالايثبت مقصودا كالشرب في البيع، والبناء في الوقف۔ (الشامية: (۳۶۱/۴) كتاب الوقف، مطلب: في وقف المنقول تبعا للعقار، ط: سعيد)

🗀 البحر الرائق: (۲۰۰/۵) كتاب الوقف، ط: سعيد۔

🗀 يغتفر في التوابع مالايغتفر في غيرها، وقريب منه: يغتفر في الشيئ ضمنا مالايغتفر قصداً۔ (الأشباه والنظائر: (ص: ۱۲۱) القاعدة الرابعة: التابع تابع، قاعدة: يغتفر في التابع مالايغتفر في غيره، ط: قديمي)=

اور تصاویر مقصود نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ تصاویر اس چیز میں نہ ہوتیں تب بھی لوگ ان چیزوں کو خریدتے۔

اور اگر تصاویر نہ ہونے کی صورت میں خریدتے نہیں تو تصاویر مقصود میں داخل ہیں۔

اور وہ تصاویر جو دیکھنے میں واضح طور پر جان دار کی شکل وصورت اور اس کا پورا نمونہ معلوم نہ ہوں تو ایسی تصاویر بنانا اور رکھنا جائز ہے اور ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے، آمدنی بھی حلال ہے۔ (١)

= قال ابن الحجر: وشملت الصورة ما في الدراهم المجلوبة من بلاد الكفر فمن عنده شيئ منها منع دخول الملائكة، وإن حل إمساكها بل ولو حملها ولو في عمامة؛ لأن القصد ذاتها لا الصورة الّتي حمل عليها۔ (مرقاة المفاتيح: (١٣٨/٢) تحت رقم الحديث: ٣٦٣، كتاب الطهارة، باب مخالطة الجنب، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

أمّا إذا كان المبيع شيئاً آخر من المباحات، وهو مشتمل على صور، فتدخل في البيع تبعاً، فيجوز بيعها، وهذا مثل الجرائد والصحف والكتب الّتي يقصد منها مضمونها المباح، ولكنها ربما تشتمل على صور ممنوعة، وكذلك ما عمت به البلوى من أن العلب الّتي تعبأ بها الأشياء المباحة يشتمل أكثرها على صور، فلا يمنع من بيعها إذا كان المقصود الأشياء المباحة دون الصور۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٣٢٠/١، ٣٢١) الشرط الثاني: كون المبيع متقوّما، الصور غير المجسده، ط: مكتبة معارف القرآن)

(١) (إلاّ أن تكون صغيرة)؛ لأنّ الصغار جدًا لاتعبد، فليس لها حكم الوثن، فلاتكره في البيت ... والمراد بالصغيرة الّتي لاتبدو للناظر على بعد، والكبيرة الّتي تبدو للناظر على بعد، كذا في فتح القدير۔ ونقل في النهاية أنّه كان على خاتم موسٰى ذبابتان، وأنّه لما وجد خاتم دانيال عليه السلام في عهد عمر رضي الله عنه، وجد عليه أسد ولبوة بينهما صبي يلحسانه ... وفي الخلاصة من كتاب الكراهة: رجل صلى ومعه دراهم وفيها تماثيل ملك، لا بأس به لصغرها اهـ۔ (البحر الرائق: (٢٨/٢) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد)

الدر المختار مع رد المحتار: (٦٤٨/١) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (١٦٦/١) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: امداديه ملتان۔

لكن في الخزانة: إن كانت الصورة مقدار طير، يكره وإن كانت أصغر فلا اهـ (الشامية: (٦٤٧/١) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، ط: سعيد)

تصرف کرنا فروخت ہونے والے سامان میں

(۳۹۹) دکاندار کی دکان کا سامان فروخت کرنے سے پہلے دکاندار کی ملکیت ہے، لہٰذا وہ اگر فروخت کرنے سے پہلے اپنے سامان میں تصرف کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، لیکن فروخت کرتے وقت یہ بتا دینا ضروری ہے کہ دکاندار نے اسے استعمال کیا ہے، اگر گاہک کو بتائے بغیر پوری قیمت پر بیچے گا تو دھوکہ دینے والا شمار ہوگا کیونکہ استعمال شدہ اور غیر استعمال شدہ اشیاء کی قیمتوں میں عرف کے اعتبار سے بڑا فرق ہوتا ہے۔[1]

تصویر بے جان اشیا کی

"بے جان اشیاء کی تصاویر" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۲)

تصویر بیچنا

"تصاویر کی خرید وفروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۵/۲)

تصویر والا کپڑا

جاندار کی تصویر والا کپڑا پہننا جائز نہیں ہے اور اس کی تجارت بھی درست

---

(۱) عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت اصابعه بللا فقال: ياصاحب الطعام ماهذا؟ قال: اصابته السماء يا رسول الله: قال: افلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس ثم قال: من غش فليس منا. (سنن الترمذي: (۲/۲۴۵) ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۱/۷۰) كتاب الايمان، باب قول النبي صلے الله عليه وسلم: من غش فليس منا، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي)

نہیں۔ [۱]

تصویر والے اخبار

جان دار کی تصویر اخبار اور رسائل میں چھاپنا ناجائز اور حرام ہے ایسے لوگ سخت گناہ گار ہیں، البتہ ایسے اخبار ورسائل کی خرید وفروخت جائز ہے کیوں کہ اخبار ورسائل میں اصل مقصد خبر اور مضمون پڑھنا ہوتا ہے تصویر مقصد نہیں ہوتی بلکہ تابع ہوتی ہے، ہاں اگر کوئی شخص اخبار ورسائل کی تصویر کو مقصد بنا کر خریدے گا تو گناہ گار ہوگا۔ [۲]

تصویر والے ڈبوں میں پیک چیزوں کی خرید وفروخت

آج کل بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تصویر والے ڈبوں میں پیک کر کے فروخت کرتے ہیں تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ خریداروں کا اصل مقصد ڈبے کے اندر کی چیز ہوتی ہے ڈبے کی تصویر مقصد نہیں ہوتی بلکہ وہ اندر کی چیز کے تابع

---

(۱) ولهذه العناية الإلٰهية جاءت في شريعتنا السمحة البيضاء احكام لسد الذرائع فيما جرب عظيم فساده في الأرض من المعاصي، كماترى أنه لما حرمت الخمر حرم بيعها وشرائها الذي هو ذريعة إلى هذه المعصية وكذلك لما كان الشرك ظلماً عظيماً وإثما غير مغفور حرمت ما كان ذريعة إلى الشرك، منها التصوير صنعته واستعماله. (احكام القرآن للتهانوي: (۳/۴۷۸)، ط: إدارة القرآن)

ولا يحل عمل شئ من هذه الصور، ولا يجوز بيعها ولا التجارة لها والواجب أن يمنعوا من ذلك. (بلوغ القصد والمرام: (ص:۲۰)، بحوالہ تصویر کے شرعی احکام: (ص:۸۹) عنوان: ''تصاویر کی تجارت'' ط: ادارۃ المعارف کراچی)

إذا ثبت كراهية لبسها ثبت كراهية بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدي إلى ما لا يجوز لا يجوز (الدر المختار مع الرد: (۶/۴۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا فتنزيهاً. (الدر مع الرد: (۶/۳۹۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) انظر الحاشية، رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

ہوتی ہے اس لیے ایسی چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے [۱] البتہ ڈبے کے اوپر جان دار کی تصویر بنانے والے اور پریس والے گناہ گار ہوں گے اور خریداروں کو چاہیے ایسے ڈبے والی چیزوں کو خریدنے کے بعد تصویروں کو بگاڑ دیں تاکہ اس کی وجہ سے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل ہونے میں رکاوٹ نہ ہو۔ [۲]

تصویر والے ڈبے بنانا

جان دار کی تصویر والے ڈبے بنانا جائز نہیں ہے، ایسے لوگ گناہ گار ہوں گے اور اجرت بھی حلال نہیں ہوگی۔ [۳]

---

(۱) انظر الحاشية، رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) (لاتدخل الملائكة بيتا فيه صورة) أي: كصورة لحيوان من آدمي وغيره مالم تقطع رأسه أو يمتهن۔ (حاشية السندي على صحيح البخاري: (۴/۲۴) كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة، ط: دار الكفر)

وحديث أبي هريرة في السنن وصححه الترمذي وابن حبان أتم سياقا منه، ولفظه: أتاني جبريل، فقال: أتيتك البارحة فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل وكان في البيت قرام ستر فيه تماثيل، وكان في البيت كلب فمر برأس التماثيل الذي على باب البيت يقطع فيصير كهيئة الشجرة ومر بالستر فليقطع فليجعل منه وسادتان منبوذتان توطآن۔ ومر بالكلب فليخرج، ففعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفي روايه للنسائي إما أن تقطع رؤوسها أو تجعل بسطا توطأ۔ وفي هذا الحديث ترجيح قول من ذهب إلى أن الصورة التي تمنع الملائكة من دخول المكان التي تكون فيه باقية على هيئتها مرتفعة غير ممتهنة فأما لو كانت ممتهنة أو غير ممتهنة لكنها غيرت من هيئتها إما بقطعها من نصفها أو بقطع رأسها فلا امتناع۔ (فتح الباري: (۱۰/۳۹۲) كتاب اللباس، باب لاتدخل الملائكة بيتا فيه صورة، ط: دار المعرفة)

عمدة القاري: (۱۱/۳۲۰) كتاب البيوع، باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابا عند الله المصورون۔ متفق عليه (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمی)

فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى۔ (الشاميه: (۱/۶۴۷) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ط: سعيد)=

تصویر والے رسائل

''تصویر والے اخبار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۰۰)

تصویر والے کپڑوں کی تجارت

جان دار کی تصویر اور مجسمہ سازی اور ان کی خرید وفروخت ناجائز اور حرام ہے، اس لیے جان دار کی تصویر اور مجسموں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح جان دار کی تصویر جو مقصود ہو اس کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہے، البتہ کپڑے اور اشیاء کے لیبل وغیرہ پر جو جان دار کی تصویریں ہوتی ہیں عام طور پر وہ مقصود نہیں ہوتیں، اصل میں کپڑا یا وہ چیز مقصود ہوتی ہے تصویر مقصود نہیں ہوتی اس لیے ایسے

= شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمي۔

لايحلّ عمل شيئ من هذه الصور، ولايجوز بيعها، ولا التجارة لها، والواجب أن يمنعوا من ذلك۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، (ص: ۸۹)، عنوان: تصاویر کی تجارت، ط: إدارة المعارف کراچی)

ماقامت المعصية بعينه يكره تحريمًا وإلاّ فتنزيهًا۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

والظاهر أنّ الكراهة الّتي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أوّل شرحه لـ "فصل فيمايكره" من الهداية:

"لما كان دون الفاسد، أخر عنه وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي بل في عدم فساد العقد، وإلاّفهذ الكراهات تحريمية لانعلم خلافًا في الإثم اهـ"۔

ومقتضاه أن لايطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۸/۱) الشرط الثاني: كون المبيع متقوّمًا، القسم الأوّل: ماوضع لمحظور، ط: مكتبة معارف القرآن)

ولو استأجر مصورًا فلا أجر له، لأنّ عمله معصية كذا عن محمد۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۶۵۰/۱) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۳۶۳) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، فصل في المكروهات، ط: قديمي)

کپڑوں کا کاروبار نا جائز نہیں ہے، ہاں خاص خاص لوگوں یا جانوروں کی بڑی تصویر والے کپڑے جو فیشن کے طور پر تصویر کو مقصود بنا کر بیچے اور پہنے جاتے ہیں ان کی خرید و فروخت درست نہیں ہے۔ (۱)

تصویر والے گارمنٹ بنانا

بعض اوقات باہر ملکوں سے گارمنٹ کا آرڈر آتا ہے کہ فلاں قسم کی شرٹ پر فلاں جان دار کی تصویر تیار کر کے ہمیں سپلائی کریں تو ایسا آرڈر وصول کرنا اور ایسا مال تیار کر کے سپلائی کرنا نا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصورة في البيت ونهى ان يصنع ذلك، حديث جابر رضی اللہ عنہ حديث حسن صحيح۔ (سنن الترمذي: (۱/۳۰۵) باب ماجاء في الصورة، ط: سعيد)

وعن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة انه دخل على ابى طلحة الانصاري رضی اللہ عنہ يعوده فوجد عنده سهل بن حنيف رضی اللہ عنہ قال: فدعا ابو طلحة رضی اللہ عنہ انسانا ينزع نمطا تحته فقال له سهل: لم تنزعه؟ قال: لان فيها تصاوير وقال فيه النبي صلى الله عليه وسلم ماقد علمت قال سهل رضی اللہ عنہ اولم يقل الاما كان رقما في ثوب قال: بلى ولكنه اطيب لنفسي۔ هذا حديث حسن صحيح۔ (سنن الترمذي: (۱/۳۰۵) أبواب اللباس، باب ماجاء في الصورة، ط: سعيد)

قال ابن بطال: اختلف العلماء في الصور فكره ابن شهاب ما نصب منها وما بسط كان رقما اولم يكن على حديث نافع عن القاسم عن عائشة رضی اللہ عنہا وقال طائفة انما يكره من التصاوير ما كان في حيطان البيوت، واما كان رقما في ثوب فهو جائز على حديث زيد بن خالد عن ابى طلحة رضی اللہ عنہ وسواء كان الثوب منصوبا او مبسوطا وبه قال القاسم۔ (شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۹/۱۷۹) كتاب اللباس، باب من كره القعود على الصور، ط: مكتبة الرشد)

ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثيرا من الافعال لايجوز قصدا ويجوز تبعا كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعا للدار ولا اصالة وقصدا۔ (بلوغ المرام: (ص:۱۸) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، ص:۸۸، ط: ادارۃ المعارف)

(۲) عن جابر رضي الله عنه، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصورة في البيت ونهى أن يصنع ذلك۔ حديث جابر حديث حسن صحيح۔ (جامع الترمذي: (۱/۳۰۵) أبواب اللباس، باب ماجاء في الصورة، ط: سعيد) =

تصویروں کی خرید وفروخت

(۴۰۴) مسلمانوں کے لیے جان دار کی تصویر کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس میں دار الحرب اور دار الاسلام کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ (۱)

تصویروں والے اسکول بیگ

بعض اسکول بیگ یا بستوں پر ایسی فحش اور انتہائی شرم ناک قسم کی تصویریں بنی ہوئی ہوتی ہیں، جو جذبات کو برانگیختہ کرتی ہیں، مثلاً عورتوں کی فحش تصاویر وغیرہ، یہ سب ناجائز اور حرام ہیں، ان میں بہت ساری خرابیاں موجود ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

① جاندار کی حرام تصویر کو دیکھنا پڑتا ہے۔

② ان سے نوجوان بچے اور بچیوں کے جذبات ابھرتے ہیں۔

③ مسلمانوں میں برے اخلاق کی اشاعت ہوتی ہے۔

④ فتنے پیدا ہونے کا باعث ہے۔

= لایحل عمل شيئ من هذه الصورة ولایجوز بیعها ولا للتجارة لها والواجب أن یمنعوا من ذلک۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی أحکام "تصاویر کی تجارت"، ص: ۸۹، ط: إدارة المعارف کراچی)

جواهر الفقه: (۲۶۴/۷) تصاویر کی تجارت، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

عن عون بن أبي جحیفة عن أبیه أنّ النبي صلی اللّٰه علیه وسلم نهی عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن اكل الربا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور۔ (صحیح البخاري: (۸۸۱/۲) كتاب اللباس، باب من لعن المصور، ط: قدیمی)

(۱) لایحل عمل شيء من هذه الصور ولایجوز بیعها ولا التجارة لها والواجب ان یمنعوا من ذلک (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحواله تصاویر کی تجارت، ص: ۸۹، ط: إدارة المعارف)

جواهر الفقه، (۲۶۴/۷) ط: مکتبه دار العلوم کراچی۔

ماقامت المعصیة بعینه یکره بیعه تحریما والا فتنزیها۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

۸ نفسانی خواہشات جنم لیتی ہیں۔[1]

""نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن آدمی انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کو وہ پسند کرتا تھا۔""[2]

فحش تصویر والے بیگ اور بستے خریدنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ اس آدمی کو ان چیزوں سے محبت ہے، اور وہ ان کو دل سے پسند کرتا ہے، لہٰذا حدث کی رو سے ایسا آدمی قیامت کے دن اسی طرح کے کافروں اور فاجروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اور یہ بہت ہی بڑا نقصان ہوگا، اس لئے والدین اور طالب علم بچوں اور بچیوں کو فکر کرنی چاہئے کہ ان کی پسند کیا ہے؟ ورنہ ہمارے مسلمان بچے بچیاں بھی قیامت کے دن ان کافروں کے ساتھ اٹھیں گے اسلئے اس قسم کے بیگ اور بستے ہرگز نہ خریدیں اور ان چیزوں کے کاروبار سے بھی پرہیز کریں۔[3]

---

(۱) وما كان سبباً لمحظور فهو محظور. (شامي: (۶/ ۳۵۰) كتاب الحظر والاباحة، قبيل فصل في اللبس، ط: سعيد)

لما فيه من الإعانة على مالا يجوز و كل ماأدي إلى مالا يجوز لايجوز. (الدر مع الرد: (۶/۳۶۰) كتاب الحظر والاباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۲/۱۹۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

(۲) عن عبدالله عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: المرء مع من أحب. (الصحيح للبخاري: (۲/۹۱۱) كتاب الآداب، باب علامة الحب في الله، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۲/۳۳۲) كتاب البر والصلة، باب المرء مع من أحب، ط: قديمي.

(المرء مع من أحب) أي يحشر مع محبوبه ويكون رفيقاً لمطلوبه... و ظاهر الحديث العمو، الشامل الصالح والطالح، ويؤيده حديث "المرء على دين خليله" كما سيأتي، ففيه ترغيب وترهيب ووعد وعيد. (مرقاة المفاتيح: (۹/۲۱۳) كتاب الآداب، باب الحب في الله ومن الله، الفصل الأول، ط: رشيديه)

(۳) وما كان الغالب عليه الحرام لم يجز بيعه ولا هبته. الفتاوىٰ الهنديه: (۳/۱۱۶) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز ومالا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه.

انظر ايضًا الحاشية السابقة تحت العنوان السابق.

تعاطی سے اقالہ

''اقالہ تعاطی سے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۵/۱)

تعجیل کے بدلے دین میں کمی کرنا

''جلدی کے بدلے پیسے میں کمی کرنا''اور ''ضع و تعجل''عنوانات کے تحت دیکھیں۔(۱۱۲/۳)

تعجیل کے بدلے دین میں کمی کرنا ادھار میں منع ہے

''ضع و تعجیل کی ممانعت نقد میں نہیں ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۸/۴)

تعزیت کافر کی

''کافر کی تعزیت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۸/۵)

تعویذات کی خرید و فروخت کرنا

تعویذ علاج معالجہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اگر شرکیہ اور کفریہ الفاظ اور اعمال سے پاک ہیں غیر اللہ اور ماوراء الاسباب مخلوق سے مدد کی بات نہیں ہے تو جائز معاملات میں شریعت کے مطابق جائز تعویذ دینا اور اس کے عوض میں پیسے لینا اور دینا دونوں جائز ہیں تاہم اس کو اپنا ذریعہ معاش بنانا مناسب نہیں ہے۔[1]

(۱) عن أبی سعید الخدری ان ناسا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتوا علی حی من احیاء العرب فلم یقروهم فبینماهم کذلک، اذ لدغ سید اولئک، فقالوا: هل معکم دواء أو راق؟ فقالوا: نعم انکم لم تقرونا ولا نفعل حتی تجعلوا لنا جعلا فجعلوا لهم قطیعا من الشاة فجعل یقرأ بأم القرآن ویجمع بزاقه ویتفل فبرأ فأتوا بالشاة فقالوا: لا ناخذه حتی نسأل النبی صلی اللہ علیه وسلم فسألوا فضحک وقال: ما ادراک انها رقیة خذوها واضربوا لی بسهم. (البخاری: (۲/ ۸۵۴)، باب الرقی بفاتحة الکتاب، ویذکر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ط: قدیمی)

ولاباس بالمعاوضات اذا کتب فیها القرآن ... اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بأن یقرأ علی =

تعویذ پر اجرت لینا

اگر تعویذ کے الفاظ صحیح ہیں یا قرآن وحدیث کے الفاظ ہیں اور اس میں کسی قسم کے شرکیہ الفاظ نہیں ہیں، جن وشیاطین وغیرہ سے مدد کی بات نہیں ہے اور تعویذ کو خود مؤثر نہ سمجھے جیسا کہ کفار ومشرکین سمجھتے ہیں بلکہ اثر کرنے والا، شفا دینے والا، فائدہ پہنچانے والا، نقصان سے بچانے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے اور تعویذ کو ایک سبب سمجھے جیسا کہ بیماری کے دوران گولی (ٹیبلٹ) کیپسول اور شربت وغیرہ سبب کے طور پر لیتے ہیں اور شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے ہیں اسی طرح تعویذ کو بھی استعمال کرے تو جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص اس عقیدے سے تعویذ استعمال کرتا ہے کہ تعویذ ہی اثر کرتا ہے اور تعویذ ہی شفا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نہیں تو یہ شرک ہے اس قسم کے عقیدے کے ساتھ تعویذ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

=المريض او الملدوغ الفاتحة او يكتب في ورق ويعلق عليه او طست ويغسل ويسقى وعن النبي عليه السلام انه كان يعوذ نفسه قال رضي الله عنه وعلى الجواز عمل الناس اليوم وبه وردت الآثار۔ (شامي: (۳۶۴/۶) فصل في اللبس، ط:سعيد)

شرح الامام النووي على صحيح مسلم: (۲۲۴/۲) كتاب السلام، باب جواز اخذ الاجرة على الرقية، ط:قديمي۔

(۱) وقد أجمع العلماء على جواز الرقي عند اجتماع ثلاثة شروط، أن يكون بكلام الله تعالى وباسمائه وصفاته وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى۔ (فتح الباري: (۱۹۵/۱۰) كتاب الطب، باب الرقي بالقرآن والمعوذات، ط: دار المعرفة)

فيض القدير للمناوي: (۲۰۱/۲) رقم الحديث: ۱۱۵۲، حرف الألف، ط: دار الحديث القاهرة۔

عن عوف بن مالك الأشجعي قال: كنا نرقي في الجاهلية فقلنا يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا علي رقاكم لا بأس بالرقي مالم يكن فيه شرك۔ (الصحيح المسلم: (۲۲۴/۲) كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين، ط: قديمي)

المراد بها الرقي التي هي من كلام الكفار والرقي المجهولة والتي بغير العربية وما لا يعرف معناها فهذه مذمومة لاحتمال أن معناها كفر أو قريب منه أو مكروهة۔ (شرح النووي على صحيح لمسلم: =

تعیّشات

جن چیزوں کے بغیر انسانی زندگی بڑے آرام سے گزر جاتی ہے لیکن صرف لطف اٹھانے، خواہشات پورا کرنے اور عیش پرستی کے لیے استعمال ہوتی ہیں ان اشیاء اور خدمات کو تعیّشات یا شاہانہ انداز کہا جاتا ہے۔[1]

تعیّشات کے اعلانات

موجودہ معاشرے میں دنیا پرستی، دولت کی ہوس اور ایک دوسرے سے معاشی مقابلے کی جو فضا پیدا ہوئی ہے اس میں بلاشبہ مروجہ تشہیری طریقے کا بڑا ہاتھ ہے، اگر کوئی غریب آدمی اپنی خواہش پوری نہ کر سکے تو وہ مستقل طور پر

=(۲/۲۱۹) كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقي، ط: قديمي)

في المجتبى: التميمة المكروهة ما كان بغير العربية۔ (قوله: التميمة المكروهة) أقوله: الذي رأيته في المجتبى التميمة المكروهة ما كان بغير القرآن ... ولا بأس بالمعوذات إذا كتب فيها القرآن أو أسماء الله تعالى ... وإنما تكره العوذة إذا كانت بغير لسان العرب، ولا يدري ما هو ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك، وأما ما كان من القرآن أو شيئ من الدعوات فلا بأس به اھ۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۶۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

لان المتقدمين المانعين الاستيجار مطلقا جوزوا الرقية بالاجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحاوى لانها ليست عبادة محضة بل من التداوى۔ (ردالمحتار: (۶/ ۵۷) كتاب الإجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: سعيد)

(۱) والمنفعة كالذي يشتهي خبز البر ولحم الغنم اولطعام الدسم، والزينة كالمشتهي بحلوى والسكر۔ (شرح الحموي على الأشباه: (۱/ ۲۵۲) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن)

الأشباه والنظائر للسيوطي: (۱/ ۸۵) القاعدة الثانية: ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية۔

عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث به أي أرسل إلى اليمن أي قاضيا ووالياً، قال: إياك والتنعم"، وهو المبالغة في تحصيل قضاء الشهوات على وجه التكلف في البغية بتكثير النعمة والحرص على النهمة۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/ ۳۴۸) كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

مایوسی، بے چارگی اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یا تو وہ خودکشی کر لیتا ہے یا چور، ڈاکو یا دہشت گرد یا کرایہ کا قاتل بن جاتا ہے، اس لیے تاجروں کو تعیشات یا شاہانہ انداز کی چیزوں کی تشہیر اور اعلان نہیں کرنا چاہیے تاکہ عام لوگوں میں ان چیزوں کی طلب پیدا نہ ہو ورنہ یہ لوگ بھی اس طلب کو پورا کرنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز طریقے سے دولت حاصل کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ ساتھ تشہیر کرنے والے بھی گناہ گار ہوں گے۔[1]

تعین

چیز اور قیمت کا تعین دو طرح سے ہو سکتا ہے:

1. ان کی طرف اشارہ کرنے سے متعین ہوتا ہے۔
2. ان کی مقدار اور وصف بیان کرنے سے بھی متعین ہوتا ہے۔

نیز بازار میں جو کرنسی رائج ہے صرف اس کرنسی کا نام لینے سے بھی متعین ہو جاتا ہے۔[2]

---

(۱) فإن كل مايؤدي إلى الشر شر۔ (روح المعاني: (۲۵۲/۷) سورة الأنعام: ۱۰۸، ط: رشيديه)

التفسير المظهري: (۲۷۶/۳) سورة الأنعام: ۱۰۸، ط: مكتبة الرشد۔

تفسير البيضاوي: (۴۴۱/۲) سورة الأنعام: ۱۰۸، دار الفكر۔

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

كل ما أدى إلى مالا يجوز لايجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

(۲) يلزم أن يكون الثمن معلوما۔ إذا كان الثمن حاضرا فالعلم به يحصل بالمشاهدة والإشارة إليه، وإذا كان غائبا يحصل ببيان مقداره و وصفه۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۵۸/۱، ۱۵۹) رقم المادة: ۲۳۸، ۲۳۹) الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الأول في بيان المسائل المرتبة على أوصاف الثمن... الخ، ط: رشيديه)

(ولا بد من معرفة قدر و وصف ثمن غير مشار ولا مشار) أي لايصح البيع إلا بمعرفة قدر المبيع والثمن و وصف الثمن إذا كان كل منهما غير مشار إليه، أما المشار إلى فغير محتاج إليهما ... =

تغیر واقع ہو

(۴۱۰) تغیر واقع ہونے سے مراد یہ ہے کہ خریدار نے ایک ایسی چیز کا سودا کرلیا جو اس نے سودا کرنے سے کافی پہلے دیکھی تھی، لیکن جب سودا ہونے کے بعد چیز سامنے آئی تو اس میں تبدیلی آچکی تھی، اب خریدار کو اختیار ہے کہ بیع باقی رکھے یا منسوخ کردے کیونکہ تبدیلی آنے کے بعد مذکورہ چیز وہ نہیں رہی جس کو خریدار نے خریداری سے پہلے دیکھا تھا لہٰذا یہ سودا ختم کرسکتا ہے، لیکن اگر کوئی قابل ذکر تبدیلی واقع نہیں ہوئی تو پھر خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔[1]

تفریط زر

اگر اشیا کی قیمتوں میں کمی ہوجائے اور زر کی قدر میں اضافہ ہو اس کو اردو میں تفریط زر کہتے ہیں۔[2]

=وأشار بالمعرفة إلى أن الشرط العلم دون ذكرهما۔ (البحر الرائق: (۲۷۷،۲۷۳/۵) كتاب البيوع، فصل يدخل البناء... الخ، ط: سعيد)

(ويشترط لصحته معرفة قدر) مبيع وثمن (ووصف ثمن)... غير مشار إليه (لا) يشترط ذلك في (مشار إليه) لنفي الجهالة بالإشارة۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۲۹/۴، ۵۳۰) كتاب البيوع، مطلب: مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)

(۱) من رأى شيئاً بقصد الشراء ثم اشتراه بعد مدة وهو يعلم أنه الشيء الذي رآه لاخيار له إلا أنه إذا وجد ذلک الشيء قد تغير عن حاله الذي رآه فيه كان له الخيار حينئذ. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۴۰/۱، ۱۴۱) المادة: ۳۳۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: مكتبه فاروقيه)

وإن كان قد تغير عن حاله فله الخيار، لأنه إذا تغير عن حاله فقد صار شيئاً آخر فكان مشترياً شيئاً لم يره فله الخيار إذا رآه. (بدائع الصنائع: (۲۹۳/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

الدر المختار مع الرد: (۶۰۱/۴) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد.

(۲) اسلام اور جدید معاشی مسائل: (۲۳۶/۷، ۲۳۷) نظام زر، عنوان: قدر زر، افراط وتفریط زر اور قیمتوں کا اشاریہ"، ط: ادارہ اسلامیات۔

تفریق صفقہ

تفریق صفقہ جائز نہیں۔ مثلاً: ❶ کسی نے موتیوں کی ایک لڑی کے بارے میں کہا کہ یہ لڑی ایک ہزار روپے میں آپ کو فروخت کردی اس پر خریدنے والے نے کہا کہ اس میں سے پانچ موتی میں نے لے لیے یا یوں کہا آدھے موتی میں نے خرید لیے تو جب تک وہ بیچنے والا اس پر راضی نہ ہو بیع نہیں ہوگی؛ کیوں کہ اس نے پوری لڑی کو بیچا ہے تو جب تک وہ پانچ موتی یا آدھے موتی بیچنے پر راضی نہ ہو بیع نہیں ہوگی اور خریدنے والے کو اس میں سے کچھ لینے اور کچھ نہ لینے کا اختیار نہیں ہوگا، اگر لینا چاہے تو پوری لڑی لینا پڑے گی، ہاں اگر بیچنے والے نے یہ کہہ دیا کہ ہر ہر موتی سو سو روپے کا ہے اس پر خریدار نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے خریدے تو پانچ موتیوں کا سودا ہوگیا۔

❷ کسی کے پاس مثلاً چار چیزیں ہیں قلم، دوات، کاپی اور پنسل اس نے کہا یہ سب میں نے سو روپے میں بیچے، اس کی منظوری کے بغیر یہ اختیار نہیں کہ بعض چیزیں لے لے اور بعض چیزیں چھوڑ دے، کیوں کہ وہ سب کو ساتھ ملا کر بیچنا چاہتا ہے الگ الگ نہیں، ہاں اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ بتا دے تو اس میں سے ایک آدھ چیز بھی خرید جا سکتی ہے۔[1]

مزید ''مبیع میں تفریق جائز نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) إذا أوجب أحد المتعاقدين بيع شيئ بشيئ يلزم لصحة العقد قبول العاقد الآخر على الوجه المطابق للإيجاب وليس له تبعيض الثمن أو المثمن وتفريقهما فلو قال البائع للمشتري: بعتك هذا الثوب بمائة قرش مثلاً فإذا قبل المشتري البيع على الوجه المشروع أخذ الثوب جميعه بمائة قرش وليس له أن يقبل جميعه أو نصفه بخمسين قرشا وكذا لو قال له: بعتك هذين الفرسين بثلاثة آلاف قرش وقبل المشتري بأخذ الفرسين بالثلاثة وليس له أن يأخذ بألف وخمسمائة) وذلك لئلا يلزم تفريق الصفقة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۶۶) المادة: ۱۷۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، ط: دار الكتب العلمية)=

تکافل

بینک کے بعض حامی علماء کرام نے بیمہ کا متبادل تکافل کا طریقہ نکالا ہے جیسے پاک قطر فیملی اور جنرل تکافل کمپنی وغیرہ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ تکافل کا طریقہ کار بھی شریعت کی رو سے درست نہیں ہے۔ ان سے تکافل پالیسی خریدنا جائز نہیں ہے۔ اس طریقہ کار میں بھی وہی تمام خرابیاں موجود ہیں جو انشورنس میں ہیں۔ صرف نام عربی میں کر دیا ہے لیکن اردو اور انگریزی کے بجائے عربی نام رکھنے سے حرام حلال نہیں ہوگا۔ (١)

= لو ذكر أحد المتبايعين أشياء متعددة وبين لكل واحد ثمنا على حدته وجعل لكل على الانفراد إيجابا وقبل الآخر بعضها بالثمن المسمى له إنعقد البيع فيما قبله فقط۔ مثلاً: لو ذكر البائع أشياء متعددة وبين لكل منها ثمنا معينا على حدة وكرر لفظ الإيجاب لكل واحد منهما على الإنفراد كأن يقول: بعت هذا بألف و بعت هذا بألفين فالمشتري حينئذ له أن يقبل ويأخذ أيهما شاء بالثمن الّذي عين له)؛ لأنّه بتكرار الإيجاب يتكرر العقد فصار كأنّه باع بصفقات متعددة۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (٦٨/١) المادة: ١٨٠، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الأوّل، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، ط: دار الكتب العلمية)

إذا أوجب أحد المتبايعين في أشياء متعددة بصفقة واحدة سواء عين لكل منها ثمنا على حدة أم لا فللآخر أن يقبل ويأخذ جميع المبيع بكل الثمن وليس له أن يقبل ويأخذ ما شاء منها بالثمن الّذي عين له بتفريق الصفقة) ...؛ لأنّ فيه تفريق الصفقة على البائع، ولكن لو رضي البائع بذلك جاز البيع ويحصل رضاه قبولاً و قبول المشتري إيجابا؛ لأنّ هذا البيع مما ينقسم الثمن عليه بالأجزاء۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (٦٨/١) المادة: ١٧٩، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الأوّل، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (٥٢٦/٤) كتاب البيوع، مطلب: مايوجب اتحاد الصفقة وتفريقها، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (٢٦٨،٢٦٧/٥) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(١) (العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني ولذا يجري حكم الرهن في البيع بالوفاء) أي أن العقود المبنية على الأغراض والمقاصد لا على الألفاظ كالبيع والإجارة والحوالة تعتبر فيها المقاصد والمعاني، ولا عبرة للألفاظ، ولهذا جري حكم الرهن في البيع بالوفاء وإن كان منعقداً بلفظ البيع: لأنه لم يقصد به تمليك المبيع للمشتري بل تأمينه على دينه... ومما يتفرع على هذه =

تل دے کر سرسوں کا تیل لیا

''سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۲/۴) (۴۱۳)

تلقی جلب

''تلقی جلب'' سے مراد یہ ہے کہ باہر سے آنے والے تجارتی قافلہ کے شہروں میں آنے سے پہلے ہی کوئی شخص جا کر ان سے غلہ وغیرہ خرید لے اور شہر میں آکر اس سے زیادہ قیمت پر فروخت کر دے، یہ مکروہ ہے۔ (۱)

تمام مسلمان ممالک ایک ہی ملک ہیں

اسلام نے تمام مسلمان ممالک کو ایک ہی ملک قرار دیا ہے، اسلامی خلافت میں تمام مسلمان ایک ملک کی تصویر ہوتے ہیں، آج مسلمان دین اور دین کی جدوجہد میں کمزوری کی وجہ سے کئی ملکوں میں تقسیم ہو گئے ہیں، ایک ملک سے دوسرے ملک سامان پہنچانے کو آج کل برآمدات کہا جاتا ہے، تمام مسلمان ممالک میں سامان پہنچانے اور وہاں رہنے والے مسلمان بھائیوں کی ضروریات کو پورا

=القاعدة مالو قال: وهبتك هذه الدار بثوبك هذا كان بيعاً بالإجماع إذ العبرة للمعاني لا للألفاظ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۵) المادة: ۳، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۲۱) المادة: ۳، ط: دار الجيل.

تبيين الحقائق: (۵/۳۶) كتاب الصلح، ط: امداديه ملتان.

(۱) (قوله في المتن: وتلقي الجلب) بمعنى المجلوب... وصورته أن واحدًا من المصر أخبر بمجيئ قافلة عظيمة وأهل المصر في قحط وجدب فتلقى ذلك الواحد ويشتري منهم جميع مايمتارون ويدخل المصر ويبيعه على ما يريد من الثمن ولو تركهم فأدخلوا ميرتهم بأنفسهم وباعوها من أهل المصر بتفرقة توسع أهل المصر بذلك فإذا كان الأمر كما وصفنا فهو مكروه۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۴/۶۸) كتاب البيوع، فصل: قبض المشتري المبيع في البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

الجوهرة النيرة: (۱/۲۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيه پشاور۔

العناية مع الفتح: (۶/۴۳۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فيما يكره، ط: دار الكتب العلمية۔

کرنے کے لیے بھی برآمدات کا طریقہ اختیار کرنا مناسب ہے، اسی طرح غیر مسلم ممالک میں رہنے والے انسان بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں ان کی ضروریات کو پورا کرنا بھی مسلمان تاجروں کی اخلاقی ذمہ داری ہے، لہٰذا ان ممالک کے بازاروں اور منڈیوں کا بھی برآمدات کے لیے انتخاب کرنا چاہیے۔ (۱)

تمباکو

''تمباکو'' کی خرید وفروخت جائز ہے۔ البتہ بدبو کی وجہ سے بہتر نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) {وإن هٰذه أمتكم أمة واحدة وأنا ربكم فاتقون}۔ [المؤمنون: ۵۲]

{إنما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون}۔ [الحجرات: ۱۰]

عن ابن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لايظلمه ولايسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ... الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل جسد إذا اشتكى عضو منه تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲/۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الراحمون يرحمهم الرحمٰن ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

روى أن ثمامة بن أثال الحنفي أسلم في زمن النبي صلى الله عليه وسلم، فقطع الميرة عن أهل مكة، وكانوا يمتارون، فكتبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألونه أن يأذن له في حمل الطعام إليهم، فأذن له ذلك، وأهل مكة يومئذ كانوا حربا لرسول الله صلى الله عليه وسلم فعرفنا أنه لابأس بذلك، وهذا لأن المسلمين يحتاجون إلى بعض ما في ديارهم من الأودية والأمتعة، فإذا منعناهم ما في ديارنا فهم يمنعون أيضا ما في ديارهم۔ (شرح السير الكبير: (۱۸۲/۲) باب مايكره إدخاله دار الحرب ومالايكره، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) (وصح بيع غير الخمر) مما مر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والأفيون۔

(وفي الرد: قوله: وصح بيع غير الخمر) ... ثم إن البيع وإن صح لكنه يكره)۔ (الدر مع الرد: (۴۵۴/۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد) =

تمباکو کی تجارت

"تمباکو" کی کئی اقسام ہیں اور حکم بھی مختلف ہے۔

① اگر تمباکو میں نشہ اور بدبو نہیں تو اس کا استعمال بلاکراہت جائز ہے۔

② اور اگر تمباکو میں نشہ نہیں لیکن بدبو ہے تو اس کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے۔ (۱)

③ اور اگر تمباکو میں نشہ ہے تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔ (۲)

= ويمنع من بيع الدخان ونحوه۔ (الشامية: (۴۵۹/۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الشامية: (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر المنتقى مع مجمع الأنهر: (۱۵۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۳۱/۵) كتاب البيوع، بيع الغرر، ط: رشيديه۔

(۱) تالیفات رشیدیہ: (ص: ۴۶۱) جواز وحرمت کے مسائل، عنوان: حقہ پینا اور عنوان: تمباکو کھانا، سونگھنا یا حقہ پینا، ط: ادارۂ اسلامیات لاہور۔

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا، فإن الملائكة تتأذى مما تتأذى منه الإنس۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۶۸) كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأول، ط: قديمي)

ذكر ما يستفاد منه: فيه كراهة أكل الثوم النيء ولا يحرم أكله فالكراهة فلرائحة الكريهة ولهذا قال من أكل من هذه الشجرة فلا يغشانا في مسجدنا۔ (عمدة القاري: (۲۰۹/۶) كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ط: دار الكتب العلمية)

وفي هذه الأحاديث بيان جواز أكل الثوم والبصل والكراث إلا أن من أكلها يكره له حضور المسجد وقد ألحق بها الفقهاء ما في معناها من البقول الكريهة الرائحة كالفجل۔ (فتح الباري: (۵۷۵/۹) كتاب الأطعمة، باب ما يكره من الثوم والبقول ... الخ، ط: دار المعرفة)

هذا تصريح بإباحة الثوم وهو مجمع عليه، لكن يكره لمن أراد حضور المسجد وحضور جمع في غير المسجد ... ويلحق بالثوم كل ما له رائحة كريهة من البصل والكراث ونحوهما۔ (إنجاح الحاجة على هامش ابن ماجة: (ص: ۲۴۱) كتاب الأطعمة، باب أكل الثوم، ط: قديمي)

(۲) عن سعيد بن أبي بردة عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه قال: لما بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعاذ بن جبل قال لهما: يسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا، وتطاوعا، قال أبو موسى: يا رسول الله! =

لہٰذا نشے والے تمباکو کے علاوہ باقی تمباکو کی تجارت جائز ہے اور اس پر حاصل ہونے والی آمدنی بھی حلال ہے۔ (۱)

تمباکو کی خرید وفروخت

تمباکو کا استعمال شرعاً ناجائز نہیں ہے اور آج کل تمباکو کی تجارت ایک بہت بڑا ذریعہ معاش بن گیا ہے لہٰذا غربت اور تنگی کے اس دور میں اس کی خرید وفروخت

= إنا بأرض يصنع فيها شراب من العسل يقال له: البتع، وشراب من الشعير يقال له: المزر. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كل مسكر حرام". (الصحيح البخاري: (۹۰۴/۲) كتاب الأدب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم يسرا ولا تعسرا، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۱۶۷/۲) كتاب الأشربة، باب بيان كل مسكر حرام، ط: قديمي۔

سنن أبي داود: (۱۶۲/۲) كتاب الأشربة، باب ماجاء في السكر، ط: امداديه ملتان۔

(۱) (وصح بيع غير الخمر) مما مر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والأفيون۔

(وفي الرد: قوله: وصح بيع غير الخمر) ... ثم إن البيع وإن صح لكنه يكره)۔ (الدر مع الرد: (۴۵۴/۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

ويمنع من بيع الدخان ونحوه۔ (الشامية: (۴۵۹/۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الشامية: (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر المنتقى مع مجمع الأنهر: (۱۵۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۳۱/۵) كتاب البيوع، بيع الغرر، ط: رشيديه۔

وبالجملة ان ثبت في هذا الدخان اضرار صرف خال من المنافع فيجوز الافتاء بتحريمه و ان لم يثبت انتفاعه فالاصل حله مع ان في الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمين فان اكثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحليله ايسر من تحريمه وماخير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين امرين الا اختار ايسرهما۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۳۶۶/۲) مسائل وفوائد شتى، ط: امداديه ملتان)

قال العلامة ابو الحسنات عبدالحى اللكنوى رحمه الله فى رسالة رفع الالتباك فى حكم تعاطى بشجرة التمباك، امابيعها وشرائها فيجوز لامكان الانتفاع بها، (مجموعة الفتاوى، كتاب البيع، (۱۲۷/۲) ط: سعيد)

شامى، كتاب الاشربة، (۴۵۹/۶) ط: سعيد

کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ بدبو والی چیز ہے اس لیے پرہیز بہتر ہے۔ (۱)

تمباکو میں ملاوٹ ہے

اگر تمباکو خالص نہیں ہے بلکہ اس میں ملاوٹ ہے تو فروخت کرتے وقت خریداروں پر ظاہر کردے کہ اس میں ملاوٹ ہے ورنہ جھوٹ اور دھوکا ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔ (۲)

تنسیخ، معاہدہ بیع اور کمیشن

''کمیشن اور تنسیخ بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۳/۵)

تنگی رزق ہو تو کیا کرے

''رزق کی تنگی ہو تو کیا کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷/۴)

توابع ذکر کیے بغیر بیع میں داخل ہو جاتے ہیں

کسی بھی چیز کی بیع (خرید وفروخت) میں اس کے توابع ذکر کے بغیر بھی داخل ہوں گے، مثلاً اگر کسی نے گھر فروخت کیا تو اس کی دیوار، چھت، دروازے، کھڑکی سب بیع میں داخل ہو جائیں گے اگرچہ ان چیزوں کا علیحدہ علیحدہ نام نہ لیا ہو،

---

(۱) وبالجملة ان ثبت فی هذا الدخان اضرار صرف خال من المنافع فیجوز الافتاء بتحریمه و ان لم یثبت انتفاعه فالاصل حله مع ان فی الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحلیله ایسر من تحریمه وماخیر رسول الله صلی الله علیه وسلم بین امرین الا اختار ایسرهما۔ (تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۳۶۶/۲) مسائل وفوائد شتی، ط: امدادیه ملتان)

قال العلامة ابو الحسنات عبدالحی اللکنوی رحمه الله فی رسالة رفع الالتباک فی حکم تعاطی بشجرة التمباک، اما بیعها وشرائها فیجوز لامکان الانتفاع بها، (مجموعة الفتاوی: (۱۲۷/۲) کتاب البیع، ط: سعید)

شامی: (۴۵۹/۶) کتاب الاشربة، ط: سعید۔

(۲) تخریج کے لیے ''ملاوٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اسی طرح جس شخص نے کوئی زمین فروخت کر دی تو اس میں جتنے بھی درخت کھڑے ہیں خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے، پھل دار ہوں یا پھل کے بغیر سب بیع میں آجائیں گے اگرچہ ایک ایک کر کے ہر چیز کا الگ الگ نام نہ لیا ہو البتہ اگر فروخت کرنے والے نے صاف صاف الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ گھر کی دیوار یا چھت یا زمین کے درختوں کو ہم فروخت نہیں کرتے اس صورت میں پھر یہ چیزیں بیع میں داخل نہیں ہوں گی صرف زمین فروخت میں داخل ہوگی۔ (۱)

توانائیاں کس میں ضائع ہو رہی ہیں؟

"مجھ سے خرید لو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۳/۶)

تول کر اشیاء فروخت کرنا

کھانے کی چیزیں مثلاً گندم، دال، چنے، چینی، جو وغیرہ چیزوں کو ناپ تول کر فروخت کرنا جائز ہے، اسی طرح اندازے سے بیچنا بھی جائز ہے جب کہ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں اندازے کے ساتھ لینے پر راضی ہوں اور جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو، البتہ ایک ہی جنس کی چیزوں کے آپس میں تبادلہ کرنے کی

---

(۱) كل ما كان في الدار من البناء... متصلاً به تبعا لها دخل في بيعها...۔ (فيدخل البناء والمفاتيح المتصلة أغلاقها... والسلم المتصل والسرير والدرج المتصلة والرحى (في بيعها) أي الدار... ويدخل الشجرة في بيع الأرض بلا ذكر... مثمرة كانت أو لا صغيرة أو كبيرة۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۴۷/۴، ۵۵۰) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعا وما لا يدخل، ط: سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۹۲/۱، ۹۳) المادة: ۲۳۲، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني، الفصل الرابع: في بيان ما يدخل في البيع بدون ذكر صريح وما لا يدخل، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۴۱/۱، ۱۴۶) المادة: ۲۳۲، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۲۹۳/۵، ۲۹۴) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

صورت میں کمی زیادتی یا اندازہ سے بیچنا جائز نہیں۔ [۱]

تول کر بکنے والی چیز دونوں طرف ایک طرح کی نہ ہو

اگر تول کر بکنے والی چیزیں دونوں طرف ایک طرح کی نہ ہوں جیسے گیہوں دے کر دھان لیا یا جو، چنا، جوار، نمک، گوشت، سبزی وغیرہ کوئی اور چیز لی غرض کہ دونوں طرف ایک چیز نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں تو اس صورت میں دونوں چیزوں کا وزن برابر ہونا لازم نہیں، ایک کلو گیہوں کے عوض چاہے دس کلو دھان وغیرہ لے لیں یا ایک پاؤ کے برابر لیں ہر صورت جائز ہے، البتہ دونوں کے سامنے دونوں طرف سے چیزوں کا لین دین ہو جانا چاہیے، اور اگر دونوں طرف سے لین دین نہ ہو تو کم سے کم اتنا ہونا ضروری ہے کہ دونوں چیزیں الگ کر کے رکھ دی جائیں، اگر ایسا نہیں کیا تو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔ [۲]

---

(۱) أخبرنا عبد الرزاق قال: عن الثوري عن إبراهيم، وسليمان التيمي في رجل يكيل في أوعيته كيلاً معلوماً، ثم يقول للمشتري: قد كلت فيه كذا وكذا ولكن لا أبيعك إلا جزافاً كانا لا يريان به بأساً، قال سفيان: هذا من أحسن البيوع عندنا۔ (مصنف عبد الرزاق: (۱۳۲/۸) رقم الحديث: ۱۳۶۰۳، كتاب البيوع، باب المجازفة، ط: إدارة القرآن)

وصح بيع الطعام ... كيلاً وجزافاً ... إذا كان بخلاف جنسه۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۳۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: يعتبر الثمن في مكان العقد، ط: سعيد)

الهداية: (۲۲/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه۔

الجوهرة النيرة: (۲۲۷/۱) كتاب البيوع، ط: حقانيه پشاور۔

البحر الرائق: (۲۸۲/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) (وإن وجد أحدهما فقط حل التفاضل) كما إذا بيع قفيز حنطة بقفيزي شعير يداً بيد حل الفضل فإن أحد جزأي العلة وهو الكيل موجود هنا دون الجزء الآخر وهو الجنسية... (لا النساء) أي لا يحل النساء... ولو بالتساوي۔ (مجمع الأنهر: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

ولو باع الحنطة بالشعير متفاضلاً يداً بيد جاز۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۹/۳) كتاب البيوع، الفصل السادس في تفسير الربا وأحكامه، ط: رشيديه)

تول کر بکنے والی چیزوں کو پیسے وغیرہ کے عوض میں لینا

اگر تول کر بکنے والی چیزوں کو روپے پیسے سے خریدا یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز کے عوض میں لیے جو تول کر نہیں بکتی بلکہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے مثلاً ایک تھان کپڑا دے کر گیہوں وغیرہ لیے یا گیہوں چنے دے کر انڈے، کیلے، گلاس وغیرہ ایسی چیزیں لیں جو گن کر بکتی ہیں غرض کہ ایک طرف ایسی چیز ہے جو تول کر بکتی ہے اور دوسری طرف گنتی سے یا گز سے ناپ کر بکنے والی چیز ہے تو اس صورت میں دونوں جانب برابر ہونا بھی ضروری نہیں اور آمنے سامنے دونوں طرف سے لین دین ہو جانا یا الگ کر کے رکھنا بھی ضروری نہیں ہے۔

مثلاً ایک سو روپے کا چاہے جتنا گیہوں، آٹا، سبزی خریدے اسی طرح کپڑا دے کر چاہے جتنا اناج لے لے، گیہوں چنے وغیرہ دے کر چاہے جتنے کیلے، انڈے، گلاس وغیرہ لے اور چاہے اسی وقت اس جگہ رہتے رہتے لین دین ہو جائے اور چاہے الگ ہونے کے بعد ہر طرح یہ معاملہ جائز ہوگا۔ (۱)

تول کر جانور فروخت کرنا

''وزن کر کے جانور فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۴/۶)

---

(۱) (وحلا بعدمهما) أي حل التفاضل والنساء بعدم الجنس والقدر لعدم العلّة الموجبة للحرمة إذ الأصل الجواز على ما بينا والحرمة تعارض فيجوز ما لم يثبت فيه دليل الحرمة۔ (قوله: في المتن: وحلا بعدمهما) كما إذا اختلف النوعان مما يكال ولا يوزن حيث يجوز التفاضل بأن يباع الثنان بواحد كالثوب الهروي بالمروي والجوز بالبيض والحيوان بالثياب ويجوز نسيئة أيضًا اهـ غاية۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۸۸/۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: امدایه ملتان)

(قوله: وحل بعدمهما) أي حل التفاضل والنساء عند انعدام القدر والجنس فيجوز بيع ثوب هروي بمرويين نسيئة والجوز بالبيض نسيئة لعدم العلة المحرمة۔ (البحر الرائق: (۱۲۹/۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في الإبراء عن الربا، ط: سعيد۔

تول کر دونوں نہیں بکتیں

اگر دونوں طرف الگ الگ چیزیں ہیں اور دونوں تول کر نہیں بکتیں مثلا گلاس دے کر انڈا لیا یا گندم دے کر انڈے لیے تو یہ بہر حال جائز ہے، نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔ [1]

تول کے حساب سے لینا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۶)

تولنا

جب موزونی یا مکیلی چیزیں ناپ تول کے حساب سے خریدی جائیں اور بائع (سیلر) ور مشتری (خریدار) کی موجودگی میں اس مطلوبہ چیز کو ناپ تول لیا جائے تو مشتری کو دوبارہ ناپ تول کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ خریدنے کے بعد دونوں کے سامنے ایک دفعہ ناپ کرنا یا تولنا کافی ہے۔ [2]

تولنا جھکتا ہوا

''جھکتا تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۵/۳)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲) قال فی الخانیة: لو اشتری کیلیا مکایلةً او موزونا موازنة فکال البائع بحضرة المشتری قال الامام ابن الفضل: یکفیه کیل البائع ویجوز له ان یتصرف فیه قبل ان یکیله۔ (شامی: (۱۵۱/۵) مطلب فی تصرف البائع فی المبیع قبل القبض، ط: سعید)

أما اذا کاله فی حضرته فانه یغنی عن کیله وهو الصحیح لان المبیع صار معلوما بکیل واحد۔ (البحر الرائق: (۱۱۸/۶) فصل فی بیان التصرف فی المبیع والثمن قبل قبضه، ط: سعید)

الهدایة: (۷۹/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیة۔

تولنے میں کمی زیادتی عظیم جرم ہے

''عظیم جرم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۶/۴)

تولیدی جوہر کی تجارت

☆......موجودہ زمانے میں اچھی نسلوں والے نر جانوروں کا مادہ منویہ بازار میں فروخت ہوتا ہے، لوگ اس کو خریدتے ہیں اور اس کو اپنے مادہ جانوروں کے رحموں میں مخصوص طریقہ سے پہنچاتے ہیں جس کے نتیجے میں اچھی نسل والا جانور حاصل ہوتا ہے اس طرح مادہ منویہ کی خرید وفروخت جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه وكون الملك للبائع في مايبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۸۷/۲) الكتاب الأول في البيوع، الباب الثانی، ط: رشیدیه)

واما الذی یرجع الی المعقود علیه فانواع منها ان یکون موجودا فلاینعقد بیع المعدوم... ومنها ان یکون مالا، لان البیع مبادلة المال بالمال... ومنها ان یکون مملوکا لان البیع تملیک فلاینعقد فی مالیس بمملوک۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) کتاب البیوع، فصل: في الشرط الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعید)

واما مایشترط فی المعقود علیه ای المبیع فهو اربعة شروط: ۱-ان یکون المبیع موجودا۔ ۲-ان یکون المبیع مالا متقوما۔ ۳-ان یکون مملوکا فی نفسه۔ ۴-ان یکون مقدور التسلیم عند العقد۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۳۵۷/۴) القسم الثالث: العقود... الخ، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الثاني: شروط البيع، ط: دار الفكر)

المراد بالمال مایمیل الیه الطبع، ویمکن ادخاره لوقت الحاجة والمالیة تثبت بتمول الناس کافة او بعضهم، والتقوم یثبت بها وباباحة الانتفاع شرعاً۔ (شامی: (۵۰۱/۴) کتاب البیوع مطلب فی تعریف المال، ط: سعید)

والحاصل ان جواز البیع بدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: في بيع دود القرمز، ط: سعید)

والصحیح انه یجوز بیع کل شیء ینتفع به کذا فی التتارخانیة۔ (هندية: (۱۱۴/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالایجوز... الخ، الفصل الرابع في الحيوانات، ط: رشیدیه)

والضابط عندهم ان کل مافیه منفعة تحل شرعا فان بیعه یجوز لان الاعیان خلقت لمنفعة الانسان بدلیل قوله تعالی: خلق لکم مافی الارض جمیعا۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۱۸۲/۴) الفصل الرابع: نظرية العقد، المطلب الثاني عناصر العقد، قبيل: العنصر الرابع: موضع العقد، ط: دار الفكر)

☆......حیوانات میں نسب کی اہمیت نہیں ہے اس لیے جانوروں کی حلت اور حرمت کے مسئلے میں ماں کو اصل قرار دیا ہے لہٰذا ''تولیدی جوہر'' مادہ جانور کے رحم میں پہنچا کر اچھی نسل کا جانور حاصل کرنا مباح اور ایک جائز انتفاع ہے اور آج کل اس کی ضرورت بھی ہے نیز اس کا عرف ورواج ہوجانے کی وجہ سے یہ مال متقوم بھی ہوگیا ہے۔ (۱)

☆......حیوانات کا مادہ منویہ بھی ناپاک ہے لیکن بیع جائز ہونے کے لیے پاک ہونا شرط نہیں ہے، ناپاک ہونے کے باوجود قابل انتفاع ہونے کی صورت میں بیع جائز ہوتی ہے جیسا کہ گوبر کی بیع جائز ہے۔ (۲)

☆......نیز **عسب الفحل** (بیل کی جُفتی) کی اجرت کی ممانعت سے بھی بیل وغیرہ کے مادۂ منویہ کی خرید وفروخت پر اعتراض نہیں ہوگا کیوں کہ اس میں اصل ممنوع چیز نر جانور کو مادہ پر کُدوانے اور حاملہ کرنے کی اجرت ہے کیوں کہ اس

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲) ویجوز بیع السرقین والبعر والانتفاع بهما واما العذرة فلایجوز الانتفاع بها مالم یخلط بالتراب ویکون التراب غالبا وهذا لان محلیة البیع بالمالیة، والمالیة بالانتفاع والناس اعتادوا الانتفاع بالبعر والسرقین من حیث الالقاء فی الارض لکثرة الریع واما مااعتاده الانتفاع بالعذرة مالم یکن مخلوطا بالتراب۔ (المحیط البرهانی: (۳۳۴/۹) فصل فی مایجوز بیعه ومالایجوز بیعه، نوع آخر في بیع المحرمات، ط:إدارة القرآن)

ولاباس ببیع السرقین لانه منتفع به فکان مالا والمال محل للبیع۔ (الهدایة: (۴/ ۴۷۱) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط:رحمانیه)

ان المسلمین تمولوا السرقین وانتفعوا به فی سائر البلدان والامصار من غیر نکیر۔ (تبیین الحقائق: (۲۶/۶) فصل فی البیع، ط:امدادیه ملتان)

واستثنی الاحناف والظاهریة کل مافیه منفعة تحل شرعا فجوزوا بیعه فقالوا: یجوز بیع الارواث والازبال النجسة التی تدعو الضرورة الی استعمالها فی البساتین وینتفع بها وقودا وسمادا وکذلک یجوز بیع کل نجس ینتفع به فی غیر الاکل والشرب۔ (فقه السنة لسید سابق: (۳/ ۵۴) باب شروط العاقد، ط:دار الکتاب العربي بیروت)

صورت میں حاملہ ہونا یقینی نہیں ہے اس میں بہت سے احتمالات ہیں مثلاً ہوسکتا ہے کہ مادہ منویہ خارج نہ ہوا گر خارج ہو تو اندر جانے سے پہلے باہر گر کر ضائع ہو اور اگر داخل ہو تو صحیح نشانہ پر نہ پہنچے اور حمل نہ ٹھہرے وغیرہ لہٰذا حمل مشکوک اور مجہول ہے، مشکوک اور مجہول چیز کی اجرت لینا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔[1] ہاں اس کے باوجود تحفے وغیرہ کی گنجائش ہے۔[2]

تولیہ

''تولیہ'' یہ ہے کہ آدمی چیز کا جتنے روپے میں مالک ہوا ہے اس کی صراحت

---

(۱) قال ابن بطال فی شرح صحیح البخاری:

وذهب الکوفیون والشافعی وابوثور الی انه لایجوز عسب الفحل واحتجوا بحدیث ابن عمر رضی الله عنه فقالوا هو شیء مجهول لاندری اینتفع به ام لا؟ وقد لاینزل الفحل... ومعنی نهیه علیه السلام عن عسب الفحل هو ان یکریه الی العلوق لان ذلک مجهول لایدری متی یعلق ولایجوز اجارة المجهول کمالایجوز بیعه۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال: (۶/ ۴۱۲) کتاب الاجارات، باب عسب الفحل، ط: مکتبة الرشد)

نهی عنه للغرر لان الفحل قد یضرب وقد لایضرب وقد لایلقح الانثی وبه ذهب الاکثرون۔ (عون المعبود: (۹/ ۲۱۳) کتاب الإجارات، باب فی عسب الفحل، ط: دار الکتب العلمیة)

لاتصح الاجارة لعسب التیس وهو نزوه علی الاناث لانه عمل لایقدر علیه وهو الاحبال۔ (الدر الرد: (۶/ ۵۵) کتاب الاجارة، ط: سعید)

(۲) عن انس بن مالک رضی الله عنه ان رجلا من کلاب سأل النبی صلی الله علیه وسلم عن عسب الفحل، فنهاه فقال یارسول الله انا نطرق الفحل فنکرم فرخص له فی الکرامة قال ابوعیسی... وقدرخص قوم فی قبول الکرامة علی ذلک۔ (ترمذی: (۱/ ۲۴۰) باب ماجاء فی کراهیة عسب الفحل، ط: سعید)

وفی جامع الاصول: قال والعسب الکراء الذی یوخذ علی ضراب الفحل تقول عسب فحله یعسبه عسبا ای اکراه وعسب الفحل ایضا ضرابه۔ (جامع الاصول فی احادیث الرسول، عسب الفحل، (۱۰/ ۵۹۲) رقم الحدیث: ۸۱۷۳، ط: مکتبة الحلوانی)

کر کے اتنے ہی روپے میں کسی نفع کے بغیر فروخت یعنی (Sale on Cast)[1]۔

تولیہ کا حکم مضارب کے لیے

''مضارب کے لیے عقد تولیہ کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۵/۶)

تولیہ میں خیانت کا علم ہو

اگر بیع تولیہ میں خیانت ہونے کا علم ہو یعنی بائع (سیلر) نے سابقہ قیمت بیان کرنے میں کوئی خیانت کی ہے تو خریدار اتنی رقم کم کر دے گا جتنی رقم بائع نے خیانت کر کے زیادہ بتائی تھی۔[2]

تولیہ میں دیانت داری ضروری ہے

''مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۶)

تھانوں کی گنتی

کپڑے اور تھانوں کو گنتی اور گزوں اور میٹروں کے حساب سے فروخت کرتے وقت صحیح گنتی اور پیمائش کر کے خریدار کے حوالہ کرنا ضروری ہے، کم دینے سے

---

(۱) والتولية نقل ما ملكه بالعقد الأوّل بالثمن الأوّل من غير زيادة ربح۔ (الجوهرة النيرة: (۲۵۴/۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: حقانيه)

الدر المختار مع رد المحتار: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱۰۷/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۲) (وله الحط) قدر الخيانة (في التولية) لتحقق التولية۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

(وإن ظهر الخيانة في التولية يحط) المشتري (من ثمنه قدر الخيانة)۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۶/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية)

اللباب في شرح الكتاب: (۲۱۸/۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: قديمي۔

بچنا ضروری ہے ورنہ چوری اور خیانت ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۱)

تھن میں دودھ فروخت کرنا

''دودھ تھن میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۷/۳)

تھوڑا تھوڑا کر کے آنے والے پھل کی بیع

جو باغ تھوڑا تھوڑا کر کے پھل دیتا ہے مثلاً امرود کا باغ ہے جو سال بھر پھل دیتا ہے اور بکثار رہتا ہے تو ایسے باغ میں اگر کچھ پھل ظاہر ہو جائیں تو اس کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے اگرچہ پھل تھوڑا تھوڑا کر کے سال بھر آتا ہو۔ (۲)

تھوک فروش

☆...... تھوک فروش (ہول سیل) صنعتی ادارے اور خوردہ فروش (ریٹیل

---

(۱) {وأوفوا المكيال والميزان بالقسط ولا تبخسوا الناس أشياءهم ولا تعثوا في الأرض مفسدين}۔ (سورة هود: ۸۵)

{ويل للمطففين الذين إذا اكتالوا على الناس يستوفون وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون}۔ (سورة المطففين: (۱، ۳)

(كيلو طعامكم فإن البركة في الطعام المكيل) قال البعض: كأنه يشير إلى أنه علم كيله ووزنه حلت البركة بنفي الجهالة ونفي التهمة عن الطعام بيده وكان بعضهم إذا أنفذ حاجة مع غلمانه ختمها، ويقول: فيه فائدتان سلامة سرى من سوء الظن بالغلام، ويمنعه من الخيانة ويعوده الأمانة ـ لكن مجرد الكيل لايحصل البركة مالم ينضم له قصد الامتثال فيما يشرع كيله ومجرد عدم الكيل لاينتزعها مالم ينضم له قصد الاختيار والمعارضة ـ (فيض القدير للمناوي: (۳۴۰/۶) رقم الحديث: ۶۲۴۷، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)

(۲) ومن باع ثمرة بارزة... ظهر صلاحها أو لا صح في الأصح ـ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۵۴/۴، ۵۵۵) كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع والشمر مقصوداً، ط: سعيد)

اللباب في شرح الكتاب: (۲۰۱/۱) كتاب البيوع، ط: قديمي۔

البحر الرائق: (۳۰۰/۵) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء المفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

بیچنے والے) کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں لیکن ان کا تعلق صنعتی ادارے کے ساتھ دلال (بروکر) اور وکیل (ایجنٹ) کی طرح ملازم کا نہیں ہوتا، بلکہ ادارے کے ساتھ ان کا معاملہ خرید وفروخت کا ہوتا ہے۔

☆......جب تھوک فروش صنعتی ادارے سے سامان خریدتا ہے تو وہ سامان کا مالک بن جاتا ہے، اس کو آگے نفع کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے، اگر تھوک فروش کے پاس یہ سامان کسی وجہ سے ضائع یا خراب ہوجائے یا اس کی قیمت گر جائے تو یہ سارا نقصان تھوک فروش کا ہوگا۔[1]

تھیلوں میں پیک مال خریدنا

''ڈبہ پیک مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۴/۳)

تیل کی تجارت

تیل کی تجارت کرنا جائز ہے، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تیل اور چمڑا

---

(۱) هو مبادلة المال بالمال بالتراضي... ويلزم بإيجاب و قبول۔ وفي حاشية الشلبي: وحكمه ثبوت الملك للمشتري في المبيع وللبائع في الثمن إذا كان باتا۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۲/۴) كتاب البيوع، ط: إمداديه ملتان)

▭ بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) كتاب البيوع، وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

▭ وأما حكمه، فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا۔ (الفتاوىٰ الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الفصل الخامس في تعريف البيع، ط: رشيديه)

▭ كل يتصرف في ملكه كيف شاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۱۷/۲) رقم المادة: ۱۱۹۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الثالث، الفصل الأول، ط: دار الكتب العلمية)

▭ إذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشتري ولا شيئ على البائع۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۱/۱) المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: مكتبه فاروقيه)

▭ درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۷۸/۱) المادة: ۲۹۳، ط: دار الجيل۔

فروخت کرتے تھے۔[1]

تیل ناپاک ہے

''ناپاک تیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۹/۲)

تین خصلتیں

''تاجر میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۸/۲)

تین دن تک میرے باپ کو اختیار ہے

''باپ کو اختیار ہے تین دن تک'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۰/۲)

تین دن تک واپس کرنے کا اختیار

خریدار نے سامان خریدتے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ تین دن تک مجھے واپس کرنے کا اختیار ہے، پھر دوسرے دن آیا اور کہہ دیا کہ میں نے وہ چیز لے لی اب واپس نہیں کروں گا تو اب واپس کرنے کا اختیار ختم ہو گیا اب واپس نہیں کر سکتا، بلکہ اگر اپنے گھر ہی میں آکر کہہ دیا کہ میں نے یہ چیز لے لی اب واپس نہیں کروں گا تب بھی واپس کرنے کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

اگر بیع کو ختم کرنا چاہتا ہے یا سامان واپس کرنا چاہتا ہے تو بیچنے والے کے سامنے ختم کرنا چاہیے، غائبانہ طور پر ختم کرنے سے ختم نہیں ہوگا۔[2]

---

(۱) وكان أبو سفيان بن حرب يبيع الزيت والأدم. (المعارف لابن قتيبه الدينوري: (ص۵۷۵) تسمية من ولي العراقين، ط: دار المعارف)

حياة الحيوان للدميري: (۲۷۹/۱) باب الجيم، الجريث، ط: دار الكتب العلمية.

البصائر والذخائر للتوحيدي: (۴۳/۵) ط، دار صادر بيروت.

(۲) ومن شرط له الخيار فله أن يفسخ في المدة، وله أن يجيز، فإن أجاز بغير حضرة صاحبها جاز وإن فسخ لم يجز إلا أن يكون الآخر حاضرا۔ (وفي الفتح: فنفاذ البيع بأحد معان ثلاث: ... والمعنى =

تین دن سے زائد خیار شرط رکھنا

''خیار شرط تین دن سے زائد رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۳/۳)

تین دن سے زیادہ کی شرط لگانا

خیار شرط میں تین دن سے زیادہ کی شرط رکھنا درست نہیں ہے، اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی شرط رکھی تو اگر تین دن کے اندر یہ کہہ دیا کہ میں نے لے لیا تو بیع درست ہوگی اور اگر تین دن گزر گئے اور کوئی جواب نہیں دیا تو بیع فاسد ہوگئی اور اگر تین دن کے اندر واپس کر دیا تو بیع ختم ہوگئی۔ (۱)

تین دن گزر گئے جواب نہیں دیا

''لینے یا نہ لینے کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۴۰/۵)

=الثالث أن يجيز البيع كأن يقول: أجزت البيع ورضيته وأسقطت خياري ونحو ذلك۔ (فتح القدير مع هداية: (۲۸۹/۲، ۲۹۰) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۳۸/۲) رقم المادة: الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس، الفصل الأول: في بيان خيار الشرط، ط: رشيديه۔

ولم يذكر ما يكون إجازة بالقول صريحا ... ففي جامع الفصولين: المشتري بالخيار إذا قال: أجزت شراءه أو شئت أخذه أو رضيت أخذه بطل خياره۔ (البحر الرائق: (۱۸/۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد)

فإن فسخ بالقول لا يصح إلا إذا علم الآخر في المدة، فلو لم يعلم لزم العقد۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸۰/۵) كتاب البيوع، باب شرط الخيار، مطلب: في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد)

(۱) صح شرطه للمتبايعين ... ولأحدهما ... في مبيع ... ثلاثة أيام أو أقل ... لا أكثر) فيفسد ... غير أنه يجوز إن أجاز من له الخيار في الثلاثة فينقلب صحيحا على الظاهر۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۶۷/۵، ۵۶۹) كتاب البيوع، باب شرط الخيار، مطلب: في هلاك بعض المبيع قبل قبضه، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۴/۳، ۱۵) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: امداديه ملتان۔

البحر الرائق: (۴/۶، ۵) كتاب البيوع، باب شرط الخيار، ط: سعيد۔

تراویح کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

تراویح اور اس کے متعلقہ مسائل پر رہنمائی کرنے والا دلائل اور حوالہ جات سے آراستہ آسان اور جامع انسائیکلوپیڈیا، حفاظ کرام، علماء اور عوام الناس کے لیے قیمتی تحفہ۔

سفر کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

زندگی میں ہر شخص کو سفر سے واسطہ پڑتا ہے، حوالہ جات کے ساتھ اردو میں سفر کے قدیم وجدید مسائل پر مشتمل یہ منفرد انسائیکلوپیڈیا ہر مسافر کی دینی ضرورت ہے۔

قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

عیدالاضحی پر کی جانے والی ایک بڑی عبادت قربانی کے مسائل کی عام فہم مختصر مگر جامع کتاب، عربی کتب فقہ و فتاویٰ سے مسائل کی تخریج کے التزام کے ساتھ اردو زبان کا منفرد انسائیکلوپیڈیا۔

بیت العمار کراچی

+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224